BUREADER URAQ

میرا حق وراثت Season - 2

تحریر : منتہا چوہان

آج لڑکے والے آرہے ہیں۔ سبھی تیاریوں میں مصروف تھے۔ پیرزادہ مشن کو بہت خوبصورتی سے روشن کیا گیا تھا۔

کرتے بھی کیوں نہ۔۔۔؟؟ پیرزادہ مشن کے سب سے بڑے بیٹے ابتسام علی پیرزادہ کی بڑی بیٹی کا رشتہ جو طے ہونا تھا۔ بہت ہی اونچے خاندان سے رشتہ جڑنے جارہا تھا۔ مکمل ارینج میرج۔۔۔

آنیہ ابتسام پیرزادہ۔ابتسام اور ابرش کی بڑی بیٹی۔ شہزادیوں جیسا حسن آن بان رکھنے والی نرم و نازک سی دھیمے مزاج والی دکھنے میں باپ جیسے نین نقش تو۔۔دھیما مزاج اپنے نانا جیسا۔۔۔ماں باپ کی فرمانبردار اور سب کی آنکھوں کا تارا۔گھر کی سب سے بڑی بیٹی آنیہ ابتسام۔۔

آج اسکا رشتہ طے ہو رہا تھا۔

ابی جان نے پیرزادہ مینشن کو کیا خوب ہی سجایا تھا۔

اپنی پڑپوتی کا رشتہ طے کرنے جا رہی تھیں۔

اب وہ کچھ کمزور ہو گئی تھیں۔ لیکن۔۔۔ ان کا دبنگ انداز آج بھی پیرزادہ مینشن میں گونجتا تھا۔کہ سبھی سہم جاتے۔

کہتے ہیں ناں۔۔۔امیری ہو تو بڑھاپا بھی دیر سے آتا ہے۔۔کہنے کو وہ پردادی تھیں۔لیکن۔۔۔ بڑھاپے نے ان پے کم ہی اثر کیا تھا۔اور ماشاءاللہ سے سارے بچے ان کی بہت عزت کرتے اور پیار دیتے تھے۔

مٹھائیاں کہاں رکھی ہیں؟ عروش نے ملازمہ سے عجلت میں پوچھا۔

عروش ارتسام۔اس گھر کے چھوٹے بیٹے ارتسام کی بیوی۔جن کے دو بیٹے تھے۔

دونوں ہی بالترتیب آنیہ سے پانچ اور چھ سال چھوٹے تھے۔

اس وقت آنیہ کے رشتے کی خوشی سب ہی کر رہے تھے۔اور آنیہ تو اسکو بالکل اپنے بیٹوں کی طرح عزیز تھی۔

جی۔۔بس فائز چچا لانے والے ہیں۔۔ بلو نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔ کہنے کو تو پیرزادہ منشن کی ملازمہ تھی۔ لیکن ناز نخرے بھی پیرزادہ منشن میں رہنے والوں کی ہی طرح کے تھے۔

لڑکے والے آنے والے ہوں گے۔ابی جان نے کوئی کمی بیشی دیکھی تو ناراض ہوجائیں گیں۔ جاؤ جا کے پتہ کرو۔ عروش نے وقت دیکھتے بلو سے کہا۔ اور آگے بڑھ گئیں۔

تیزی سے سیڑھیاں اترتی وہ نیچے آئی تھی۔ وہ پیرزادہ منشن کی تتلی تھی۔ ہنستی مسکراتی کھیلتی کودتی ہر ایک کو خوش رکھنے اور اپنی زات میں مگن رہنے والی آنیہ سے تین سال چھوٹی ہانیہ ابتسام ۔ جو تھی تو اپنی بہن کا پرتو۔۔ لیکن کونفیڈینس میں اس سے بہت آگے۔ اس کے ہر انداز میں تیزی تھی۔ خوبصورتی میں اپنی ماں ابرش مجیب شمس کی کاپی تھی۔

جتنی آنیہ ٹھنڈے مزاج کی تھی۔ ہانیہ اتنی ہی غصیلی اور سخت مزاج۔

جہاں آنیہ نے باپ کے نین نقش چرائے تھے۔ وہیں آنیہ نے باپ کا غصہ اور شدت پسندی کو اپنے اندر ڈھالا تھا۔

غرض ماں کی کوئی عادت دونوں نے نہ اپنائی تھی۔

ماشاءاللہ۔۔ پیرزادہ منشن کو آج پہلی بار اپنے پورے ہوش وحواس میں اتنا سجا سنورا دیکھ رہی ہوں۔۔! ویسے ابی جان۔۔۔! لاسٹ ٹائم کب سجایا تھا۔۔ اس منشن کو۔۔؟؟

سیب باسکٹ سے اٹھا کے کھاتے وہ وہیں صوفے پے براجمان ہوتی ابی جان سے بولی تھی۔

بہت دفعہ سجایا ہے اس منشن کو بیٹا۔۔۔! ابی جان ماضی میں کھو سی گ ئی یں۔

بیٹے جب ڈاکٹر بن کے لوٹے۔۔۔۔۔۔ دلہنوں کی طرح نہ صرف منشن کو سجایا۔ بلکہ پورا ائی یر پورٹ تک دلہنوں کی طرح سجایا گیا تھا۔ سب کو تحفے تحائ ف سے نوازا گیا تھا۔ لیکن۔۔۔ نظریں کھا گ ئی یں۔۔۔ ایک بیٹا فوت ہوگیا۔۔۔ برین ٹیومر سے۔ اور بڑا بیٹا۔۔۔ علی۔۔۔ تیسرے بیٹے کی پیدائ ش پے ایک کار ایکسیڈینٹ میں بیوی سمیت اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

ابیجان۔۔۔! آپ بس اب خیالوں میں ہی رہتی ہیں۔۔۔ واپس آجائ یں۔۔ مہمان آنے والے ہوں گے۔۔۔ ! اینڈ گڈ لک مائی سویٹ ہارٹ۔۔ !

پیار سے انکے گلے لگتی وہ انکو ماضی سے باہر نکال لائی تھی۔ انکے چہرے پے مسکراہٹ رینگ گ ئی تھی۔

ہانیہ کے جانے کے بعد ماضی پھر سے پنکھ پھیلانے لگا۔

اگر ماضی سے لے کے اب تک بہت کچھ کھویا تھا۔ تو بہت کچھ پایا بھی تھا۔

انہوں نے کسطرح اکیلے تینوں پوتوں کو انکی فیملی سمیت سنبھالا تھا۔ یہ وہی جانتی تھیں۔

جی انکے تیسرے پوتے ارحام علی پیرزادہ۔۔ اور انکی محبوب بیوی لمظ۔

دونوں ہی بیٹے۔۔۔۔۔ کی پیدائ ش کے بعد گاؤں جا بسے تھے۔

انہیں گاؤں میں رہنا زیادہ پسند تھا۔ ارحام کو رنگوں سے عشق تھا۔ اور اب تو وہ بہت بڑا پینٹر بن چکا تھا۔ ہر طرح کی پینٹنگ وہ چند لمحوں میں ہی بنا لیتا تھا۔ اس نے گاؤں کی بڑی حویلی میں رہائ ش اختیار کی ہوئ تھی۔ اکثر انکا شہر پیرزادہ منشن جانا ہوتا رہتا۔ لیکن گاؤں چھوڑنے کو وہ دونوں ہی عشق کے متوالے تیار ہی نہ تھے۔

❤❤❤❤میرا حقِ وراثت❤❤❤❤

تین گاڑیاں آگے پیچھے پیرزادہ منشن میں داخل ہوئی یں تھیں۔ کہ ایک بار عام آنکھ دیکھتی گنگ رہ جائی ے۔

شان بان اور خوب ٹھاٹھ باٹھ لیے وہ میر فیملی تھی۔

میر تاج سکندر کی فیملی۔ سب سے پہلے اور آگے کی گاڑی سے وہی اترے تھے۔ان کے ساتھ انکی ہی گاڑی میں موجود ان کے بیٹے۔۔۔۔۔۔اور بہو اترے تھے۔

ساتھ میں ملازم اور ملازمہ بھی تھے۔ جو ڈھیروں سامان کے ساتھ اترے تھے۔ مٹھائی کے ٹوکرے اور دیگر سامان کے ساتھ تاج سکندر بڑے کروفر سے آگے بڑھے تھے۔

جبکہ دوسری گاڑی سے چلبلی سی اور ہنس مکھ ہم سب کی پیاری کشش افضال سکندر تھیں۔ اپنے اکڑو شوہر میر یامین سکندر کے ساتھ۔ جو کہ اب چھ ہوٹلز

سے نو ہوٹلز کے مالک بن گ ئے تھے۔ جن میں سے کچھ فائی یو سٹار کی رینج میں جانے پہچانے جاتے تھے۔ دونوں ہی ایک ساتھ چلتے چاند سورج کی جوڑی لگ رہے تھے۔ کشش نے میریامین کا بازو تھاما۔ تو یامین نے اسے گھورا۔ جبکہ اسکی گھوری پے کشش نے اسے آگے سے مزید گھوری سے نوازا۔ اور اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

جبکہ تیسری گاڑی میں کشش اور یامین کا اکلوتا بیٹا۔۔۔ میر ہادی سکندر۔ باپ سے بھی زیادہ اکھڑ مزاج ضدی مغرور اور سخت دل۔ جبکہ خوبصورتی وراثت میں ملی تھی۔ آج ماں کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اس رشتے پے راضی ہوتا فیملی کے ساتھ لڑکی دیکھنے آیا تھا۔ جبکہ لڑکی دیکھنے میں بالکل بھی انٹرسٹ نہیں تھا۔ اسکا بس ایک ہی خواب تھا۔ باپ کے ہوٹلز کو ترقی کی اونچائیوں پے پہنچانا۔ اور تاج ہوٹلز کی کامیابی کا سہرا امیر ہادی کو ہی جاتا تھا۔ جو باپ سے بھی زیادہ جنونی اور شدت پسند واقع ہوا تھا۔

سبھی ایک ساتھ اندر کی جانب بڑھے۔

بیٹے کو سمجھادیں۔۔۔میر۔۔۔! وہاں اچھے سے پیش آئی یں ۔

دھیرے سے کان میں کہتی وہ وہ یامین کو زچ کر گ ئی۔ سارے راستے وہ یہ بات کوئی دس دفعہ کہہ چکی تھی۔

آپ کا بیٹا۔۔ہے۔۔۔! آپ کی زیادہ سنتا ہے۔یہاں تک بھی آپ کے کہنے پے آگ ۓ صاحبزادے ۔ آگے بھی آپ ہی گائیڈ کر دیں۔ اور مجھے اس بات سے کنارے پے ہی رکھیں ۔ یامین نے صاف اپنا دامن بچایا۔

وہ ان ماں بیٹے کے بیچ کم ہی آتا تھا۔

ماں انتہا کی ضدی تو بیٹا۔۔۔ سوا سیر تھا۔اور وہ ان دونوں کے بیچ ہمیشہ پستا ہی آیا تھا۔

ہادی۔۔۔! بیٹا۔۔! میری بات سنیں۔۔! دھیمے سے ہادی کو پکارا۔اور اسے لیے ایک طرف ہوئی یں۔

اسے پیار سے سمجھاتیں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ یامین کی نظریں اپنی کشش پے ہی ٹکیں تھیں۔ اسکے ہونے سے ہی اسکی زندگی میں رونق تھی۔ وہ خود اور اسکی زندگی کس قدر پھیکی تھی۔ یہ سبھی جانتے تھے۔ لیکن۔۔ کشش سے شادی کے بعد اسکی زندگی رنگوں سے بھر گئی تھی۔ وہ شوخ چنچل شرارتی سی

ہر پل ہنستی خوش رہتی۔ اور زندگی کو بھرپور طریقے

سے انجوائے کرتی یامین کو زندگی کا مطلب سمجھا گئی تھی۔

کہاں کھو گئے۔۔۔؟ چلیں بھی۔

کشش نے یامین کو خیالوں سے چونکایا۔ وہ بیٹے کو اچھے سے سمجھا کے مطمئین ہوتی اب اسکے پاس آئی تھی۔

اب سب اندر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ کہ فون پے آتی کال سنتا ہادی وہیں گارڈن میں رک گیا۔

ان سب کا پیرزادہ مینشن میں بہت پیارے انداز میں اور دل سے استقبال کیا گیا تھا۔
سبھی بہت پیار سے آپس میں مل رہے تھے۔
کشش اور ابرش کی دوستی آج رشتہ داری میں بدل رہی تھی۔اور آنیہ کو بہو بنانے کا کشش کا سر توڑ ارمان آج پورا ہو رہا تھا۔وہ بے انتہا خوش تھی۔ من چاہی بہو پا لینے پے۔خوشی اسکے ہر انداز سے ظاہر ہو رہی تھی۔
دادا جی نے ایک بھرپور نظر پورے پیزادہ مینشن پے ڈالی۔اور نظر گھومتی ہوئی سامنے بڑے صوفے پے براجمان ابی جان پے جا ٹکیں۔ دادا جی کے دیکھنے پے وہ جو دادا جی کو ہی الجھی نظروں سے دیکھ رہی تھیں فوراً سے نظریں پھیریں۔
ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔؟ جیسے انہیں پہلے بھی کہیں دیکھ چکی ہوں۔۔۔؟؟
ابی جان نے دماغ پے زور ڈالا۔ لیکن۔۔انہیں یاد نہ آیا۔یہی حال دادا جی کا بھی تھا۔لیکن یادداشت ان کی بھی کمزور ہو چکی تھی۔ عمر کا تقاضا تھا۔

بڑی امی۔۔۔! یہ کشش۔۔ہیں۔۔۔! میری بیسٹ فرینڈ اینڈ۔۔۔آنیہ کی ممما۔۔۔! کشش نے تعارف کروایا تھا۔

کتنے بچے ہیں ماشاءاللہ آپ کے؟ سویرا بیگم نے محبت سے پوچھا۔

جی دو بیٹیاں ہیں۔آنیہ اور ہانیہ۔۔۔! ابرش مسکرا کے بولی۔اسکی مسکراہٹ آج بھی جان لیوا تھی۔سیڑھیاں اتر کے نیچے آتے ابتسام نے نوٹ کیا تھا۔لیکن اسکی بات پے اسکا چہرہ سپاٹ ہوا۔

دو بیٹیاں۔۔اور ایک بیٹا بھی ہے۔آہان ابتسام۔سلام کرتا وہ مزید گویا ہوتا ان سب کو ایک لمحے کو چونکا گیا۔

اچھا اچھا۔۔۔! ماشاءاللہ کیا کرتے ہیں آپ کے بیٹے؟ سویرا بیگم کے اگلے سوال پے ابرش کے چہرے پے ایک سایہ سا لہرایا تھا۔

انجینئرنگ کر رہے ہیں۔ آہان۔۔۔ ہانیہ بیٹی نے ماس کمیونیکیشن میں ایڈمشن لیا ہے۔اور ماشاءاللہ سے آنیہ ہماری ڈاکٹر بن رہی ہیں۔ابتسام کے لہجے میں اپنے سب بچوں کے لیے ڈھیر سارا پیار تھا۔

کشش تھوڑا اگر بڑائی تھی۔ کیونکہ ابرش نے کبھی کسی بیٹے کا زکر نہ کیا تھا۔

میں۔۔۔آنیہ کو لے کے آئی۔ ابرش وہاں سے دامن بچا کے اٹھ گ ئی۔ اور کچن میں آ کے خود پے کنڑول کیا۔ جو کہ مشکل لگ رہا تھا۔ پر اسے خود پے ضبط رکھنا تھا۔ اسکی بیٹی کے مستقبل کا سوال تھا۔

سب کھانے پینے کے لوازمات پے ایک تنقیدی نظر ڈالتی وہ آنیہ کے روم کی جانب بڑھی۔ جہاں وہ چھوئی موئی سی تیار کھڑی تھی۔

لائیٹ گرین کلر کا لانگ فراک اور چوڑی دار پجامہ فل بازو پہنے وہ کانوں میں گولڈ اینڈ ڈائمنڈ کے چھوٹے چھوٹے ٹاپس پہنے ناک میں چھوٹی س ڈائمنڈ نوز پن لگائے وہ آنکھوں میں کاجل کی ایک لکیر سجائے بالوں کو باندھے سر پے اچھے سے دوپٹہ اوڑھے آئینے کے سامنے کنفیوز سی کھڑی تھی۔

ماشاءاللہ میری چاند سی بیٹی اللہ نیک نصیب کرے۔ابرش نے پیار سے آنیہ کا ماتھا چوما۔

مما۔۔۔!مجھے۔۔۔ عجیب سالگ رہاہے۔۔۔!آنیہ گھبرائی سی بولی۔

نہیں۔۔میری جان گھبراناکیوں۔۔۔؟؟ایک نہ ایک دن ت بچیوں کواپنے گھر رخصت ہوناہوتاہے۔۔۔!ابرش کالہجہ نم پڑ گیا۔

مما۔۔۔!لیکن۔۔۔لڑکی کاتوکوئی گھر ہی نہیں ہوتا۔۔۔! آنیہ کی بات پے ایک پل کو ابرش چپ س ہوگ ئی۔ وہ بائیں سالہ لڑکی اسے کیا سبق پڑھا گ ئی تھی آج۔

درواشے پے ہوتی دستک سے دونوں چونکیں۔

بیگم صاحبہ نیچے سب بلارہے ہیں۔بلونے دروازے سے منہ اندر نکالتے کہا۔اور واپس مڑ گ ئی۔

ہرگھرہی عورت کاہوتاہے۔۔۔۔بس عورت پے ہے کہ وہ کیسے اپنابناتی ہے سب کو۔۔۔!

ابرش نے اسکا دوپٹہ ٹھیک کرتے اسے ساتھ لیا۔اور آگے بڑھی۔

جیسے ہی ابرش آنیہ کو لیے سیڑھیاں اتری۔سب کی نظریں اس طرف اٹھیں۔دروازے سے اندر داخل ہوتے میر ہادی کی نظر بھی اس طرف اٹھی تو پلٹنا ہی بھول گئی۔ زندگی میں پہلی بر کوئی لڑکی ایسی دکھی جو سیدھا دل میں اتری تھی۔ ایک ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

پر تھا تو میر ہادی۔۔۔کیسے کسی پے اپنے جذبات آشکار ہونے دیتا۔۔۔۔؟؟

دونوں نے بیک وقت سبکو اجتماعی سلام کیا۔تو ایک لمحے کو سبھی نے ان دونوں کی طرف باری باری دیکھا۔

آجائیں ۔۔ہادی۔۔۔! کشش نے پیار سے بیٹے کو پکارا اور اسکا تعارف کروایا۔

میر ہادی اور آنیہ ابتسام آمنے سامنے صوفوں پے براجمان ہوئے تھے۔

میر ہادی نے ایک نظر اس پری پیکر چہرہ پے ڈالی اور ساتھ ہی

ہٹا لی۔ جبکہ آنیہ کی اتھل پتھل ہوت سانسیں اسے پلکیں اٹھانے سے بھی انکاری تھیں۔

کشش پہلے بھی آنیہ سے مل چکی تھی۔ فیملی کے ساتھ آج پہلی بار یہاں آئی تھی۔

جبکہ ابتسام اور میریامین سکندر کی اکثر بزنس سرکل میں ملاقات ہوتی رہتی تھی۔۔ زیادہ اچھے سے نہ سہی۔۔ لیکن۔۔۔ایک دوسرے کو جانتے ضرور تھے۔اور جان پہچان اب رشتہ داری میں بدلنے والی تھی۔ توانکی ازواج کی وجہ سے۔انکی دوستی کی وجہ سے۔ جبکہ اس سب کا سارا کریڈیٹ کشش کو جاتا تھا۔

ابتسام ہافی سے ہلکی پھلکی گفتگو کرنے لگے۔ جبکہ نظریں بار بار ابرش کے سنجیدہ چہرے پے جاکے ٹھہر جاتیں۔ابتسام نے اسے دوبارہ مسکراتے نہیں دیکھا تھا۔

کھانالگ گیاہے۔آجائیں سب۔ عروش کے پکارنے پے سبھی چونکے۔ اور کھانے کی ٹیبل کی جانب بڑھے۔ ابرش نے بہت اچھی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ میر فیملی ان کے رکھ رکھاؤ سے بہت متاثر ہوئی۔

پھر کیاخیال ہے۔۔۔کیسالگاآپ کوہماراہادی۔۔؟؟

کشش نے پیار سے ہادی کی طرف دیکھتےابرش اورابتسام کی جانب پہلا سوال کیا۔

ماشاءاللہ بہت پیارااورنیک بچہ ہے۔ابرش کی خاموشی پے ابتسام کوہی بولنا پڑا۔

پھر۔۔۔ہم یہ رشتہ۔۔پکا سمجھیں۔۔۔؟؟کشش کوتوہرپل ہی جلدی ہوتی تھی۔

یامین اسے ہواکے گھوڑے پے سوار دیکھ رخ پھیر گیا۔

وہ ایسی ہی تھی شروع سے۔۔ رشتے کروانے میں ماہر۔ اسکا بس چلتا تو میرج بیورو کھول لیتی۔۔ بس یامین نے ہی قابو کیا ہوا تھا۔

ابرش نے ابی جان ک طرف دیکھا۔ ابی جان مسکرا دیں۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔ ماشاءاللہ سے دونوں بچوں کا اگر نصیب ایک دوسرے کے ساتھ لکھا ہے۔ تو اللہ ہم سب کے حق میں بہتر کرے۔ ابی جان نے اپنی رضامندی دے دی۔ سب نے یکجا آواز میں آمین کہا۔

اب برش کی نظریں ابتسام پے ٹکیں تھیں۔ کہ وہ کیا کہتا ہے۔

ابتسام نے ایک نظر بیوی کو دیکھا اور یامین سے مخاطب ہوا۔

ہمیں یہ رشتہ منظور ہے۔ اللہ دونوں بچوں کے نیک نصیب کرے۔ کہتے ہوئے وہ ابرش کو مطمئین کر گیا تھا۔

تو دیر کس بات کی ہے۔۔۔؟

لیں منہ میٹھا کریں۔ کشش نے فوراً مٹھائی آنیہ کے منہ میں سب سے پہلے ڈالی۔ سبھی نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔ آنیہ کی ہتھیلی پسینے سے بھر گئی تھی۔

اچھا لگے ہاتھ یہ بھی بتادیں۔۔۔ بارات کب لائیں۔۔۔؟؟

کشش کے اچانک پوچھنے پے جہاں سب نے چونک کے اسے دیکھا وہیں یامین نے ماتھے پے ہاتھ مارا۔ یہ نہیں سدھرنے والی۔

کشش۔۔۔! شتہ طے ہو گیا ہے۔۔۔! باقی سب بھی آہیستہ آہیستہ ہو جائے گا ۔۔ ابرش نے بظاہر مسکراتے کہا۔ جبکہ وہ کشش کی جلد باز طبعیت سے اچھے سے واقف تھی۔

نہیں۔۔۔اب جب رشتہ۔۔ہو گیا۔۔۔ہے۔۔۔ چلو۔۔۔کوئی فنکشن ہی ہو جائے۔۔۔ چھوٹا موٹا۔۔۔ منگنی وغیرہ۔۔۔ ! کشش نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے اپنی رائے دی۔ جبکہ میر

ہادی ماں کی سپیڈیں دیکھ سخت بوکھلایا ہوا تھا۔ اس نے صرف رشتے کی ہامی بھری تھی جبکہ اسکی ماں ہتھیلی پے سرسوں جمارہی تھی۔
منگنی سے بہتر ہے۔۔۔ نکاح کرلیا جائے۔ رخصتی بعد میں۔
بات ہو کشش کی۔۔ تو داداجی کیسے رد کرسکتے تھے۔۔؟ وہ توانکی آنکھوں کا تارا تھی۔

واہ داداجی۔۔۔! دل خوش کردیا۔۔ کیا خیال ہے آپ سب کا۔۔۔؟
نکاح زیادہ مناسب ہے۔۔۔۔! اسلام میں بھی منگنی کا کوئی کونسپٹ نہیں۔ نکاح سب سے بہتر ہے۔
ابتسام کی بات پے ابرش کے ماتھے پے بل پڑے۔ جبکہ کشش تو اپنی بات پوری ہونے پے خوشی سے پھولے نہ سمارہی تھی۔
آنیہ عروش کے ساتھ ہاں سے ہٹ گئی تھی۔ اسکا وہاں بیٹھنا محال ہو رہا تھا۔ کسی کی نظروں کی مسلسل تپش اسے اپنے اوپر محسوس ہو رہی تھی۔

ساری بات ٹھیک ہے۔ لیکن۔۔۔اتنی جلد بازی کی کیا ضرورت ہے کشش۔۔۔؟؟؟ابرش نے اعتراض کیا۔

یار ابر۔۔۔! جلد بازی کس بات کی۔۔۔؟؟میر اہادی۔۔اور آنیہ۔۔دونوں بچے سب کے سامنے ہیں۔۔اور ویسے بھی نیک کام میں دیری کیسی۔۔۔؟؟ میری خواہش ہے۔۔۔پلیز۔۔مان جاؤ۔۔۔! کشش نے دھیمے سے اسے کہا۔ اور ساتھ پیار بھری سرگوشی بھی کی۔ ابرش کو بھی اسکی مانتے ہی بنی۔

دعائے خیر ہوئی۔ اور باہمی رضا مندی سے اگلے جمعہ کی تاریخ نکاح کے لیے فکس کر دی گ ئی۔

یہ بھی صحیح ہے۔۔آہان بھی تب تک آجائے گا۔ ابتسام کے کہنے پے ابرش کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ جسے کن اکھیوں سے ابتسام نے نوٹ کیا تھا۔

آج تمہاری سسٹر کا رشتہ پکا ہو رہا ہے۔اور تم۔۔یونی آئی ہو۔۔۔؟؟ بہت بڑا دل بھئی تمہارا۔۔۔

فضا نے ہانیہ سے کہتے ایک چی ئی ر پے بیٹھتے کہا۔

تو۔۔۔؟؟ سبھی کے رشتے ہوتے ہیں۔۔سب کی شادیاں ہوتی ہیں۔تو اس میں کونسی ن ئی بات ہے؟

لیز کا پیکٹ کھول کے کھاتے ہانیہ نے لاپرواہی سے کہا۔

سبھی ہوں گے گھر۔۔۔!سوائے تمہارے۔۔۔! یار بہن کی خوشی میں ہی شامل۔ہو جاتی۔۔۔اپنے جینجو سے ہی مل لیتی۔ فضا نے مسکراتے کہا۔

مل لوں گی۔۔۔۔وقت آنے پے۔۔۔اور بہن کی خوشی میں خوش ہوں۔۔۔اسکے لیے فیصلہ گھر والوں نے لینا ہے۔میں نے نہیں۔۔!لاپرواہ انداز۔فضا تو عش عش ہی کر اٹھی۔تبھی فضا کا بھائی زبیر وہاں آگیا۔

کیسی ہو ہانیہ۔۔۔؟؟ فار ملانداز سے پوچھا۔ جبکہ ہانیہ نے بس سر ہلانے پے ہی اکتفا کیا۔

چلیں گھر۔۔۔؟؟ فضا کی جانب دیکھتا وہ مخاطب ہوا۔ تو فضا کھڑی ہو گ ئی

اوکے ڈئی یر۔۔۔! کل۔ملتے ہیں۔ فضا اس سے ملتی زبیر کے ساتھ بار نکل گ ئی۔ جبکہ ہانیہ اتھ جھاڑتی اٹھی۔ اور نظر بچا کے وہاں سے اپنی منزل کی طرف چھلاوے ک طرح غائی ب ہو گ ئی۔

⭐⭐⭐⭐میرا حقِ وراثت⭐⭐⭐⭐

بہت بہت مبارک ہو بیٹا۔۔۔! اللہ نے آپ کی بھی سن لی۔

یامین نے گھر آتے ہی میر ہادی کو مبارک باد دی۔

مما۔۔۔! آپ نے رشتہ کرنے کا کہا تھا۔۔یہ نکاح۔۔۔؟ ہادی کے ماتھے پے بل پڑے۔

بیٹا۔۔۔! یہ میری خواہش ہے۔۔۔! وہی معصومیت بھرا چہرہ۔

مما۔۔! آپ کی خواہش پہ ہی اس رشتے کے لیے تیار ہوا تھا۔ لیکن۔۔۔

آپ تو بہت جلد بازی کر رہی ہیں۔

ہادی مطمن نہ ہو سکا۔

ہادی۔۔! اب بات ہو گئی ہے۔۔ نکاح کے لیے سب راضی ہیں۔۔ تو آپ مجھے دکھی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ تو ٹھیک ہے۔۔ میں فون کر کے منع کر دوں گی ۔ آپ خوش رہیں۔۔

شاید۔۔۔ میں ہی جلد باز ہوں۔۔۔ہمیشہ کی طرح اموشنل بلیک میلنگ۔

یامین سر نفی میں ہلاتا روم میں چلا گیا۔

جانتا تھا۔اب ہادی نے ماں کو منانا تھا۔اور سب کشش کی مرضی سے ہی ہونا تھا۔کوئی بھی اس گھر میں کشش کی بات سے اختلاف نہیں کر سکتا تھا۔

! بھی اسکی خوشی کو مد نظر رکھتے تھے۔اور بیٹا تو تھا ہی ماں کا۔۔۔

روم میں آتے وہ کلائی سے گھڑی اتارتا بے اختیار مسکرایا۔

آپ کوں اکیلے اکیلے مسکرا رہے ہیں۔۔؟؟ کشش نے آڑے ہاتھوں لیا۔

بہت بڑی ڈرامہ باز ہو۔۔یار۔۔۔! یامین کے چہرے پے مسکراہٹ تھی۔

بیوی آپ کی ہوں تو۔۔۔؟؟؟ بات ادھوری چھوڑ شوہر کو دیکھا۔ تو اس نے فوراً سے اسے اپنے قبضے میں لیا۔

کیا کہا۔۔۔؟؟ پھر سے کہنا۔۔۔؟؟اس پے گرفت مضبوط کرتے وہ اسکے کان کی لو کو چھوتے بولا تھا۔ شادی کے اٹھائیس سال گزر جانے کے بعد آج بھی انکی محبت ویسی ہی تھی۔ بلکہ یامین کی محبت میں مزید شدت آگئی تھی۔

وہی۔۔۔جو آپ نے سنا۔۔۔! لگتا ہے۔۔ بڑھاپے میں جا کے کان خراب ہو گئے ہیں۔۔؟؟ سنائی کم دینے لگا ہے۔۔ ہے ناں۔۔۔؟؟ کشش نے مذاق بنایا جو پھر اسے بہت مہنگا پڑا تھا۔

✩✩✩✩

ابرش کے روم میں آنے پے خاموش بیٹھے سوچ میں گم ابتسام پے جا ٹکیں۔ لیکن پھر اسے اگنور کرتی لوشن اٹھاتی ہاتھوں اور بازو پے لگانے لگی۔

ابتسام نے پھر بھی اس پے توجہ نہ دی۔اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔اور ابرش کو یہ ہضم کہاں ہونا تھا۔زور سے لوشن اٹھا کے ٹیبل پے پٹخا۔تو ابتسام نے ایک گہری نظر اس لال پیلی ہوتی دلبر پے ڈالی۔

لیکن اگلے ہی لمحے ہٹالی۔وہ جذبات کی رو میں بہنا نہیں چاہتا تھا۔اور جو ابرش نے کیا۔اسے فراموش بھی نہیں کر سکتا تھا۔

آپ نے بہت غلط کیا ابر۔۔۔۔!لہجہ دکھی تھا۔

آپ کو میں اب بھی صحیح لگوں بھی نہیں۔

پاس ہی بیڈ پے بیٹھتے دکھی دل سے کہا۔

آپ کو۔۔۔آہان کا وجود کیوں چھپانا پڑا۔۔؟؟وہ بھی ہمارا بیٹا ہے۔۔۔۔

اسکی طرف رخ موڑتے کہا۔

نہیں۔۔۔! وہ آپ کا بیٹا۔۔ہو سکتا ہے۔۔۔لیکن۔۔۔میرا نہیں۔۔۔!

ابرش قطعی انداز میں بولی تھی۔

آپ۔۔۔اتنے چھوٹے دل کی مالک تو نہ تھی۔۔۔؟؟اتنا چھوٹا۔۔ظرف تو نہ تھا آپ کا۔۔۔؟ابتسام کو دکھ ہوا۔ابرش نے منہ کے رخ پھیر لیا۔

شوہر بیوی۔۔۔کا رشتہ ایسا نہیں۔۔۔کہ ایک فیصلہ کرے۔اور دوسرے کو پتہ بھی نہ ہو۔۔۔؟؟

وہاں سے اٹھتے بولی۔

شوہر اور بیوی میں کچھ ہو نہ ہو۔۔۔اعتبار لازمی ہوتا ہے۔۔۔

ابتسام بھی دکھ سے اٹھتا وہاں سے ٹیبل کے پاس جا کھڑا ہوا۔کہ ہاتھ لگنے سے پانی کا گلاس زمین بوس ہوتا ٹوٹ گیا۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟چوٹ تو نہیں لگی۔۔؟؟؟بے چینی سے ابتسام کے پاس آتے اسکا ہاتھ تھاما۔

ابتسام نے ایک دکھی نظر اس پے ڈالی۔

اب بھی پیار کرتی ہو۔۔؟ سوال غیر متوقع تھا۔ابرش نے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔جہاں صرف اور صرف جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔

اختلاف اپنی جگہ۔۔۔۔اور۔۔پیار اپنی جگہ۔۔۔! اختلاف ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں۔۔۔کہ پیار کرنا چھوڑ دوں۔۔۔؟؟الٹا اسی کی جانب دیکھتے ضبط سے کہا۔

تو ابتسام کے صبر کا دامن چھوٹا۔اور اسکے چہرے پے جھکا۔کتنے سالوں کی تشنگی تھی۔جو اسکے اندر وقت گذرنے کے ساتھ بڑھتی چلی جارہی تھی۔

صرف ایک وجہ تھی۔

اور وہ وجہ۔۔۔آہان ابتسام تھا۔کون تھا۔۔؟؟ کہاں سے آیا تھا۔

اگلی قسط میں پڑھیں۔

تمہیں کیا لگا۔۔۔؟؟تم۔۔۔گناہ پے گناہ کرتے جاؤ گے۔۔؟؟ اور سپائیڈ گرل تمہیں معاف کر دے گی۔۔۔؟؟

ماسک پہنے وہ سامنے والے پے وار پے وار کیے جا رہی تھی۔اور وہ موت کے منہ میں جا چکا تھا۔لیکن سپائیڈ گرل کا دل ہی نہیں بھر رہا تھا۔

اسے چھوڑنے کا۔

لڑکیوں کو محبت کے جھوٹے جال میں پھسا کے کتنی لڑکیوں کی عزت پامال کر چکا تھا۔آج وہ سپائیڈ گرل کے ہاتھ چڑھ گیا تھا۔ ار اب اسکی موت یقینی تھی۔

وہ بے رحم, سفاک, نڈر اور موت کی سوداگر تھی۔

اسکا آخری وار موت ہی ہوتا تھا۔

اسکی گردن پے وار کرتی مروڑ کے ایک طرف کو چھوڑ دی تھی۔وہ مر چکا تھا۔اور سپائیڈ گرل کے اندر ایک ٹھنڈ سی پڑ گئی تھی۔ ایک

سکون اترا تھا۔ اب اسے ہوٹل سے نکلنا تھا۔ اور وہ اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ وہ بچ بچا کے وہاں سے نکل آئی تھی۔

لیکن۔۔ہائے رے قسمت۔۔۔ ایک بار وہ شخص پھر سے اسکی راہ میں حائل ہوا۔ اسے گردن سے پکڑ دیوار کے ساتھ لگاتے وہ اسے لب بھینچنے پے مجبور کر گیا۔

پولیس وین وہاں پہنچ چکی تھی۔ہوٹل میں ویٹر نے جیسے ہی ایک کھلے فروازے سے اندر پڑے شخص کو یکھا اس نے شور مچا دیا پولیس کو فون کرتے ہی وہاں بھاری نفری پہنچ گ ئی تھی۔

گیدڑ کا شکار کرتی یہ شیرنی تو ہو ہی نہیں سکتی۔۔اسکے ماسک کے پیچھے چھپے چہرے کو جانچتے وہ معنی خیزی سے بولا۔ کہ ماسک کے پیچھے وہ حسینہ بری طرح اپنے غصہ پے ضبط کرتی سمنے کھڑے شخص کو ایک ہی جست میں دھکا دیتی پیچھے ہٹا چکی تھی۔اور خود دور ہوتی زرا کی زرا وہ مڑی تھی۔

شیرنی ہمیشہ شکار کرنا جانتی ہے۔۔ پھر سامنے گیدڑ ہو یا شیر۔۔۔! شیرنی کو فرق نہیں پڑتا۔

کہتے ہی وہ جھپاک سے غائب ہو گئی۔ وہ اٹھا۔ اور کپڑے جھاڑے نفی میں سر ہلاتا منہ پے ڈالا کال کپڑا صحیح کیا۔اور خود بھی وہاں سے غائب ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح کشش کا فون آتے دیکھ ابر چونکی۔ناشتے کی ٹیبل سے اٹھتے اس نے کال رسیو کی۔ابتسام کی نظروں نے دیر تک اسکا تعاقب کیا۔ کبھی وہ مسکراتی کبھی ماتھے پے بل لے آتی۔ابتسام کو اسکی مسکراہٹ آج بھی دل کے پار ہوتی تھی۔

وہ۔۔ کشش۔۔۔! چاہتی ہیں۔۔ کہ آنیہ۔۔ان کے ساتھ شاپنگ پے چلے۔ اور اپنی مرضی سے اپنے نکاح کے کپڑے وغیرہ لے لے۔

ابرش نے وہیں موجود سب کے سامنے بات رکھی۔

ابی جان سوچ میں پڑ گ ئی یں۔

جبکہ آنیہ کا دل پھر سے دھڑ کنے لگا۔

کل صرف اسکی آواز ہی سنی تھی۔۔دیکھنے کی تو ہمت ہی نہ پڑی تھی۔

مما۔۔۔!آج۔۔پریکٹس۔۔۔۔ہے۔۔۔؟؟تو۔۔۔؟؟آنیہ منمنائی۔

کوئی بات نہیں۔۔ کل چلی جائے گا۔۔۔ ابتسام نے اسکی مشکل حل کی۔

لیکن۔۔۔میں ہاں۔۔کر چکی ہوں۔۔تو۔۔بیٹا۔۔آپ ٹائم نکال لیں۔

ابرش نے دونوں باپ بیٹی کی بات میں حصہ ڈالا۔لیکن کسی کی سمت دیکھا نہیں۔

آنیہ نے منہ بناتے باپ کو دیکھا۔جبکہ ہانیہ بھرپور انداز سے اس سب کو انجوائے کر رہی تھی۔

ابتسام نے آنکھوں کے اشارے سے اسے چپ رہنے کو کہا۔

کچھ زیادہ جلد باز نہیں۔۔۔؟؟آپ کی دوست۔۔۔؟؟ابتسام نے جوس کا
گلاس لبوں سے لگاتے کن اکھیوں سے ابرش کو دیکھا۔

وت رہتے سارے معاملے حل ہو جائی یں تو اچھ بات ہوتی ہے۔۔
ورنہ۔۔ کب کہا ں کونسا معاملہ بگڑ جائے۔۔ کیا پتہ چلتا
ہے۔۔؟ کہتے وہ عجلت سے اٹھی اور بیگ سنبھالتی باہر کی راہ
لی۔ آج اسکا ایک اہم کیس تھا ۔ اور اسے جلی جانا تھا۔
کیونکہ وہ عام عورت نہیں تھی۔

وہ ابتسام پیرزادہ کی بیوی تھیں۔تو وہ ایڈووکیٹ ابرش مجیب شمس کے نام
سے جانی چاہتی تھی۔

اس نے اپنا سر نیم نہیں چینج کیا تھا۔وہ باپ کے نام سے ہی جانی جاتی تھی۔

ابرش کے جانے کے بعد ابتسام نے ناشتے سے ہاتھ روک لیا۔

ابرش کے جانے کے بعد وہ بھی خوشی سے اٹھ کے جا چکا تھا۔ جبکہ آنیہ اور ہانیہ ماں باپ کی سرد جنگ بچپن سے دیکھتی آرہی تھیں۔ سبھی انکویوں لفظوں کی بوچھاڑ کرتے دیکھتے تھے۔ لیکن کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔

ہانیہ یونی ساتھ چلنا یا۔۔۔؟؟ سیف نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ وہ اور ہانیہ ایک ہی کلاس میں تھے۔

نہیں۔۔ تم جاؤ۔۔۔ میں آجاؤں گی۔ ہانیہ نے سہولت سے انکار کر دیا۔ سیف سر ہلاتا جا چکا تھا۔

جبکہ سیف کی نانو جو شوہر کی وفات کے بعد کافی عرصہ سے یہاں آکے رہ رہی تھیں۔ انہیں یہ بات ایک اکھ نہ بھائی۔

کیا تھا۔۔۔؟؟ ساتھ چلی جاتی۔۔۔؟؟ لیکن۔۔ میں نے دیکھا ہے۔۔۔

تمہارے جیٹھ اور جیٹھانی نے اپنی بچیوں کو بہت ہی چھوٹ دے رکھی ہے۔ ان کے ساتھ لڑکیوں والا سلوک نہیں بلکہ لڑکوں والا سلوک کیا جاتا ہے۔ جیسے وہ بھی لڑکے ہیں۔ ہونہہ۔۔۔۔

منہ بنا کے وہ بیٹی سے دل کا حال کہنے لگیں۔

اماں پلیز۔۔۔!چپ کر جائی یں۔ عروش نے انہیں چپ کروایا۔

اور خود وہاں سے اٹھ گ ئی۔

لیکن زلیخا بیگم کے دماغ نے شیطانی باتیں سوچنا نہ چھوڑیں۔

اَلسَلامُ عَلَيُكُم،،،،،

بار بار آواز کی بازگشت ہوتی جارہی تھی۔

میر ہادی چاہ کے بھی اس پری پیکر چہرہ کو بھلا نہیں پارہا تھا۔وہ کوئی بہت بڑا دل پھینک بندہ نہ تھا۔ اسے تو یہ محبت عشق پیار۔۔ سب ایک فضول قدم کی چیزیں لگتی تھیں۔ اور اپنے سرکل میں وہ باپ سے بھی زیادہ کھڑوس گردانا جاتا تھا۔ اور اس نے اپنی زندگی میں کبھی محبتکا چپٹر کھولنے کا سوچا بھی نہ تھا۔ اسی لیے ماں کے کہنے پے سر تسلیم خم کردیا۔

لیکن اب۔۔۔وہ مسلسل اسی کے بارے میں سوچتاہ بھی بھول گیا تھا۔کہ اسکی فارن کلائی نڈ ز سے آج میٹنگ ہے۔ سیکرٹری کی یاد دہانی پے اس نے خود کو سرزنش کیا۔ اور اسکا خیال دماغ سے جھٹکتا میٹنگ کے لیے نکل گیا۔ لیکن خیال دماغ میں ہوتا تو نکلتا ناں۔۔۔؟؟ خیال تو دل میں تھا۔۔۔اور دل میں پنپنے والا خیال ہمیشہ کے لیے دل میں پیوست ہو جاتا ہے۔

بیٹا۔۔۔!اس جمعہ کو نکاح ہے۔اور آپ کا ہونالازمی ہے۔بس اتنا سمجھ لیں۔ ابتسام نے فون پے آہان کو اطلاع دیتے کہا۔آگے سے جی حضوری کے ساتھ کال بند ہو گ ئی تھی۔

چی ئی ر کے ساتھ ٹیک لگائے وہ ماضی کی یادوں میں کھونے لگا۔ آپ اسے کہاں سے لے کے آئے ہیں۔۔؟ ابتسام ۔۔؟؟ ابی جان کی آواز پے وہ مچلا تھا۔

ایجان۔۔۔! بیٹا ہے یہ میرا۔۔۔! اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ تین سال کا وہ بچہ ابتسام کا ہاتھ تھامے سہمے انداز میں کھڑا تھا۔ جبکہ سمنے کھڑی ابرش کی آنکھوں میں نمی اور شکوہ وہ دیکھ چکا تھا۔

اسکی ماں بی تو ہو گی کوئی۔۔۔؟؟ ایجان نے سختی سے دریافت کیا۔

جی ہے۔۔۔! ابرش ہے۔۔۔! ابتسام کے کہنے پے ابرش نے لب بھینچے رخ موڑا اور وہاں سے چلی گ ئی۔

اس نے ابتسام سے کوئی سوال جواب نہ کیا تھا۔ لیکن اس نے آہان کو اپنایا بھی نہ تھا۔

اسکی ہر ضرورت کا خیال رکھتی۔۔ لیکن اسے ماں کا پیار نہ دے سکی۔

وہ دوری آج تک قائ‌م تھی۔ شادی کے پانچ سالوں بعد بھی ان کے بیچ آہان نامی دراڑ آگ ئی تھی۔ جو آج تک قائ‌م تھی۔

سر۔۔ مس شگفتہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔۔۔! سیکرٹری کے دستک دے کے اندر آنے پے وہ چونکا۔

یہ عورت پھر آگ ئی۔

ٹھیک ہے۔ بھیج دو۔۔۔! ماتھے پے پھر سے بل نمایاں وئے تھے۔

آنٹی۔۔۔! جو آپ کو مناسب لگے۔۔ آپ لے لیں۔ آنیہ نے کشش سے منمناتے کہا۔

جو ڈھیر سارے ڈریسز کھلوا کے دیکھ رہی تھی۔ اور اسے پسند کرنے کا کہہ رہی تھی۔ جبکہ وہ ان سب سے کوسوں دور تھی۔ صرف ماں کی خوشی کیخاطر وہ یہاں تھی۔

بیٹا۔۔۔جی۔۔! پہننا آپ نے۔۔ہے۔۔ آپ پسند کریں۔ کشش نے مسکرا کے کہا۔ تو آنیہ بس مسکا ہی سکی۔

! یہ دیکھو۔۔ کتنا پیارا ہے۔۔

رائل بلو کلر کا کٹ ورک کام والا لانگ فراک جسکی ل آستینیں تھیں۔ نہایت ہی خوبصورت تھا۔

واؤ۔۔۔! آنٹی ۔۔یہ تو واقعی بہت خوبصورت ہے۔ آنیہنے بھی دل سے تعریف کی۔

بس یہ پیک کروا لیتے ہیں۔اور کونسا پسند ہے۔۔؟ کہتے ہی پھر سے اور سوٹ دیکھنے لگیں۔

نہیں آنٹی۔۔!ایک بہت ہے۔اور نکاح پے تو ایک ہی پہننا ہے ناں۔۔! آنیہ نے سہولت سے منع کرنا چاہا۔ جبکہ کشش کہاں سننے والی تھی۔نہ نہ کرتے بی پانچ ہیوی اور تین لائیٹ سے ڈریسز دلوا دئیے۔

اب شوز شاپ وہ ہیل پہن پہن کے کشش کو دکھا رہی تھی۔ پھر بہت مشکل سے دو ہیل شوز پسند کرتی اب وہ جیولری شاپ پے تھیں۔

گولڈ اینڈ ڈائی منڈ کا سیٹ اور چوڑیاں اور کنگن بنوانے کے لیے تو دے دیے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی ایک چھوٹا سا گولڈ سیٹ اپنی طرف سے اسے تحفے میں دینا چاہتی تھی۔اور اس وقت وہ بہت اچھے سے یامین کے کریڈٹ کارڈ کا استعمال کر رہی تھی۔۔بے دریغ۔

ایک گولڈ لاکٹ سیٹ پیک کروا کے وہ بی سامان میں رکھتے اب گاڑی کی طرف واپس مڑیں تھیں۔ آنیہ تو سچ میں تھک گ ئی تھی۔ اس نے زندگی میں کبھی اسطرح شاپنگ نہ کی تھی۔ اسے اپنی ساس سے ڈر سا لگنے لگا۔ کہ وہ کتنی شاپنگ کرتی ہیں۔

کیا خیال ہے۔۔؟؟ کچھ کھانہ لیا جائی ے۔۔؟؟ بھوک لگی ہو گی میری پیاری بیٹی کو۔۔؟؟ کشش نے پیار سے آنیہ سے کہا۔ تو وہ بس مسکرا سکی۔ بھوک تو اسے واقعی لگی تھی۔

گاڑی التاج ہوٹل کے باہر پارکنگ میں کھڑی کرتی وہ آنیہ کو لیے اندر داخل ہوئی۔

کھانے کا آرڈر دیتی وہ اپنی مخصوص ٹیبل پے آ کے بیٹھی۔ جو ہمیشہ صرف اسی کے لیے رہزرو ہوتی تھی۔

آنیہ اشتیاق سے ہوٹل کو دیکھنے لگی۔

کافی بڑا اور پیارا ہوٹل تھا۔

ادھر اھر کی باتوں میں ویٹر نے کھانا بھی لگایا کہ پتہ ہی نہ چلا۔

اتنا کچھ دیکھ آنیہ حیران رہ گ ئی ۔

آنٹی اتنا سب آرڈر کیوں کیا۔۔۔؟؟ کون کھائے گا۔۔۔؟؟ یہ تو بہت

زیادہ ہے۔

ہممم۔۔ جانتی ہوں۔۔ زیادہ ہے۔۔ بس کھاؤ۔۔ آپ کو جتنا کھانا ہے۔

پلیٹ میں چاول ڈالتے کشش مطمن سی بولی۔ آنیہ نے بھی پلیٹ میں کباب

رکھا۔ جو کہ اسکا فیورٹ ہی تھا۔

موبائ‌ل پے آتی کال دیکھ کشش نے کال رسیو کی اسکے چہرے

پے ایک مسکراہٹ تھی۔

آپ یہاں اس وقت۔۔۔؟؟ کیسے۔۔؟

اپنے آفس کی ونڈو سے ہادی نے ماں کی ٹیبل کو فوکس کیا۔

اطلاع مل گ ئی۔۔؟؟ چہکتے ہوئے کہا۔

اب۔۔۔آپ یہاں آئی یں۔۔ اور میں بے خبر رہوں۔۔؟؟ ایسا ہو سکتا ہے کیا بھلا؟ الٹا انہی سے پوچھ بیٹھا۔

اوپس۔۔۔۔ !اپنے ڈریس پے آنیہ نے ڈرنک گرالی۔

اوہو۔۔۔ !آپ کی ڈریس تو خراب ہو گ ئی۔۔

آ نٹی۔۔میں۔۔اسے صاف کر کے آتی ہوں۔۔آنیہ کی آواز موبائی ل سے صاف سنائی دی تھی۔ ہارٹ بیٹ پھر سے مس ہوئی۔

کشش اثبات میں سرہلاتی واپس کال کی جانب متوجہ ہوئی۔ لیکن کال کٹ چکی تھی۔

کشش نے مواب ئی ل سائیڈ پے رکھا۔ اور بریانی سے مزے اڑانے لگی۔

💖💖💖💖💖💖💖

ڈریس صاف کرتے وہ نکلی تو دروازے کے باہر رکھا ایک واس گر کے ٹوٹ گیا۔ جبکہ ایک ویٹرس وہیں کھڑی دیکھ رہی تھی۔

اوہ مائی گاڈ۔۔۔؟؟ آنیہ گھبرا گ ئی۔

میم۔۔۔! یہ کیا کیا آپ نے؟ ویٹرس پریشانی سے اسکی طرف بڑھی۔

یہ۔۔۔ یہ جان بوجھ کے نہیں کیا میں نے۔۔۔! خود ہی۔۔۔ گر گیا۔ اپنی صفائی میں کہنا چاہا۔

سوری میم! آپ کو اسکا پے کرنا پڑے گا۔ ویٹرس نے منہ بنا کے کہا۔ آنیہ کچھ کہتی کہ پھر کچھ سوچتی چپ ہو گ ئی۔

اوکے۔۔۔ بتا دیجیے۔۔! کتنا پے کرنا ہو گا۔۔؟؟ نارضی سے کہتے وہ ویٹرس کو بہت معصوم لگی۔

آپ۔۔۔ اسطرف آجائی یں۔۔ کیونکہ اسکی صحیح قیمت کیا ہے۔۔۔ یہ سر ہی بتا سکتے ہیں۔ ویٹرس کہتی آگے بڑھ گ ئی۔ ناچار آنیہ کو بھی پیچھے جانا پڑا۔

یہاں آپ چلیں جائی یں۔ ایک روم کے باہر رکتے ہوئے کہتے وہ چلی گ ئی۔ آنیہ کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ کہ یہ سین کیا ہے؟

دروازے کی ناپ پے ہاتھ رکھا۔اور کلک کی آواز پے دروازہ کھلا۔

جیسے ہی وہ سامنے آئی ۔ ہادی کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پے گیا۔اسکا دل کتنے زور سے دھڑکا تھا وہ خود بھی اس احساس سے انجان تھا۔

سامنے ایک شخص کو رخ پھیرے کھڑا دیکھ آنیہ کو سمجھ نہ آیا کہ کیا بولے۔

ایکسکیوزمی۔۔۔!آپ کے۔۔۔۔ہوٹل۔۔کا ایک واس ٹوٹ گیا ہے۔۔ مجھ سے۔۔!لیکن۔۔سب انجانے میں ہوا۔آپ مجھے بتادیں۔۔اسکی کیا پے منٹ ہے۔۔؟؟میں ادا کر دوں گی۔

ایک ہی سانس میں ساری بات کہہ دی۔

ہادی ماتھے پے بل ڈالے سنجیدہ انداز میں اسکی جانب مڑا تھا۔

اور اسی ایک لمحے آنیہ کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔یوں کسی کے روم میں چلے جانا۔۔۔؟؟وہ اپنے لیے مس ئی لہ پیدا کر سکتی تھی۔

فوراً سے واپس پلٹتے دروازہ کی ناب پے ہاتھ رکھا۔ اور اسے کھولنا چاہا۔ لیکن وہ لاکڈ تھا۔ جس کی وجہ سے اسکا دل مزید شدت سے اسے کچھ غلط کو نے کا احساس دلا رہا تھا۔

بہت جلدی ہے واپس جانے کی؟ دھیمے لہجے میں کہتا وہ اسکی جانب بڑھا تھا۔

خبردار وہیں رک جاؤ۔۔۔! مضبوط مگر باریک آواز میں آنیہ نے اسے وارن کیا تھا۔ روم۔میں اندھیرا زیاہ ہونے کی وجہ سے وہ مقابل کا چہرہ اچھے سے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ لیکن اتنا جانتی تھی۔ وہ ایک مرد تھا اور وہ ایک مرد کے ساتھ اکیلے کمرے میں تھی۔ یہی سوچ آتے اس نے جھرجھری لی۔اور خود کو کوسا۔ کہ وہ آئی ہی کیوں؟۔

کیوں؟تم تو قیمت چکانے آئی تھی ناں۔۔۔؟؟ جانتی ہو۔۔؟؟ اس کی قیمت کیا ہے؟

قریب آتے چند قدم کے فاصلے پہ رہتے ہادی نے اسے اچھا خاصا ڈرا دیا تھا۔

جو۔۔۔جو بھی قیمت ہے۔۔۔آپ کو مل جائے گی۔۔۔ اس۔۔اس دروازے کو کھولیں۔۔فوراً۔

اپنے آنسوؤں پہ ضبط کرتے وہ سختی سے بولی ۔

دو لاکھ۔۔۔!میرے بابا فارن سے لائے تھے۔ ہادی اسکی بات کو نظر انداز کرتا اپنی ہی بول رہا تھا۔

اگر ایک منٹ میں آپ نے یہ دروازہ نہ کھولا۔تو۔۔میرے بابا آپ کو چھوڑیں گے نہیں۔۔!سنا آپ نے۔

آنیہ نے غصے بھری آواز میں کہا۔

یہ تو یہاں آنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا ناں۔۔؟؟اتنی بے وقوف تو نہ لگتی تھی۔۔؟؟طنز سے کہتے وہ تھوڑا اور قریب ہوا۔

اپنی۔۔۔بکواس بند کریں۔ورنہ۔۔۔؟؟آنیہ کو گھبراہٹ کے مارے پسینے آنے لگے۔

اچھا۔۔۔!میرے آفس میں کھڑے ہو کے۔۔۔مجھے دھمکی؟

آمیزنگ۔۔۔۔!ہادی نے اسکا گال چھونا چاہا۔اور وہ بھی بے اختیاری عمل تھا۔آنیہ نے زور سے ہاتھ جھٹکا۔اور ہادی کو پیچھے دھکا دیا۔خود دروازے کے ساتھ جا لگی۔

ہادی اک دم سے ہوش میں آتا۔اسکا یہ روپ دیکھ حیران ہوا۔بظاہر چھوئی موئی سی نظر آنے والی اتنی پاور فل۔۔۔؟؟کہ ہای کو اپنی جگہ سے ہلا کے رکھ دیا۔

میں آخری بار وارن کر رہی ہوں۔۔دور رہ کے بات کریں۔

اب کی بار لہجہ میں نمایاں دھمکی تھی۔اور بنا کسی کپکپاہٹ کے اس نے ہادی کو ایک لمحے کو بہت کچھ باور کروادیا۔ لیکن اسک دھکا دینا ہادی کو برداشت نہ ہوا۔

پھر سے جارحانہ انداز میں آگے بڑھ کے اسکی بازو کو جھٹکے سے پکڑااور یہیں وہ سنگین غلطی کر گیا۔

آنیہ نے بھی بنا ایک لمحے کی دیری کیے ہادی کے منہ پے تھپڑ رسید کر دیا۔وہ جو کچھ کہنے والا تھا۔ایک دم سے میمرائی ز ہو گیا۔

وہ ہرنی جیسی آنکھیں اسی پے اٹھیں اسے اپنی جگہ پے کھڑا کا گ ئی یں تھیں۔

اسکا ہاتھ اٹھانا ہادی کو برداشت نہ ہوا تھا۔ وہ اسکے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کاارادہ نہ رکھتا تھا۔ لیکن۔۔۔ اسکا یہ عمل۔۔۔؟؟ ہادی کے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برسا تھا۔

وہ کچھ غلط کرتا کہ۔۔۔

بیٹا۔۔۔! ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ عورت کی عزت وہی کرتا ہے جس کی ماں عزت دار ہوتی ہے۔اور اپنی اولاد کو عورت کی عزت کرنا سیکھاتی ہے۔

سختی سے آنکھیں میچتے اس نے اپنے اندر کے غصہ کو کنٹرول کرنا چاہا۔

آگے بڑھ کے نا محسوس انداز میں دروازہ کی ناب گھومائی ۔ آنیہ اپنی جگہ سٹل تھی۔

ایک منٹ سے پہلے یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ۔۔۔! اس سے پہلے کہ میں۔۔۔؟؟؟ اتنے سرد انداز میں کہے الفاظ کہ آنیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔

وہ پلک جھپکتے وہاں سے باہر نکلی۔اور اندھادھند ہی بھاگتے سیڑیاں اترتی کشش کی پاس جا پہنچی۔

آآنننٹی۔۔۔! پلیز۔۔۔ چلیں یہاں سے۔۔۔! کہتے ہوئے اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔

کیاہوا۔۔آنیہ۔۔؟؟آپ ٹھیک ہیں۔۔؟کشش اسکا کا گی دیر سے انتظار کر رہی تھی۔اسکایوں آنااور رونا۔۔۔!انہیں تکلیف دے گیا تھا۔

پلیز۔۔۔آنٹی کچھ نہ پوچھیں۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔!اس نے اپنے آپ پر ہر ممکن طریقے سے ضبط کرنے کی کوشش کی۔

کشش نے اسکے حالت کے پیشِ نظر خاموش رہنازیادہ مناسب سمجھا۔اور اسے لیے ہوٹل سے باہر نکل آئی۔

گاڑی میں بیٹھے بھی وہ خاموش رہی۔وہ بہت بری طرح ڈری ہوئی تھی۔

اسکا اچانک سے ہاتھ اٹھانا۔۔؟ اسے محسوس ہوا تھا۔ وہ زیادتی کر گئی ہے۔ لیکن سب کچھ بہت اچانک سے ہوا تھا۔ اور اس شخص کی پیش قدمی نے اسے ہاتھ اٹھانے پے مجبور کیا تھا۔

پیرزادہ مشن کے باہر گاڑی روکتے کشش نے آنیہ کی جانب دیکھا۔

بیٹا۔۔!کوئی بات ہے تو مجھے بتاؤ۔؟ کیا ہوا۔۔؟

نہیں۔۔آنٹی۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔۔ آنیہ نے قدرے مسکرا کے کہا ۔

! اندر آئیں ناں۔۔ آنٹی۔

سارا سامنا ملام کے ہاتھ اندر بھجوا کے آنیہ نے کشش کی جانب دیکھتے پیار سے کہا۔

ارے بیٹا۔۔! پھر آؤں گی۔ ابھی بہت دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اور ۔۔آپ اپنا خیال رکھنا۔۔ پیار سے اسکے گال پے ہاتھ پھیرا۔ تو آنیہ مسکرا دی۔

کشش کے جانے کے بعد وہ اندر آتی کسی کی موجودگی محسوس نہ کرتی سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی ۔

اسکا دل اب بی زوروں سے دھڑک رہا تھا۔

وہ شخص جو کوئی بھی تھا۔ اس سے ایک پل کو وہ ڈر گ ئی تھی۔
اور اگر وہ ہاتھ اٹھانے کے بعد اس کے ساتھ کچھ غلط کر گزرتا

تو۔۔۔؟؟

یہ سوچ آتے ہی پھر سے اس نے جھر جھری لی۔

ا

یہ سب اسکے ساتھ پہلی بار ہوا تھا۔اسکا رشتہ طے ہو چکا تھا۔اور یہ سب۔۔
کوئی بات نکل آتی تو۔۔؟ اسکے پیرنٹس کیا سوچتے۔۔۔؟؟
وہ بہت حد تک خود کو ریلیکس کر چکی تھی۔
لیکن اپنا ہاتھ اٹھانا نہیں بھول پا رہی تھی۔

وہ رولونگ چی ئی ر پے مسلسل جھولے جا رہا تھا۔
کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔
!اسے رہ رہ کے وہ تھپڑ یاد آ رہا تھا۔جو آنیہ نے اسے۔۔۔

وہ اب تک اپنا غصہ کنڑول نہیں کر پایا تھا۔

وہاں سے اٹھتا وہ جم روم میں چلا گیا۔اور باکسنگ کٹ پے اپنا غصہ اتارنے لگا۔

میں آخری بار وارن کر رہی ہوں۔۔دور رہ کے بات کریں۔

اب۔۔ تمہیں بتاؤں گا۔۔۔ مس آنیہ ابتسام ! کہ میں کون ہوں۔۔؟؟ اور کیا کر سکتا ہوں۔۔؟؟

گلوز اتارتے وہ پسینے میں شرابور اپنے ماغ میں بدلہ لینے کی پلاننگ کر چکا تھا۔

وہ کسی صورت بھی وہ تھپڑ بھولنے والا نہ تھا۔

کشش گھر آکے بھی کافی پریشان رہی تھی۔دو دن وہ یونہی خاموش رہی۔

اسکو آنیہ کی آنکھوں سے بہے آنسو اور انکا کرب بھول ہی نہیں پا رہا تھا۔ایک

بار سوچا ہادی سے بات کر لیں۔ کہ اسی کا ہوٹل تھا۔ کہیں کچھ برا نہ ہوا ہو۔۔؟؟ سی سی ٹی فوٹیج نکلوا لیں۔ کسی نے تنگ کیا۔۔ جو بھی ہو۔۔۔! وہ پتہ لگانے کا ارادہ کر رہی تھیں۔ ایسے میں نکاح کی تیاریاں انہیں بوجھ لگنے لگی تھیں۔ وہ کسی بھی کام میں کسی بات میں بھی حصہ لیتی تو غائب دماغی سے۔

مما۔۔۔! ہادی کی پکار پے وہ اپنے خیالوں سے چونکی۔

ارے ہادی آئی یں۔۔۔! کشش نے مسکرا کے بیٹے کو پاس بٹھایا۔

کہاں گم ہیں۔۔؟؟ بہت چپ چپ سی ہو گ ئی یں ہیں۔۔؟ ہادی نے جو نوٹ کیا ۔ اظہار بھی کر دیا۔

نہیں۔۔بیٹا۔۔۔! بس۔۔ایسے ہی۔۔۔پرسوں۔۔آپ کا نکاح ہے۔اور میں سوچ رہی ہوں۔۔۔۔کہ۔۔۔

رخصتی بھی لے لیں۔۔۔۔! ہادی نے بات اچکی تھی۔ کشش یکدم چونکی۔

کیا۔۔۔مطلب۔۔؟؟ وہ تھوڑا نا سمجھی سے بولیں۔

مطلب۔۔؟؟ کہیں۔۔رخصتی لینے کا ارادہ تو نہیں بن گیا۔۔؟؟ صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کے آرام سے بیٹھتے اپنی بات کا مطلب واضح کیا۔

نہیں۔۔۔ابھی تک تو۔۔نہیں۔۔لیکن۔۔ارادہ بن بھی سکتا ہے۔۔! کشش نے پرجوش ہوتے کہا۔

تو ارادہ بنالیں ناں۔۔۔! پاس ہوتے اسکے کان کے پاس کہتا وہ کشش کو تھوڑا الگ سا لگا۔

کیا ہو گیا ہے۔۔ہادی۔۔؟ دی گریٹ۔۔۔میر ہادی۔۔۔نکاح کے ساتھ رخصتی بھی چاہتے ہیں۔۔؟؟ کشش نے اسے چھیڑا۔

مما۔۔۔! اب نکاح ہو تو رہا ہے۔۔آپ ہی کی خواہش کو سب نے کتنی عزت دی۔۔آپ۔۔رخصتی کا کہیں گیں۔۔تو بھی سب مان جائیں گے۔ہادی نے دھیمے لہجے میں کہا۔

اور۔۔۔میں ایسا کیوں کہوں گی۔۔؟؟ بھنوئیں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

اب۔۔آپ مجھے تنگ کریں گیں۔۔؟؟اپنے بیٹے کو۔۔؟؟ہادی نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

ویسے۔۔یہ تومان جائی یں۔۔ کہ آپ کی مما کی پسند واقعی آپ کو بھی اچھی لگی ہے۔۔۔؟؟ کشش نے داد وصول کرنی چاہی۔

ہادی کے لب بھینچے۔لیکن پھر مسکراتا ہوااٹھا۔

نوڈاؤٹ۔۔۔۔! اتنا کہتے وہ جا چکا تھا۔ جبکہ کشش کو ایک نیا مشن تھما گیا تھا۔ اب وہ ن ئے پلان کرنے لگی تھی کہ نکاح کو رخصتی تک کیسے لایا جائے۔ ۔۔؟

فضایہ کیابے ہودگی ہے؟واپس کرو۔۔مجھے۔

ہانیہ نے اپناموبائی یل واپس مانگا۔ جو فضا نے اسکے ہاتھ سے اچک لیا تھا۔

نہ میں بی تو دیکھوں کہ۔۔۔کسے ہر وقت میسج کرتی رہتی ہو؟ فضا نے موبائل پہ کلک کرنا چاہا۔ کہ اس سے پہلے ہی موبائل ہانیہ نے واپس لے لیا۔

یار۔۔۔۔! فضا نے منہ بنایا۔

میری پرسنل۔لائف میں انٹرفئیر کبھی مت کرنا فضا۔۔! ورنہ میں دوستی بھول جاؤں گی۔ سرد انداز میں کہتے وہ اسے بہت کچھ باور کروا گئی۔

اب ایسا بھی کیا۔۔؟جو تمہیں اس قدر غصہ آگیا۔۔؟؟

فضا کو اسکی بات سے زیادہ اسکا لہجہ برا لگا۔

مجھے نہیں اچھا لگتا۔۔جب کوئی میری زیاتیات میں اترتا ہے۔نہ میں کسی کی زیاتیات تک جاؤں۔ نہ کوئی مجھ تک آئے۔ ہر چیز ایک لمٹ تک اچھی رکھتی ہے۔

اٹھتے ہوئے رسان سے سمجھایا۔

جبکہ فضا نے چپ رہنا ہی مناسب سمجھا۔

چلتے ہوئے ہانیہ نے ایک نظر پیچھے مڑ کے فضا کو منہ بنا کے بیٹھے دیکھا۔ تو واپس اس تک آئی۔

اٹھو۔۔۔لائبریری چلنا ہے۔۔۔کچھ ضروری بکس ایشو کروانی ہیں۔

فضا کو زبردستی اٹھا کے لائبریری لے کے آئی تھی۔ بکس نکالتے ہوئے وہ چپکے سے اپنا کام بھی کر چکی تھی۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یار کشش۔۔!تم مجھے پاگل کر دو گی۔۔۔!پہلے نکاح۔۔اب رخصتی۔۔۔؟ وہ لوگ نہیں مانیں گے اتنی جلدی۔ تھوڑا ٹھنڈا کر کے کھاؤ یار۔۔۔!

یامین سکندر کو کشش کی بات پے اچھی خاصی تپ چڑھی۔

دیکھیں۔۔میری بات غور سے سنیں۔نیک کام میں دیری نہیں کرنی چاہیے۔اور ویسے بھی دونوں بچوں کی عمر ہو گئی ہے۔ کوئی چھوٹے

چھوٹے بچے تو ہیں نہیں۔۔ جو۔۔ اتنا ایشو کری ایٹ کیا جائے۔۔ اب اگر آپ میرا ساتھ نہیں یں گے تو۔۔ کوئی اور کیا دے گا؟ منہ بنا کہ اموشنلی کہتے وہ یامین کو آج بھی تیس سال پہلے والی کشش ہی لگی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اور زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔

جبکہ یامین کی کنپٹیوں کے سفید بالوں میں تو کشش کی جان تھی۔اسے یامین کا ہر روپ ہی پیارا لگتا تھا۔دیوانی تھی وہ اپنے شوہر کی۔

کشش۔۔! ہر بات ٹھیک ہے۔ لیکن۔۔اب رخصتی کا نیا شوشا مت چھوڑا۔ وہ نہیں مانیں گے۔یامین نے سمجھانا چاہا۔

آپ بس ساتھ دے دیں باقی میں سب سنبھال لوں گی۔کشش نے مسکراتے اسکا ہاتھ تھاما۔

اور ہادی۔۔؟؟اسکا کیا؟ یامین نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا۔

میرا بیٹا۔۔ہے۔۔میرے خلاف تھوڑی نہ جائے گا۔۔ بہت مان اور یقین سے کہا۔ تو یامین نے نفی میں سر ہلایا۔ اسک کچھ نہیں ہو سکتا۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

آہان سے فون پے بات کرتا وہ واپس پلٹا تھا۔ابرش کبرڈ میں گھسی کپڑوں کے ساتھ الجھ رہی تھی۔

نکاح کی تیاریاں ہوگ ئی یں ساری؟

سرسری انداز میں پوچھا۔

جی۔۔۔! تقریباً۔ مختصر ساجواب آیا۔

آپ سے ایک بات کرنی ہے۔۔۔! ابرش نے کچھ سوچتے اور پریشانی سے بات کا آغاز کرنے ارادہ کیا۔

ہمممم بولیں۔۔۔؟؟ابتسامنے گھڑِ سائی یڈ پے رکھتے اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

کشش کا فون آیا تھا۔ وہ۔۔۔ چاہتی ہے۔۔ کہ نکاح کے ساتگ۔۔ رخصتی بھی ہو جائے۔۔۔ ! ابرش نے نظریں جھکائے کہا۔ ابتسام کچھ پل تو چپ ہی ہو گیا۔

اور۔۔ آپ۔۔۔ ؟؟ آپ کیا چاہتی ہیں۔۔ ؟؟ ابتسام نے الٹا اسی سے سوال کر ڈالا۔

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔ سب کچھ اتنا اچانک سے۔۔۔ ؟؟ کہیں۔۔ کچھ۔۔۔ ؟؟ غلط نہ ہو جائے۔۔ ؟؟ ابرش دل کا ڈر زبان پے لے آئی۔

ابتسام نے گہر سانس خارج کیا۔

جب نکاح کر دیں گے۔ تو رخصتی کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔۔ ! اور بہتری ہوتی ہے۔ کہ نکاح کے فوراً بعد ہی رخصتی کر دیں۔ رشتے میں دراڑیں نہ ہی پڑیں۔ اسی میں سب کی بہتری ہے۔۔ اور جو کام خوش اسلوبی سے ہو جائے۔ وہ زیادہ اچھا ہے۔

ابتسام نے اپنی طرف سے ایک اچھا مشورہ دیا۔ ابرش کے دل سے بوجھ سرک گیا۔ وہ آج بھی بنا کہے اسکی ہر بات سمجھ جایا کرتا تھا۔ اسکے دل کے راز کو جان جایا کرتا تھا۔اور بن کہے اس نے اس کی مشکل حل کر دی تھی۔

آپ کو رخصتی سے کوئی اعتراض نہیں؟ ابرش نے اسکی طرف دیکھتے پوچھا۔

دونوں کی نظریں پل بھر کو ملیں تھیں۔دل نے آج بھی ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرا تھا۔

آپ۔۔۔!آنیہ سے بات کر لیں۔وہ کیا چاہتی ہے۔۔۔؟اسکی خوشی جس میں ہے ابتسام علی پیرزادہ بھی اسی میں خوش ہو گا۔

مسکرا کے رخ موڑا۔ابرش اپنی جگہ سے اٹھی۔کہ ابتسام نے اسکی کلائی تھام لی۔ وہ زرا کا زرا رخ پلٹی۔

اچھا لگتا ہے۔۔۔

یونہی کسی کا چاہے جانا۔۔۔

اچھا لگتا ہے۔۔۔

بے مطلب ہی سہی۔۔

بے غرض ہی سہی۔۔۔

ایک نظر کے منتظر ہی سہی۔۔۔۔

میٹھا بھرا یہ درد سہے جانا۔۔۔

اچھا لگتا ہے۔۔

یونہی کسی کو چاہے جانا۔۔۔

اچھا لگتا ہے۔۔۔

کہتے ساتھ ہی کلائی چھوڑ دی۔

ابرش پلٹ گئی۔ دو آنسو بہے جسے اس نے مہارت سے صاف کر لیا۔ اور پھر وہ وہاں رک نہ سکی۔

زندگی میں ایک ایسے شخص کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جسے دل کا حال بتانے کے لیے لفظوں کی ضرورت نہ پڑے۔

بانو قدسیہ

عجیب ہی منطق ہے۔۔۔پہلے نکاح کا شور۔۔اب نکاح کے ساتھ رخصتی۔۔۔؟؟اور۔۔ان کو دیکھو۔کیسے ماں باپ ہیں۔جو وہ کہتے جا رہے ہیں۔یہ مانتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔

زلیخا بیگم منہ بنا کے کہتیں عروش کو بگی سوچنے پے مجبور کر گ ئی یں تھیں۔

آخر ایسا بھی کیا۔۔؟کہ چٹ پٹ رشتہ طے کیا۔اور اب رخصتی بھی ساتھ ہی۔۔۔؟؟عروش کو بھی بات کچھ خاص ہضم نہ ہوئی۔

نیچے آئی تو ابرش ابی جان کے ساتھ محو گفتگو تھی۔

شاید ابی جان کی رائے بھی ابرش سے مختلف تھی۔

عروش نے انکے چہرے کے تاثرات سے انداہ لگایا۔

بس آپ۔۔۔آنیہ کے لیے دعا کریں۔سب اس کے حق میں بہتر ہو۔برش کے آخر کے الفاظ سن عروش نفی میں سر ہلاتی وہیں بیٹھ گ ئی۔

ویسے بھابھی۔۔۔!آپ کو نہیں لگتا۔۔کہ جلد بازی۔۔اچھی نہیں۔۔۔!

ابھی ہما نہیں جانتے ہی کتنا ہیں۔۔؟ار آپ۔۔اپنی بیٹی۔۔؟؟عروش نے اعتراض کرنا چاہا۔کہ۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيُکُم۔۔۔آہان کی اچانک آمد نے سب کو چونکا دیا۔

وَعَلَيُکُم السَّلَام۔۔۔۔بیٹا۔۔۔!ابی جان نے ناتواں وجود کے ساتھ اٹھتے ہی آہان کو سینے سے لگایا۔

دراز قد۔۔کشادہ سینہ۔۔ابھرے ہوئے مسلز۔۔ براؤن آنکھیں۔۔ مردانہ وجاہت کا بھرپور شاہکار۔۔۔

ابرش بس دیکھتی رہ گ ئی۔ کیا وہ واقعی۔۔۔؟؟ ابتسام علی پیرزادہ جیسا تھا؟ کیا اسی کی طرح دیکھتا تھا؟

وہ سب سے ملنے لگا۔ابتسام کے وہاں آنے وہ بھی باپ کے سینے سے جا لگا۔
دونوں کے چہرے پے مسکان تھی۔ایک خوبصورت مسکان۔۔۔ابرش
اندازہ نہیں کر پائی کس کی مسکان زیادہ پیاری تھی۔
دونوں ایک دوسرے کے پاس کھڑے ایک جیسے لگ رہے تھے۔ابرش نے
ان کے دیکھنے سے پہلے ہی رخ پھیر لیا۔
آہان دھیرے سے چلتا اسکے پاس آیا۔
کیسی ہیں۔۔آپ۔۔۔؟؟وہ چاہ کے بگی ابر کو ماں نہ کہہ سکا۔کیونہ ابرش نے
ہی اسے خود کو ماں کہنے سے روکا تھا۔اور وہ۔۔۔رک بھی گیا تھا۔
ابرش نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر پیچھے کھڑے اپنے مجازی خدا
کو۔
اور خاموشی سے وہاں سے اپنے روم میں چلی گ ئی۔
وہ آج بھی اس سے دور تھیں۔
آہان کی آنکھوں کا ایک کونہ بھیگا۔

وہ انہی کی خاطر اس گھر سے دور چلا گیا تھا۔ صرف باپ کے بلانے پے ہی آتا تھا ملنے۔ وہ یہاں بہت کم رہا تھا۔ تاکہ ابرش ماں کو تکلیف نہ ہو۔ وہ کبھی بھی ان کی کی کا سبب نہیں بننا چاہتا تھا۔ لیکن۔۔ ہر بار تکلیف دے جاتا تھا۔

مڑ کے باپ کو مسکرا کے دیکھا۔

ڈیڈ۔۔۔! یہ کیا۔۔۔؟؟ اچانک سے آپ نے آنیہ کا رشتہ طے کر کے نکاح کے ساتھ رخصتی بھی رکھ دی۔ آہان کی آواز پے ابرش کے سیڑھیاں چڑھتے قدم رکے تھے۔ بے اختیار نظر ابتسام پے جا ٹھہری۔

بیٹا۔۔ آپ کی ابرش ماں کا کیا گیا فیصلہ ہے۔ مسکراتے ہوئے کہا۔ ابرش کو لگا جیسے ساری دنیا ہی مسکرا رہی ہو۔

اگر ابرش ماں کا فیصلہ ہے تو پھر تو غلط ہو ہی نہیں سکتا۔

آہان کی باتپے وہ چونکی۔ اور خاموشی سے سیڑھیاں اوپر چڑھتی چلی گ ئی۔

یار۔۔۔!کل نکاح ہے۔اور آپ کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں۔۔۔؟؟ بالکل نارمل۔۔۔! اور آپ کی وجہ سے مجھے میری فرینڈز مجھے باتیں سنا رہی رہیں ہیں۔ کہ بہن کا نکاح ہے۔اور میں یونی کیا کر رہی ہوں۔۔؟؟ ہانیہ نے آنیہ کو کسی فائی ل میں گھسے دیکھا تو ٹوک دیا۔

سب۔۔۔اتنا اچانک ہو رہا ہے۔۔ہانیہ۔۔۔!کہ اب تو دل۔۔۔سے گھبراہٹ بھی ختم ہو گ ئی ہے۔ کوئی احساس ہی نہیں بچا۔ آنیہ کا لہجہ ہر احساس سے عاری تھا۔

اگر آپ کا دل نہیں مان رہا تو آپ۔۔رخصتی سے انکار کر دیں۔۔۔!ہانیہ کو اسکی حالت صحیح نہ لگی۔

یہ آسان نہیں ہانی۔۔۔۔!مما اور ڈیڈ سب کچھ پلان کر چکے ہیں۔۔اور۔۔ پھر۔۔میں کیوں۔۔ نگ میں بھنگ ڈالوں۔۔؟؟جب اینڈ پے مجھے ماننا ہی پڑے گا۔

آنیہ اپنی جگہ سے اٹھتی ونڈو میں جا کھڑی ہوئی۔

پھر بھی۔۔آپ کو اپنا حق استعمال کرنا چاہیے۔ار مجھے یقین ہے مما آپ کی بات سمجھیں گیں۔

ہانیہ کو پھر بھی تسلی نہ ہوئی ۔

اگر آپ کہیں تو۔۔میں بات کروں۔۔؟؟ہانیہ کے ماغ کی گھنٹی بجی۔

پاگل ہو ہانی۔۔؟؟کل نکاح ہے۔اور نکاح کے اگلے دن مہندی۔۔

اور۔۔پھر۔۔رخصتی۔۔۔؟؟آخر میں وہ اداس سی ہو گ ئی تھی۔

اور ایک دن تو۔۔سب نے ہی رخصت ہونا ہوتا ہے۔ تمہیں بھی ہونا ہو گا۔

آنیہ نے مسکرا کے ماحول کا بوجھل پن ختم کرنا چاہا۔

میری تو اتنی جلی نہیں ہونے والی۔کسی مائی نے ایسا کوئی لعل پیدا ہی نہیں کیا جو ہانیہ کے دل تک رسائی حاصل کر سکے۔

ہانیہ نے فخر سے کہا۔

اچھا جی۔۔۔!ویسے محبت کا جذبہ بہت منہ زور ہوتا ہے۔یہ اپنی جگہ خود بنا لیتا ہے۔اور۔۔۔۔؟؟؟

دروازے پے ہوتی ناک پے دونوں ہی چونک گئی یں۔ آہان اندر داخل ہوا۔

کیا میں آسکتا ہوں۔۔؟؟دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ وہ اندر داخل ہوتے بولا۔

آہان بھائی۔۔۔! آجائیں۔۔۔ آپ کو اجات کی کیا ضرورت۔۔؟؟ آنیہنے خوشی سے اسکا استقبال کیا۔ جبکہ ہانیہ نے منہ بناتے رخ پھیرا۔

کیسی ہے میری بہن؟اس کے سر پے ہاتھ پھیرتا ہانیہکو یکسر نظرانداز کیا۔

الحمدُللہ،،،!آپ کیسے ہیں۔۔؟؟اس بار بہت وقت لگادیا آنے میں۔۔؟ ایک پیارا سا گلہ بھی کرہی دیا۔

اب بھی۔۔۔شاید۔۔۔نہ آتا۔۔۔!اگر۔۔میری پیاری بہن کی شادی نہ ہوتی۔۔؟؟ تھوڑا اداسی سے بولتا وہ آنیہ کو افسردہ کرگیا۔

خوش ہیں ناں۔۔۔؟ آپ۔۔۔؟؟ آہان نے اس کا اداس چہرہ دیکھ فکر مندی سے پوچھا۔

جی۔۔۔جی۔۔۔! آپ۔۔۔ملے سب سے۔۔؟ ہانیہ کی طرف دیکھتے بات بدلی۔

آہان نے ایک نظر اٹھا کے سامنے کھڑی اکڑ مغرور حسینہ کو دیکھا۔ جو ایک تباہی تھی۔

گہرا سانس خارج کرتا وہ واپس آنیہ کی طرف متوجہ ہوا۔

سب سے مل لیا ہے۔۔ آپ اپنا خیال رکھیں۔۔۔اور۔۔ کوئی بھی مس ئی لہ ہو۔۔۔ اپنے بھائی کو ہمیشہ یاد رکھیے گا۔

سوتیلے بھائی سے پہلے ایک سگھی بہن ہے۔ اسے پہلے یاد رکھیے گا۔

ہانیہ کے اچانک بولنے بلکہ طنزیہ جملے نے دونوں کو اسکی طرف دیکھنے پے مجبور کر دیا۔

ہانی۔۔۔۔! آنیہ نے سرزنش والے انداز میں ٹوکا۔

کچھ۔۔۔غلط کہہ دیا کیا میں نے۔۔؟؟ مصنوعی حیران ہونے کی ایکٹنگ کی۔

میں چلتا ہوں۔کسی چیز کی ضرورت ہوئی ۔۔طتو بلا جھجک کہہ دتجئے گا۔

ایک بار پھر سے ہانیہ کو نظر انداز کرتا وہ آنیہ سے مسکرا کے کہتا وہاں سے نکل گیا۔

کتنی غلط بات ہے۔۔ہانیہ۔۔! وہ اتنے دن بعد آئی ہے۔۔ اور تم۔۔ نے طنز۔۔۔ کرنے شروع کردئیے۔۔۔؟؟ بہت بری بات ہے۔ آنیہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

اسے آنے کی ضرورت تو نہیں اس گھر میں۔۔؟؟ کیا لینا دینا اسکا اس گھر سے۔۔؟ ہانیہ کو شروع سے آہان سے چڑ تھی۔ابرش کی طرح۔یہ عادت اسکی ماں سے ملی تھی اسے۔

ابرش بنا کچھ کہے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتی تھی۔وہیں۔۔ہانیہ دھڑلے سے بنا کوئی لحاظ کیے منہ پے سب کچھ بول کے آان کا دل دکھاتی تھی۔ اور وہ بھی ہمیشہ اسے نظر انداز کرتا بات کو بدل دیتا تھا۔

اپنے کمرے میں آتا وہ کچھ اداس ہو گیا تھا۔

وہ پانچ سال کا تھا جب اس پیرزادہ مینشن میں آیا تھا۔ابتسام کا ہاتھ تھامے۔۔

وہ کون تھا۔۔؟؟اسکی پہچان کیا تھی۔۔۔؟ابتسام سب جانتا تھا۔ لیکن۔۔

اس نے نہ کبھی پوچھا۔نہ ابتسام نے کبھی بتایا۔ کبھی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسے لگ رہا تھا۔ اس گھر کے لوگوں نے اسے نہیں اپنایا تھا۔ اس بات کا دکھ اسے ہمیشہ سے تھا۔

کچھ کہہ کہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔اور کچھ بول کے۔اور وقت آگیا تھا کہ وہ اپنے باپ سے ہی اپنی پہچان پوچھے۔کہ وہ کون ہے۔۔؟؟

لیکن ابتسام پیرزادہ سے سوال جواب کرنے کہ ہمت اس میں نہ تھی۔

آنیہ ابتسام پیرزادہ۔۔۔! بنت ابتسام علی پیرزادہ کیا آپ کو میر ہادی یامین ولد میر یامین سکندر سے دس کروڑ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟

مولوی صاحب کی آواز پے آنیہ کا دل بہت زور سے دھڑکا۔ زبان تالو کے ساتھ چپک گئی۔

ایک بار دو بار۔۔۔ مولوی صاحب نے تین بار ہی پوچھا۔ جبکہ آنیہ نے ایک بار بھی قبول نہ کیا۔

سب لوگوں میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں۔

آنیہ۔۔۔! وملوی صاحب کو جواب دیں۔ ابرش نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ تو آنیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

آنیہ۔۔۔؟؟ ابرش کو سخت دھچکا لگا۔

ابرش نے نم آنکھوں سے ابتسام کو دیکھا۔اسکی حالت بھی ابرش سے الگ نہ تھی۔اس نے آگے بڑھ کے آنیہ کا ہاتھ تھاما۔

آنیہ۔۔۔!کیا ہوا۔۔؟؟کیوں۔۔ایسے کر رہی رہیں آپ۔۔؟ابتسام کے محبت سے پوچھنے پہ وہ باپ کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کے رودی۔

ڈیڈ۔۔۔وہ۔۔مار دیں۔۔۔گے۔۔؟؟

آنیہ نے دھیرے سے باپ کے کان میں کہا۔تو ابتسام کو فوراً سے کچھ غلط ہونے کا احساس

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ابتسام آنیہ کو لیے اندر کمرے میں چلے گ ئے ۔

سبھی حیران تھے کہ اچانک سے آنیہ کو ہوا کیا؟کیوں اس نے نکاح سے انکار کر دیا۔

مجھے سب کچھ بتاؤ۔ آنیہ۔۔؟ کیا ہوا۔۔؟ کون مار ڈالے گا۔۔؟

ابتسام نے بیٹی کو حوصلہ دیا۔

ڈیڈ۔۔۔؟؟وہ۔۔۔لوگ۔۔۔؟؟آنیہ سے کچھ بھی بولا نہ جا رہا تھا۔لیکن اب وہ چھپا نہیں سکتی تھی۔

کون لوگ۔۔؟؟کسے مار ڈالیں گے۔۔؟مجھے بتاؤ۔۔ بیٹا۔۔؟؟

ابتسام نے زور دیتے پوچھا۔تو آنیہ نے اپنے گالوں پے آئے آنسوؤں کو صاف کیا۔

میں۔۔میں۔۔نہیں۔۔جانتی۔۔وہ کون لوگ ہیں۔۔؟؟لیکن۔۔وہ ہانی کو مار دیں گے۔۔۔!بلآخر وہ بول ہی پڑی۔

کیا مطلب۔۔۔؟آپ کے نکاح سے ہانیہ کا کیا تعلق۔۔؟؟

ابتسام کے پوچھنے پے آنیہ نے سختی سے آنکھیں میچیں۔

جبکہ دروازے سے اندر آتے آہان کے قدم وہیں تھمے۔

اسکی سماعت بھی آنیہ کے جواب پے ٹکی تھی۔اور دل زور سے دھڑک رہا تھا۔وہ کیا کہنے والی تھی؟

آنیہ نے گہرا سانس خارج کرتے اپنا موبائل باپ کے حوالے کیا۔

یہ ۔۔۔ان ناؤن نمبر ہے۔۔آج صبح سے اس نمبر سے مجھے تھریڈز مل رہے ہیں۔۔ پہلے تو۔۔ میں نے پرواہ نہ کی۔ اور نہ ہی سیریس لیا۔۔۔

لیکن۔۔۔آج شام۔۔۔کو آئی ے میسجز نے مجھے بری طرح چونکا دیا۔ آنیہ سب کچھ بتانے کا فیصلہ کیا۔

موبائ ل ابتسام کے ہاتھ میں تھا۔ اس میں دو تصاویر تھیں۔ جنہیں وہ باپ ہوتے دیکھ نہ پایا۔ اور آنکھیں میچ لیں۔

یہ سب۔۔۔مجھے پہلے کیوں نہ بتایا۔۔؟؟ابتسام کے ماتھے پے بل پڑے۔

آہان کو تجسس ہوا۔کہ موبائ ل میں ابتسام نے کیا دیکھا۔

ڈیڈ۔۔؟یہ۔۔ کچھ دیر پہلے کی پکس ہیں۔۔اور۔۔شاید ہانیہ جانتی بھی نہیں۔۔اس نے کل ہی شاپنگ کی ہے۔۔۔اور چینجگ روم اے اسکی یہ پکس لی گ ئی ہیں۔۔۔ ! وہ جو کوئی بھی ہے۔۔ ڈیڈ۔۔ ! ہانیہ سے بہت قریب ہے۔۔۔ ! ورنہ۔۔ یہ سب۔۔؟

اس سب کا آپ کے نکاح سے کیا تعلق۔۔۔؟ابتسام کو اب بھی آنیہ کے انکار کی وجہ سمجھ نہ آئی تھی۔

ڈیڈ۔۔!آپ نے میجسز نہیں پڑھے۔۔؟؟کہ اگر۔۔میں نے یہ نکاح کیا تو۔۔؟وہ۔۔۔ہانی کی پکس۔۔وائی رل کر دیں گے۔۔۔ اور۔۔ اسے ۔۔۔مار۔۔۔؟؟ آنیہ رو دی۔ تو ابتسام نے اسے سینے سے لگا یا۔

بیٹا۔۔!گھبرا کیوں رہی ہیں؟آپ کے ڈیڈا بھی زندہ ہیں۔۔!اور ابتسام پیرزادہ کے ہوتے اسکی اولاد کے بال کو بھی کوئی چھو نہیں سکتا۔

آپ پریشان نہ ہوں۔میں سب حل کرلوں گا۔آپ نکاح کی تیاری کریں۔ باہر مولوی صاحب موجود ہیں۔لڑکے والے موجود ہیں۔آپ نکاح کی اجازت دیں۔باقی اپنے ڈیڈ پے چھوڑ دیں۔

ابتسام نے اسے سمجھایا۔پوری تسلی کروائی۔ فون کر کے ارتسام کو اندر بلایا۔ اسے مختصراً بات سمجھا کے آنیہکو باہر لے جانے کا کہا۔

ڈیڈ۔۔۔؟؟؟ہانی۔۔؟؟؟آنیہ کی سوئی پر وہیں اٹکی۔

سب صحیح ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت سب سے پہلے آپ کا نکاح ہو گا۔ جو کہ دونوں خاندانوں کی عزت پے ٹکا ہے۔میری بات سمجھ رہی ہیں ناں۔۔آپ۔۔؟؟ابتسام نے اسے سنجیدہ انداز میں سمجھایا۔تو آنیہ اثبات میں سر ہلاتی ارتسام کے ساتھ گھونگھٹ نکالے باہر آگئی۔

میر ہادی جو کافی دیر سے یہ سب ڈرامے بازیاں دیکھ رہا تھا۔اس کی برداشت کا پیمانہ لبریز ہوا۔وہ جارحانہ انداز میں اٹھتا کشش کی طرف بڑھا۔کہ اسی وقت آنیہ گھونگھٹ نکالے باہر آتی دکھائی دی۔

مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔ارتسام نے مسکرا کے کہا۔

مولوی صاحب نے پھر سے اللہ کا نام لے کے نکاح شروع کیا۔اس بار آنیہ نے ایک منٹ کی دیری کیے بنا قبول ہے۔ کہا۔

آنیہ کے قبول و ایجاب کے بعد مولوی صاحب میر ہادی کی جانب بڑھے۔ اس سے بھی قبول ایجاب کروا کے دعائے خیر کی۔

میر ہادی کے چہرے کی سجنید گی کسی سے چھپی نہ تھی۔اسکے اندر کیا چل رہا ہو گا۔۔؟؟ کشش کو اسکا چہرہ پڑھتے سمجھ آرہا تھا وہ خود حیران تھی کہ اچانک سے ہوا کیا تھا۔۔؟؟ لیکن فی الحال خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

مبارک ہو۔۔۔! مولوی صاحب نے میر ہافی کو سب سے پہلے گلے لگا کے مبارک دی۔ سبھی باری باری دلہا دلہن کو مباک باد دے رہے تھے۔ سبھی کے چہروں پہ چھائی پریشانی اب دور ہو چکی تھی۔ سبھینے نکاح ہوتے ہی سکون کا سانس لیا تھا۔ خاص طور پہ کشش اور ابرش نے۔ دونوں ہی اب ایک دوسرے کے پاس کھڑی تھیں۔ایک

دوسرے سے بات کرتے وہ دونوں ہی الجھی ہوئی تھیں۔ کیونکہ آنیہ نے ایسا کیوں کیا وہ دونوں ہی نہیں جانتی تھیں۔

عروش آنیہ کو میر ہادی کے پاس اسٹیج پے لے گئی یں۔ میر ہادی کے ساتھ بٹھاتے ہی میر ہادی اپنیجگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اسکے چہرے کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ ماغ کی رگیں ابھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ اسکا غصہ بہت شدید ہوتا تھا۔ اور اب بھی وہ شدید غصہ میں تھا۔

کشش فوراًا سٹیج کی جانب بڑھیں۔

اس سے پہلے کہ میر ہادی اسٹیج سے نیچے اترتا۔ وہ اس تک جا پہنچیں۔

ہادی۔۔! کیا ہوا۔۔؟ آپ اٹھ کیوں گئے۔۔؟ ایک ڈر تھا۔

میر ہادی نے لب بھینچتے ماں کو دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو جہ آپ نہیں جانتیں۔۔؟؟

ہادی۔۔۔! پلیز بیٹھ جائی یں۔

اردگرد نظریں دوڑاتے وہ مسکراتے ہوئے ہادی سے بولیں۔

مما۔۔۔! یہ نکاح صرف آپ کی خوشی کی خاطر کیا ہے۔ ورنہ جو یہاں ہوا۔ میں ایک منٹ بھی یہاں کھڑا ہونا گوارا نہ کروں۔ اور اب مزید مجھ سے کوئی امید مت رکھیے گا۔

سخت گیر لہجہ۔ پاس بیٹھی آنیہ نے ایک ایک لفظ اپنے دل میں اترتا محسوس کیا۔ اسکی اتنی آواز تھی۔ کہ اس تک باآسانی پہنچ گئی۔ دو آنسو ٹوٹ کے بہے تھے۔

ہادی۔۔۔! ڈونٹ گو۔۔۔ پلیز۔۔۔ جسٹ فار می۔۔۔! کشش نے دھیمے لہجے میں بیٹے کی کلائی تھامی۔ ایک درخواست تھی۔ لہجے میں۔ اور آنکھ نم۔

ہادی ماں کی آنکھوں کے آنسو کہاں دیکھ سکتا تھا۔۔۔؟؟

اپنے ضطراب پے قابو پاتا خاموشی سے واپس بیٹھ گیا۔

کشش نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔

ہادی کے بیٹھتے ہی آنیہ کا دل زور سے دھڑکا۔اسکا پورا وجود دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔اور اسکا لرزنا ہادی سے چھپا نہ تھا۔

💖💖💖💖💖💖💖

نکاح ہو چکا ہے۔۔۔کیا فائدہ۔۔۔؟؟ تمہارا سارا پلان فیل ہو گیا۔۔۔! ہادی ۔۔۔ہادی دور ہو گیا مجھ سے۔۔۔۔! وہ رو رہی تھی چلا رہی تھی۔ جبکہ فضا غصہ سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟اتنا پاورفل پلان تھا۔کیسے وہ۔۔۔؟؟راضی ہو گئی۔۔۔! بہت بڑی غلطی کر دی۔ آنیہ نے۔۔۔! اب۔۔۔ اب اسکا خمیازہ۔۔ اسکی بہن بھگتے گی۔ جب اسکی تصویریں ہر موبائل کی زینت بنیں گیں ۔ نفرت اور غصے سے کہتی اس نے اپنے قریبی دوست سرمد کو کال کرنا چاہی کہ اسی وقت سرمد کی کال آ گئی۔

نکاح کر لیا ہے۔۔اس نے۔۔۔! سارا پلان چوپٹ ہو گیا۔اب کیا کریں۔۔؟؟

فضا نے غصہ ضبط کرتے کہا۔

جو کرنا کرانا ہو ابعد میں کرنا۔پہلے یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے۔نکل جاؤ۔۔۔! اس آنیہ نے اپنے باپکو سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔کسی بھی وقت وہ تم تک پہنچ جائیں گے۔ اور۔۔ اریسٹ ہو جاؤ گی ۔

سرمد نے اسے وارن کیا۔تو اسکے چہرے کا رنگ پل میں فق ہوا۔

.فون بند کرتی وہ ردا کی جانب مڑی

پھس گئے۔۔۔! ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا۔

فوراً اسے دردا کو ساتھ لیا اور کمرے سے باہر نکلیں لفٹ میں داخل ہوتے فضا کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔اسکی چھٹی حس اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔

جیسے ہی لفٹ کھلی۔ سامنے پولیس کی وردی میں دو آدمیوں کو دیکھ وہ گنگ رہ گ ئی۔

...اتنی بھیکیا جلدی ہے۔۔۔۔؟؟ لینے آگ ئے ہیں آپ کو ہم۔

آنے والے نے ایک ادا سے کہا۔ فضا نے وہاں سے بھاگنا چاہا لیکن پکڑی گ ئی۔ ردا کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔

انہیں پولیس وین میں لے جا کے بٹھا دیا گیا۔ ردا بہت سخت ڈر گ ئی تھی۔ جبکہ فضا کی حالت بھیاس سے مختلف نہ تھی۔

سر۔۔۔۔! انہیں حراست میں لے لیا گیا ہے۔ فون پے اطلاع دیتے اس پولیس والے نے فخر سے بتایا۔

آگے سے اسے کچھ ہدایات ملی تھیں۔

!اوکے سر۔۔۔

وہ فون بند کرتا وین کی جانب بڑھا۔

موبائل فون کدھر ہے۔۔۔؟؟ لاؤ۔۔ادھر۔۔! غصہ سے اس پولیس والے نے فضا کو کہتے اسکے اہتھ سے موبائل کھینچا۔ وہ تڑپ کر ہی رہ گئی۔

موبائل واپس کریں۔ وہ خود پے ضبط کرتی وہ آہیستہ آواز میں چلائی تھی۔

بکواس بند کرو۔ وتنہ جیل کی بجائے سیدھا اوپر پہنچا دوں گا۔ اسکا موبائل اپنی پاکٹ میں ڈالتے وہ غراتے ہوئے بولا تھا۔ اور فرنٹ سیٹ پے بیٹھتا ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا۔

اب کیا ہوگا۔۔۔؟ ردا نے دھیرے سے فضا کے کان میں گھستے ہوئے کہا۔

فضا نے اسے ایک گھوتی سے نوازا۔

سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔! ابھی چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے ۔۔سوچنے دو۔

فضا نے اسے گھر کا تو وہ دل مسوس کر کے رہ گئی۔

اف کیا مصیبت ہے۔۔؟؟ یہ آج نیٹ ورک کیوں نہیں چل رہا۔۔۔؟؟

سہج سہج کے چلتی وہ اوپر کی جانب اپنے ہی دھیان میں سیڑھیاں چڑھتی جا رہی تھی۔ کہ کسی کے زور سے بازو سے کھینچنے پے وہ بے اختیار کھینچی چلی گئی۔

دیوار کے ساتھ پن کیے وہ اسے غصہ کی آخری حد تک دیکھے جا رہا تھا۔ جبکہ ہانیہ نے ماتھے پے بل ڈالے اسے دیکھا۔

کیا بے ہودگی ہے یہ۔۔۔؟؟ دانت پیستے ہوئے بولتی وہ آہان کو سخت بری لگی تھی۔

یہی اگر میں تم سے پوچھوں تو۔۔؟ اسی کے انداز میں پوچھتا وہ ہانیہ کو سر سے پاؤں تک سلگا گیا۔

دور رہ کے بات کرو۔۔ ہاتھ سے اسکے سینے پے پش کرتی وہ حتی المکان خود پے قابو کرتی بولی تھی۔

تمہارے پاس آنے کا شوق ہے بھی نہیں مجھے۔ لیکن۔۔اپنی لمٹس کو کراس مت کرو۔۔اتنی تیزی مت کھاؤ۔۔ کہ خود ہی ٹھوکر کے ایسی گرو ۔۔۔ کہ سنبھلنے کا بھی موقع نہ ملے۔

آہان کی سخت گیر باتیں ہانیہ نے لب بھینچے اسے دیکھا۔

کہنا کیا چاہتے ہو تم۔۔۔؟ کیسی ٹھوکر۔۔۔؟؟ بھنوئیں اچکاتے دریافت کیا۔

آہان نے پیچھے ہٹتے نفی میں سر ہلایا۔

جس انسان کو دوست اور دشمن کی پہچان نہ ہو۔ وہ ہر مقام پے ہار جاتا ہے۔۔۔۔! صرف بڑی بڑی باتیں کرنا ہی نہیں سب کچھ ہوتا۔ کچھ۔۔۔ کر کے۔۔؟؟

اپنی بکواس۔۔۔؟؟؟ ہانیہ نے انگلیا ٹھا کے اسے وارن کرنا چاہا۔

اپنے لہجے اور الفاظ پے قابو رکھو۔ ہانیہ ابتسام۔۔۔! ورنہ آہان۔۔ کیا کر لے ۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی۔

اسکے قریب ہوتے وہ غراتے ہوئے بولا۔

اچھا۔۔۔؟؟ کیا کرلوگے تم۔۔۔؟؟ آخر تم۔۔؟؟ سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔؟؟ بہت کوئی تیس مار خان ہو۔۔؟ بھولو۔۔۔مت۔۔ میرے ڈیڈ کی وجہ سے آج تم سر اٹھا کے چلنے کے قابل ہوئے ہو۔۔ ورنہ۔۔ تم۔۔۔اور تمہاری زات۔۔۔؟؟

خبر دار۔۔۔! زور سے دیوار پے مکا مارتے وہ ہانیہ کو ایک دم سے چپ کرا گیا۔

ایک لفظ اور نہیں۔۔! غصہ سے آہان کی رگیں تن گ ئی یں۔ آنکھیں خطرناک حد تک لال ہو چکی تھیں۔

میری زات پے انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لو۔۔۔! آج ۔۔۔ جس پے تم۔۔انگلی اٹھا رہی ہو۔۔۔اسی کی وجہ سے تمہاری زات مٹی میں ملنے سے بچی ہے۔

بہت حد تک خود پے ضبط کرتا آخر ناچاہتے ہوئے بھی وہ اسے آئینہ دکھا ہی گیا۔

کیا۔۔۔؟؟ کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔؟؟ ہانیہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

بنا کچھ کہے۔۔۔ موبائل اسکے ہاتھ میں تھماتا وہ پیچھے ہٹا تھا۔

موبائل اسے جانا پہچانا لگا تھا۔ اسکی سکرین اپن کی تو ہانیہ کے پیروں تلے سے زمین ہی کھسک گئی۔

اسے لگا گھر کی چھت اسکے اوپر آن گری ہو۔

کل شاپنگ مال کے لمحات اسکی آنکھوں کے گرد گھومے۔

یار یہ بلیک ڈریس تم پے بہت سوٹ کرے گی۔۔۔ پلیز۔۔ پہن کے دیکھو ناں۔۔۔! فضا کے اصرار کرنے پے ناچاہتے ہوئے چینجنگ روم جا کے اُنے ڈریس پہن کے چیک کی تھی۔ اور یہیں وہ غلطی کر گئی تھی۔ سنگین غلطی۔

اسکی تصاویر فضا نے ہی کھینچیں تھیں۔

ہانیہ موبائی ل پہچان گ ئی تھی۔

نفی میں سر ہلاتی اسکی آنکھیں اشک بار ہوئی تھیں۔

ایک پتھریلی نظر اس نے سامنے کھڑے آہان پے ڈالی۔اور کانپتے ہاتھوں سے وہ تصاویر ڈیلیٹ کرنے لگی۔کہ آہان نے موبائی ل اسکے ہاتھ سے اچک لیا۔ ایک زخمی نظر اس پے ڈالتا وہ واپس مڑا کہ ہانیہ اسکے سامنے دیوار بن کے کھڑی ہو گ ئی۔

مجھے۔۔موبائی ل دو۔۔۔! خود پے ضبط کے باوجود اسکا لہجہ کانپ رہا تھا۔

اچھا۔۔۔؟؟کیا کرو گی اسکا۔۔؟؟ بھنوئیں اچکاتا اب کی بار پر سکون ہوتا بولا تھا وہ۔

سب۔۔۔سب ڈیلیٹ۔۔؟ہانیہ سے بمشکل الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کے ادا ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ اگر کسی اور بھی موبائ ل میں ہوئ یں تصویریں۔۔؟

تب۔۔؟؟ تب کیا کرو گی۔۔۔؟اور اگر۔۔سوشل میڈیا تک پہنچ

گ ئ ی ہوئ یں۔۔تو۔۔۔؟

آہان نے اسے اچھا خاصا آئ ینہ دکھا دیا تھا آج ۔ اسکی باتوں پے وہ

اندر ہی اندر تڑپ گ ئ ی تھی۔

آنسو ٹوٹ کے گالوں پے بہہ نکلے تھے۔وہ کتنی ہی بہادر کیوں نہ ہوتی۔۔؟؟

تھی تو ایک لڑکی ہی ناں۔۔؟؟

اور ہر لڑکی کی طرح اسے اپنی عزت اپنی جان سے بھی بڑھ کے تھی۔

ننہیں۔۔۔!اس سے پہلے۔۔۔ہانیہ مر جائے گی۔۔ لیکن۔۔ اپنی

عزت پے۔۔ داغ نہیں لگنے دے گی۔

مضبوط انداز میں کہتی وہ پلٹی تھی۔کہ آہان نے فوراً آگے بڑھتے اسکی کلائی

تھامے اسے اپنی طرف کھینچا۔

چھوڑو۔۔مجھے۔۔۔!وہ خود کو چھڑاتی بری طرح رو دی تھی۔اسے کچھ سمجھ نہ آرہا تھا۔کہ وہ کیا کرے۔اسکا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

ڈیڈ کی عزت۔۔خاندان کی عزت۔۔اس نے انجانے میں ہی داؤ پے لگا دی تھی۔ صرف دوستی میں وہ دھوکا کھا گئی تھی۔

اچھا۔۔!اس سب کا حل موت ہے۔۔؟ہانیہ ابتسام۔۔ایسی غلطی بھول کے بھی مت کرنا۔۔!ورنہ جس عزت کی ےم بات کر رہی ہو۔اسے مٹی میں مٹی ہوتے ایک لمحہ سے بھی کم وقت لگے گا۔

ایک غلطی تم کر چکی ہو۔۔۔اب اس پے دوسری غلطی کرنے جا رہی ہو۔؟؟آہان نے بھنوئیں سکیڑ کے اس سے سمجھانا چاہا۔

اور کیا۔۔حل ہو سکتا ہے۔۔؟میں۔۔دوستی میں سب۔۔۔برباد کر چکی ہوں۔۔سب کچھ۔۔۔!!!یہ سوچ۔۔۔کہ۔۔۔میں۔۔میری۔۔ تصویریں۔۔۔؟؟سب۔۔کے فون۔۔۔؟؟؟روتے ہوئے اس سے بولا بھی نہ جا رہا تھا۔

سب ٹھیک ہے۔۔! کچھ نہیں۔۔ ہوا۔۔۔ سب کچھ ڈیلیٹ ہو چکا ہے۔۔۔

ڈونٹ وری۔

آہان سے اسکا یوں رونا نہ دیکھا گیا۔ تو اسے سچ بتا دیا۔

مطلب۔۔۔؟؟ ہانیہ سر اٹھا کے اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ایک پل کو آہان کو لگا اسکی جھیل سی آنکھیں اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے خود پے سرد مہری کا لبادہ اوڑھ لیا۔

اور پیٹھ پھیرتا جانے لگا کہ رک کے صرف چہرہ اسکی طرف کرتا ایک نظر اسے دیکھا۔

آہان۔۔۔ ہوں میں۔۔! جو مشن ہاتھ میں لیتا ہوں۔ اسے مکمل کر کے ہی دم لیتا ہوں۔ صرف اس موبائل میں ہی رہ گئی تیں یہ پکس۔۔۔! اور اب وہ بھی ڈیلیٹ۔۔۔! کہتے ہوئے موبائل سے ساری تصویریں ایک ہی بار بھی ڈیلیٹ کرتا وہ موبائل جیب میں ڈالتا جا چکا تھا۔

اسکے جانے کے بعد ہانیہ نے رخ پلٹتے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا۔

آج پہلی بار اسے آہان کے سامنے شرمندگی سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ جسے اس نے کبھی کوئی اہمیت نہ دی تھی۔ آج اس پے احسان کر گیا تھا۔

ایک شدید نفرت کی لہر اسکے تن بدن میں سرایت کر گئی۔

!آئی سوئیر۔۔۔ ! فضا۔۔۔ آئی ول کل یو۔۔۔

چہرے پے سختی لیے وہ باہر کی جانب بڑھی۔

آپ کو لگتا ہے۔۔۔ کہ وہ گھبرا گئی تھی۔۔؟؟ آپ کسے تسلیاں

!!دے رہی ہیں۔۔؟؟ مما۔۔

گھر آتے ہی وہ اپنے کمرے میں بند ہو گیا تھا۔ ایسے میں کشش نے ہی اس سے بات کرنے کی ٹھانی تھی۔ وہ بہت غصہ میں تھا۔ اور اسکا غصہ بجا تھا۔

لیکن کشش ہر گز نہیں چاہتی تھی۔ کہ ان کے رشتے کا آغاز کڑواہٹ سے ہو۔اس لیے بیٹے کو سمجھانے چلی آئی یں۔ پر وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

بیٹا۔۔! تھوڑا برداشت کا مادہ پیدا کریں۔ ضرور نہیں حالات وواقعات ہمیشہ ویسے ہی ہوں۔۔ جیسا ہم سوچتے ہیں۔۔! اللہ پے بھروسہ رکھیں۔۔سب ٹھیک ہو گا۔

جی بالکل۔۔۔! آج نکاح کے وقت۔۔ جو تماشا لگا۔۔اب کل مہندی کے وقت بھی لگے گا۔اور پھر رخصتی کے وقت بھی۔بس۔۔۔سب برداشت کرتے رہیں۔۔اور اپنی عزت کا مذاق۔۔؟؟

ہادی۔۔۔؟؟ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔وہ گھبرا گ ئی تھی تھوڑا۔ پہلی بار ایسا ہوتا ہے تو سبی گھبرا جاتی ہیں۔

اچھا۔۔۔! تو آپ کے کہنے کا مطلب۔۔؟؟ کہ اگلی بار نہیں گھبرائے گی۔۔؟؟ مما۔۔ واٹس رانگ ود یو۔۔؟؟

سب کی لائف میں یہ وقت ایک ہی بار آتا ہے۔ اور ہم دونوں کی لائف میں بھی ایک ہی بار آیا ہے۔

اچھاخاصاوہ بہت کچھ ماں کو باور کروارہاتھا۔

اچھا۔۔!اب غصہ ختم کریں نا۔۔تاکہ آپکی مماکو سکون آئے۔

غصہ نہیں ہوں مما۔۔۔!ایک گہراسانس خارج کیا۔

اگرآج وہ۔۔نکاح سے انکار کردیتی۔۔۔اوریہ نکاح نہ ہوتا۔۔توآئی سوئیر اسے بھی جان سے مار دیتا اور خود کو بھی۔

سردپن سے کہتاوہ کشش کواندرتک ہولا گیاتھا۔

ہوگیاناں۔۔نکاح۔۔۔!اب سب کچھ ٹھیک ہوگا۔میرے ہادی کی دلہن آنیہ ہی بنے گی۔اوررخصت ہوکے گھرآئے گی۔ مسکرا کے کہتے اسکے بال خراب کیے۔ جو سلکی ہونے کی وجہ سے ماتھے پے بکھر گئے تھے۔ رخصتی تو ہو کے رہے گی۔۔۔ ! نہیں تو جان سے جائے گی۔

دل ہی دل میں وہ کہتا ماں کو سینے سے لگا کے انہیں مطمئین کر گیا تھا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ ہر جگہ فضا کو دیکھ چکی تھی۔ جہاں جہاں اسکے ہونے کا گمان تھا۔ لیکن وہ نہ ملی۔ وہ جاننا چاہتی تھی۔ کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ وہ چاہ کے آہان سے زیادہ کچ پوچھ نہ پائی ۔ کہ اسے سب کیسے ملا۔ کیسے پتہ چلا۔

وہ تھک ہار کے واپس لوٹ آئی تھی۔

کافی سوچ بچار کے بعد اس نے آہان سے ہی پوچھن کا فیصلہ کیا تھا۔ اگر فضا کا موبائل آہان کے پاس تھا۔ تو فضا کہاں ہے۔ یہ بھی وہی جانتا ہو گا۔

دل میں پکا ارادہ کرتی وہ اٹھی تھی۔ تیار ہونے۔

آج آنیہ کی مہندی تھی۔ پیرزادہ منشن میں ہی تمام انتظامات مکمل کر لیے گ ئے تھے۔ ارتسام نے بھتیجی کی شادی کی تیاریوں میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

ابرش اور ابتسام میں بول چال بند تھی۔ کچھ آہان کے وہاں ہونے پے وہ ابتسام سے کٹ گ ئی تھی۔ اور کل جو کچھ ہوا۔ ابتسام نے اسے اسکے بارے میں کچھ بھی بتانے سے منع کر دیا تھا۔ اور خوشی سے شادی کے ہر فنکشن میں حصہ لینے کو کہا تھا۔

آنیہ سے پوچھنا چاہا تو اس نے بھی خاموشی اپنالی۔ باپ نے وعدہ جو لیا تھا۔ ابرش نے زیادہ زور نہ دیا۔

آنیہ شروع سے ہی ابتسام کے نزدیک تھی۔ وہ اپنیہر بات اسی سے شئ ئر کرتی تھی۔ جبکہ ہانیہ کا جھکاؤ زیادہ ابش کی طرف تھا۔

ابرش تیار ہوتی خود کو آئی ینہ میں دیکھتی اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کر رہی تھی۔ کہ اسی لمحے ابتسام روم میں داخل ہوا۔ سامنے کھڑی محبوب بیوی کو یوں اتنے عرصے بعد سجا سنورا دیکھ وہ وہیں سٹل ہو گیا۔ ابرش نے بھی اسکا دیکھنا محسوس کرتے آئی ینے سے ہی اسے دل کی نظروں سے نہارا۔

وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ صبح سے اب وہ ابرش کو نظر آیا تھا۔ بیٹی کی آج مہندی تھی اور کل بارات۔ ساری تیاریاں وہ خود کروا رہا تھا۔ جبکہ ارتسام اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

اس کے دونوں بیٹے سیف اور سفیان ان دونوں نے بھی بڑھ چڑھ کے باپ کے ساتھ ہر کام میں حصہ لیا تھا۔ آہان بھی سب بھلائی ے شادی کیت تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ جبکہ اپنے دوست کو چوکنا رہنے کو وہ پہلے ہی بول چکا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ شادی میں

کسی قسم کی کوئی گڑبڑ ہو۔اس لیے سارا سیکیورٹی کا انتظام اس نے خود اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔

لائٹس ٹھیک لگاؤ یار۔۔۔! آہان نے لائٹنگ مین سے کہتے ویسٹ پے ہاتھ رکھے۔ وہ اوپر کے پورشن پے لائٹس لگوا رہا تھا۔ جبکہ خود نیچے کھڑا ہدایات دے رہا تھا۔

کیسا ہے ہمارا بیٹا۔۔۔؟؟اچانک سے پیچھے سے کسینے اسے ہگ کیا تو وہ چونکتا ہوا پلٹا۔

ارحام چاچو۔۔۔!جھٹ سے آگے بڑھتے وہ ارحام کے گلے لگا۔ارحام کو وہ شروع سے ہی بہت اچھا لگتا تھا۔اسے اپنا جگری دوست بیٹا۔۔سب کچھ کہتا تھا۔

اولمظ کا بھی یہی حال تھا۔وہ بھی اسے اپنے سگھے بیٹے سے زیادہ چاہتی تھی۔

چچی جان۔۔!آپ کیسی ہیں۔۔؟آہان لمظ کی طرف متوجہ ہوا۔

الحمدُللہ.... تم بتاؤ۔۔۔ گاؤ ں کا چکر ہی نہیں لگاتے اب۔؟ یا یہ ماں باپ بھول گ ئے ہیں۔۔؟؟ لمظ نے اسکا کان کھنیچتے گلہ کیا۔

سیڑھیاں اتری ہانیہ نے یہ منظر غور سے دیکھا تھا۔آہان کی مسکراہٹ میں جادو تھا۔وہ کم ہی مسکراتا تھا۔ مسکراتے اسکے گال کاڈمپل واضح ہوتا تھا۔ لیکن وہ بھی بہت غود کرنے پے پتہ چلتا تھا۔اسکی ب ئی رڈ نے اسکا ڈمپل چھپیا ہوا تھا۔

آپ کو بھول سکتا ہے آہان۔۔؟؟خود کو نہ بھول جاؤ ں۔۔؟؟ آہان نے مسکرا کے ان سے کہا۔

ہمار اشیر کہاں ہے۔۔؟؟آہان نے عزیر کا پوچھا۔جوارحام اور لمظ کا اکلوتا بیٹا تھا۔اور پیرزادہ منشن کا سب سے چھوٹا لاڈلا پوتا۔ارحام۔

وہ کل آجائے گا۔ دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پے ہے۔

ارحام نے اسے پیار دیکھتے کہا۔

اَلسَلامُ عَلَیُکُم چاچو۔۔۔! ہانیہ نے انہیں سلام کیا تو وہ اسے دیکھتے اسکی جانب مڑے۔

وَعَلَیُکُم اَلسَّلَام،،،، کیسی ہے ہماری بیٹی۔۔؟؟اور بھئی۔۔ شادی کی مبارک ہو بہت بہت آپ سب کو۔۔۔! ارحام نے ہانیہ کے سر پے شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

خیر مبارک۔۔۔آپ کو بھی مبارک ہو۔۔۔اندر چلیں ناں۔۔۔! ہانیہ نے انہیں راستہ دیتے کہا۔

تو وہ دونوں مسکراتے ہوئے اندر کی جانب بڑھے ۔

آہان واپس اپنے کام کی طف متوجہ ہو گیا۔

سنو۔۔۔! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔! ہانیہ نے رخ پھیر کے کھڑے آہان سے کہا۔جو لائی ٹس لگوا رہا تھا۔

یار۔۔اسے تھوڑا ٹیڑھا کرو۔۔۔! ویسٹ پے ہاتھ رکھے وہ اوپر کھڑے شخص سے مخاطب ہوا۔ جسکی نظریں بار بار ہانیہ پے ٹک رہی تھیں۔ وہ تیار ہوئی لگ بھی تو حسین رہی تھی۔ کہ دیکھنے والا ایک بار دوبارہ دیکھنے پے مجبور ہو جاتا۔ اور یہی بات آہان کو ناگوار گزر رہی تھی۔

تم نے سنا نہیں۔۔۔مجھے بات کرنی ہے تم سے۔۔۔! ہانیہ نے اسکے سامنے آتے کہا۔

آہان نے ایک اچٹتی نگاہ اسکے سراپے پے ڈالی اور موبائل پے لگ گیا۔

تم مجھے یوں اگنور نہیں کر سکتے۔ہانیہ جوالہ مکھی بنی تو آہان نے لب بھینچتے اسکی طرف دیکھا۔

جاؤ۔۔یہاں سے۔۔۔! ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا وہ بولا تھا۔

نہیں جاؤں گی۔۔۔ جب تک تم۔مجھے یہ نہیں بتا دیتے ۔ کہ فضا کہاں ہے؟ وہ بھی دوبدو ہوئی۔

آہان کے ماتھے پے بل پڑے۔

تمہیں ایک بات سمجھ نہیں آتی۔۔؟؟ آہان نے موبائل جیب میں رکھتے کہا۔

نہیں۔۔۔! مجھے فضا کا بتاؤ۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔؟؟

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ لائٹس کی لڑیاں جھومر سمیت ہانیہ پے آن گریں۔وہ رخ پھیرے کھڑی تھی۔جبکہ آہان کی نظر پڑ گئی۔ اس نے فوراً ہانیہ کو کھینچ کے اپنی طرف کیا ۔ وہ اسکے چوڑے سینے سے آٹکرائی۔آہن نے اسے مکمل کور کیا۔

لائٹس گر کے ٹوٹ چکی تھیں۔ ڈھیروں ڈھیر ٹکڑے ان کے ارد گرد پھیل گئے۔

تم۔۔۔ تم۔۔ ٹھیک ہو۔۔؟؟آہان کو اسکی فکر ہوئی۔وہ اسکے سینے سے لگی حیرت سے سب دیکھ رہی تھی۔

آہان کا غصہ ساتویں آسمان پے پہنچ چکا تھا۔جس شخص نے سب گرائی تھیں۔ اسکی تو شامت آنے والی تھی۔

تمہیں۔۔۔چوٹ لگی ہے۔۔۔؟؟اچانک سے ہانیہکی نظر اسکے ہاتھ پے اور بازو پے گ ئی۔ جہاں کانچ چبھا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔تم جاؤ۔۔ اندر۔۔! آہان نے اسے پاؤں سے کانچ ہٹا کے راستہ بناتے دیتے کہا۔

للل۔۔۔لیکن۔۔ تمہیں۔۔یہ۔۔چوٹ۔۔۔؟وہ بے چین ہوئی تھی۔

سنائی نہیں دیتا۔۔؟؟ اندر جاؤ۔۔۔!اب کی بار وہ کافی اونچا بولا تھا۔ ہانیہ لب بھینچے اندر بڑھ گ ئی۔

ابھی اس نے اندر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ کہ اسے آوازیں سنائی دیں۔

سر۔۔جی۔۔معاف کر دیں۔۔۔۔ غلطی ہو گ ئی۔۔۔! وہ شخص ہاتھ جوڑے معافی مانگ رہا تھا جبکہ آہان کے مضبوط ہاتھوں کا ایک مکا ہی کھا کے وہ تڑپ گیا تھا۔

تیری جرات کیسے ہوئی۔۔۔! لاپرواہی کرنے کی۔۔۔؟؟ اگر۔۔۔ ایک کھروچ بھی آتی ناں۔۔۔ تو جان لے لیتا تمہاری۔

اسکا گریبان پکڑے وہ غصہ سے دھاڑا تھا۔ کہ پیرزادہ منشن کے در و دیوار میں اسکی آواز گونجی تھی۔

کوئی ملازم اندر سے ابتسام اور ارحام کو بلا لایا۔ ابتسام نے ہیآہان کو قابو میں کیا ۔ اور اس شخص کو وہاں سے نکالا۔ ورنہ کچھ بعید نہیں تھا ۔ آہان اسے جان سے مار ڈالتا۔

آہان غصہ کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا۔ ہانیہ نے اسکا یہ روپ آج پہلی بار دیکھا تھا۔ اور بس دیکھتی رہ گ ئی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

مہندی کی یہ رات۔۔۔

مہندی کی یہ رات۔۔۔۔

آئی مہنی کی یہ رات۔۔۔ لائی سپنوں کی سوغات۔۔۔

سجنیا ساجن کے ہے ساتھ۔۔۔

مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی۔ لڑکے والے آچکے تھے۔ سب تھے ۔۔۔۔ میر ہادی نہیں تھا۔ اس نے آنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ لیکن کشش نے سب کو مطمین کر دیا تھا۔ کہ وہ مہندی کے فنکشن میں انٹرسٹڈ نہیں۔

حیرت کی بات ہے۔۔۔۔! مہندی ہے اور لڑکا ہی غائب۔۔۔؟

زلیخا بیگم نے پھر سے دل کا زہر اگلا۔

امی جان۔۔۔! پلیز چپ رہیں۔ عروش نے انہیں چپ کرانا چاہا۔

عرش۔۔! سنیں۔۔۔! یہ۔۔اندر رکھوادیں۔ارتسام نے کچھ سامان عروش کے ہاتھوں میں تھمایا۔

جی۔۔۔! عروش نے ارتسام کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ تھامے۔

داماد جی۔۔۔! ویسے یہ سمجھ نہ آئی۔ مہندی پے گھر والے آگ ۓ۔۔ لیکن۔۔دلہا ہی نہیں آیا۔۔۔؟ زلیخا نے بھنوئیں اچکاتے پوچھا۔

ارتسام نے ایک نظر عروش کو دیکھا۔اسکے ماتھے پے وبل پڑے تھے۔ عروش شرمندہ ہوگ ئی۔

آپ میری بات سنیں۔۔۔! سنجیدگی سے عرش کو کہتا وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

امی! آپ بھی حد کرتی ہیں۔ منع بھی کر رہی ہوں۔ لیکن۔۔مجال ہے کہ آپ سن جائی یں۔

عروش منہ بنا کے اندر چلی گ ئی۔

لو بھلا۔۔۔کیا غلط کہا میں نے۔۔۔؟؟ زلیخا بیگم سر جھٹک کے مہمانوں کی جانب بڑھ گ ئی یں۔

گارڈن ایریا میں مہندی کا فنکشن رکھا گیا تھا۔ ہر طرف روشنیوں اور رنگ وبو کا سیلاب آیا ہوا تھا۔

سب کے چہروں پے مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔

کیسی طبعیت ہے اب آپ کی بیٹا۔۔؟؟ کشش نے مہنی کی رسم سے فارغ ہوتے آنیہ کے پاس بیٹھتے پیار سے پوچھا۔

ٹھیک ہوں آنٹی۔۔! سر جھکائے وہ ب اتنا ہی کہہ پائی۔

کل آپ۔۔ گھبرا گ ئی یں تھیں۔ ہم سب۔۔ بھی کافی پریشان ہوگ ئے تھے۔ اور میر ہادی تو۔۔۔؟؟؟ کہتے کہتے وہ ایک دم رکیں تھیں۔ ہانیہ نے سر اٹھا کے انہیں دیکھا۔

جبکہ میر ہادی کے نام پے آنیہ کے دل کی رفتار معمول سے ہٹی تھی۔

بیٹا۔۔! اپنا خال رکھا کریں۔ بات کو پلٹتیں وہ آنیہ کو پیار کرتی اٹھنے لگیں۔

ایم سوری آنٹی۔۔۔! کل میری وجہ سے آپ سب کو پریشانی ہوئی۔

آنیہ واقعی شرمندہ تھی۔اسکے کہنے پے کشش کا فل ایک دم سے ہی صاف ہو گیا۔وہ خود بھی تو ہمیشہ سے ایسی تھی۔صاف گو اور صاف دل۔

کوئی بات نہیں بیٹا۔۔! ہو جاتا ہے۔۔۔! کشش نے مسکراتے ہوئے واپس بیٹھ گ ئی یں۔

وہ غصہ ہوں گے۔۔۔؟؟آنیہ نے دھیرے سے فکز مندی سے پوچھا۔

پہلے تو کشش کو سمجھ نہ آیا۔کہ کس کے بارے میں کہہ رہی ہے۔۔لیکن جب سمجھ آئی تو حیرت سے دیکھا۔

بیٹا۔۔۔!فکر مند نہ ہوں۔غصہ تو تھا۔۔لیکن۔۔اب شانت ہو گ ئے ہیں۔ اور ویسے بھی اتنی پیاری بیوی ملے گی تو غصہ کہاں رہے گا۔۔۔؟ سرسری انداز میں کہا تو آنیہ جھینپ گ ئی ۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔؟ساس بہو میں۔۔؟ابرش نے سمکراتے ہوئے ان کے پاس آتے کہا۔

باقی سب کو کھانا سرو کر دیا گیا تھا۔

ہماری آپس کی بات ہے۔۔۔! کشش نے مکرا کے آنیہ کی طرف دیکھتے پیار

سے کہا۔

ہمممم۔۔۔! آجائیں کھانا کھالیں۔ ابرش نے مسکراتے ہوئے

کشش سے کہا تو وہ اسکے ساتھ ہی اٹھ گئی۔

آنیہ دل ہی دل میں میر ہادی کا سوچتے گھبرانے لگی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہم کب تک یہاں رہیں گے۔۔۔؟ ردا نے ڈرتے ہوئے فضا سے پوچھا

۔

وہ دونوں اس وقت اندھیرے کمرے میں تھیں۔اور کتنی دیر سے وہ بھوکی

پیاسی بند تھیں۔ وہ خوف بھی نہیں جانتی تھیں۔

مجھے کیا پتہ۔۔۔؟؟ فضا نے منہ بنا کے کہا۔

ایک بات تو طے ہے۔۔۔ ہمیں جنہوں نے اریسٹ کیا وہ پولیس والے نہیں

تھے۔

فضا کچھ دیر بعد سوچتے ہوئے بولی۔

پھر۔۔۔۔۔؟؟ پھر کون تھے۔۔۔؟؟ ردا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

ضرور۔۔۔ آنیہ یا ہانیہ۔۔۔ دونوں میں سے کسی ایک کا کام ہے۔

لیکن۔۔ سامنے کیوں نہیں آ رہیں۔۔۔؟ ردا نے تنگ پڑتے کہا۔

آنیہ کا تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔۔۔ لیکن دعا کرو۔۔ ہانیہ سامنے نہ آئے۔۔۔

سرد انداز ہیں ں کہتی وہ ردا کو چونکا گ ئی۔

کیا مطلب۔۔۔؟ حیرانی سے پوچھا۔

وہ۔۔۔ بہت غصہ والی ہے۔۔ اگر اسے سب پتہ چلا۔۔۔ اور۔۔ یہ بھی۔۔

کہ اس سب کے پیچھے۔۔۔ میں ہوں۔۔ تو۔۔ شاید۔۔ وہ مجھے مار

دے۔۔۔! دھیمے لہجے میں کہا۔

کیوں ڈرا رہی ہو۔۔۔؟ ردا نے تھوک نگلی۔

صیح کہہ رہی ہوں۔۔ تمہاری محبت کے چکر میں۔۔۔ میں بھی پھس گ ئی

ہوں۔۔ فضا نے منہ بناتے کہا۔

لیکن۔۔پلان۔۔تمہارا تھا۔ردا نے دامن بچانا چاہا۔

اب بہن کی محبت کے لیے اتنا کچھ کر گئی۔ اور تم۔۔ مجھے یہ سب کہہ رہی ہو۔۔؟؟ فضا نے دکھ سے کہا۔

ایم سوری فضا۔۔۔! مجھے۔۔۔ میر ہادی اچھے لگتے ہیں۔بہت۔۔۔ زیادہ۔۔۔جب سے انکو دیکھا۔۔۔تب سے بس ایک ہی جنون ہے۔۔وہ میرے ہو جائیں۔ اور تم۔۔دیکھنا۔۔۔ ایک دن ردا اپنے میر ہادی کو پا لے گی۔ردا نے فضا کو گلے لگاتے پیار سے کہا۔

فضا نے بھی اسکے گلے کے گرد بانہیں پھلائیں۔

آنے والے وقت سے بے خبر وہ اپنی ہی دھن میں لگی تھیں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیا بات ہے ہانیہ۔۔۔؟؟اتنی چپ چپ کیوں ہو۔۔۔؟آنیہ نے ہانیہ کو سونے کی بجائے اسکے ساتھ جڑ کے بیٹھے خیالوں میں کھوئے فیکھا تو پوچھ بیٹھی۔

آپیہ۔۔۔۔! بیٹی۔۔۔ کیا ہے۔۔۔؟؟اچانک سے اس نے ایسا سوال کیا۔

آنیہ چونک گ ئی۔۔

کیا مطلب۔۔؟؟آج یہ کیسا سوال پوچھ لیا۔۔۔؟؟آنیہ مسکرائی۔

بتائیں ناں۔۔۔! لاڈ سے پوچھا۔

بیٹی۔۔۔! اللہ کی رحمت ہے۔اور۔۔۔ خوش نصیب ہوتا ہے وہ شخص۔۔

جس کی پہلی اولاد بیٹی ہوتی ہے۔

پیار سے اسے کہنے لگی۔

پھر اپنی خوش نصیبی لوگ۔۔۔ دوسروں کو کیوں دے دیتے ہیں۔۔؟؟اسکی

جانب دیکھتے دکھی انداز میں کہا۔

اسکی بات کا مطلب سمجھتے آنیہ مسکرادی۔

پگلی۔۔۔! بیٹیوں کو تو ایک دن۔۔رخصت ہونا ہی ہوتا ہے۔۔۔ کس نے

آج تک بیٹی کو گھر رکھا۔۔۔؟؟

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ ناہوں نے بھی اپنی بیٹیوں کی شادی کی۔ان کی رخصتی کی۔ان سے زیادہ کون اپنی بیٹیوں سے محبت کر سکتا ہے۔۔؟؟

ہمم۔۔۔۔۔۔! جانتی ہوں۔۔۔۔آنیہ کے گلے لگتے وہ افسردہ ہوئی۔

ایسے اداس کیوں ہو رہی ہو۔۔۔؟ پاگل۔۔۔! میں آتی رہوں گی ناں۔۔۔!

ہانیہ کی آنکھوں کی نمی پے آنیہ کا دل بھی بھر آیا۔

آئی مس یو۔۔۔! وہ اسکے ساتھ جڑ ہی گ ئی۔

آنیہ نے پیار سے اسے ساتھ لگایا۔

اور اسکے چہرے کو دیکھنے لگی۔

اللہ جی۔۔۔! میری بہن بہت معصوم ہے۔۔۔اسکی حفاظت کرنا۔۔۔! کسی مشکل میں نہ ڈالنا اسے۔

پیار سے اسکا ماتھا چوما۔تو ہانیہ آنکھیں بند کیے مسکرا دی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

صبح کی پہلی کرن پیرزادہ مینشن میں خوشیاں لائی تھی۔ آج پیرزادہ مینشن کی سب سے بڑی بیٹی کی رخصتی تھی۔

ابرش کا دل بہت اداس تھا۔ پہلی بار اپنی آنیہ کو وہ خود سے دور کر رہی تھیں۔

بات بات پے اس کے آنسو نکل رہے تھے۔ لیکن وہ بہت مہارت سے انہیں صاف کر لیتی۔ اور صبح سے خو کو مختلف کاموں میں الجھائے رکھا۔

آنیہ اور رہانیہ دونوں کو پارلر بھیج چکی تھی۔ خود وہ سب گھر ہی تیار ہو رہی تھیں۔

شہر کا سب سے بڑا بینکوئیٹ بک کروایا تھا۔

ابر۔۔۔! میری ٹائی کہاں ہے۔۔۔؟؟ ابتسام کی الجھی ہوئی آواز پے وہ چونکی تھی۔

آج کتنے عرصے بعد ابتسام نے اسے ابر کہا تھا۔

یہی۔۔۔ رکھی ہے۔۔۔! اسکی طرف بڑھاتے دھیرے سے کہا۔

پہنادو۔۔۔!ایک اور آرڈر لگایا۔

ابرش نے اسکی طرف دیکھا۔وہ سنجیدہ انداز لیے ہوئے ہی تھا۔

ابرش نے آگے بڑھ کے اسے ٹائی پہنانی چاہی۔ لیکن اسکے ہاتھ کانپے تھے۔ ابتسام کی لو دیتی نظریں اسکے چہرے کا ہی طواف کر رہی تھیں۔ اور ابرش سے ٹائی کی ناٹ ہی نہیں بن رہی تھی۔

پہلی بار پہنارہی ہو۔۔؟ابتسام نے میٹھا طنز کیا۔

پتہ نہیں۔۔۔یہ۔۔۔کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟نظریں ملائے بنا کہتے وہ ابتسام کو دل کے قریب لگی تھی۔

اسکے ہاتھوں پے اپنا ہاتھ رکھتے اس نے ابرش کو اپنے قریب کیا۔

ایک پل کو ابرش کی نظریں اٹھیں۔ابتسام سے اسکی نظروں کی لالی چھپی نہ رہ سکی۔

آگے ہوتے اسکے ماتھے پے مان بھرا بوسہ دیا۔تو ابرش نے آنکھیں بند کر لیں۔

اسی لمس کو تو وہ چاہ رہی تھی۔ وہ اندر سے ٹوٹ رہی تھی۔ ابتسام کی محبت کو وہ ترس رہی تھی۔ جو اس نے خود سے خود ہی دور کر دی تھی۔

پیاری لگ رہی ہو۔۔۔! میری بیٹی آنیہ ابتسام ساری اپنی ماں پے ہے۔۔۔ اس نے سارا روپ رنگ۔۔ آپ سے چرایا ہے۔۔۔! دھیرے سے اسکے کان میں کہتا وہ اسے ریلیکس کر رہا تھا۔

دیر۔۔۔ ہو رہی ہے۔۔۔ چلیں۔۔۔؟؟ ابرش اسکی قربت میں خود کو پگھلتا محسوس کر رہی تھی۔ او اسکا احساس ابتسام کو ہو چکا تھا۔

اس لیے زیرِلب مسکراتا اپنی ٹائی درست کرنے لگا۔

جادوگر۔۔۔۔! برسوں پہلے دیا گیا خطاب آج ایک بار پھر سے ابرش نے ابتسام کا دے دیا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

یہ ضروری ہے مما۔۔۔؟ سہرا دیکھ میر ہادی کا منہ بنا تھا۔

ہادی۔۔۔! سہرا۔۔دلہے کی شان ہوتا ہے. بنا سہرے کے دلہا دلہا تھوڑی

نہ لگتا ہے۔

کشش نے بہت پیار سے سہرا میر ہادی کے سر پے سجایا۔ جبکہ میر ہافی بس

برے منہ بناتا رہ گیا۔

کششششش۔۔۔۔۔۔۔! باہر سے میر یامین کی اونچی پکار پے دونوں چونکے۔

لو جی۔۔۔ایک تو آپ کے ابا حضور کو میرے بنا سکون نہیں آتا۔

آپ جلدی سے آجاؤ۔۔ نیچے۔۔۔! میں انک ودیکھ کے آتی ہوں۔

کشش اپنی بلیک ساڑھیکا پلو سنبھالتے بڑی شان سے باہر نکلی تھی۔

باہر تو وہ بہت خوشی سے آئی تھی۔ لیکن آگے میر یامین کو آگ

بگولہ دیکھ ٹھٹھکی۔

بھنوئیں اچکاتے پوچھا۔

یہ۔۔۔گھوڑا گاڑی۔۔۔کہاں سے آئی۔۔؟؟ سامنے کھڑی بگھی کی

طرف غصہ سے دیکھتے کشش سے پوچھا۔

اللہ اللہ۔۔۔! میر یامین۔۔ سکندر۔۔۔! یہ۔۔اتنی پیاری بگھی۔۔آپ کو گھوڑا گاڑی نظر آرہی ہے۔۔۔اتنی شاندار قسم کی آرڈر پے تیار کروائی۔۔ آپ نے اسکی بے عزتی کر ڈالی۔

منہ بنا کے بولتی وہ یامین کو سلگا گئی۔

مجھے پہلے ہی اندازہ کرلینا چاہیے تھا۔گھر میں افلاطون رکھی ہوئی ہے۔ کوئی نہ کوئی کارنامہ تو کر ناہی تھا۔یامین سکندر نے فل کی بھڑاس نکالنی چاہی۔

یہ آپ نے افلاطون کسے کہا؟

حشر سامانیو کے ساتھ کھڑی وہ اب کمر پے ہاتھ رکھے لڑنے مرنے پے اتر آئی۔

سو باتوں کی ایک بات۔۔ہادی۔۔۔گاڑی میں جائے گا۔ بارات لے کے۔۔۔ نہ کہ ۔۔۔۔یہ۔۔۔؟؟؟

بگھی۔۔۔! اس سے پہلے کے یامین پھر سے اسکی شان میں کوئی قصیدہ پڑھتا منہ بنا کے کہتی وہ یامین کو ہی دیکھ رہی تھی۔

! وٹ ایور۔۔۔! اسے میرے سامنے سے ہٹاؤ۔۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔! بارات بگھی پے جائے گی تو بگھی پے ہی جائے گی۔ میں نے کہہ دیا سو کہہ دیا۔

ہاتھ اٹھا کے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔

کشش۔۔! ہر بار کی ضد اچھی نہیں ہوتی۔ زمانہ کہاں پہنچ گیا ہے۔۔۔

اور۔۔تم۔۔یہ۔۔۔؟؟

بگھی۔۔۔۔۔۔۔! پھر سے بات کو اچکا۔

دونوں کی نہ ختم ہونے والی بحث شروع ہو چکی تھی۔ میرہادی کب سے باہ آ چکا ماں باپ کو جھگڑتے دیکھ رہا تھا۔ کوئی بھی ان کے بیچ نہیں آتا تھا۔

بس۔۔ کر جائیں یار آپ دونوں۔۔۔! آخکار میرہادی بول پڑا۔ تو دونوں نے چپ ہوتے اسکی جانب دیکھا۔

جوس کا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا۔

ہادی۔! اپنے بابا کو بول دو۔۔۔آپ بگھی میں جائی یں گے۔

ہافی کے پاس آتے اکڑ کے کہا۔

یامین نے لب بھینچے۔

مما۔۔۔ بابا۔۔۔ میری بات سن لیں۔اگر آپ نے جھگڑا ختم نہ کیا۔تو بارات پھر دلہے کے بنا ہی جائے گی۔

میر ہادی کے کہنے پے میر یامین سخت غصہ سے باہر نکل گیا۔

مما۔۔۔!آپ ہی سمجھ جائی یں یار۔۔۔! وہ زچ ہوا۔

ہادی۔۔۔! مما کی خواہش ہے بیٹا۔۔۔!آپ کی بارات بگھی پے جائے۔

منہ بناتے اموشنلی کہا۔

ٹھیک ہے۔۔میں آپ دونوں کو ناراض نہیں کر سکتا۔

یہاں سے گاڑی پے۔اور شادی حال کے پاس سے پہنچتے ہی پھر بگھی پے۔

ہادی نے آسان حل بتایا۔

ڈن۔۔۔! چلو چل کے میر یامین کو بتاتے ہیں۔

خوشی سے چہکتے وہ ہادی کو تھامے یامین کے پاد پہنچے۔ جہاں یامین نے پہلے تو بات کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن کشش کے سمنے کب کسی کی چلی ہے۔ آخر کار ماننتے ہی بنی۔ اور پھر دھوم دھام سے سہر ابندی کی رسم ادا کی گ ئی ۔صدقہ و خیرات تقسیم کیا گیا۔ سب کی دعاؤں میں بارات روانہ ہوئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

پیچھے باراتی۔۔۔

آگے بینڈ باجا۔۔۔

آئے دلہے راجا۔۔۔

گوری کھول۔۔۔ دروازہ۔۔۔

بارات کا بہت پر زور اور بھرپور طریقے سے استقبال کیا گیا۔ہانیہ نے آگے بڑھ کے میر ہادی کا بہت شاندار طریقے سے ویلکم کیا۔بینڈ باجے اور باراتی ۔۔۔

سبھی ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔ سبھی کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

اوران سے سے نظر بچا کے ہانیہ نے بہت صفائی سے آہان کا موبائی ل اٹھا لیا۔

موبائی ل لیے وہ فوراً وہاں سے غائی ب ہوئی۔

ایک خاموش گوشے میں روم کے اندر آتے روملکو لاک کرتی اپنے چھوٹے سے بگ سے لیپ ٹاپ نکالا۔

ادے اب موبائی ل کا پاسورڈ ہیک کرنا تھا۔

فضا کہاں ہے۔۔۔؟؟ہ انفارامیشن اسے صرف آہان کے موبائی ل سے ہی مل سکتی تھی۔

وہ مسلسل پاسورڈ کو ہیک کرنے کی کوشش کر ہی تھی۔ لیکن ہر بار ناکام ہو جاتی۔

کہ تبھی اسے اپنے پیچھے کسی کی موجوفگی کا احساس ہوا۔

میں لگا دیتا ہوں۔ پاسورڈ۔۔۔! کہتے ہی۔۔ ایک ہاتھ نے پاسورڈ ٹائی پ کیا۔

پاسورڈ دیکھ ہانیہ کے تو چودہ طبق ہی روشن ہو گ ئے۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ مسلسل پاسورڈ کو ہیک کرنے کی کوشش کررہی تھی۔ لیکن ہر بار ناکام ہو جاتی۔

کہ تبھی اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

میں لگا دیتا ہوں۔ پاسورڈ۔۔۔! کہتے ہی۔۔ ایک ہاتھ نے پاسورڈ ٹائی پ کیا۔

پاسورڈ دیکھ ہانیہ کے تو چودہ طبق ہی روشن ہو گ ئے۔

ہانیہ نے رخ پلٹ کے اسے دیکھے۔ جس کے چہرے پے خطرناک حد تک سنجید گی تھی۔

آنکھوں میں تنبیہہ لیے آہان ہانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

کہ ہانیہ کی نظر بے اختیار اسکے ہاتھ کی پشت پے گ ئی۔ جہاں اس نے بینڈ تج لگائی ہوئی تھی۔ اسے کل چوٹ لگی تھی۔ ہانیہ کو بچاتے۔ اور ہانیہ نے پلٹ کے اس سے دوبارہ پوچھنا تک گوارا نہ کیا تھا۔

مجھے۔۔۔بس جاننا ہے کہ۔۔۔فضا کہاں ہے۔۔۔؟؟ ہانیہ بنا ڈرے کھڑے ہوتے بولی۔

وہیں۔۔جہاں اسے ہونا چاہیے۔ بنا پلک جھپکے جواب دیا۔

پہیلیاں مت بجھواؤ۔۔ تم۔۔۔! انگلی اٹھا کے وارن کرتی وہ اسکے قریب ہوئی۔

آہان نے اسے نظر انداز کرتے اپنا موبائی ل اٹھایا ۔ اور واپس پلٹا۔

جیسے اسکے بھائی تک پہنچی ہو۔۔ ویسے اس تک بھی پہنچ جاؤ۔
میری مدد کے بنا نہیں پہنچ سکتی کیا؟؟؟
ماتھے پے دو بل ڈالے وہ اسے سلگا گیا۔
تم۔مجھے۔۔۔ چیلنج کر رہے ہو۔۔۔؟؟ فارم میں آتے ہانیہ نے اسے بغور دیکھا۔
یس۔۔۔۔! بنا کسی تردد کے دوبدو جواب آیا۔
اوکے چیلنج ایکسپٹڈ۔۔۔! بارہ گھنٹے کے اندر تمہیں میں فضا تک پہنچ کے دکھاؤں گی ۔
چوبیس گھنٹے دی ئے۔ پہنچ جاؤ۔۔ اس تک۔۔۔ تو اسے تمہارے حوالے کر دوں گا ۔
وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو چیلنج کرتے سخت گھوری سے نواز رہے تھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

گولڈن کلر کے لہنگے میں آنیہ گولڈن پری ہی لگ رہی تھی۔ساتھ دلہا بنے بیٹھا میر ہادی چہرے پے سنجیدگی سجائے کسی ریاست کا مغرور شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔ دونوں کی جوڑی سورج چاند کی سی تھی ۔

ابی جان نے صدقے کے بکرے منگوائے۔ اور نظر اترائی۔

کشش اور ابرش ایک ساتھ کھڑیں اپنے اپنے بچوں کو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

کشش۔۔۔!میری بیٹی۔۔بہت معصوم ہے۔۔۔اگر کبھی کوئی بھول یا کوتاہی ہو جائے تو۔۔۔در گزر کر لینا۔

دھیرے سے کشش سے کہتے ابرش کی آنکھیں نم ہوئی یں۔

ابرش۔۔!آنیہ اب سے میری بیٹی ہے۔اور میرے ہادی کی زمہ داری۔کبھی کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔

آگے بڑھ کے کشش نے ابرش کو گلے سے لگایا۔

وہ ماں تھی۔ پریشان تھی۔ دل میں ایک ڈر بھی تھا۔ لیکن اللہ سے دعا گو بھی تھی۔ کہ انکی بیٹی کو کبھی کوئی غم نہ پہنچے۔

ماں باپ بیٹی کو سب کچھ دے دیتے ہیں۔ لیکن اچھے نصیب کی صرف دعا ہی دے سکتے تھے۔

رخصتی کا شور اٹھا۔

رخصتی کا مرحلہ۔۔ جو سب سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے چاہے وہ ماں باپ کے لیے ہو یا لڑکی کے لیے۔

بابا کی پیاری ہوں۔۔۔۔
آنکھوں کا پانی ہوں۔۔۔

بہہ جانا ہے۔۔ جسے۔۔۔
دو پل کہانی ہوں۔۔۔۔۔

ابتسام اور ابرش کے گلے لگتے وہ بہت روئی تھی۔ ہانیہ نے گلے سے لگایا تو اسکی ہچکیاں بندھ گئیں۔

سب سے باری باری ملتی وہ دعاؤں کے حصار میں رخصت ہو گئی۔

ابتسام نے ابرش کو بانہوں کے حلقے میں لیا۔

نم آنکھوں سے شوہر کو دیکھا۔

ابتسام نے مسکرا کے اسے دیکھا۔دونوں کے ہی احساسات ایک جیسے تھے۔

دل ہی دل میں بیٹی کے لیے دعا گو تھے۔

چلیں گھر چلتے ہیں۔ابتسام نے ابرش سے کہتے ایجان کی طرف قدم بڑھائے۔انہیں ساتھ لیے وہ بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اپنے فون کو چیک کرتا وہ نیچے اتر رہا تھا۔جب ایک لڑکی اس سے ٹکرائی تھی۔ آہان نے فوراً سے اسے تھاما ۔

اوپس۔۔۔! سوری۔۔۔! ایک دلفریب ادا سے مسکراتی وہ آہان کو کچھ عجیب سی لگی۔

آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔؟؟ آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔

آہان نے نارمل انداز میں پوچھا۔

نو۔۔ہینڈسم۔۔۔! ایم اوکے۔ اسکا بے باک انداز دیکھ آہان سر جھکائے نیچے اتر گیا۔ یہ جانے بنا کے ایک چپ وہ اسکے گردن کی ایک سائیڈ پے چپکا گئی تھی۔

کام ہو گیا۔۔۔ کسی کو فون پے اطلاع دیتی وہ مسکراتی وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

سب کاموں سے فارغ ہوتا آہان بھی گھر کے لیے روانہ ہوا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

میر ولا میں پرتپاک انداز میں دلہن کا استقبال کیا گیا۔

کشش نے ایک لمحے کے لیے بھی آنیہ کو اکیلا نہ چھوڑا۔

ہر رسم وہ پورے شوق سے کرتی یامین کو زچ کر چکی تھی۔

یار اب بس بھی کر دو۔۔! اور کتنی رسمیں باقی رہ گ ئی ہیں۔۔؟؟

بلآخر تنگ آتے یامین نے گھڑی پے ٹائی م دیکھتے ٹوکا۔

آپ کو نیند آ رہی ہے تو آپ جا کے سو جائی یں۔

کشش کے میٹھے جواب پے سبھی ینگ پارٹی نے ہوٹنگ کی۔ تو یامین کھسیانا ہوتا رہ گیا۔

دوبارہ کشش کو نہ چھیڑا۔ وہ کہیں بھی کچھ کر سکتی تھی۔ کچھ بھی بول سکتی تھی ۔اس سے کچھ بھی بعید نہ تھا۔ ہر لمحے اسے دادا جی کی سپورٹ تھی۔ اور یامین کے بے انتہا پیار اور لاڈ نے اسکی شخصیت کو مزید چار چاند لگا دی ئے تھے۔

بابا۔۔! میر ہادی کشش کی رسموں سے جان بچاتا میر یامین کے پاس آیا۔

بابا۔۔! آفس میں اکاؤ نٹس کا کچھ مس ئی لہ ہو گیا ہے۔ مجھے آفس جانا ہو گا۔

دھیرے سے کہتا وہ یامین کو چونکا گیا۔

کیا مطلب بیٹا۔۔۔۔؟؟ابھی۔۔۔؟؟آپ صبح دیکھ لینا۔رات کے اس وقت۔۔۔؟؟مناسب نہیں لگ رہا۔

بابا۔۔۔!پلیز۔۔۔جانا ضروری نہ ہوتا تو۔۔۔ کبھی نہ کہتا۔

میر ہادی نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

اور آپ کی مما۔۔۔؟؟انہیں کون سمجھائے گا۔۔۔؟؟

میرے پیارے بابا۔۔۔اور کون۔۔۔؟؟ہادی مسکرایا۔

جلدی آجاؤں گا۔ بس آپ۔۔ مما کو سنبھال لینا۔

میر یامین سے کہتا وہ کشش کی جانب دیکھنے لگا۔جواب آنیہ کو روم میں لے کے جا رہی تھیں۔

ہممممم۔۔۔۔۔!ٹھیک ہے۔جلدی آنا۔۔!یامین کی اجازت پے میر ہادی سر اثبات میں ہلاتا باہر نکلا۔گارڈز الرٹ ہو گئے۔ اس نے ایک نظر پلٹ کے اپنے پیارے میر ولا کو دیکھا۔اور باہر نکلتا چلا گیا۔ڈرائیور سے

التاج ہوٹل کے مین آفس کی طرف چلنے کو بولا۔ اور خود سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا لی ۔ خیالوں میں وہ چھوئی موئی سی لڑکی پھر سے آن سمائی۔ تو ہاتھ پھر سے بے اختیار دل پے جا ٹھہرا۔

اسکا دل پھر معمول سے ہٹ کے رفتار پکڑ چکا تھا۔ اپنا یہ انجانا احساس سمجھنے سے وہ قاصر تھا۔ وہ آج اپنے اہم لمحات کو قربان کر آیا تھا۔ اسکا آفس جانا ضروری تھا۔ جہاں بہت بڑی گڑ بڑ چل رہی تھی۔ جو وہ اپنے بابا کو بھی نہیں بتا سکا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آہان نے اپنے روم آتا شاور لینے کی غرض سے باتھ روم کا رخ کیا۔ شاور کھولے وہ اسکے نیچے آنکھیں بند کی کھڑا تھا۔ بالوں پے ہاتھ پھیرتے پانی کو جھٹکا کہ اچانک سے آہان کا ہاتھ اپنی گردن میں بیک سائڈ پے کسی چیز سے ٹکرایا۔ اسکے ماتھے پے بل پڑے۔ اپنی انگلی کی پوروں سے

اس نے اس چیز کو جانچا۔ تو اسے فوراً احساس ہو گیا کہ وہ کوئی چپ جیسی چیز ہے۔ فوراً سے شاور بند کرتا وہ ڈریس اپ ہوتا باہر نکلا۔ شیشے میں کھڑا وہ اپنی گردن کا معائنہ کر رہا تھا۔ کہ اسے اپنے کمرے میں کچھ الگ سا محسوس ہوا۔ اسکی چھٹی حس بیدار ہو چکی تھی۔ آئی ینے سے وہ اپنے بستر کو دیکھ سکتا تھا۔ جہاں تکیہ اپنی جگہ سے ہٹا ہوا تھا۔

مطلب یہاں کوئی تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ لیکن چہرے سے کچھ ظاہر نہ ہونے دیا۔ اسے چپ کی زیادہ فکر تھی۔ جو اسکی گردن کے ساتھ اندر تک چپک گ ئی تھی۔ اور گردن کی بیک سائیڈ پے تھی۔ جہاں سے وہ اسے کسی کی مدد کے بنا نہیں اتار سکتا تھا۔ رات کے اس وقت وہ ابتسام کو بھی نہیں تنگ کرنا مناسب سمجھ رہا تھا۔ اور چپ کو ہٹانا بھی ضروری تھا۔ وہ کس چیز کی چپ تھی۔ اسے یہ بھی جاننا تھا۔

وہ دراز سے کچھ چیزیں نکالتا بیڈ پے آ کے بیٹھتا آنکھیں بند کیے چپ کا معائنہ کرنے لگا ۔ کہ اسے پردے کے پیچھے کوئی ہلچل محسوس ہوئی۔

آہان لب بھینچے اٹھا۔اس نے پردہ ہٹایا تو سامنے ہی وہ کھڑی تھی۔

کیا مسئلہ ہے تمہارا۔۔ ؟ سکون نہیں۔۔۔ اپنے زون میں۔۔؟

ماتھے پے بل ڈالے وہ ہانیہ سے مخاطب ہوا۔

ہانیہ خاموشی سے باہر نکل آئی۔

زیادہ طنز بازی مت کرو۔۔۔! کچھ بھی نہیں چرایا میں نے تمہارا۔ وہ ہانیہ ہی کیا جو زرا بھی شرمندہ ہو جائے۔

مجھے لگا۔۔ بہن کی رخصتی پے اس قدر شدید رونے والی لڑکی۔۔۔اب بھی کہیں بیٹھی آنسو بہا رہی ہو گی۔۔۔ لیکن۔۔ تمہیں دیکھ کے تو کہیں سے نہیں لگتا۔۔۔ کہ تمہیں زرا بھی بہن کی رخصتی کا دکھ ہو۔۔؟؟

طنز کا ایک اور تیر پھینکتا وہ واپس بیڈ پے آن بیٹھا۔

آہان کو وہ چپ جلد کے اندر جاتی محسوس ہو رہی تھی۔ آہان نے موبائل کھولتے نیٹ پے سرچ کیا۔ جہاں اسے چپ کے بارے میں کچھ انفارمیشن تو ملیں۔ لیکن زیادہ نہ جان سکا۔

واقعی۔۔۔! کسی نے سچ ہی کہا ہے۔ یہ پاکستان ہے۔۔۔ یہاں۔۔ اگر کوئی اداس ہو یا بیمار ہو تو۔۔ منہ بھی ویسا ہی بنانا پڑتا ہے۔

منہ بنا کے کہتی وہ آہان کو دیکھنے لگی۔ جو کہ کچھ اپ سیٹ سا لگا۔

اس نے ہانیہ کی بات کا جواب نہ دیا۔ ہانیہ اسکی غیر معمولی خاموشی محسوس کرتی اسکے پاس آئی ۔ جو چھوٹا سا آئینہ لیے بیٹھا تھا۔ اور اسکے ہاتھ میں کچھ اوزار بھی تھے۔

ہانیہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔

اوزار میں سے ایک باریک پلاس اٹھاتا۔ وہ اٹھا اور آئی ینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ ہانیہ بھی اسکے پاس جا کھڑی ہوئی۔ اسکی حرکات و سکنات دیکھنے لگی۔

کیا۔۔۔ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔؟؟ اسے پلاس کو پیچھے گردن کی طرف لے جاتے دیکھ وہ گھبرا کے بولی۔ لیکن آہان نے اسکی بات پے توجہ نہ دی اور پلاس کی مدد سے چپ نکالنی چاہی۔ گردن جھکائے وہ اندازے سے آنکھیں بند کیے وہ چپ نکالنا چاہ رہا تھا۔ لیکن بے سود ثابت ہوا

۔کیا۔۔۔۔ کیا نکال رہے ہو۔۔۔؟ کوئی شیشہ چبھا ہوا ہے۔۔۔؟؟ تو ڈاکٹر گری کیوں کر رہے ہو۔۔؟؟ ڈاکٹر کے پاس چلے جاؤ۔۔۔۔! ہانیہ اسکے چہرے پے درد کے احساسات دیکھ چکی تھی۔

اپنا۔ منہ بند رکھو۔۔۔! اور جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔۔! آہان نے درد کی شدت بمشکل ضبط کرتے ہانیہ سے دھیمی آواز میں کہا۔

ہانیہ چپ سی ہو گ ئی۔ آہان نے ایک بار پھر کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔ وہ چپ اگر اسکی جلد کے اندر چلی گ ئی تو ۔۔۔ ؟؟ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ کوئی تھا جو اسے اپنے اشاروں پے چلانا چاہتا تھا۔ اور یہ چپ اسی کا حصہ تھی۔ جس نے بھی لگائی تھی۔ آہان اس تک پہنچ جاتا ۔ لیکن ابھی اسے اس چپ سے جان چھڑانی تھی۔ اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا۔ کہ وہ اپنے کسی ساتھی کی مدد لے سکے۔ آہان محسوس کر سکتا تھا۔ کہ وہ چپ اسکی جلد میں پیوست ہوتی اس کے تمام احساسات کو ختم کر رہی تھی۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ اسکی جلد کے اندر جاتے ہی اسکے دماغ کو اپنے قابو میں کر لیتی۔ اور وہ پھر۔۔ آہان نہیں رہنا تھا۔ شدتِ درد اور غصہ سے اس نے ڈریسنگ ٹیبل پے پڑیں ساری چیزیں زمین بوس کر دیں۔ ہانیہ جو واپس جانے کے لیے دروازہ کی جانب بڑھی تھی۔ آہان کی حالت دیکھتے وہ واپس پلٹی تھی۔ اسے آہان صحیح نہ لگا تھا۔ کچھ تو تھا اسکے ساتھ۔ جو وہ اسطرح کر رہا تھا۔

کیا۔۔۔کیا کر رہے ہو۔۔یہ۔سب۔۔۔؟ ہانیہ نے ماتھے پے بل ڈالے پوچھا۔

تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔؟ جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔! وہ جو آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ ہانیہ کا واپس آنا اسے مزید غصہ دلا گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ ہانیہ یہاں ہو۔ وہ اپنے غصہ سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

اچانک سے اسکے جسم کا ٹمپریچر بڑھنے لگا۔اس نے شرٹ اتار کے دور پھینکی۔اکا بس نہیں چل رہا تھا۔اپنے جسم کو نوچ پھینکے۔

میں۔۔ڈیڈ کو بلا کے۔۔؟؟ ہانیہ کو اسکی حالت بالکل ٹھیک نہ لگی۔وہ گھبرائی سی دروازے کی جانب مڑی کہ آہان نے اسے کھینچ کے ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ لگایا۔اسکی آنکھیں لال ہو چکی تھیں۔وہ خود کو اپنے حواس میں نہیں محسوس کر رہا تھا۔

وہ چپ اپنا کام دکھانا شروع ہو چکی تھی۔

ہانیہ اسکے یوں کھینچنے پے تلملائی۔ لیکن اسکی آنکھیں دیکھ ٹھٹھک گ ئی۔

ہیلپ می۔۔۔۔! اسکے دھیرے سے کہے الفاظ ہانیہ کو اپنی سماعت پے شک ہوا۔

آہان۔۔۔اس سے ہیلپ مانگ رہا تھا۔۔۔۔؟؟

پلیز۔۔۔۔؟؟ کہتے وہ اسکے اوپر گرنے والے انداز میں سر گرا چکا تھا۔

ہانیہ نے اسکا سر اپنے کندھے سے اٹھایا۔اور اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

آہان کی تکلیف پے اسکا دل کٹ رہا تھا۔ لیکن اسے ہوا کیا تھا۔۔۔؟؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

آہان۔۔۔۔؟؟آہان۔۔۔؟آنکھیں کھولو۔۔۔؟؟

وہ گھبرا گ ئی تھی۔ وہ بمشکل اپنے سہارے کھڑا تھا۔ لیکن اسکے پیروں سے جیسے جان نکل رہی تھی۔ وہ چاہ کے بھی حواسوں میں نہیں آپا رہا تھا۔

ہانیہ کا ہاتھ تھامے وہ اسکا ہاتھ اپنی گردن کی بیک سائیڈ پے لے گیا۔
جہاں ہانیہ کو کچھ محسوس ہوا۔
اسے ریموو کردو۔۔۔! اسکے ہاتھ کو چھوڑتے بے بس ہوتے دھیرے سے ہانیہ کے کان میں کہتا وہ آنکھیں پھر سے بند کر گیا۔
ہانیہ نے اسے بیڈ الٹا لٹایا۔ اور اسکی گردن پے اس چیز کو چیک کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر میں اسے آئیڈیا ہو گیا۔ کہ وہ کوئی چپ ہے۔ اور اسے آہان کی گردن سے نکالنا تھا۔
آہان کے بیگ سے اپنے مطلب کے اوزار نکالے وہ اب اپنے کام میں لگ گئی تھی۔ اسے اس چپ کو نکالنے میں بہت وقت اور طاقت لگ رہی تھی۔ لیکن بے سود ثابت ہو رہی تھی۔ جبکہ آہان اپنے ہوش و حواس کھو رہا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ جیسے ہی اپنے گارڈز کے ہمراہ آفس پہنچا۔ اپنے آف میں وہ کسی کی موجودگی محسوس کر سکتا تھا۔

اپنے گارڈز اور دو ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ انہوں نے آفس کے دروازے کو کور کر لیا تھا۔ اپنی جیب سے گن نکالتے میر ہادی نے آفس کے دروازے کو ٹانگ مارتے کھولا تھا۔ سامنے ہی دو لوگ ماسک پہنے نظر آئے تھے۔
انہوں نے فائر کیا۔ تو دوسری طرف سے میر ہادی نے بھی اپنے گارڈز کے ساتھ ان دونوں کا مقابلہ آمنے سامنے آتے کیا۔ وہ دونوں لوگ گولیاں لگنے سے ڈھے گئے تھے۔ لیکن اس اثنا میں ایک گولی میر ہادی کی بازو کو چھوتے ہوئے نکلی تھی۔ وہ شدید تکلیف سے اندر تک تڑپ گیا تھا۔
بے اختیار کشش کا چہرہ آنکھوں کے آگے لہرایا۔
اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔؟؟ ماں کیا کرے گی۔۔۔؟؟ ایک دکھ وہ اٹھا چکی ہے۔۔۔ ایک دکھ اور مل گیا تو۔۔۔ وہ تو۔۔ زندہ نہیں بچے گی۔۔۔؟

میر ہافی نے خود کو صرف اپنی ماں کے لیے بچایا۔ جن سے وہ اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ اور ان کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ کچھ بھی۔

سر۔۔! آپ کو گولی لگی ہے۔ عزیز بے چین ہوتا اس تک پہنچا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔! بس۔۔ چھو کے گزری ہے۔ ان دونوں کو زندہ رکھنا ہے۔۔ مرنے نہیں چاہیں۔

سرد لہجے میں کہتا وہ ان دونوں کے بے ہوش وجود پے ایک کرخت بھری نظر ڈالتا باہر نکلا۔

لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی عزیز اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ اسکی بینڈیج کروا کے خود گھر چھوڑنے آیا۔

عزیز۔۔! اس بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ سمجھے۔

اسے وان کرتے وہ نیچے اترا۔

اندر آتے ہی سب سے پہلے یامین سے سامنا ہوا۔ جو اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

بیٹا۔۔۔؟؟ اتنی دیر۔۔۔؟؟ سب خیریت ہے ناں۔۔۔؟؟؟

جی بابا۔۔۔پریشان نہ ہوں۔۔اب سب ٹھیک ہے۔اپنی تکلیف چھپاتا وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

ٹھیک ہے بیٹا۔آپ جائیں ۔۔ صبح بات کریں گے۔

یامین نے اس کے سر پے پیار سے ہاتھ پھیرتے مسکرا کے کہا تو اس نے اپنے قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے۔

میر ہادی کے کمرے میں جانے کے بعد میر بن یامین سکندر گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

ایسی ہی ایک رات تھی جب ان کی زندگی میں بہت بڑا طوفان آیا۔اور انہیں اپنی ایک اولاد سے ہمیشہ کے لیے چھین کے لے گیا تھا۔وہ رات کوئی بھی نہیں بھول پایا تھا۔کشش نے سب سے زیاہ اثر لیا تھا۔ لیکن یامین اور میر ہادی کی محبت نے اسے اس غم سے نکالا تھا۔ اس کے نروس بریک ڈاؤن کے بعد وہ بمشکل سروائیو کر پائی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ شوہر اور بیٹا اسی کے لیے جیتے تھے۔

اسکی خوشی کے لیے جیتے تھے۔اسے کھونے سے ڈرتے تھے۔اپنا غم ایک دوسرے سے بانٹ لیتے تھے۔لیکن کشش کے سامنے ہمیشہ خوش رہتے تھے۔

میر ہادی ہی ان کے جینے کی وجہ تھا۔ان کا اکلوتا بیٹا۔اور میر یامین میر ہادی کا خیال اپنی کشش کے لیے بھی کرتا تھا۔اگر کشش اسکی جان تھی۔تو اسکی کشش کی جان میر ہادی تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کشش اسے روم میں چھوڑ کے جا چکی تھی۔کافی دیر تک وہ میر ہادی کا انتظار کرتی رہی ایک گھنٹہ دو گھنٹے۔۔۔وہ وہیں بیٹھے بیٹھے سو گ ئی۔

میر ہادی تقریباً صبح کے تین بجے گھر لوٹا تھا۔روم میں آتے ہی اسکی نظر بے خبر سوئے وجو پے جا ٹھہری۔

وہ اپنی زندگی کے حسین لمحات اپنی شریکِ حیات کو شادی کیپہلی رات ہی اکیلا چھوڑ کے اپنے ہی کام سے نکل گیا تھا۔

دل میں پھر سے ہلچل ہوئی۔ رخ پھیرا۔ اور آئی ینے کے سامنے کھڑا ہوتا جیکٹ اتارتا اپنی شرٹ چینج کرنے لگا۔ جو خون سے بھری ہوئی تھی۔

دھیرے دھیرے اس نے بازو کو اتارا۔اور زخم کا معائنہ کرنے لگا۔ اس پے بینڈیج تھی۔ شکر تھا کہ زیاہ گہرا زخم نہ تھا۔ شرٹ چینج کرتا وہ لائیٹس کو آف کرتا بیڈ کے دوسری جانب نیم دراز ہوا۔ مدھم روشنی میں اسے آنیہ کا صاف و شفاف چہرہ اسکا دلہنوں والا سراپا اسکے دل کی زنیا کو ہل کے رکھ گیا تھا۔جی چاہا اے جگا کے اپنے جذبات سے آشنا کرے۔اسے بتائے کہ وہ اسکے لیے کتنی ضروری ہے۔

کہ تبھی ایک تھپڑ کی گونج اسے سنائی دی۔

ہاں وہی تھپڑ جو آنیہ نے انجانے میں میر ہادی پے اٹھایا تھا۔دل ایک دم سے سخت ہوا تھا۔سیدھا ہوتا وہ رخ پھیر گیا۔

سارے احساسات اپنی جگہ۔۔۔! لیکن میر ہادی وہ تھپڑ نہیں بھول سکتا۔
واپس اسکی طرف دیکھتا وہ پھر سے بے اختیار ہوا تھا۔اپنی آنکھوں میں اسکا
چہرہ بسائے وہ نیند کے انجکشن کے زیرِ اثر جلد ہی سو گیا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابر۔۔۔! دیکھ کے۔۔۔؟؟ کیا ہوا ہے۔۔۔؟ وہ جو واش روم سے باہر نکلی
تھی۔ ٹھوکر کھا کے گرنے لگی تھی۔ کہ پاس کھڑے ابتسام نے تھام لیا۔

میں۔۔۔؟؟ وہ الجھی سی لگی۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟ طبعیت ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟ ابتسام نے اسکا ماتھا چیک کیا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔! وہ ابتسام کے پاس سے ہٹتی بیڈ پے جا بیٹھی۔

آنیہ۔۔۔! ٹھیک ہو گی ناں۔۔؟؟ ہم۔۔۔نے۔۔ جلد بازی تو نہیں کر
دی۔۔؟؟ وہ ابھی۔۔۔ چھوٹی تھی۔۔ صرف تی ئی س سال کی تو ہے۔۔
اور ہم۔۔۔نے اسکی ۔۔۔شادی۔۔؟

پریشان مت ہوں۔۔! ہماری آنیہ بہت سمجھدار ہے۔ وہ سب ہینڈل کر لے گی۔ ابتسام نے اسکے پاس بیٹھتے اسکا ہاتھ تھامتے پیار سے کہا۔

اسکا۔۔ کوئی فون نہیں آیا۔۔۔؟؟ ایک فون تو کر سکتی تھی نا۔۔؟؟

ابرش کی اپنی ہی منطق تھی۔

کیا ہو گیا۔۔۔ ابر۔۔۔؟ آج ہی تو اسکی رخصتی ہوئی ہے۔ اور وقت دیکھا ہے۔۔ آپ نے۔۔؟؟ صبح کر لے گی فون۔۔۔ ! آپ سب مائیں بھی عجیب مخلوق ہو۔۔۔ ! پہلے بیٹی کی شادی کی فکر کھائے جاتی ہے۔ پھر اسکو رخصت کر کے زیادہ اسکے گھر بسے رہنے کی فکر میں گھلتی رہتی ہیں۔۔۔! ابتسام نے اٹھتے ہوئے مزے سے تبصرہ کیا۔

بیٹیوں کے نصیب سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔ اللہ اس دنیا کی ساری بیٹیوں کے ساتھ میری دونوں بیٹیوں کے نصیب بھی اچھے کرے۔۔۔ دل سے کہتی وہ ابتسام کو واقعی میں آج ماں لگ رہی تھی۔

آمین۔۔۔! ابتسام نے دل سے کہا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہانیہ نے زور لگا کے ایک ہی جست میں وہ چپ کھینچ کے نکالی تھی۔ کہ ایک بار تو وہ اپنا توازن ہی کھو گ ئی اور بیڈ سے نیچے جا گری۔

ایک بایک پلاس میں اسنے وہ چپ ہاتھ میں تھامی ہوئی تھی۔ ہانیہ نے اس چپ کو غور سے دیکھا۔

وہ ایک کیڑے نما چپ تھی۔ جیسے بچھو ہوتا ہے۔ اسکی بھی باریک ٹانگیں تھیں۔ سوئی کی طرح۔ ہانیہ کو اسے دیکھ بچھو کا گماں ہی ہوا تھا۔ ایک ہاتھ سے سے پلاس میں تھامے دوسرے سے انگلی لگا کے اسے چیک کرنا چاہا کے ایک دم سے آہان نے اسکی کلائی تھام لی۔ ہانیہ نے نیچے بیٹھے ہی اوپر کیجانب دیکھا جہاں آہان واپس اپنے ہوش و حواس میں لوٹ آیا تھا۔

آہان نے پلاس سمیت وہ چپ ہانیہ کے ہاتھ لی۔ اور ایک جار میں بند کی۔

اپنی شرٹ اٹھا کے پہنتا وہ ایک بار پھر سے ہانیہ کو اگنور کر گیا تھا۔

میرے خیال سے تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔میری وجہ سے تمہاری جان بچی ہے۔

ہانیہ نے میٹھا سا طنز کیا۔

آہان نے اسے کھینچ کے خود سے قریب کیا۔دونوں کی نظریں پل بھر کو ملیں تھیں۔آہان کی گرم سانسیں ہانیہ کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔

حساب برابر ہوا ہے۔۔۔اب سے تم اپنے راستے میں اپنے۔

سرد انداز میں کہتے ہوئے اسے بازو سے پکڑے اپنے روم سے باہر نکالا۔اور اسکے منہ پے زور سے دروازہ بند کیا۔

کہ ہانیہ دانت پیستی رہ گ ئی۔

احسان فراموش۔۔۔!ڈریگن۔۔ڈریکولا۔۔۔!ایک بار فضا کو میرے ہاتھ لگنے دو۔پھر دیکھنا کیسے تمہیں اس گھر سے باہر نکلواتی ہوں۔

یہ ہانیہ ابتسام کا وعدہ ہے۔۔خود سے۔
کہتے ہوئے ایک گھوری بند دروازے کو مارتی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔
جبکہ زلیخا بیگم نے بھنوئیں اچکاتے حیرت سے ہانیہ کو آہان کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا۔ اور ان کے دل و دماغ میں پھر سے شیطانیت بھرنے لگی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

صبح فجر کی ازان کے ساتھ آنیہ کی آنکھ کھلی تھی۔
اسکا جسم جیسے اکڑ گیا تھا۔وہ آنکھیں ملتی اٹھی تھی۔اسکا سر تکیہ پے تھا۔اسکے باوجود اسکی گردن میں درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔
اللہ جی۔۔۔! گردن پے ہاتھ رکھے وہ آنکھیں میچتی درد سے بلبلائی تھی۔
گلے پے پہنا زیور اور بھاری بھر کم لہنگا دوپٹہ اسکا سر بھی بھاری ہونے لگا تھا۔

حواسوں نے کام کرنا شروع کیا۔ تو فٹ سے آنکھیں کھلیں۔

وہ اپنے کمرے میں نہیں۔۔۔ بلکہ۔۔۔ ؟؟ اسے سب یاد آتا گیا۔

ایک نظر گھما کے پہلو میں سوئے میر ہافی کو دیکھنا چاہا۔ اسکی ایک بازو بالکل سیدھی تھی تو دوسری ماتھے پے۔ اسکا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ صرف ہوٹ ہی واضح تھے۔ نظر ایک دم سے اسکے لبوں پے جا کے ٹھہر سی گ ئی۔ دل نے عجیب ہی لے پے دھڑکنا شروع کر دیا۔

یہ۔۔۔ کب۔۔۔ آئے۔۔؟ انہوں نے۔۔۔ مجھے۔۔ سوتے ہوئے دیکھ۔۔۔ کیا سوچا ہو گا۔۔۔؟؟

آنیہ کو شرمندگی نے آن گھیرا۔

دھیرے سے اٹھتی وہ میر ہادی کی نیند کے خیال سے بنا آواز کیے ڈریسنگ تک آئی۔ لیکن چوڑیوں کیکھنک نے خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔

میر ہافیکی نیند میں خلل پڑا۔ آنیہ نے لب دانتوں تلے دبائے۔

دھیرے دھیرے اس نے بنا آواز کیے اپنا زیور اتارنا شروع کیا۔ جبکہ آئینے میں میر ہانی کے سوئے وجود پہ بھی نظر ڈالنا نہ بھولتی۔

بھاری بھر کم زیور سے جان چھڑاتی وہ باتھ روم کی جانب بڑھی۔

شاور لیتی کمفرٹیبل ڈریس اپ ہوتے وہ باوضو حالت میں باہر آئی۔

اس کا ارادہ نماز ادا کرنے کا تھا۔ لیکن قبلہ رو کا اندازہ نہ کر پا رہی تھی۔

موبائل بھی پاس نہ تھا۔ کہ چیک کر لیتی۔

لیکن نظر میر ہانی کے موبائل پہ پڑی۔

کیا انکے موبائل سے دیکھ لوں۔۔؟ کہیں غصہ نہ

ہو جائیں۔۔۔؟؟ سوچتے ہوئے دھیرے سے موبائل اٹھاتے

قبلہ کس طرف ہے۔ چیک کرتی موبائل واپس رکھ کی تھی۔

جائے نماز اسے ڈریسنگ ٹیبل کے ایک دراز سے مل گئی

تھی۔

نماز ادا کرتے اب وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے سب کچھ بھلائے بس رب کو یاد کرتی اسکے تصور میں کھوگئی تھی۔

میر ہادی کی آنکھ کھلی تو اس نے آنیہ کو بستر پے نہ پایا۔ لیکن سامنے ہی نظر اسکے مہکتے وجود پے جا ٹھہری۔ وہ جائے نماز پے بیٹھی آنکھیں بند کیے اللہ سے دعا مانگ رہی تھی۔

اسکے چہرے پے انتہا کی پاکیزگی تھی۔ جسے دیکھ ایک پل کو میر ہادی کو پری کو گمان ہوا۔

دل نے پھر سے عجیب لے پے دھڑکنا چاہا۔ دل تھامے وہ رخ پھیر گیا۔

یہ لڑکی مجھے ہارٹ اٹیک کروا کے دم لے گی۔

دل ہی دل میں وہ اسکے لکش سراپے کا اسیر ہوا تھا۔

آنیہ نے دعا مانگتے کافی وقت لگا دیا۔

جائے نماز تہہ کرتی وہ اٹھی تھی۔ لیکن میر ہافی کو بستر پے نہ پایا۔ باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

یہ اٹھ گ ئے۔۔۔۔اور مجھے۔۔ پتہ بھی نہ چلا۔۔۔؟؟

آنیہ وہیں صوفے پے ایک طرف بیٹھتے سوچ میں ڈوب گ ئی۔

وہ اپنی سوچوں میں غلطاں تھی۔ کہ باتھ روم کا درواہ کھلا۔اور میر ہادی گیلے بالوں کے ساتھ باہر نکلا۔

اسے شرٹ لیس دیکھ کے بے اختیار آنیہکی پلکیں جھکیں۔

لیکن اگلے ہی پل اسکی نظر اسکے بازو پے جا ٹھہری جہاں سے بلڈ نکل رہا تھا۔

.آنیہ کو لگا اسکا دل جیسے دھڑکنا بند ہو گیا ہو

آپ۔۔۔کی۔۔۔بازو۔۔پے۔۔کیا ہوا۔۔؟؟ وہ بے چین ہوتی آگ ئے بڑھی تو میر ہادی نے بنا اسکی جانب دیکھے ہاتھ کھینچ لیا۔

آنیہ نے حیرت سے دیکھا۔ جبکہ وہ اسے نظر انداز کرتا شرٹ پہن رہا تھا۔جو اسکے لیے مشکل ہو رہا تھا۔

آپ۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے دیکھنے دیں۔۔؟؟؟ آپ کو چوٹ لگی ہے۔۔۔؟؟

آنیہ نے اصرار کیا۔

کیوں۔۔؟چھونے کی وجہ۔۔۔؟؟میں نہیں چاہتا۔کہ۔۔آپ مجھے

چھوئیں۔

کہتے ہی ایک طرف بیڈ پے بیٹھتے اس نے اپنے گیلے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے

کیا۔جو سلکی ہونے کی وجہ سے بار بار اسکے ماتھے پے بکھر رہے تھے۔

میں۔۔۔بیوی ہوں۔۔آپ کی۔۔۔؟؟اور۔۔۔ایک ڈاکٹر بھی۔

آنیہ نے اسکے سکس پیکس سے نظریں ہٹاتے اسکے سنجیدہ چہرے کی جانب

دیکھا۔

فرسٹ ایڈ باکس کہاں ہے۔۔؟؟آنیہ نے اسکے جواب کا مزید کوئی انتظار

کیے دراز میں سے ڈھونڈنا چاہا۔

بیوی۔۔۔؟؟ڈاکٹر صاحبہ۔۔۔!میں اپنے مس ئی لے خود سالو کرتا

ہوں۔ اسلیے آپ پریشان نہ ہوں۔

کہتے ہوئے وہ اٹھا اور آئی ینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

آپ۔۔۔مجھ سے ایسے بی ہیو کیوں کر رہے ہیں۔۔؟؟ جیسے۔۔۔؟؟
میں۔۔۔؟؟ آنیہ کو اسکی باتیں کھٹکیں۔

کیا۔۔۔۔میں۔۔؟ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔؟؟ اسکا جواب دینا پسند کریں گیں۔۔؟؟ ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگائے میر ہادی نے اسے اب فرصت سے دیکھا۔ اسی کی تھی۔ پورا اختیار رکھتا تھا اس پے۔ پھر کیوں نظریں چراتا۔۔۔؟؟ ہاں ہا تبھی اختیار دل پے گیا تھا جو ابھی بھی اسے روبرو دیکھ کے دھڑکا تھا۔

جی۔۔۔پوچھیں۔۔۔۔! آنیہ کو اسکا انداز عجیب سا لگا تھا۔
آپ نے آج تک کبھی کسی کو تھپڑ مارا ہے؟ ڈائی ریکٹ اسکے چہرے کے زاویے کو دیکھتا وہ استفسار کرنے لگا۔
اسکی بات پے آنیہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔ اس دن والا واقعہ اسکی آنکھوں میں پھر سے گھومنے لگا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ بہت سوچنے لگی ہیں۔ میر ہادی نے اسکی طرف پیش قدمی کی۔

آنیہ کی نظر اسکے چہرے پے جا ٹھہری۔

کیا یہ۔۔؟؟ کیسے جانتے ہیں یہ سب۔۔؟؟ وہ بس سوچے جا رہی تھی۔

آپ نے جواب نہیں دیا۔۔؟ میر ہادی نے ایک انچ کا فاصلہ برقرار رکھتے اپنی بات پے زور دیا۔

مارا تھا۔۔! کچھ دن پہلے۔۔۔! آنیہ نے اسکے چہرے کا بغور دیکھتے بنا پلک جھپکے کہا۔

کیوں۔۔؟؟ اب کی بار وہ مزید قریب ہوا۔ کہ وہ انچ کا فاصلہ بھی مٹا کے اسکے پاس آیا۔ وہ خود کو اسکے قریب جانے سے روک نہیں پا رہا تھا۔

اس نے آپ کو یہ بتایا۔ کہ میں نے تھپڑ مارا ہے۔۔۔ اپنی غلطی نہیں بتائی۔۔؟؟ آنیہ نے الٹا اسی سے سوال کیا۔

اور دو قدم پیچھے ہٹی۔

آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔اب کی بار پھر سے قدم گے بڑھاتے وہ اسے نظروں کے حصار میں رکھتے دھیمے لہجے میں بولا تھا۔

جب۔۔۔کوئی کسی لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کرے گا۔ تو اسے تھپڑ ہی پڑے گا۔ آنیہ نے سخت آواز میں کہا ۔

لڑکی۔۔اکیلی۔۔۔اسکے ساتھ روم میں کیوں تھی؟

میر ہادی نے تو جیسے سارے سوال تیار کر رکھے تھے۔

اسکے اس سوال پے وہ ہکا بکا رہ گ ئی۔

ایک پل کو آنیہ کے ماغ میں جھپاکا ہوا۔مطلب۔۔؟؟وہ۔۔شخص کوئی اور نہیں۔۔۔ میر ہادی تھا۔۔۔؟؟

آنیہ کا دل بہت بری طرح دھڑکا۔اسے پسینے آنے لگے۔

آپ۔۔۔آپ مجھے۔۔آزمارہے تھے۔۔؟؟آنیہ کو ایک ہی بات سمجھ آئی۔

اگر آزمانا ہوتا تو شادی کے لیے ہاں ہی نہ کرتا۔۔پہلے آزماتا۔

کہتے ہوئے میر ہادی نے رخ پھیرا۔

پھر۔۔۔؟؟آپ نے ایسی حرکت کیوں کی؟آنیہا سکے سامنے آگ ئی۔
آپ مجھے میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہیں؟میر ہادی نے رخ اسکی جانب کرتے دیکھتے کہا۔
آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔؟؟مجھے کیا کرنا چاہیے تھا۔۔۔؟؟الٹا اسی سے سوال کیا۔
اگر مجھ سے پوچھ رہی ہیں تو۔۔۔آپ کو وہاں اکیلے جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔
میر ہادی کی اس بات سے وہ بھی دل ہی دل میں متفق تھی۔واقعی یہ غلطی اس سے ہوئی تھی۔ اس کا سر جھکا تھا۔ اور اسکا جھکا سر دیکھ نجانے ہادی کو کیوں برا لگا تھا۔
آپ جانتی ہیں۔مجھے آپ کے تھپڑ مارنے کا بالکل برا نہیں لگا۔لیکن غصہ ضرور آیا تھا۔کہ آپ اکیلی اس روم میں آئی یں کیوں۔۔؟؟ اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا۔۔۔؟؟ تو آپ کو کیا لگتا ہے۔۔؟؟ وہ آپ کو ایسے جانے دیتا؟

میر ہادی کے واشگاف الفاظ پے آنیہ نے جھر جھری لی۔وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔چاہے غلطی کسی کی بھی ہو۔لیکن تھپڑ کھانے کے بعد۔۔اسکے ساتھ کچھ بھی برا ہو سکتا تھا۔

آپ۔۔۔ صحیح کہہ رہے ہیں۔مجھے۔۔۔اکیلے نہیں جانا چاہیے تھا۔سر جھکائے اس نے اپنی غلطی کا بھی عتراف کر ہی لیا۔ جو سیدھا میر ہادی کے دل پے جا لگا۔

بینڈیج کرنا آتی ہے؟اسکی بات کو نظر انداز کرتا دوستانہ انداز میں پوچھا۔

جی۔۔۔۔؟؟آنیہ سوالیہ نظروں سے میر ہادی کو دیکھا۔

پھر کر دیں۔۔۔وہ سامنے ہے فرسٹ ایڈ باکس۔

سرسری انداز میں کہتے بیڈ پے بیٹھتے آرڈر لگایا تھا۔اور خود موبائل اٹھالیا تھا۔

آنیہ نے مزید کوئی بات کیے بنا اسکے زخم کی ڈریسنگ کرنا شروع کر دی تھی۔

آپ کو۔۔۔گولی۔۔۔؟؟آنیہ نے اسکا زخم دیکھ کے اندازہ لگایا۔

ہوگئی ڈریسنگ؟ میر ہادی نے اسکی بات کاٹتے کھڑے ہوتے کہا۔ اور شرٹ پہننے لگا کہ آنیہ نے پھر سے اسکی مدد کرتے اسے شرٹ پہنانے میں مدد کی۔

اچھی بیویاں کمرے کی بات کمرے تک رکھتی ہیں۔

مڑتے ہوئے ایک ہاتھ سے کالر ٹھیک کرتے وہ اسکی آنکھوں میں وارفتگی سے دیکھتے وارن کر رہا تھا۔

آنیہ کو اسکی بات سمجھ آگئی تھی۔ وہ گولی کی باتکر رہا تھا۔

آنیہ نے سر جھکاتے اثابت میں سر ہلایا۔

گڈ۔۔! چلیں نیچے۔۔۔ مما ویٹ کر رہی ہوں گی۔۔! ایک دم سے پیار بھرا انداز۔ آنیہ کو وہ بہت عجیب سا لگا۔

دونوں آگے پچھے روم سے باہر آئے۔

آنیہ نے پورے میر ولا کو ایک نظر دیکھا۔ ہر چیز اپنے معیار کے مطابق اعلیٰ تھی۔

اَلسَلامُ عَلَیکُم۔۔۔۔! میرہادی نے ہشاش بشاش انداز میں کہا۔

وعلیکم السلام۔۔۔! آئو۔۔بیٹا۔۔۔! کشش نے پیار سے دونوں کو گلے لگایا۔وہ بہت خوش نظر آرہی تھیں۔

کیسی ہو۔۔آنیہ بیٹا۔۔؟؟کشش نے اسے اپنے پاس بٹھاتے پوچھا۔تو وہ مسکرادی۔جبکہ میرہادی نے کن اکھیوں سے اسکی مسکراہٹ کو دیکھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آج تین دن بعد دروازہ کھلا تھا۔ایک روشنے پھوٹتی ہوئی اندر آئی تھی۔

تین دن سے ان دونوں کو صرف ایک وقت کا کھانا ہی دیا جاتا تھا۔اور پانی کے نام پے دو بوندیں۔

کب دن ہوا کب رات ہوئی۔ وہ دونوں ہی نہں جانتی تھیں ۔

کوئی انہیں قید کر کے بھول ہی گیا تھا۔

نڈھا وجود کے ساتھ وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے کے کاندھے پے سر رکھے بیٹھیں تھیں۔

کون۔۔۔۔؟؟فضا کو کوئی امید کیکرن دکھائی دی ۔

وہ ماسک میں دھیرے دھیرے انکی طرف بڑھی۔

وہ مکمل کالے کپڑوں میں تھی۔ماسک بھی کالا تھا۔بلکہ اسکے کپڑے سپر مین سے مشابہت رکھتے تھے۔ہرے پے ماسک ہونے کی وجہ سے فضا اسے بالکل نہ یکھ پائی۔

لیکن اسکے ہاتھ میں ہنٹر دیکھ وہ لرز گ ئی تھی۔

دہل کے ردا کو دیکھا۔جیسے اسے بھی آنے والے کے ارادے سے باخبر کر رہی ہو۔

اس نے ہنٹر ہاتھ پے لپیٹا۔اور انکی طرف پیش قدمی کی۔

وہ دونوں سہم کے پیچھے ہٹیں۔لیکن آنے والی بھی سخت دل خت جان تھی۔

ہنٹر مارنا شروع ہوئی تو پھر رکی ہی نہ۔۔وہ چینختی چلاتی رہیں۔اپنا بچاؤ کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن سب بے کار گیا۔

سپائی گرل کو ان پے رحم نہ آیا۔

تڑپ تڑپ کے جب وہ بے ہوش ہو گ ئی یں۔ تو سپائی گرل پیچھے ہٹی۔

اور وہاں سے واپس پلٹ گ ئی۔ دروازہ ایک بار پھر سے بند ہو گیا تھا۔

جبکہ وہ دو نڈھال وجود اب بے ہوش ہو چکے تھے۔
شاید ہی ان میں زندگی کی رمق باقی بچی تھی۔
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ
یہ چپ بہت زہریلی ہے۔۔ سر۔۔۔! شکر کریں۔۔ یہ بروقت نکال دی آپ نے۔ ورنہ۔۔۔ یہ آپ کو ختم بھی کر سکتی تھی۔ شان نے اس چپ کا تفصیلی جائزہ لیتے کہا۔
مجھے ڈیٹیل چاہیئں۔
گھڑی پے وقت دیکھتے اس نے قطعی انداز میں کہا۔

اس چپ کو مائی کرو فون کے زریعے لیب ٹاپ کے ساتھ اٹیچ کرتا وہ اسکے سارے پارٹس کو شو کرتا جا رہا تھا۔

اٹس۔۔ٹوٹلی کنٹرول فاریور برین۔

آپ کے دماغ کے ساتھ چھیڑ خانی کرنے کا ارادہ ہے کسی کا۔۔۔! اسکی باریک سوئی جیسی دھاریں۔۔۔ بہت خطرناک ہیں۔یہ جسم کے کسی بھی حصہ پے آپ چپکادیں۔ صرف ایک گھنٹے میں یہ آپ کے جسم کے ندر گھس جائے گی۔ اور آپ کا دماغ کنٹرول کرے گی۔

یہ جدید ٹیکنالوجی سے ریلیٹ ہے۔اور پاکستان میں ابھی اسک اتنا زیادہ استعمال نہیں۔۔! انٹلی جنس والے یا انڈر کر پلٹس آفیسرز۔۔۔ہی شاید اسے یوز کرتے ہوں۔۔۔یا پھر۔۔۔؟؟ شان رکا تھا۔

آہان نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

یا ٹیریرسٹ۔۔۔!اور یہ جو کوئی بھی ہے۔۔ اسکا رابطہ آؤٹ آف کنٹری سے ہے۔ کیونکہ یہ ابھی پاکستان میں ایویلیبل ہی نہیں۔

مزید شان بات جاری رکھتا کہ اسکی واچ سے ایک رے باہر نکلی۔ آہان

چونکا۔

نفیمیں سر ہلاتا وہ اٹھا تھا۔

یہ باز نہیں آئے گی۔

شان۔۔! مجھے مزید انفارمیشن چاہیے اس کے بارے میں۔ شام تک۔۔۔

اور مجھے پتہ ہے۔۔۔مجھے تم۔۔ بہت اچھی انفارمیشن مہیا کرو گے۔

شان کا کاندھا تھپتھپاتا وہ اٹھا تھا۔۔

بٹ سر۔۔۔یو۔۔بی ک ئی یر فل۔۔۔! آپ اس ملک کا سرمایہ ہیں۔اور

اگر وہ آپ تک پہنچے تو۔۔ آپ جانتے ہیں۔۔ کتنا بڑا نقصان ہو گا۔ آپ کو

احتیاط کرنی چاہیے۔ وہ دوبارہ بھی اٹیک کر سکتے ہیں۔

شان نے اسے وارن کیا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو

تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے۔

شعر پڑھتا وہ وہاں سے نکلتا اپنے کاٹیج کی جانب گامزن تھا۔ہاں اس نے ان دونوں بہنوں کو قید کر دکھا تھا۔اور وہ اس وقت محفوظ نہیں تھیں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

شام کو ولیمہ کا فنکشن تھا۔جو التاج ہوٹل میں ہی رکھا گیا تھا۔

سبھی رات کے فنکن کی تیار کر رہے تھے۔ہانیہ بھی بہت للگا کے تیار ہو رہی تھی۔کہ آہان غصہ سے دوازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔وہ جو ماتھے کی بندیا ٹھیک کر رہی تھی۔آہان کو جارحانہ انداز مٙیں اپنی طرف بڑھتے دیکھ اسکی جانب پلٹی۔

آ گیا سکون۔۔؟؟انکو موت کے منہ میں بھیج کے۔۔؟؟آہان پھنکارا تھا۔۔

کیا مطلب۔۔؟؟کیا کہنا چاہتے ہو۔۔؟؟کس کی بات کر رہے ہو تم۔۔؟؟

ہانیہ کے ماتھے پے بل پڑے۔

زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔میں اچھی طرح جانتا ہوں۔

تم۔نے ہی ان دونوں بہنوں کا برا حال کیا ہے۔کہ وہ آئی سی یو میں ہیں۔

کون سی دو بہنیں۔۔؟؟کن کی بات کر رہے ہو۔۔؟؟منہ بنا کے ہانیہ رخ پھیرا۔کہ آہان نے اسے کندھے سے پکڑ کے واپس اپنی طرف موڑا۔

ڈرامے کسی اور کے سامنے کرنا۔میں تمہارر رگ رگ سے واقف ہوں۔۔تم جیسی بے رحم۔۔۔لڑکی۔۔۔؟؟

بس۔۔۔بہت ہو گیا۔۔۔!اب اگر میرے بارے میں کچھ بھی کہا تو۔۔۔منہ توڑ دوں گی تمہارا۔

انگلی اٹھا کے وارن کرتی واسکے قریب ہوئی تھی۔

اچھا۔۔۔چلو۔۔۔توڑ کے دکھاؤ۔۔۔کم آن۔۔ توڑو۔۔۔! وہ سینے پے ہاتھ باندھے سارے حساب آج بے باک کرنے کا ارادے سے تھا۔

توڑو۔۔ناں۔۔!رک کیوں گ ئی۔۔؟؟ توڑو۔۔۔؟؟ آہان نے اونچی اور سخت آواز میں کہتے ہانیہ کو اکسایا۔

میں تم جیسوں کے منہ نہیں لگا کرتی۔۔ نکلو۔۔ میرے روم سے۔

پیچھے ہٹتی اسے وہاں سے جانے کا بول ہی دیا۔

یس۔۔۔منہ نہیں لگتی۔۔!لیکن جاسوسی کرتی ہو۔۔ان کے کمرے تک پہنچ جاتی ہو۔۔۔!یہ ہے تمہارا ظرف۔۔۔؟؟

آہان نے حقارت سے اسے دیکھتے کہا۔

اب تم حد سے بڑھ رہے ہو۔۔ مسٹر آہان۔۔۔!ہانیہ نے پھر سے اسے وارن کرنا چاہا۔

تو بتادو ناں۔۔۔میری حد۔۔؟؟کیونکہ تمہاری تو اپنی کوئی حد نہیں۔۔۔! ہر حد تم تجاوز کر چکی ہو۔۔۔! آہان کے سخت الفاظ پے اسے سخت غصہ آیا۔ کہ اسکا ہاتھ آہان پے اٹھ گیا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ تیار ہوئی آسماں سے اتری کوئی پری ہ معلوم ہو رہی تھی۔ کل کی بانسبت آج وہ مطمین تو تھی۔ لیکن میر ہادی کی نظروں کا ارتکاز وہ خود پے محسوس کر سکتی تھی۔

ابرش نے کافی وقت آنیہ کے ساتھ اسٹیج پے گزارا۔ اور وہ مطمین تھی بیٹی کو خوش دیکھ کے۔

مما۔۔۔! ہانیہ نہیں نظر آ رہی۔۔؟؟ اچانک سے آنیہ کو ہانی کی کمی محسوس ہوئی۔

ہممممم۔۔یہیں ہو گی۔۔۔! میں دیکھتی ہوں۔

ابرش اسٹیج سے نیچے اتری تو مسز بخاری نے انہیں پکڑ لیا۔ انکا ایک کیس آجکل ابرش ہینڈل کر رہی تھی۔

اسی کولے کے دونوں باتیں کرتی ابرش ہانیہ کو بھول ہی گئی۔

رونق اپنے عروج پے تھی۔ابی جان آج نہ آسکیں تھیں۔انکی طبعیت ناساز تھی۔جبکہ باقی سبھی یہاں موجود تھے۔زلیخا بیگم تو بس کوئی نہ کوئی مرچمصالحہ کی چیز ڈھونڈ رہی تھیں۔

اماں۔۔!کھانا کھالیں۔آپ نے تو پلیٹ میں ویسے ہی سجایا ہوا ہے۔کھایا تو ہے نہیں۔

عروش نے آتے انہیں ٹوکا۔

اے عروش۔۔!میں کیا کہہ رہی تھی۔۔۔کتنا امیر خاندان ہے یہ صرف ایک ہال نہیں پورے نوشادی ہال ہی انکے۔۔۔!زلیخا بیگم بہت مرعوب نظر آئی یں۔

تو۔۔؟؟عروش نے پلیٹ سے چاول کا چمچ منہ میں ڈالتے سوالیہانداز میں دیکھتے پوچھا۔

تو۔۔؟؟ارے پاگل یہ پتہ تو کر۔۔!اس۔۔کیانام ہے اسکا۔۔؟ہاں۔۔میر ہادی۔۔؟؟کیا اسکی کوئی چھوٹی بہن ہے کوئی۔۔؟؟

وہ کیوں۔۔؟؟ عروش کے کان کھڑے ہوئے۔

ارے اپنے بچوں کے لیے۔۔۔ سیف یا سفیان کے لیے۔۔؟؟ اتنا امیر خاندان ہے۔

اماں اللہ کا واسطہ ہے چپ رہو۔ایسی کوئی بات کسی اور کے سامنے مت کر دینا۔ مس ئی ل نہنکھڑا کر دینا میرے لیے۔ عروش تنگ آتے بولی تھی۔

لیکن ہائے شوم ئی قسمت۔ کہ اسی وقت کشش کو وہاں سے گزر ہوا۔ اور زلیخا بیگم نے روک ہی لیا عروش ماتھا پیٹ کے رہ گ ئی۔

ماشاءاللہ بہت اچھا ار ینج کیا ہے آپ نے۔۔۔ !ب کچھ بہت اچھا ہے۔۔۔ زلیخا بیگمنے تعریف کی۔

بہت شکریہ۔۔ آنٹی۔۔! کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بتائی ے گا۔ کشش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور آگے بڑھنے لگی کہ

ہاں۔۔ہاں۔۔کیوں۔۔ نہیں۔۔ویسے ایک بات توبتائی یں۔۔ کیا آپ

کیکوئی بیٹی نہیں۔۔؟؟

زلیخا بیگم کی باتپے وہ ٹھٹھکیں تھیں۔ایک ایہ سالہرایا تھا۔۔اسکے چہرے

پے۔

ایک آنکھ کے آگے اندھیرا چھایا تھا۔وہ چکرائی تھی۔ کہ بروقت پاس

پڑی کرسی کو تھاما۔اسکے کرسی پکڑنے کے سخت گرفت ک عروش نے

حیرت سے دیکھا۔

آپ۔۔ٹھیک ہیں۔۔؟؟عروش کو اسکی فکر ہوئی۔

کشش کا رنگ پل میں پیلا پڑا تھا۔دور کھڑے میر یامین کی نظر اسی پے تھی۔

فوراًاپنے پاس سے مہمانوں سے ایکسکیوز کرتا وہ کشش کی جانب بڑھا۔

یامین کو پاس آتا دیکھ کشش نے حوصلہ رکھتے اسے دیکھا۔جبکہ آنکھیوں کی نمی

نہ چھپا پائی۔

ایکسکیوز می۔۔۔!ان سے ایکسکیو کرتا وہ کشش کا ہاتھ تھامے اسے وہاں سے باہر لے گیا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہانیہ کا ہاتھ ہوا میں ہی بلند رہ گیا۔آہان کے ہاتھ کی ؟لبوط گرفت نے اسکی کلائی تھامی تھی۔ جبکہ اہنیہ دانت پیستی بس اسے دیکھتی رہ گ ئی تھی۔

ہاتھ اٹھانے کی غلطی بھول کے بھی مت کرنا ہانیہ ابتسام۔۔ورنہ ہاتھ توڑ دوں گا۔

سختی سے کہتے اسکا ہاتھ زور سے جھٹکا۔ہانیہ اپنیکلائی ہی مسلتی رہ گ ئی۔

یہ لاسٹ ورانگ ہے۔۔!آج کے بعد میرے کسی معاملے میں دخل اندازی کی۔۔تو۔۔؟؟مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔! یاد رکھنا۔

غصے سے وارن کرتا وہ زور سے دروازہ کھولتا باہر جا چکا تھا۔

آیا بڑا۔۔مجھے وارن کرنے والا۔۔۔آج کے بعد میرے کسی معاملے میں دخل اندازی کی۔۔تو۔۔؟؟مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔! یاد رکھنا۔

تم سے برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔۔آہان ایڈیٹ۔۔۔ بد تمیز۔۔۔

!۔۔۔پٹھ۔۔۔! بے حس۔۔۔

منہ ہی منہ میں وہ اسے بہت سارے لقب دے چکی تھی۔

تمہشس تو میں نہیں چھوڑوں گی۔۔۔!دیکھنا۔۔۔!اب کیا کرتی ہوں۔۔

تمہارے ساتھ۔پناہ مانگو گے مجھ سے۔

دل ہی دل میں اسے مخاطب کرتے وہ اپنا حلیہ درست کرنے لگی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کہاں تھی۔۔؟؟بہن سے ملنے کا وقت نہیں مل رہا تھا۔

آنیہ نے ہانیہ کے گلے لگتے گلہ کیا۔

ایسا بالکل نہیں۔۔!بس۔۔وہ دیکھ رہی تھی۔۔آپ فری ہو تو۔۔ملوں آ کے۔۔!ہانیہ نے بہانہ گڑھا۔جبکہ اسکی نظریں آہان پے ہی تھیں۔جو وہیں تھوڑی دور کھڑا امیر ہادی سے باتیں کر رہا تھا۔

کیا ہوا۔۔؟آنیہ اسکا دیکھنا نوٹ کیا۔

نہیں۔۔کچھ نہیں۔۔!آپ بتاؤ۔۔کیا ملا منہ دکھائی میں۔۔؟؟ بات کو بدلا

ابھی۔۔نہیں دیا۔۔!آنیہ کا دل بے اختیار دھڑکا۔

ہمم۔۔۔کوئی نہیں۔۔ آج مل جائے گا۔۔۔! ہانیہ اسے تنگ کرتے کہا۔تو وہ مسکرا دی۔

میر ہادی کی نیچر اسے کچھ کچھ اچھی لگی تھی۔جبکہ دل تو بے اختیار ہی اسکے نام پے دھڑک اٹھتا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اب بتاؤ۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟

باہر گارڈن کی ٹھنڈی ہوا میں آتے ہی کچھ دیر تک کشش کا ہاتھ تھامے وہ یونہی کرلگاتے رہے۔

جب کشش کی حالت بہتر ہوئی تو وہ پوچھ لیا۔

کاش۔۔وہ حادثہ۔۔۔نہ ہوا ہوتا۔۔؟؟کشش کی آواز روندھ گئی۔۔

شیییییی۔۔۔بس چپ۔۔۔!بھول جاؤ۔۔۔! یامین نے اسے اپنے سینے کے ساتھ بھینچا۔

کشش کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

میں ہوں۔۔ناں۔۔میرہادی ہے۔۔ہم آپ کے ہیں۔۔اور آپ ہماری جان۔۔۔!بس اتنا یاد رکھیں۔

کشش کے ماتھے پے بوسہ دیتا وہ اسے شرمانے پے مجبور کر گیا۔

کیا۔۔یامین۔۔آپ بھی۔۔۔! چلیں اندر چلتے ہیں۔کشش پل میں سرخ ہوتی بولی تھی۔اسے واپس اپنی ٹون میں پیٹا دیکھ یامین نے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔اور کشش کا ہاتھ تھامے واپس اندر آیا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ جو اپنی میکسی سے الجھی آئینہ کے سامنے کھڑی اس کے ہک سے بال نکالنے کی کوشش کرتی ہلکان ہو رہی تھی۔ دروازے سے میر ہادی کو اندر آتا دیکھ ٹھٹھکی۔ ہاتھ جو اسکے پیچھے تھے۔ واپس آگے آئے تھے۔ دل کی دھڑکن بھی بے اختیار بڑھی تھی۔

میر ہادی وہیں سٹل ہو گیا تھا۔آنیہ کا ہوشربا روپ دیکھ وہ میمرائز ہوا تھا۔ کہ ہاتھ ایک بار پھر دل کے مقام پہ جا ٹھہرا۔

بے اختیار ہی اسکی طرف قدم بڑھائے۔ تو آنیہ نے رخ پھیر لیا۔ اور پلکیں جھک گ ئی یں۔ سانسوں کی رفتار میں تیزی سی آگ ئی۔

میرہادی نے ہاتھ بڑھا کے اسکے ہک سے بال نکالنے چاہے۔ گرم ہاتھوں کا لمس محسوس کرتی آنیہ جی جان سے لرزی تھی۔

بال نکالتے ہک بھی کھل گیا تھا۔ہادی نے فوراً سے ہاتھ پیچھے کھینچا۔اور رخ موڑلیا۔وہ اپنی کیفیت نہیں سمجھ پارہا تھا. فوراً سے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھتا دروازہ لاک کر گیا تھا۔اور دل کے مقام پے ہاتھ رکھے دروازے سے ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔

کیا ہے اس لڑکی میں ایسا۔۔۔؟؟ کہ میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہتا۔۔؟؟ایسا میرے ساتھ پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔۔۔ پھر۔۔۔اس لڑکی کو دیکھ۔۔۔یہ دل کیوں اتنا دھڑکتا ہے ؟اپنی عجیب سی کیفیت ہادی بالکل نہیں سمجھ پارہا تھا۔

تبھی موبائ ل پے ہوتی وائ بریشن پے وہ چونکا۔

ہاں۔۔۔بولو۔۔۔ عمران۔۔؟؟اس کے خاص آدمی کا فون تھا۔

سر۔۔۔! بری خبر ہے ایک۔وہ تھوڑا اٹک کے بولا۔میر ہادی کے ماتھے پے بل پڑے۔

سر۔۔ان میں سے ایک آدمی کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔

میر ہادی نے لب بھینچے۔

اور دوسرا۔۔؟؟

سر وہ ابھی سیریس کنڈیشن میں ہے۔لیکن سروائیو کر جائے گا۔

مجھے ایک ہی آدمی چاہیے۔۔اپنے دشمن تک پہنچنے کے لیے۔جو مر گیا ہے اسکی لا!ش کو ٹھکانے لگا دو۔

کہتے ہی فون بند کرتا وہ مڑا تھا۔لیکن اپنے پیچھے آنیہ کو کھڑا دیکھ وہ ایک دم سے چپ ہوا تھا۔

آنیہ کے چہرے کے تاثرات سے لگ رہا تھا۔اس نے ساری نہ سہی لیکن آخری بات سن لی ہے۔

دھیرے سے چلتا اسکے پاس آیا۔

دور رہیں مجھ سے۔۔۔! آنیہ نے کانپتے وجود سے پیچھے ہوتے انگلی اٹھا کے میر ہادی کو وارن کیا۔اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ میر ہادی پھر دل ہارتا محسوس کر رہا تھا۔

آپ۔۔۔آپ ایک۔۔۔ قا|تل ہیں۔۔۔! بے یقینی سے وہ آنسوؤں سے تر چہرہ اوپر اٹھاتے میرہادی کو کانٹوں پے گھسیٹ گئی۔

اور۔۔۔میرے گھر۔۔والے۔۔آپ کو شریف۔۔۔ سمجھتے رہے۔۔؟؟ آنیہ دکھ سے بولی۔

آنیہ! ایسا کچھ نہیں۔۔جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔میر ہادی نے اسے سمجھانا چاہا۔

دورہ کے بات کریں۔

اسکی پیش قدمی پے آنیہ نے غصہ سے کہا۔اس بار میر ہادی کو اسکی یہ بات طیش ہی دلا گئی۔

اور جارحانہ انداز میں آگے بڑھتے اسے کندھوں سے دبوچا۔

بس۔۔ خبردار۔۔ایک بار اور اگر۔۔آپ نے اپنی زبان سے قا|تل کا لفظ ادا کیا تو۔۔۔! میں بھول جاؤں گا۔ آپ میری بیوی ہیں۔

میرہادی کی سخت اور سرد انداز پے آنیہ ایک پل کو سہم گئی۔

اسکی ہرنی سی آنکھوں میں میرہادی کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔

کسی کا قتل نہیں کیا۔۔۔کوئی بھی نہیں مرا۔۔۔! اسے پھر سے بے بسی سے یقین دلایا۔ لیکن آنیہ کی آنکھوں کی بے یقینی اسے اندر ہی اندر مار رہی تھی۔

جس نے رات مجھ پے حملہ کیا۔اس کو سیلف ڈیفنس میں مارا تھا۔یہ زخم ۔۔۔اسی کی دین ہے۔

مجبوراً کچھ سچ جھوٹ کی ملاوٹ کرتے میرہادی نے آنیہ کو سچ بتا ہی دیا۔

آنیہ نے ایک پھترائی نظر سے اسکی بازو کی جانب نگاہ دوڑائی۔ وہاں کل ہی تو اس نے دیکھا تھا۔میر ہادی کو گولی لگی تھی۔اور یہ سچ تھا۔مطلب۔۔وہ سچ کہہ رہا تھا۔

آپ۔۔۔سچ کہہ رہے ہیں۔۔؟؟؟آنیہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔ناراضی سے کہتا وہ پیچھے ہٹتا ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولتا باہر نکلا .

آنیہ بھی اسکے پیچھے باہر نکلی۔

پلیز بات سنیں۔۔۔ناراض تو نہ ہوں۔۔۔!وہ بھی پیچھے بھاگی۔لیکن میر ہادی کے مڑنے پے وہ بری طرح اس کے سینے سے ٹکرائی۔ پیچھے ہوتی وہ لڑکھڑائی۔ کہ میر ہادی نے اسکی کمر میں بازو حمائل کیے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

دونوں کی نظریں ایک لمحے کو ٹکرائی یں۔ دونوں کے دل ایک تال پے دھڑکے۔

سنائی یں۔۔؟؟ میر ہادی نے اسکو اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔

آپ۔۔۔ناراض۔۔۔؟؟آنیہ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اتنی پیاری اور خوبصورت بیوی سے کون ناراض ہو سکتا ہے۔اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے وہ اسکی گردن پے اپنا گرم بھرا نرم لمس چھوڑ گیا۔ وہ جی جان سے لرزگئی۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔!آنیہ نے حلق تر کیا۔لیکن آواز نے ساتھ ہی چھوڑ دیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟اتنا کیا سوچنے لگی۔۔۔؟اسکے چہرے پے آئے بالوں کو کان کے پیچھے کی طرف کرتے بہت وارفتگی سے دیکھتے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

مجھے۔۔۔آپ سے۔۔۔کچھ۔۔۔بات کرنی تھی۔۔۔!بمشکل الفاظ منہ سے نکلے۔

میر ہادی کی زراسی قربت نے اسکا سانس لینا محال کر دیا تھا۔

ہمہ تن گوش ہوں۔۔۔! میر ہادی کے ہاتھ اب اسکے بالوں میں گردش کر رہے تھے۔ وہ اسکے پاس تھی۔ اسکی محرم بن کے۔۔۔اسکی دسترس میں۔۔۔! یہ احساس اسے بہکا رہا تھا۔ اسے اپنا بنانے کے لیے اکسا رہا تھا۔

!میں۔۔ہاؤس جاب اسٹارٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔

جھٹ سے کہہ دیا۔

ایک پل کو میر ہادی چپ ہی ہو گیا۔ اور گہر سانس خارج کرتے پیچھے ہوا۔ اور کبرڈ کیجانب بڑھا۔

آپ نے۔۔ کوئی جواب نہیں دیا۔ آنیہ کو بے چینی ہوئی۔

آپ مما سے بات کر لیں۔ جو وہ کہیں۔۔۔! میر ہادی نے دھیمے لہجے میں کہتے بنا اسکی جانب دیکھے بات مکمل کی۔

آپ کو۔۔۔ کوئی اعتراض۔۔۔؟؟ آنیہ کو اسکا انداز کھٹکا۔

اگر۔۔ مما۔۔۔ کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔۔۔ تو مجھے بھی نہیں ہے۔۔

میں نے اپنے ہر معاملے میں صرف اپنی ماں کو اختیار دیا ہے۔

آپ بھی انہی سے ہر بات کی پرمیشن لیا کریں۔

اوہ۔۔۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔! کشش آنٹی مجھے بہت چاہتی ہیں۔۔ آئی نو۔۔۔ وہ مجھے کبھی منع نہیں کریں گیں۔

آنیہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ اور پرجوش انداز میں وہ پھر سے میر ہادی کے قریب آکے اسکا ضبط آزمانے لگی۔

مما۔۔۔! ہادی نے ٹوکا۔ کشش آنٹی نہیں۔۔۔! مما۔۔۔! ہادی کے پیار سے ٹوکنے پہ آنیہ نے پلکیں جھکا کے اٹھائی یں۔ اور میر ہادی کا دل پھر سے پھسلتا ہوا محسوس ہوا۔

جی۔۔۔ مما۔۔۔! آنیہ زیرلب مسکائی۔ تو میر ہادی گہرا سانس خارج کرتا ڈریس لیتا باتھروم کی جانب بڑھا۔

یہ مجھے واقعی میں ہارٹ اٹیک کروائے گی۔

کہاں۔۔ جارہے ہیں۔۔ آپ۔۔ ؟۔ ؟؟ فوراً سے اسکا راستہ روکا۔

باتھ روم میں۔۔ اور کہاں۔۔ ؟؟ میر ہادی کو اسکا ٹوکنا سمجھ نہ آیا۔

نہیں۔۔۔۔ آپ۔۔ شاور۔۔ مت لیجیے گا۔۔ آپ کا یہ۔۔ زخم خراب ہو جائے گا۔۔۔ ! فکرمندی سے کہتے وہ میر ہادی کو بری طرح چونکا گئی۔

مطلب۔۔۔ ؟؟ آپ۔۔۔ میری فکر۔۔۔ کر رہی ہیں۔۔ ؟؟ میر ہادی کو ایک نئے احساس نے گھیرا ۔

کیوں۔۔۔۔ ؟؟ نہیں کرنی چاہیے۔۔ ؟؟ الٹا اسی سے سوال کیا۔

بہت۔۔۔ مہنگا۔۔۔ پڑ سکتا ہے۔۔ آپ کو میری فکر کرنا۔۔۔ !

دھیمے لہجے میں کہتا وہ اب کی بار آنیہ کو ٹھٹھکا گیا۔

!کیا مطلب۔۔۔ ؟؟ میں۔۔ سمجھی نہیں۔۔

کچھ نہیں۔۔میں۔۔ چینج کر کے آتا ہوں۔۔پھر تفصیل سے سمجھاتا ہوں۔ اسکے پاس سے گذرتے اسکے چہرے کو وارفتگی سے دیکھتے گھبیر انداز میں کہا۔

آنیہ کا دل اسکی بات پے دھڑکا۔

لیکن اسکے جانے کے بعد نارمل بھی ہو گیا۔موبائل آج وہ ہانیہ سے لے آئی تھی۔ اور اب ابرش کو کال ملاتی اس سے بات کرنے لگی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آپ بات کا بتنگڑ کیوں بنا رہے ہیں ارتسام۔۔؟؟امی نے ایسا بھی کچھ غلط تو نہیں کہا۔۔۔ صرف یہی پوچھا۔۔کہ آپ کی کوئی بیٹی ہے۔۔؟؟ آپ تو ایسے ہی غصہ۔۔؟؟

ایسے ہی غصہ۔۔؟؟ارتسام نے ٹوکا۔

عروش۔۔!آپ جانتی ہیں۔۔آپ کی والدہ محترمہ۔۔نے

کیا کیا ہے۔۔۔؟؟انہیں ضرورت کیا تھی پوچھنے کی۔۔؟

ارتسام نے لب بھینچتے پوچھا۔

ایسے ہی پوچھ لیا۔۔!کوئی خاص مقصد تو نہ تھا۔ عروش نے رخ

موڑا۔

عروش۔۔۔بے جاسائیڈ مت لیا کریں۔۔ اور انہیں منع کر دیں

کہ وہ آنیہ کے سسرال والوں سے تھوڑا دور ہی رہیں۔

دوبارہ تکیہ پے سر رکھتے ارتسام نے آنکھیں موندتے کہا۔اسکی بات عروش

کو مزید طیش دلا گئی۔

ارتسام۔۔اب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔میری امی اتنی بھی بری نہیں۔۔

جتنا آپ سوچتے ہیں۔لہجہ روندھ سا گیا۔

عروش۔۔میں بحث کے موڈ میں نہیں۔۔۔صبح ہاسپٹل جلدی جانا ہے۔

لائٹس آف کر دیں۔

بنا اسکی جانب دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

عروش کچھ دیر تو دیکھتی رہی۔آنکھیں بھی نم ہوئی یں۔ لیکن مزید کچھ بھی کہے بنا اٹھ کے لائٹس آف کرتی وہ بھی رخ پلٹ کے سونے کے لیے لیٹ گ ئی۔

جبکہ آنسو بہہ کے تکیہ میں جذب ہونے لگے تھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

چلو۔۔اللہ کا شکر ہے سب کچھ بہت اچھا ہو گیا۔۔

سکندر صاحب نے اندر آتے کہا۔لیکن سمیرا بیگم کے آگے سے خاموش رہنے پہ وہ چونکے۔

کیا ہوا۔۔؟؟چپ چپ کیوں ہیں۔۔؟؟اور کس کا فون تھا۔۔۔؟؟ان کے ہاتھ میں موبائی ل دیکھ کے وہ پوچھ بیٹھے۔

داور کا۔۔۔! کہہ رہا تھا۔کہ اگلے ماہ۔۔وہ اور کرن بچوں سمیت پاکستان آرہے ہیں۔دکھی انداز میں کہا۔

یہ تو خوشی کی بات ہے۔ سات سال بعد وہ واپس لوٹ رہے ہیں۔ تو اس میں اداسی کی کیا بات۔۔؟ سکندر صاحب کو انکا اداس ہونا سمجھ نہ آیا۔

کیا ہو جاتا۔۔۔ اگر۔۔ میر ہادی کی شادی ان کے آنے تک رک جاتی۔۔ بس۔۔ جھٹ پٹ سب کچھ کر دیا۔۔۔ میر ادا اور بھی گھر کی پہلی خوشی میں شامل ہو جاتا۔۔۔!

بالآخر دل کا درد زبان پہ آ ہی گیا۔

اب آپ۔۔ زیادتی کر رہی ہیں۔۔۔! اگر۔۔ یامین یا کشش کو ان کے آنے کا پتہ ہوتا تو وہ کیا انتظار نہ کرتے۔۔؟؟

اور ویسے بھی۔۔۔ آپ جانتی ہیں۔۔ کشش کی کنڈیشن۔۔ پھر بھی ایسی باتیں کر رہی ہیں۔۔۔؟؟ سکندر صاحب ناراضی سے بولے۔

بس۔۔۔ اسی وجہ سے چپ کر جاتی ہوں۔۔ کشش۔۔۔ نے بہت بڑا دکھ سہا ہے۔۔ اگر۔۔ اسکی خوشی کی بات نہ ہوتی۔۔ تو۔۔ میں کبھی اتنی جلدی نہ کرنے دیتی۔

سمیرا بیگم نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

بس اللہ سے دعا کریں۔۔اللہ ہمارے بچوں کے نصیب نیک کرے۔اور ماضی کی کوئی پرچھائی ان کے حال پے نہ پڑے۔

گہرا سانس خارج کرتے کہا۔

آمین۔۔۔سمیرا بیگم نے دل سے کہا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیس ہیں اب وہ دونوں۔۔؟؟آہان نے شان سے پوچھا۔

بس زندہ ہیں۔۔ان کو مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔! شان نے ویسٹ پے ہاتھ رکھے۔ اندر روم میں دیکھا جہاں وہ دونوں بہنیں آکسیجن ماسک میں بے ہوش پڑی تھیں۔

اور وہ زبیر۔۔؟؟اسکا کیا بنا۔۔؟؟اسکا پتہ چلا۔۔؟؟سوچتے ہوئے پوچھا۔

یہ رہا ایڈریس۔۔۔! لیکن۔۔۔وہ انکا سگھا بھائی نہیں ہے۔ یہ ایک ٹیم ہیں۔۔ انکا اصل مقصد کیا ہے۔۔؟؟ یہ ابھی تک واضح نہیں ہو پایا۔

ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ ہانیہ پے انہوں نے پرسنل اٹیک کیا۔۔۔ اور دوسری طرف آنیہ کو نکاح سے روکا۔ اس سب کے پیچھے وجہ کیا تھی۔۔؟ آہان نے دماغ کے گھوڑے دوڑاتے پوچھا۔

کہیں۔۔۔اس سب کا کوئی کنکشن میر ہادی سے تو نہیں۔۔؟؟

آہان کے اچانک کہنے پے شان بھی چونکا۔

ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟ یہ تو اب ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

شان نے لب بھینچے۔

ہممم۔۔۔اب انکا ٹھکانہ کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔۔۔اور۔۔۔اس زبیر کو بھی اب یہیں لاتا ہوں۔۔۔!

آہان نے غصہ سے کہتے زبیر کا ایڈریس لیا۔

دھیان سے۔۔۔! وہ اس کے قبضے میں ہے۔۔جو آپ کی جانی دشمن ہے۔
شان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔
آہان نے ایک تنبیہہ نظر اس پے ڈالی۔اور باہر نکل گیا۔
!نأو۔۔۔ اٹس مائی ٹرن۔۔۔! جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔
ہمکلامی سے کہتا وہ وہاں سے چھلاوے کی طرح غائ ب ہوا۔
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ
یار۔۔۔! یہ دیکھو۔۔۔! اچانک سے میر ہادی باہر نکلتا بازو۔۔آنیہ کے آگے کر گیا۔
یہ۔۔یہ کیا ہوا۔۔؟؟ وہ بری طرح گھبرا گ ئی۔ اسکے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔
!معلوم نہیں۔۔شرٹ چینج کرتے اچانک سے۔۔۔
آپ یہاں بیٹھیں۔۔۔! آنیہ نے مستعدی سے فرسٹ ایڈ باکس نکال میر ہادی کے زخم کی ڈریسنگ کرنی شروع کر دی۔

آپ کو ہاسپٹل جانا چاہیے تھا۔ دھیمے لہجے میں کہا۔

کیا بہت زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ کیا۔۔؟؟ فکر مندی سے پوچھا۔

نہیں۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ پریشان نہ ہوں۔۔۔! آپ کو درد ہو رہا ہے کیا۔۔؟؟ آنیہ کو یہی لگا۔

نہیں۔۔۔! سپاٹ انداز میں کہا۔ وہ حیران ہوئی۔ اسکے چہرے پے درد کے نہیں فکر مندی کے آثار تھے۔

بس ہو گیا۔۔۔! آپ کو کئیر کرنے چاہیے۔۔ فرسٹ ایڈ باکس اٹھاتے نصیحت بھی کر دی۔

یہ ٹھیک کب ہو گا۔۔؟ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ماتھے پے بل لائے پوچھا۔

آپ جتنی کئیر کریں گے۔۔ اتنی جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔

اگر آپ کو اتنی فکر ہو رہی ہے۔۔ تو آپ نے گولی کھائی ہی کیوں۔۔؟؟ اسکے پاس بیٹھتے اس سے پوچھا۔

میر ہادی نے آنکھیں موند لیں۔

مجھے ٹھیک ہونا ہے۔۔اپنی ماں۔۔کے لیے۔۔۔! وہ۔۔۔مجھے دیکھ دیکھ جیتی ہیں۔ای جذب کے عالم میں کہتے وہ آنیہ کو میمرائی ز کر گیا۔ اسکا چہرہ بلا کا دلکش تھا۔ اور اسکے ہونٹوں کے اوپر ایک طرف تل تھا۔جو آنیہ کو بہت اچھا لگتا تھا۔لیکن وہ کبھی اسکا اظہار نہیں کر پائے گی۔ یہ بھی جانتی تھی۔

آپ۔۔اپنی مما سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔؟؟

آنیہ کے سوال پے ہادی نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

اس کے ہاتھ میں پین کلر تھی۔جو اس نے ہادی کی طرف بڑھائی تھی۔

ہادی نے اسکے ہاتھ سے پین کلر لیتے پانی کے ساتھ اسے نگلا۔

میری ماں میری جان ہے۔۔۔میرا سب کچھ۔۔میرے جینے کی وجہ۔

میر ہادی ان کے بنا کچھ بھی نہیں۔

میر ہادی آج پہلی بار اپنے دل کی بات آنیہ سے ش ئ یر کرنے لگا تھا۔
.اور وہ اسکے پاس بیٹھے بہت دل دے کے سن رہی تھی

آپ کی مما کتنی لکی ہیں۔۔۔آپ ان سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔۔! وہ بہت مرعوب ہوئی۔

میر ہادی نے گردن پھیر کے ایک نظر پاس بیٹھی۔اس لڑکی کو دیکھا۔جو بہت ہی معصوم تھی۔

اچانک سے ہاتھ ماتھے پے گیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ سر میں درد ہے کیا۔۔؟؟ سر دبادوں۔۔؟؟ فکر مندی سے پوچھا۔

ہممممم۔۔۔پلیز۔۔۔! آنکھیں بند کیے اس نے آفر کو ٹھکرایا نہ۔

آنیہکے نرم ہاتھوں کا لمس اپنے ماتھے پے محسوس کرتا وہ دل کی ہارٹ بیٹ مس کر گیا۔

ہاتھ بڑھا کے اسکی کمر کے گرد حمائل کیا۔ وہ اسکے اوپر ہی آن گری۔ بے اختیار پلکیں اٹھا کے اس دیوانے کو دیکھا۔ جسکی آنکھیں بند تھیں۔ لیکن جذبات منتشر تھے۔

آنیہ کے دل کی دھڑکن بھی تیز ہوئی۔ میر ہادی نے اسکے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح محسوس کی تھی۔

آپ نے منہ دکھائی نہیں مانگی۔۔؟ اچانک سے یاد آنے پے اسے قریب کرتا پوچھنے لگا۔

آپ۔۔۔۔۔آپ۔۔۔نے۔۔۔دی ہی نہیں۔۔۔! پلکیں جھکائے دھیرے سے کہا۔

صبح لے لیجے گا۔ مسکراہٹ ہونٹوں تلے دباتے وہ بنا اسکیجانب دیکھے بولا تھا۔

جی۔۔۔۔! اسکی قربت نے آنیہ کی بولتی ہی بند کر دی تھی۔

آنیہ کو لگا وہ مزید پیش قدمی کرے گا۔ لیکن وہ دھیرے دھیرے نیند کی وادیوں میں کھوتا چلا گیا۔

آنیہ نے اسکی بھاری ہوتی سانسوں کو محسوس کیا تو دھیرے سے پیچھے ہوتی اس پے کمفرٹر ڈال کے وہیں ایک سائیڈ پے بیٹھتی پورے استحاق ے اسے نہارنے لگی۔

وہ شخص بظاہر دکھنے می ں جتنا سخت لگتا تھا۔ اندر سے اتنا ہی نرم تھا۔ اس نے آنیہ کے ساتھ کوئی زور زبردستی نہ کی تھی۔ اسکا انداز۔۔۔ اسکی ک ئی یر۔۔ اسکی باتیں۔۔ اسکا چہرہ۔۔ اسکا تل۔۔؟ وہ اسکی دیوانی ہوتی جا رہی تھی۔ اور یہ سب بے اختیاری عمل تھا۔

اسکے قریب ہوتی اسکے ماتھے پے پہلی پیار کی مہر ثبت کی۔ اور جھٹ سے پیچھے ہو گ ئی ۔

رخ پھیر لیا۔ اسے ڈر لگا کہ کہیں وہ جاگ نہ جائے اور اسکی چوری پکڑ نہ لے۔ لیکن وہ گہری نیند میں تھا۔

آنیہ نے وہیں اسکے پاس سر ٹکایا۔ مسکراتے اسے دیکھا۔اور آنکھیں موند گئی۔ جبکہ میر ہادی نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا ۔ اسکا عمل وہ محسوس کر چکا تھا ۔ لیکن اظہار نہ کیا ۔ وہ اسے اپنے دل کے قریب محسوس ہوئی ۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ کیسا حساس ہے لیکن وہ اس کے حواسوں پے بری طرح چھا رہی تھی۔

اسکی طرف رخ کرتا اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا وہ اسکی سانسوں کو محسوس کرتا اپنے اندر اتارنے لگا۔ جبکہ وہ اب نیند کی وادیوں میں کھو چکی تھی

۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

زبیر تک وہ پہنچ گیا تھا۔ لیکن سامنے ہی اسکے سپائی گرل کھڑی اسے دعوت دے رہی تھی۔ لڑائی کی۔ اور وہ ۔۔ اپنا ماسک درست کرتا آج دو دو ہاتھ کرنے کے چکر میں تھا ۔ سارے حساب آج وہ پورے کرنے کے چکر میں آگے بڑھا ار وہ بھی اپنا غصہ ضبط

کرتی پیش قدمی کرتی سامنے والے کو اچھا خاصا سبق سکھانے
کے موڈ میں تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

زبیر تک وہ پہنچ گیا تھا۔ لیکن سامنے ہی اسکے سپائی گرل کھڑی اسے
دعوت دے رہی تھی ۔ لڑائی کی۔

اور وہ۔۔اپنا ماسک درست کرتا آج دو دو ہاتھ کرنے کے چکر میں تھا۔
سارے حساب آج وہ پورے کرنے کے چکر میں آگے بڑھا.اور وہ بھی اپنا
غصہ ضبط کرتی پیش قدمی کرتی سامنے والے کو اچھا خاصا سبق سکھانے کے
موڈ میں تھی۔

بہت ہوشیار سمجھتے ہو خود کو۔۔؟؟ تمہیں کیا لگا۔۔۔؟؟ تم یہاں پہنچو گے اور مجھے پتہ نہیں چلے گا۔۔؟؟

سپائی گرل غراتے ہوئے آگے بڑھی۔

یہاں پہنچا بھی ہوں۔۔اور اسے لے کے بھی جاؤں گا۔

رسیوں میں جکڑے زبیر کی طرف اشارہ کیا۔جو زخموں سے چور بے ہوش پڑا تھا۔

یہ میرا شکار ہے۔اور اپنا شکار سپائی گرل کبھی نہیں چھوڑتی۔ سپائی گرل اسکے آمنے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

روک سکتی ہو تو روک کے دیکھاؤ۔ اس نے چیلنج کیا۔

اور آگے بڑھا۔کہ سپائی گرل اس کے آگے آتی اسے روک کی تھی۔

اسے ڈاج دے کے دوسری طرف سے نکلا۔کہ وہ بل کھاتی پھر سے اسکے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

کلائی سے پکڑ کے سائیڈ پے کیا۔ کہ وہ جھک کے ڈائی لگاتی اپنی کلائی چھوڑواتی پیچھے ہٹتی اسکے بیک پے دھکا دے گ ئی۔ وہ اپنی جگہ سے زرا سے ہلا ۔

اور دانت پیستا سپائی گرل کی جانب پلٹا۔ اور اسکے سامنے آتا اسے پیچھے ہٹانے لگا۔۔کہ سپائی گرل پھر سے موو کرتی اسے ایک بار پھر بیک پے دھکا مارتی ایک طرف ہوتی چلی گ ئی۔ کہ اس نے اسے پیچھے سے دونوں کلائیوں سے تھام کے سپائی گرل کی پشت کو سینے سے لگایا۔

بہت پھرتی آگ ئی ہے۔۔۔؟؟ لگتا ہے جان پیاری نہیں۔۔؟ اسکی کان کی لو کے پاس اپنے لب رکھے کہتا وہ سپائی گرل کو سلگا ہی گیا۔

سپائی گرل نے فوراً سے نیچے کی طرف ہوتے ڈائی کیا۔ اور اسکے ایک سائیڈ سے نکلتی اپنی کلائی یاں بہت مہارت سے چھڑاگئی تھی۔

مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی کبھی مت کرنا۔۔۔! سپائی گرل م۔ر تو سکتی ہے۔ لیکن ہار نہیں مان سکتی۔

کہتے ساتھ ہی ہاتھ کام ک ابناتے اس نے سامنے والے پے وار کیا۔ وہ ایک طرف کو ہوتا خود کو بچا گیا۔

سپائی گرل نے پھر سے وار کیا۔ لیکن اسبار بھی خود کو بچا گیا۔ اور ساتھ ہی مڑتا اسکی کمر کی طرف سے ہوتا اسکی دونوں اسکو کلائی یاں جکڑے وہ اس پے ٹیپ لگا کے باندھ چکا تھا۔اور یہ اس نے صرف پلک جھپکنے میں ہی کیا تھا۔ سپائی گرل کو سوچنے کا موقع بھی نہ ملا۔ اپنے ہاتھ کھولنے چاہے لیکن ٹیپ کی سخت گرفت پے وہ بری طرح مچلی تھی۔

ہاتھ کھولو میرے ۔۔۔۔جان سے مار ڈالوں گی تمہیں میں۔سپائی گرل غصہ سے لال پیلی ہوئی تھی

جبکہ سامنے والا اپنی مسکراہٹ ماسک کے پیچھے چھپائی ے اس تک آیا تھا۔

کیا خیال ہے۔۔۔؟اس حسین چہرے کا دیدار نہ ہو جائے۔۔۔؟ کہتے ہوئے ہاتھ اسکے ماسک کی جانب بڑھایا تو سپائی گرل نے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں سے سامنے والے کو پش کرتے اپنا رخ دوسری جانب پلٹا۔

سامنے والا شخص مسکراتا پیچھے ہٹتا زبیر کی جانب بڑھا۔کہ سپائی گرل نے پھر سے راستہ روکا۔ اور ٹانگ اٹھا کے مارنی چاہی۔ سامنے والے نے دونو ں ہاتھوں کو جوڑتے سپائی گرل کا وار ناکام بنایا۔

اور پھر سے مڑ کے ایک بار وہ دوبارہ سپائی گرل کی ٹانگوں پے بھی ٹیپ لگا کے اسے باندھ گیا۔

اب وہ بالکل ہی موو نہیں کر پا رہی تھی۔
ایک بات تو طے تھی۔ سامنے والا سپائی گرل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا تھا۔
اب اگر تم نے کوئی رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو۔۔۔ تمہارے منہ پے بھی ٹیپ لگا کے یہیں بند کر کے چلا جاؤں گا۔ سمجھی تم۔۔۔؟؟ اسکے پاس آتے وہ غصہ سے غراتے ہوئے بولا تھا۔
اگر تم۔نے اس لڑکے کو ہاتھ بھی لگایا تو۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔
سپائی گرل نے خود پے ضبط کرتے دانت پیستے کہا۔
سامنے کھڑے شخص نے نفی میں سر ہلایا۔اور سپائی گرل کے منہ پے بھی ٹیپ لگا دی۔
سپائی گرل منہ ہٹاتی رہ گئی۔ لیکن سامنے والا اپنا کام کرتا زبیر کو کندھوں پے اٹھائے اسکی جانب مڑا۔

دو گھنٹے۔۔۔دو گھنٹے دی ئی ے۔ تمہیں۔ اگر لے جا سکتی وہ تو لے جانا۔۔ ورنہ۔۔۔؟؟ ٹا ٹا اینڈ گڈ بائی۔

ماسک پہنے وہ شخص جا چکا تھا۔جبکہ سپائی گرل وہیں بندھی جھٹپٹاتی دیوار کے ساتھ بیٹھی رہ گ ئی۔

ابھی وہ سوچ رہی تھی اس مصیبت سے نکلنے کا۔کہ اسے باہر سے کچھ آوازیں آئی یں۔

ہاں ہاں۔۔۔یہی ہے۔۔وہ جگہ۔۔! اچھے سے ڈھونڈا اسے۔۔۔مالک نے کہا ہے۔۔اسے ختم کرنا ہے۔۔۔ورنہ وہ ہمارے لیے خطرے کا باعث بن سکتا ہے۔ سمجھے تم۔۔۔ جلدی ڈھونڈو اسے۔

سپائی گرلکو خطرہ محسوس ہوا۔ وہ اٹھتی اور کچھ اچھلتی دروازے کے پیچھے جا چھپی۔کہ اسی وقت وہ دونوں آدمی اندر داخل ہوئے۔

یہاں تو کوئی نہیں ہے۔۔۔! ایک آدمی نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے کہا۔

ارے۔۔۔کوئی کیوں نہیں۔۔۔؟؟ وہ یکھ دروازے کے پیچھے۔۔۔

اپنا شکار مل ہی گیا۔

ان میں سے ایک آدمی خباثت سے مسکرایا۔

سپائی گرل بندھی ہونے کی وجہ سے نہ کچھ بول پا رہی تھی نہ کچھ کر پا رہی تھی۔اسے انتہا کا غصہ آرہا تھا۔اور غصہ میں اسکی سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحتیں ہی مفقود ہو جاتی تھیں۔اسکا غصہ اسے کافی دفعہ نقصان اٹھوا چکا تھا۔لیکن۔۔شاید اس بار کا نقصان کافی سخت ہونے والا تھا۔ان میں سے ایک آدمی چہرے پے مکارانہ ہنسی سجائے سپائی گرل کی جانب بڑھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آنیہ کی آنکھ کھلی تو خود کو میر ہادی کی بانہوں میں پایا۔

دھیرے سے سر اٹھاتی وہ میر ہادی کو بے اختیار دیکھے گ ئی۔

ہاتھ لگا کے اسکا ماتھا چھوا۔اور بخار چیک کیا۔

شکر تھا۔ کہ وہ ٹھیک تھا۔ فٹ سے اٹھتی وہ نماز کی تیاری کرنے لگی۔ س نے آج تک کبھی کوئی نماز نہ چھوڑی تھی۔ نماز پڑھتے اسے دلی سکون ملتا تھا۔ اور ہ خود اللہ کے حصار میں پاتی تھی۔ اسکا دل مطمین ہو جاتا تھا۔

نماز پڑھ کے دعا مانگتی تو سب کا باری باری نام لیتی تھی۔ نام لے کے سب کے لیے دعا مانگنا اسکی عادت بن چکی تھی۔ اور اب ناموں میں میر ہادی اور اسکے گھر والے بھی شامل ہو گ ئے تھے۔ دل سے سب کے لیے دعا مانگ کہ وہ اٹھتی میر ہادی کے پاس آتی اس پے پھونک مارتی اس کے پاس ہی بیٹھ گ ئی۔

ہادی۔۔۔؟؟ دھیرے سے اسے پکارا۔

لیکن وہ گہر ینیند میں تھا

بیدار نہ ہوا۔

ہادی۔۔۔؟؟ دو تین بار پھر سے پکارا۔ لیکن جواب ندارد۔

اب کی بار آنیہ نے الارم لگا کے ہادی کے کان کے پاس رکھ دیا۔ وہ اتنی زور سے بجا تھا۔ کہ ہادی ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھا۔

اور آنیہ کو اچھی خاصی گھوری سے نوازا۔

سوری۔۔۔۔! دھیرے سے کہتی وہ میر ہادی کے ماتھے کے بلوں کو غائب کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

کیا یار۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔؟؟ آنکھیں ملتا وہ آنیہ کیجانب دیکھتا بولا۔

پلیز اٹھ جائیں ناں۔۔! وہ منمنائی تھی۔

کوئی کام ہے۔۔؟ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے اسے نظروں کے حصار میں لیتے پوچھا۔

ہمممم۔۔۔آئیں ناں۔۔ باہر چلتے ہیں۔۔؟ مجھے صبح کی تازہ ہوا میں چہل قدمی کرنے کا بہت شوق ہے۔۔۔۔پلیز۔۔۔؟؟ وہ بچوں کی طرح اسے کہہ رہی تھی۔

ہم۔۔۔۔ویٹ۔۔۔! کہتے وہ اٹھا تھا۔ فریش ہو تا وہ باہر آیا۔

دراز کھولتا وہ ایک چھوٹا باکس آنیہ کی طرف بڑھا گیا۔

یہ۔۔۔یہ کیا۔۔۔ہے۔۔؟اس نے حیرانی سے پوچھا۔

آپ کی منہ دکھائی۔ آئی ینے کے سامنے کھڑے ہوتے بالوں کو سنوارتے وہ چاہت سے بولا تھا۔

آنیہ نے جھجکتے ہوئے وہ باکس کھولا تھا۔ اس میں ایک ڈائی منڈ پینیڈنٹ دیکھ وہ میمرائی ز ہی ہوگ ئی۔

سو۔۔بیوٹیفل۔۔۔۔؟؟یہ۔۔۔؟؟چین کو اٹھاتے وہ حیرانی سے اسکی بناوٹ کو دیکھتی رہ گ ئی۔ الفاظ ہی جیسے غائی ب ہوگ ئے۔

اچھا لگا۔۔۔؟؟میر ہادی نے اسکے پاس آتے پیار سے پوچھا۔

جبکہ آنیہ کے چہرے کا رنگ پل میں متغیر ہوا تھا۔

اس ڈائی منڈ لاکٹ اور پینیڈنٹکو دیکھتی ساتھ ہی پتھرائی نظروں سے میر ہدی کو دیکھنے لگی۔

وہ پینڈینٹ اسکے اتھ سے چھوٹ کے زمین پے گرا۔ میرہادی کے ماتھے پے بل پڑے۔

آنیہ تو پتھر کی ہوگئی تھی۔ میرہادی نے جھک کے وہ پینڈینٹ اٹھایا۔

اگر پسند نہیں آیا تو بتادیں۔یوں گرا کیوں دیا۔۔۔؟؟

میرہادی کے سنجیدی انداز نے آنیہ کو شرمندہ کر دیا۔

سوری۔۔۔وہ۔۔ غلطی سے۔۔۔ہاتھ سے۔۔؟؟آنیہ کو سمجھ نہ آیا۔ کہ اپنی فیلنگز کیسے چھپائے۔۔۔؟؟

پہنادوں۔۔؟؟میرہادی نے درگزر کا مظاہرہ کرتے آگے ہوتے پوچھا۔

آنیہ نے چہرے کو بمشکل مسکراہٹ میں ڈھالتے رخ موڑ کے بال پیچھے کرتے جیسے میرہادی کو اجازت دی۔

میرہادی نے آگے بڑھ کے وہ فلاور والا ڈائی منڈ پینڈینٹ آنیہ کے نازک گلے کی زینت بنا دیا۔

پہناتے اسکا ہاتھ کا لمس محسوس کرتی آنیہ کا دل دھڑکا تھا۔ لیکن وہ اپنے احساسات چھپا گئی تھی۔

میر ہادی نے اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔

آنیہ۔۔۔! یہ پینڈینٹ مجھے بہت عزیز ہے اس سے میری۔۔۔ میرے بہت اپنے کی یاد جڑی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ آپ اسے کبھی اتاریے گا مت۔۔۔ اور ہمیشہ اسکی حفاظت کیجیے گا۔ کچھ چیزوں کی قیمت۔۔۔ ان سے جڑی کچھ باتوں سے بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور میرے لیے یہ انمول ہے۔ جیسے آپ۔۔۔!

کہتے اسکے ماتھے پے دہکتے لب رکھے۔ آنیہ اندر تک سرشار ہوئی۔ میر ہادی ایک ٹھنڈا مزاج رکھنے والا انسان تھا۔ ایسا آنیہ کو محسوس ہوا تھا لیکن اس خاموش طبع انسان کے اندر کیا طوفان چھپا تھا۔ اس سے وہ قطعی انجان تھی۔ اور جس دن وہ طوفان کا راز کھولنا۔۔۔ اس دن آنیہ بھی اس طوفان کی زد میں آنے والی تھی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔؟؟

اس سے پہلے کہ وہ سپائی گرل کو چھوتے اسی ماسک والے شخص کی اچانک وہاں موجود گی محسو کرتے وہ بری طرح چونکے تھے۔

سر جھکائے ایک طرف وہ اس ماسک والے شخص کو دیکھ حران ہوتے پلٹے تھے۔ اور اس پے اٹیک کی تھا۔ لیکن آگے وہ بھی شیر تھا۔ ہر وار کا مردانہ وار مقابلہ کرتا وہ انہیں چاروں شانے چت کر چکا تھا۔

فون پے کسی کو انفارم کرتا وہ انہیں بھی ٹھکانے لگانے کا بندوبست کر چکا تھا۔

دھیرے سے آگے بڑھتا وہ سپائی گرل کے منہ سے ٹیپ اتار چکا تھا۔ جبکہ وہ خاموش ہی رہی۔

اسکے بعد اسکے پاؤں اور ہاتھ کھولتا وہ جھٹ سے پیچھے ہوا۔ سپائی گرل کو اتنا جانتا تھا کہ وہ اسپے وار کر سکتی ہے۔ اسلیے اپنا بچاؤ پہلے کرتا وہ پیچھے ہٹا تھا۔

میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی۔۔۔اپنی ہاتھوں کی کلائی یاں دباتی وہ جارحانہ انداز میں اسکی جانب بڑھی تھی۔ کہ وہاں سے تین چار جھکاوے دیتا وہ ونڈو کی جانب بڑھا۔

میں بھی مرنے کو تیار ہوں۔۔لیکن۔۔۔زرا۔۔پیار کی مار مار نا۔۔۔تو مر ہی جاؤں گا۔ معنی خیزی سے کہتا وہ ونڈو سے چھلاوے کی طرح غائب ہوا تھا۔ آگے ہوتی ونڈو سے سب جگہ نظر دوڑاتی وہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

آئی ول کل یو۔۔۔! زیرلب دہراتی وہ بھی وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

یہ کیس تو بہت ہی پیچیدہ ہے۔۔۔میں نے کل ہی ساری ڈیٹیلز ریڈ آؤٹ کی ہیں۔ اس پے ابھیبکام کرنا ہوگا مجھے مزید انفاریمیشنز چاہیے۔۔۔ اس لیے کورٹ سے تاریخ لے لو۔۔۔

اپنی پی اے سے کہتی وہ جلدی جلدی ہاتھ ہلاتی آفس سے نکلنے والی تھی۔آج ابتسام کا برتھ ڈے تھا۔ان پچیس سالوں میں وہ سب کچھ بھلا دیتی تھی۔

اس ایک دن۔

وہ ہمیشہ سے شام کو ہی اسے گفٹکے ساتھ وش کیا کرتی تھی۔ابھی بھی وہ جلدی میں نکلتی گھر جا رہی تھی۔کہ سامنے راستہ روکے کھڑے شخص کی پشت پے جا ٹھہری۔ابرش کے ماتھے پے بل پڑے۔

کیسی ہو۔۔۔؟؟ایکس منگیتر۔۔۔؟؟وہ اسکی طرف رخ موڑتا اسکا وجود ہلا کے رکھ گیا تھا۔

وہ اور کوئی نہیں شاہان تھا۔ وہی انسپکٹر شاہان جس نے اسکی زندگی کے ساتھ کھیلنا چاہا۔

یاد ہوں کہ بھول گیا ہوں۔۔۔؟؟

گزرے وقت کے لمحات آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔

✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦

یہ بارات اب۔۔۔۔واپس جائے گی۔۔۔۔

شاہان نے اونچی آواز میں کہا۔ تو ہال میں سناٹا چھا گیا۔۔

یہ۔۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟ آپ۔۔۔۔بیٹا۔۔۔جی۔۔۔؟؟

شمس صاحب کے کندھے مزید جھک گۓ۔

یہ تو آپ کو حق مہر لکھوانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔

کون لکھ کے دیتا ہے اتنا۔۔۔ حق مہر۔۔۔؟؟

شاہان نے شاہانہ انداز میں کہا۔

بیٹا۔۔۔۔!! طے تو یہی ہوا تھا۔۔۔

کمزور اور نحیف آواز میں کہا۔

!! طے کیا ہوا تھا وہ مجھے نہیں پتہ۔۔۔

لیکن میں حق مہر میں دس لاکھ اور اور اتنا زیادہ گولڈ نہیں دے سکتا۔۔۔

!!اور۔۔۔۔فیصلہ ہو گیا ہے۔۔۔۔

!!آپ رکھیں اپنی بیٹی اپنے پاس۔۔۔۔

ہاتھ جھاڑتا وہ اٹھا۔

چہ مگوئی یاں شروع ہو چکی تھیں۔

شمس صاحب نے ادھار لے کے۔۔اور گھر گروی رکھا کے۔۔ جہیز کی ہر چیز ۔۔ لڑکے والوں کی ڈیمانڈ کے مطابق پوری کی۔

اور ساتھ میں انہوں نے حق مہر کی خود آفر کی۔ کہ وہ دس لاکھ لکھیں گے۔۔۔

جہیز جا چکا تھا۔۔۔ آج نکاح تھا۔ اور انہوں نے حق مہر کی رقم لکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

بیٹا۔۔۔۔!! میری۔۔۔ بیٹی۔۔۔ کی زندگی۔۔۔۔؟؟

!! تو آپ سوچیں ناں۔۔۔۔ بزرگو۔۔۔۔

شاہان نے ناک سے مکھی اڑائی ی۔

شمس صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے۔

واقعی بیٹیوں کے ماں باپ کتنے مجبور ہوتے ہیں۔

سبھی ترحم بھری نگاہوں دے دیکھ رہے تھے۔

سب کو ایک تماشا مل گیا تھا وقت گزاری کا۔

!! ٹھیک ہے۔۔۔۔! اگر۔۔۔۔۔آپ کی یہی مرضی۔۔۔۔۔ہے تو۔۔۔

شمس صاحب نے باپ بن کے بیٹی کے مستقبل کا فیصلہ لینا چاہا۔

ایک منٹ۔۔۔۔!! دلہن بنی وہ سامنے تھی۔

آنکھیں اس کی بھی نم تھی۔

لیکن وہ کمزور نہیں تھی۔

سب کی نظریں اس پے اٹھیں۔

دلہے کے مقابل جا کھڑی ہوئی ی۔

!!مجھے۔۔۔۔تم سے شادی نہیں کرنی۔۔۔۔

اونچی آواز میں بولتی انگلی اٹھا کے کہتی وہ سب کی بولتی بند کر گ ئی۔

ابرش بیٹا۔۔۔۔! ! کیا۔۔۔ کہہ رہی ہو۔۔؟؟ شمس صاحب نے گھبراتے ہوئے بیٹی سے کہا۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔! ! آپ سب نے ناں۔۔۔ مل کے۔۔۔ بیٹیوں کا سوداکرناشروع کردیاہے۔۔۔۔؟؟

! ! بیٹی بھی دو۔۔۔۔اور۔۔۔ جہیز بھی دو۔۔۔۔

! ! اور بدلے میں حق مہر۔۔۔لو۔۔۔۔

یہ کونسا نکاح ہے۔۔۔؟؟ کونسی سنت ہے۔۔۔؟؟

! ! ایک مقدس فریضے کا مذاق بنا کے رکھ دیاہے آپ سب نے۔۔۔۔۔

آنسو نا چاہتے ہوئے بھی گالوں پے بہہ نکلے۔

!!نہیں۔۔۔ بابا۔۔۔۔

!! اب اور نہیں۔۔۔۔

ہم غریب ضرور ہیں۔۔۔۔!!لیکن بے غیرت نہیں۔۔۔۔۔

شمس صاحب کو وہ حوصلہ دیتی شاہان کی طرف دیکھتے بولی۔

اور آگے بڑھی۔

!! نکلو۔۔۔۔یہاں سے۔۔۔۔

شاہان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اپنی منحوس شکل لے کے۔۔۔۔یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔۔۔۔

غصے کی آخری حد کو چھوتی وہ شاہان سمیت سب کو سکتے میں ڈال گ ئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

شاہان نے اسکی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی۔

کیاہوا۔۔؟اپنی بے عزتی یاد آگ ئی۔۔۔؟ تمسخر اڑاتے کہا ۔

تم۔۔۔۔زندہ ہو۔۔۔؟؟ابرش کو اسے دیکھ کچھ صحیح نہیں لگا۔

ہاں تو تم۔کیاسوچ رہی تھی۔کہ تم نے اور تمہارے۔۔۔۔اس شوہر نے

مجھے مار ڈالا۔۔۔؟اور شاہان مر گیا۔۔۔۔؟؟ہاہاہا۔۔۔۔۔میں آ چکا ہوں۔۔

واپس۔۔۔تمہاری زندگی میں آگ لگانے۔۔۔!وہ دھیرے سے

آگے بڑھا۔ جبکہ پارکنگ ایریا اب خالی ہوتا جارہا تھا۔اکادکا گاڑیاں ہی رہ گ ئی تھیں۔

لیکن شاہان اسے صرف دھمکیاں ہی دے سکتا تھا۔اسکا ڈرائی یور اور گارڈ اس کے ساتھ ہی تھے۔ وہکوئی عام عورت نہ تھی۔ ایک مشہور ہستی تھی۔

تم نے پہلے بھی منہ کی کھائی ہے۔۔تم اب بھی منہ کی کھاؤ گے۔ ابرش نے سرد انداز میں کہا۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔! اس بار ارادہ۔۔۔تو تمہاری اولاد کا جینا حرام کرنا ہے۔۔۔ اور۔۔۔؟؟؟

خبردار۔۔شاہان۔۔! میری اولاد کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا تو۔۔۔! آنکھیں نوچ لوں گی۔ابرش نے انگلی اٹھا کے جارحانہ انداز میں وران کیا۔

بہت تڑپ لگی ہے۔۔۔؟؟ چلو دیکھتے ہیں۔۔کیسے بچاتی ہو اپنی اولاد کو برباد ہونے سے۔

شاہان اسے مزید تپا کے وہاں سے جا چکا تھا۔ جبکہ ابرش کو ایک ن ئی پریشانی لاحق ہو چکی تھی۔

ابتسام کا گفٹ اسکے ہاتھ میں تھا۔ لیکن۔۔اب جیسے سب چیزوں سے اسکا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔

بے دلے ہو کے وہ گاڑی میں بیٹھی۔گھر کی بجائی ے اسکا رخ آنیہ کے گھر کی طرف تھا۔

آنیہ اس کے سب زیادہ نزدیک تھی۔اسکی دوست اسکی غمگسار۔اپنی ماں کے ہر دکھ سکھ کی ساتھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ایک جیسے دو پینڈینٹ۔۔۔؟؟کیسے ہو سکتا ہے۔۔یہ۔۔؟؟

آنیہ گلے میں پہنائے گ ئے پینڈینٹ کو ہاتھ لگاتی سوچتی چلی جا رہی تھی۔

یہ سیم وہی تھا۔وہ کیسے بھول سکتی تھی۔کیا یہ اتفاق ہے۔۔؟؟ یا۔۔؟؟؟
لیکن۔۔۔میر ہادی سے کیسے پوچھوں۔۔؟؟ نہیں۔۔ابھی
نہیں۔۔۔انہوں نے کہا۔۔اس پینڈینٹ سے ان کی کوئی یاد جڑی
ہے۔۔مجھے وہ پتہ کرنا ہوگا۔۔۔ اس کے بعد ہی میں۔۔ ؟؟؟
دروازے پے ہوتی ناک پے وہ چونکی۔
بھابھی جی۔۔!آپ کی امی ہیں۔۔ کشش بی بی نے آپ وونیچے بلایا ہے۔
ملازمہ گل بانو نے اسے اطلاع دی۔
مما۔۔۔!یوں اچانک۔۔؟؟وہ حیران ہوتی نیچے آئی۔ جہاں ابرش اور
کشش محو گفتگو تھیں۔
اسلام علیکم مما۔۔۔!وہخوش دلی سے ماں سے ملی۔
ابرش نے اسے گلے سے لگایا۔
کیسی ہے میری بیٹی۔۔؟؟ابرش نے اسکا کھلتا چہرہ دیکھ سکون کا سانس لیا۔

الحمدُ للہ مما۔۔۔! آپ دوبارہ آئے ہی نہیں۔۔؟ میں نے آج سارا دن ویٹ کیا۔ پیارا سا گلہ کیا۔

بیٹا۔۔۔! آنا تھا آپ کو لینے۔۔۔! رسم کے مطابق۔۔۔ لیکن۔۔ آپ کے ڈیڈ نے کہا۔۔ کل جائیں گے۔۔ پر میرا دل اداس ہوا تو ملنے چلی آئی۔

سو بار۔۔ آئیں۔۔ آپ کا اپنا گھر ہے۔۔ ! کشش نے باتوں میں حصہ لیا۔

آپ بیٹھ کے باتیں کریں۔ میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔
کشش مسکراتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

مما۔۔۔! آپ نے ڈیڈ کو وش کیا۔۔؟ اچانک سے آنیہ کو یاد آیا۔

نہیں۔۔۔! ایک لفظی جواب پے آنیہ بس ماں کو دیکھتی رہ گئی۔

مما۔۔۔! آج سب نے گھر میں چھوٹی سی پارٹی کا ارینج کیا ہے۔ آپ بھی شامل ہو جاتیں۔۔۔ ڈیڈ کو اچھا لگتا۔

پارٹی کے نام پے برش نے سر اٹھا کے آنیہ کو دیکھا۔

پارٹی۔۔۔؟؟؟ماتھے پے بل پڑے۔

ہانیہ نے سرپرائز پلان کیا ہے۔ آنیہ کی آواز دھیمی پڑ گئی۔

اسے لگا شاید اس نے بتا کے غلطی کی ہے۔

ہمممم۔۔۔میں چلتی ہوں۔۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔۔ابرش وہاں سے اٹھ گئی۔

مما۔۔۔!ایسے کیسے۔۔؟؟م آپ نے تو کچھ لیا بھی نہیں۔۔کشش آنٹی ناراض ہو جائیں گیں۔

آنیہ کو ماں کی فکر ہوئی اور روکنا چاہا۔

کشش سے میں بات کر لوں گی۔۔آپ اپنا خیال رکھنا۔کچھ کام یاد آ گیا ہے۔۔

پھر آؤں گی تو۔۔ آپ کے ہاتھ کا بنا کچھ کھاؤں گی۔

پیار سے اسے گلے لگا کے کہتی وہ جا چکی تھیں۔جبکہ آنیہ کو اپنی ماں کے لیے دکھ ہوا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

زبیر کو بھی باقی دو کے ساتھ ایک ہی ٹھکانے پے قید کرتا مطمین ہوتا وہ اب گھر کی طرف روانہ ہوا تھا۔

وہ تینوں ہی بے حال اور بے ہوش تھے۔وجب تک ہوش میں آنہیں جاتے تھے۔ان سے کچھ بھی پتہ چلنا ناممکن تھا۔

آہان انہیں شان کے حوالے کرتا خود گھر کی جانب روانہ ہوا۔

جہاں وہ آتش فشاں بنی اسکے کمرے کا ستیاناس کر چکی تھی۔

آہان جانتا تھا۔غصہ کہیں تو اتارنا تھا۔سب کچھ بکھرا پڑا تھا۔

ڈریسنگ سے سب کچھ نیچے گرا تھا۔اسکے مہنگے پرفیومز اس وقت زمین بوس ہوئے اپنی قسمت پے اشک بہاتے پورے کمرے کی فضا کو معطر کر گئے تھے۔

ان سب چیزوں اور کانچ سے بچتا بچاتا وہ واش روم کی جانب بڑھا۔

Youhavetopayforthisaniaibtesam.

شاور لیتا وہ ہمکلامی سے بولا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہیپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ڈئیر ڈیڈا۔۔۔۔

ہیپی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔۔

ھانیہ کی پرجوش آواز پورے لاؤنج میں گھوم رہی تھی۔

ابتسام آج اپنی چلبلی بیٹی کو یوں اپنے لیے سرپرائز پارٹی ارینج کرتا دیکھ سراپائے حیرت تھا۔ لیکن یہ خوشی کافی خوشگوار تھی۔ وہ اکثر ابتسام سے کتراتی تھی۔ آہان کی وجہ سے۔

کیونکہ وہ جانتی تھی۔ آہان کو اس منشن میں لانے والا اسکا باپ ہے۔ وہ کہاں سے آیا۔۔۔؟ وہ کون ہے۔۔ اسکے ڈیڈ سب جانتے ہیں۔ اور وہ اب نیا پلان

بناتی ڈیڈ کے قریب ہونا چاہ رہی تھی۔ تاکہ آہان کا پتہ اس منشن سے صاف کر سکے۔

جبکہ سامنے ہی فریش فریش سا نیلی ٹی شرٹ اور جینز میں کھڑا اپنے چہرے پے طنزیہ مسکراہٹ لیے اس لڑکی کے ن ئ ے ڈرامے ملاحظہ کر رہا تھا۔

ابتسام کو کیک کھلاتے ہی پھر سے سب نے شور کیا۔
بے اختیار ہی ہانیہ کی نظر اس پے اٹھی۔
اسکا دیکھنے کا انداز۔۔ اوپر سے اسکے بھرے بھرے مسلز وہ مکمل ایک وجیہہ اور بھرپور پرسنلٹی کا حامل شخص تھا۔ کوئی بھی لڑکی آسانی سے اس پے فدا ہو جاتی۔ لیکن ہانیہ کو وہ ایک اکھ نہ بھاتا تھا۔ آہان کو دیکھتے ہی اسکے اندر نفرت کی شدید لہر دوڑتی تھی۔

ارے آہان بیٹا۔۔۔! کم۔۔۔! ابتسام نے اسے سب سے الگ اور دور کھڑا دیکھا تو پیار سے پکارا۔

وہ چہرے پہ مسکراہٹ سجائے ان سب کی جانب بڑھا۔

آہان نے بھی ابتسام کو برتھ ڈے وش کیا۔اور کیک کا ایک ٹکڑا کھلایا۔

ابتسام نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔وہیں ہانیہ جل بھن گ ئی۔

لو یو ڈیڈ۔! آہان دل سے کہتا ابتسام کو پر سکون سا کر گیا۔

لو یو ٹو بیٹا۔۔! اپنے ساتھ کھڑا کیے وہ اب اس سے اور باقی سب سے باتقں میں مشغول ہو گ ئے تھے۔ ہانیہ ایک طرف ہوتی وہاں سے واک آؤٹ کر گ ئی۔

بالکنی میں جاتے ٹھنڈی ہوا کو اپنے اندر اتارتے نجانے کیوں آنکھیں بھر آئی یں۔

آئی لو یو ڈیڈا۔۔! آپ کی ہانیہ بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہے۔۔ لیکن۔۔شاید آپ کو کبھی دکھائی نہ دے۔۔۔

وہ دل ہی دل میں باپ سے گلہ کرتی بالکنی سے نیچے دیکھنے لگی۔ کہ اسی وقت ایک نقاب پوش وہاں سے ہانیہ کو اپنی طرف دیکھتا اور پھر ایک دم سے وہاں سے بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔

یہ۔۔۔یہ کون تھا۔۔۔؟ ہانیہ کو کچھ صحیح نہ لگا۔ برقی قمقموں میں شام کے ڈھلتے سائے میں وہ اسے ٹھیک سے دیکھ نہ پائی۔ لیکن پھر بھی اسے جاننا تھا۔ اسی لیے وہاں سے نیچے کی طرف بھاگی۔

منشن سے باہر نکلتے اس نے ساری طرف نظر دوڑائی ۔ لیکن وہ نقاب پوش غائب ہوچکا تھا۔

کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟ وہ یہی سوچتی الٹے قدم پیچھے لیتی۔یکدم رکی تھی۔ وہ کسی سے ٹکرائی تھی۔ فوراً پلٹ کے دیکھا۔ تو ناک کی سیدھ میں وہ فولادی بندہ اپنے بالکل پیچھے کھڑے پایا۔

تم۔۔۔؟؟ ہانیہ کو اسے دیکھ ماتھے پے بل پڑے۔

اتنے اندھیرے میں یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟آہان کو اسکا یہاں آنا ہضم نہ ہوا تھا۔

تم سے مطلب۔۔؟میں جہاں جس وقت مرضی جاؤں۔۔۔! ہانیہ تپ کے بولی۔

ہممم۔۔۔۔!لیکن۔۔۔بار بار میرے راستے میں کیوں آتی ہو۔۔۔؟؟آہان نے سنجیدہ انداز میں پوچھا۔

تمہارا راستہ۔۔۔؟؟کیا تمہارا راستہ چیچہ وطنی سے ہو کے جاتا ہے جو میں س راستے میں آتی ہوں۔۔۔۔؟؟تمسخر بھرے ناداز میں کہتی اس نے قدم گیٹ سے اندر کی جانب بڑھائے۔ کہ آہان نے اسے باو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔ہانیہ کے ماتھے پے بل پڑے۔

میرے کمرے میں توڑ پھوڑ کرنے کا پرمٹ ملا تھا تمہیں۔۔؟؟دانت پیستے ہوئے بولتا وہ ہانیہ کے اندر کی آگ کو ٹھنڈا کر گیا تھا۔یہی تو وہ چاہتی تھی۔اسے غصہ دلانا۔طیش دلانا اس کا خون جلانا۔

بس۔۔۔۔اتنے سے گھبرا گ ئے۔۔۔۔؟؟ ابھی تو اور بھی بہت کچھ فیس کرنا پڑے گا۔ مسٹر آہان۔۔۔!

بہت نفرت کرتی ہو ناں۔۔ مجھ سے۔۔۔؟؟آہان نے سرد لہجے میں پوچھا۔

کہ ایک لمحے کو ہانیہ کو چپ لگ گ ئی۔ لیکن اگلے ہی پل اپنے اندر کے کسی بھی جذبے کو اٹھنے سے پہلے وہ سلا چکی تھی۔

شدید۔۔۔ نفرت۔۔۔ شاید۔۔۔ نفرت سے بھی بڑھ کے کچھ ہے تو وہ تم سے کرتی ہوں۔۔اپنا بازو غصہ سے چھڑاتی وہ سختی اور نفرت سے کہتی اندر کی جانب بڑھ گ ئی۔ جبکہ آہان وہیں کھڑا اسکے الفاظ پے اپنے اندر اٹھتا درد ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

درد رکتا نہیں ایک پل بھی۔۔۔۔

اسی لمحے ابرش کی گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوتی دکھائی دی ۔ آہان وہیں کھڑا رہا۔

ایک دم سے بارش کی بوچھاڑ نے اسے بری طرح بھگو دیا تھا۔ جبکہ وہ ہر احساس سے عاری وہاں کھڑا اسٹرک کو دیکھ رہا تھا۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ آہان ہے۔۔؟؟ گاڑی سے نکلتے حیرت سے چوکیدار سے پوچھا۔

!جی۔۔ بی بی جی۔۔۔

یہ بارش میں وہاں کیا کر رہا ہے۔۔۔؟؟ ابرش کو اسکی فکر ہوئی۔

جائیں بلا کے لائیں۔۔۔! ابرش نے سختی سے کہا۔ جبکہ خود پلر کیاوٹ میں ہوتی بارش سے بچتی وہیں کھڑی آہان کو اندر آتا دیکھنے لگی۔

ابرش کے پاس آتا وہ حیرت کے تاثرات چہرے پے سجائے انہیں دیکھنے لگا۔

اتنی تیز بارش میں یوں کھڑے ہونے کا مقصد۔۔۔؟ خان بابا۔۔۔ ان سے کہیں۔۔ اندر جائیں۔

ابرش پہلے اس سر پھرے کو دیکھتے بولی۔اور ساتھ ہی چوکیدار کو مخاطب کرتے خود بھی اندر کی جانب قدم بڑھا چکی تھی

آہان کے لیے یہ احساس ہی دلکش تھا۔کہ ابش نے اسکی پرواہ کی۔اسکے چہرے پہ ایک مسکان سج گ ئی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ڈیڈ۔!آپ فکر نہ کریں۔۔کل میرہادی اور میں آجائی یں گے۔ کشش آنٹی نے خود کہا ہے۔ کہ کل چلیں جائیں۔ آنیہ باپ کو وش کرتے اب اپنے بارے میں بتا رہی تھی۔

چلیں۔۔یہ بھی صحیح ہے بیٹا۔۔۔آپ اور میرہافی ایک ساتھ آئی یں گے۔ تو ہمیں خوشی ہو گی۔ ابتسام نے مسکرا ے کہا۔

بیٹی کو اپنے گھر خوش اور پر سکون دیکھ انکے دل سے کتنا بوجھ سرکا تھا۔وہ لفظوں میں بیاں نہیں سکتے تھے۔

جی۔۔۔ڈیڈ۔۔۔!آپ کی مما سے بات نہیں ہوئی کیا۔۔؟

اچانک یاد آنے پے پوچھا۔

!بیٹا۔۔۔!آج تو۔۔۔لگتا ہے۔۔بہت بزی ہیں۔۔آپ کی مما جان۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔!وہ آج میری طرف آئی یں تھیں۔ ۔۔۔ کافی چپ پ سی

تھیں۔۔ شاید۔۔ پریشان۔۔۔!لیکن زیادہ دیر نہیں رکیں۔۔!

مجھے کافی ٹینس لگیں۔

وہ آنیہ کی بات سنتا ابھی کچھ کہتا کہ ابرش کو روم میں داخل ہوتا دیکھ چپ ہی

رہا۔

بیٹا۔۔۔!آپ سے صبح بات ہو گی۔اپنا خیال رکھیے گا۔ابتسام نے کہتے کال

کاٹ دی۔

خود کو بچاتے بھی ابرش کچھ حد تک بھیگ گ ئی تھی۔ اسی لیے بیگ

ایک طرف رکھتے سیدھا کبرڈ کی جانب بڑھی۔

اور اپنے لیے ڈریس نکالنے لگی۔ جبکہ ابتسام کو یکسر نظرانداز کر گ ئی۔ جو

کہ ابتسام کو اچھا خاصا چبھا تھا۔

معلوم نہیں تھا۔۔۔ محبت کو ختم ہونے کے لیے صرف چوبیس سال ہی کافی ہوتے ہیں۔۔ لیکن شاید۔۔ محبت کو مٹنے میں۔۔۔ چند سال ہی بہت ہیں۔

چوبیس سالوں میں تو ہر نقش ہی مٹ جاتا ہے۔۔۔

ابرش نے کبرڈ پے اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ وہ وہیں اسکے قریب کھڑا اپنی مخصوص پرفیوم کے ساتھ اسکے حواس معطل کر رہا تھا۔

آپ کا گفٹ۔۔۔۔! ابتسام کی بات کو نظرانداز کرتی وہ ایک پیکٹ اسکی جانب بڑھا گئی۔

ابتسام نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

جب وش نہیں سکیا تو گفٹ کا کیا کرنا۔۔؟؟ ناچاہتے ہوئے بھی گلہ زبان پے آگیا۔

اب۔۔۔اس عمر میں۔۔ کونسا سلیبریشن کرنی ہوتی ہے جو۔۔۔؟؟ کبرڈ بند کرتی وہ نظریں چراتے بولی تھی۔

میں نے وش کرنے کا کہا ہے۔۔۔! ابتسام نے اپنی بات پے زور دیا۔

کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔ میرے وش کرنے یا نہ کرنے سے۔۔۔؟؟ ابرش کا لہجہ تلخ ہوا۔ ابتسام بس اسے دیکھے گیا۔

شاید۔۔۔ اب۔۔۔ میرے ہونے یا نہ ہونے سے بھی آپ کو فرق نہیں پڑتا۔

ایک کرب کا عالم تھا۔ ابرش نے دہل کے ابتسام کی طرف دیکھا۔

آپ۔۔۔۔ آپ کا دماغ درست ہے۔۔۔؟ کیا۔۔۔ کیا فضول بولے جا رہے ہیں۔۔۔؟؟ ابرش کا میٹر ہی گھوم گیا اسکی بات پے۔

یہی سچ ہے۔۔ ابر۔۔۔! پھیکی ہنسی ہنستا وہ پلٹا تھا۔ کہ ابرش آنسو اور غصہ ضبط کرتی اسکے مد مقابل کھڑی ہوئی۔

آپ۔۔۔ ایک کام کریں۔۔ مجھے ایک ہی بار گلہ گھونٹ کے مار دیں۔ یہ قطرہ قطرہ۔۔ سزا۔۔۔ مجھے منظور نہیں۔۔۔!

سزا تو میں کاٹ رہا ہوں۔۔۔ اکیلے پن کی۔۔۔ ہجر کی۔۔۔۔ لیکن پھر بھی سانسیں چل رہی ہیں۔

دو بدو جواب دیتا وہ ابرش کو اپنے قریب کر گیا۔

جبکہ اسکا رونا اسے اندر تک تکلیف دے رہا تھا۔

آپ۔۔۔؟؟ ابرش گلہ روندھ جانے کی وجہ سے کچھ بول ہی نہ پائی۔

ششششیییی۔۔۔۔۔! ماتھے کے ساتھ ماتھا جوڑے کھڑا وہ آنکھیں موند گیا۔

ابرش کے گالوں پے بہتے آنسو بنا آنکھیں کھولے وہ اپنی انگلیوں کی پوروں پے اٹھا چکا تھا۔

مت دو اور سزا۔۔۔۔! اس دل میں سہنے کی ہمت نہیں رہی۔ ابتسام کا لہجہ بھی روندھ گیا۔

آپ۔۔۔۔مجھے۔۔۔ بائی یس سال کا ہجر دے چکے ہیں۔۔

ابتسام۔۔۔! آپ نے مجھ پے کبھی بھروسہ کیا ہی نہیں۔۔!

بھروسہ ہوتا تو۔۔۔ مجھے ساری سچائی بتاتے۔ مجھ سے چھپاتے نہ۔۔۔! اتنے عرصے کا گلہ آج زبان پے آ ہی گیا۔

اگر یقین ہوتا تو۔۔۔ یہ سب کہنے کی نوبت نہ آتی۔

ابتسام کی آنکھیں پل میں سرد ہوئی یں تھیں۔ اور خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا۔

اعتبار نہ ہوتا تو آج یہاں نہ ہوتی۔۔۔! رخ پلٹ کے کہتے اپنے درد کو دھیرے دھیرے اپنے اندر اتارتے وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھی۔

لیکن ہم تو پاس ہو کے بھی دور ہیں آج بھی۔۔۔ میلوں دور۔۔۔ابتسام بھی اپنے اندر کے درد کو ضبط کیے رخ پھیر گیا۔

ادھر بھی ادھر بھی۔۔۔

یہاں بھی وہاں بھی۔۔

دونوں طرف لگی یہ آگ۔

دونوں طرف جگی یہ پیاس۔۔۔

ہم تم۔۔۔

ہم تم۔۔۔کتنے دور۔۔۔۔۔دور۔۔۔دور۔۔۔

کتنے پاس۔۔۔کتنے دور۔۔۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ چِپ کچھ بھی نہیں بتا رہی۔۔۔ مطلب۔۔وہ اتنا شاطر اور چالاک شخص ہے۔۔۔ کہ اس نے چِپ اتار دی ہے۔ ہمارا یہ وار بھی بے کار گیا۔

اسوقت انکا سردار انتہائی غصہ میں تھا۔

اسکا مطلب جانتا ہے تم۔۔۔؟ وہ لڑکی اپنا کام پورا نہیں کر سکی۔ سردار غصہ میں آتا چلایا۔

سردار۔۔۔! اسے ایک موقع اور دے دیں۔ وہ اپنا کام۔۔۔؟؟ سامنے کھڑا شخص منت کرنے لگا۔

تم۔ جانتا ہے۔۔ ہمارے کام میں دوسرا چانس نہیں ہوتا۔اور اب وہ لڑکی اسکی نظر میں بھی آگ ئی ہے۔۔ اسکا م رن ا۔۔ ضروری ہے۔۔! سردار سوچتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔

ننننہیں۔۔۔نہیں۔۔سردار۔۔۔معاف کردیں۔۔بس ایک موقع۔۔۔؟؟وہ شخص بری طرح گھبرایا۔

فیصلہ ہوگیاہے۔۔۔اب تم سوچ لو۔۔۔!اسے مارنا ہے۔۔یااسکے ساتھ مرنا ہے۔۔۔

کمرپے ہاتھ باندھے وہ سفاک انداز میں بولا تھا۔

وہ لڑکی اس شخص کی محبت تھی۔اور جس دھندے میں وہ ساتھ تھے۔اس میں ہر لمحہ موت سرپر منڈلاتی رہتی ہے۔اور آج اسکی محبت اسکاشکار ہو رہی تھی۔اور وہ بے بس تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اپنے والدین کے گھر جانے پے سب لڑکیاں خوش ہوتی ہیں۔۔آپ کے چہرے پے پریشانی کیوں ہے۔۔؟؟میرہای کو آنیہ کا خاموش انداز کچھ سمجھ نہ آیا۔توڈرائیونگ کے دوران پوچھ ہی بیٹھا۔

نہیں۔۔تو۔۔۔؟؟ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ وہ جو پینڈیٹ

کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ ایک دم سے بوکھلائی۔

ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔؟اچانک سے اسکے دماغ میں سوال کوندا۔

ہمممم۔۔۔۔!موڑ کاٹتے ایک نظر آنیہ کو دیکھا۔

اس پینڈنٹ سے آپ کی کونسی یاد جڑی ہے۔۔۔؟

جھٹکے سے گاڑی رکی۔میر ہادی کا چہرہ یک دم سرخ ہوا تھا۔چہرے کے

تاثرات بدلے تھے۔ماتھے پے بل پڑے تھے۔گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔

لیکن خاموشی ہنوز برقرار تھی۔

آنیہ کی سوالیہ نظریں میر ہادی کے چہرے پے ٹکیں ہوئی تھیں۔

پیرزادہ منشن کے گیٹ کے اندر گاڑی داخل ہوتی دیکھ آنیہنے گہرا سانس

خارج کیا۔مطلب میر ہادی بتانا ہی نہیں چاہتا تھا۔اور وہ دوبارہ پوچھنے والی

بھی نہیں تھی۔

اندر داخل ہوئے تو سب نے بہت پیارے طریقے سے استقبال کیا۔

پگ پھیرے کی رسم تھی آج۔اور سبھی نے میر ہادی کو وی آئی پی

پروٹوکول دیا۔ جبکہ میر ہادی جس کا موڈ اچھا خاصا خوشگوار تھا۔

راستے میں پینڈنٹ والی بات پے اسکا موڈ پہلے جیسے بحال تو نہ

ہو سکا۔ لیکن کافی حد تک دماغ سے نکل گیا۔

جیجو جی۔۔۔! آپ کے ہوٹل کے چرچے تو پورے پاکستان میں ہیں۔۔۔

ہمیں بھی کبھی دعوت دیجیے۔۔ ہم بھی مین برانچ دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہانیہ کی زبان پے کھجلی ہوئی۔

جب آپ چاہیں۔آپ آسکتی ہیں۔۔۔بلکہ آپ سب۔۔۔آئیں۔۔۔

آپ سب کی اسپیشل دعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

میر ہادی نے مسکراتے ہوئے اس پیاری سی لڑکی کی بات کا جواب

دیا۔

ہاؤ۔۔ کیوٹ۔۔؟؟ ہانیہ نے دل سے تعریف کی۔

ارے بیٹا۔۔۔! ہانی کی عادت ہے مزاق کرنے کی۔۔! ابرش نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ہانیہ کو ٹوکا۔

رے نہیں آنٹی۔۔۔ان فیکٹ۔۔۔کل ہی آپ لوگ آئی یں۔ مجھے بہت اچھا لگے گا۔ میر ہادی نے دل سے کہا۔

آجائی یں سب۔۔۔ کھانا لگ گیا ہے۔۔۔ عروش او لمظ نے مسکراتے سب کو ڈائی ینگ ٹیبل پے آنے کی دعوت دی۔ سبھی اٹھتے ہوئ ے ڈائی ننگ ٹیبل کی جانب بڑھ گ ئے۔

ایکسکیوز می۔۔۔!موبائ ل پے آتی کال پے میر ہادی ایک طرف ہوتا کال رسیو کر گیا۔

جی۔۔ٹھیک ہے۔۔۔!آپ یہ ہینڈل کرلیں۔باقی کی ڈیٹیلز مجھے میل کر دیں۔میں چیک کرلوں گا۔

کال بند کررتاوہ پلٹا۔توآنیہ اسکے پاس ہی کھڑی تھی۔اسکا معصوم روپ ایک بار ہادی کے دل میں گھر کرنے لگا۔

کیا ہوا۔۔؟ کچھ کہنا ہے کیا۔۔؟ وہ اسکا انگلیاں مروڑنا بھانپ گیا تھا۔

وہ۔۔۔آج رات۔۔۔؟؟ یہیں۔۔رک۔۔۔جاؤ۔۔۔ں۔۔؟؟ اٹک اٹک کے بولتی وہ میر ہای کو دل سے پیاری لگی۔

دھیرے سے قدم اٹھاتا قریب ہوتا وہ آنیہ کے بال کانوں کے پیچھے اڑستا مسکرایا۔

اگر میں منع کردوں تو۔۔؟؟ گھمبیر لہجہ۔۔آنیہ کا دل دھڑکا گیا۔ کاجل سے بھری آنکھوں نے میر ہادی کی نیلی آنکھوں میں جھانکا۔

وہیں اسکے دل کی رفتار سست پڑی۔اور پلکیں جھکتی چلی گ ئ یں۔

دل تو نہیں کررہا۔۔۔لیکن مما نے کہا تھا۔۔۔کہ آپ کو آج یہیں چھوڑ کے آنا ہے۔۔کل سب آئ یں گے آپ کو لینے۔۔! ہائے۔۔ یہ رسمیں بھی۔۔۔ ناں۔۔۔؟؟ میر ہادی نے ٹھنڈی آہ بھری

مطلب۔۔۔؟؟ آپ مجھے تنگ کررہے تھے۔۔آنیہ کے چہرے نے مسکراہٹ کا احاطہ کیا۔

ہمممم۔۔ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔! اور الزام لگا دیا۔۔؟؟ معنی خیزی سے کہتا وہ آنیہ کو پھر سے شرمانے پہ مجبور کر گیا۔

ارے بھئی آجاؤ۔۔ اندر۔۔۔! سب ویٹ کر رہے ہیں۔۔! لمظ نے دور سے ہی انکو پکارا۔ تو وہ دونوں مسکراتے اندر کیجانب بڑھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ڈیڈ۔۔۔! مجھے۔۔آج رات نکلنا ہے۔۔۔آہان نے ابتسام سے کہا۔اس وقت وہ سٹڈی روم میں تھے۔

ٹھیک ہے۔۔مجھے رپورٹ کرتے رہنا۔۔۔اور اپنا خیال رکھنا۔مجھے نہیں لگتا ہمارا دشمن آرام سے بیٹھے گا۔۔اگر وہ چِپ آپ تک پہنچ سکتی ہے۔تو وہ آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہو گا۔۔۔اور کبھی بھی آپ تک پہنچ سکتا ہے۔

ڈیڈ۔۔! مجھے اپنی نہیں۔۔۔گھر والوں کی فکر ہے۔۔۔وہ لڑکی مجھ سے شادی میں ٹکرائی تھی۔ مطلب۔۔ وہ سب گھر والوں سے باخبر ہے۔۔

آپ گھر والوں کی فکر نہ کریں۔جب تک ابتسام کی سانس چل رہی کسی کو کچھ نہیں ہوگا۔میں نے سیکیورٹی سخت کر دی ہے۔

آپ یہ مشن جلد از جلد مکمل کر کے رپورٹ کریں۔

میجر گلفام سے رابطہ رکھیں۔وہ آپ کو گائیڈ کریں گے۔

ابتسام کے گلے لگتا وہ باہر نکلا۔اور اپنا بیگ تیار کرتا۔وہ وہاں سے رات کے اندھیرے میں ہی نکلتا چلا گیا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

رات کی تاریکی میں وہ بھاگتی چلی جارہی تھی۔اندھادھند بھاگ رہی تھی۔وہ زخمی تھی۔جن کو اپنا سمجھتی تھی۔آج وہ اپنے ہی اسکے دشمن بنے تھے۔وہ

ننگے پاؤ ں بھاگتی اپنے پاؤں تک زخمی کر چکی تھی۔ پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ لوگ بہت قریب پہنچ چکے تھے۔ کہ تبھی ایک کھائی میں جا گری ۔ اور اتنی بری طرح گری کہ اسے لگا اسکی موت واقع ہوگ ئی ہے۔ جھاڑیوں نے اسے لہو لہان کر دیا تھا۔

کہاں گ ئی ۔۔۔؟ ڈھونڈو۔ اسے۔۔۔! فوراً ڈھونڈو۔ ورنہ سردار چھوڑے گا نہیں۔۔۔!

وہ سات سے آٹھ لوگ تھے۔ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ آگے نکل گ ئے ۔

جبکہ وہ بے سدھ پڑی اب زخموں کی تاب نہ لاتے وہیں بے ہوش ہو چکی تھی۔

قسمت نے اسکے ساتھ جتنے ستم کیے تھے اس نے اللہ سے یہی دعا کی تھی۔ یا تو موت دے دے۔۔ یا اسے اتنی مہلت دے دے کہ وہ اپنا انتقام لے سکے۔

یہ تو اللہ ہی جانتا تھا۔ کہ وہ زندہ رہتی یا۔۔۔؟؟ موت کے گھاٹ اتار دی جاتی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اوہو۔۔۔کشش۔۔۔!اب چلیں بھی۔۔۔اور کتنا وقت لگائی یں گیں آپ ۔۔۔؟؟ یامین نے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

بسسس۔۔۔آگ ئی۔۔۔! آپ کا بیٹا۔۔ کہاں ہے۔۔۔؟؟ ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتی وہ اس وقت انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔ سفید ساڑھی میں وہ آج بھی یامین کو بیس سال کی ہی لگ رہی تھی۔ اور سیدھا اسکے دل میں اترتی جارہی تھی۔یہی تو محبت ہے۔کہ محبتیں عمر کہاں دیکھتی ہیں۔۔

لگتا ہے آج آپ کاارادہ مجھے پھر سے گھائی ل کرنے کا ہے۔ یامین نے اسکے پاس آتے بے خود ہوتے پوچھا۔

بھکنے کی قطعی ضرورت نہیں۔۔دیر ہورہی ہے۔جلدی چلیں۔۔اور صاحبزادے کا بھی کچھ پتہ چلا۔۔۔؟؟

! ہر کام میں تیزی ہے۔۔اس لڑکی کی۔۔۔

یامین اسکے یوں رومینٹک موڈ کا بیڑا غرق کرنے پے جھنجھلایا۔

لڑکی۔۔۔؟؟ایک دم خود ہی اپنی بات پے وہ ٹھٹھکا۔

اتنے سال بعد بھی یہ لڑکی۔۔۔کیا یامین۔۔۔اس عورت نے دماغ خراب کر دیا ہے۔۔۔

یامین سر جھٹکتا اسی کے پیچھے باہر نکلا۔

سب اس وقت آنیہ کی طرف پیرزادہ منشن جانے کی تیاری میں تھے۔

گل بانو۔۔۔! سامان رکھوا دیا۔۔؟؟؟اور گفٹس وغیرہ سب۔۔؟؟کشش نے گل بانو کو مخاطب کیا۔

جی جی۔۔سب کام ہو گئے ہیں۔۔۔؟؟ آپ بے فکر ہیں۔۔۔ گل بانو جلدی سے بولی۔

ٹھیک ہے۔۔آپ اور شازمہ بھی ساتھ چلیں گیں۔جبکہ۔۔فریدہ باجی سے کہہ دیں۔وہ گھر پے رکیں گیں۔

ایک تسلسل سے وہ آرڈر لگاتی یامین کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

یہ لڑکا بھی ناں۔۔۔؟؟ کال بھی پک نہیں کر رہا۔۔؟؟ آپ کو مجھے دیکھنے سے فرصت مل جائے تو۔۔ بیٹے کو کال کر کے پوچھیں کہ کدھر ہیں۔۔؟؟

کال بند کرتی وہ یامین کو بولتی اسے گڑبڑانے پے مجبور کر گئی۔

یامین نے رخ پلٹ کے میر ہادی کو کال کی۔

لیکن کال پک نہ ہوئی۔

تھوڑی ہی دیر میں میسج ٹون بجی۔

کیا ہوا۔۔؟۔ کیا کہہ رہے ہیں میر ہادی۔۔؟ کشش نے پاس آتے پوچھا۔

میسج ہے۔۔ کہ آپ لوگ چلے جائیں۔ وہ میٹنگ ختم کرتے سیدھے وہیں آجائیں گے۔

ایک تو۔۔۔ یہ لڑکا۔۔۔؟ کشش جھنجھلائی۔

!اچھا چلیں۔۔ ہم تو چلتے ہیں۔ آگے اتنی دیر ہو رہی ہے۔۔۔

کشش نے باہر نکلتے کہا۔

ہوا کے گھوڑے پے سوار رہتی ہیں یہ محترمہ ہر وقت۔۔

داداجی کی طبعیت ناسازی کی وجہ سے وہ نہیں جا پا رہے تھے۔اسی لیے یامین بھی فرہاد کو داداجی کے متعلق آگاہ کرتا سکندر صاحب اور سویرا بیگم کے ساتھ باہر نکلا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آنیہ کے ہاتھ میں وہی پینڈینٹ تھا۔جو اسکے گلے میں تھا۔ایک جیسے دو پینڈنٹ۔۔؟؟ بالکل ایک جیسے۔۔۔؟

کیسے ہو سکتا تھا۔۔؟؟آنیہ پریشان ہوئی تھی۔

یہ پینڈنٹ اسکے پاس پورے ایک سال سے تھا۔اور وہ اسے اپنی کبرڈ میں رکھ کے اسکے متعلق یکسر بھول چکی تھی۔

لیکن اب ویسا ہی پینڈنٹ دیکھ پھر سے اسے یاد آ گیا تھا۔

وہ پریشان بیٹھی تھی۔کہ ہانیہ اندر داخل ہوئی۔

کیاہوا۔۔؟؟آپی۔۔؟؟آپ یہاں بیٹھی ہیں۔۔اور باہر آپ کے سسرال والے آچکے ہیں۔۔؟؟اور آپ کا پوچھ رہے ہیں۔۔اب آ بھی جائی یں۔

ہانی۔۔۔! آنیہ نے پریشانی سے اسے پکارا۔

یہ۔۔۔یہ دیکھو! آنیہ نے پینڈیٹ اسکے سامنے لہرایا۔

واؤ۔۔۔! سو بیوٹیفل۔۔۔! آپ کا منہ دکھائی کا ہے۔۔؟ ہانیہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

منہ دکھائی کا یہ ہے۔۔! اب کی بار اپنے گلے میں پہنے پینڈیٹ کو نکال کے سامنے کیا ۔

ہانیہ حیران ہوئی۔ دونوں کو ہاتھ لگا کے چیک کیا۔

انیس بیس کا بھی فرق نہ تھا۔دونوں کا سیم ڈیزائ ن تھا ۔

یہ۔۔۔یہ۔۔کہاں سے ملا آپ کو۔۔؟سوچتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

یہ میری گاڑی۔۔۔؟

بی بی جی۔۔۔!آجائیں۔۔۔ باہر بلا رہے ہیں۔۔ ملازمہ نے دروازہ کھٹکھٹاتے اطلاع دی۔

بات ادھوری رہ گئی۔ دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اور خاموشی سے اٹھتی باہر آگئیں۔

سب نے مل کے کھاناوغیرہ کھایا۔ سبھی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔میر ہادی نہ آسکا۔ جس کا سب کوافسوس تو ہوا۔ لیکن اسکی اہم میٹنگ تھی۔سب جانتے تھے۔ بزنس اسی طرح ہوتا ہے۔اور ویسے بھی وہ کل اچھاخاصاوقت گزار کے گیا تھا۔تو سبھی نے کوئی زیاہ اعتراض نہ کیا۔

کشش نے سب کو گفٹس دئیے۔

اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔بھابھی۔۔۔!آپ نے بے وجہ تکلف کیا۔اچانک سے ابتسام کی بات پے ابرش نے سر اٹھاکے اسے دیکھا۔

کیسے ضرورت نہیں۔۔بھائی۔۔۔۔؟؟ یہ تحفے تحائ‌ف تو آپس کی محبتوں کو بڑھاتے ہیں۔۔ اور اچھا لگتا ہے مل بیٹھنا۔۔۔! اور اب تو ایک ہی ہو گ‌ئے ہیں سب۔۔۔!

ہمم۔۔۔۔! اچھا ہے سب۔۔۔! لیکن۔۔۔۔تحفے تو ہم نے بھی لیے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کو لے کے جانے ہیں۔ ابرش نے مسکراتے ہوئے کشش کی بات کا جواب دیا تو وہ مزید مسکرائی۔

بے شک۔۔۔۔! ہم بالکل انکار نہیں کریں گے۔تحفے تحائ‌ف لینا دینا۔۔ یو نو۔۔۔مجھے کتنا پسند ہے۔۔ کشش پھر سے شروع ہو چکی تھی۔ یامین نے سر جھٹکا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اب اگر تم نے جواب نہ دیا کہ کس کے کہنے پے تم میرے آفس آئے تھے۔ تو تمہیں سیدھا اوپر پہنچا دیا جائے گا۔

سرد اور خونخوار لہجے میں کہتے میر ہادی سامنے والے کا خون خشک کر گیا۔

سر۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے چھوڑ دیں۔۔۔۔ مجھے نام نہیں پتہ۔۔۔ بس ہمیں تو ۔۔ فون آیا تھا۔ کہ آپ کے آفس سے۔۔۔ بلیو فائی ل ان تک پہنچانی ہے جو آپ کے لاکر میں ہے۔ آپ کے آفس کا سارا پتہ انہوں نے سینڈ کیا۔ اور کہاں پہنچانی تھی۔ وہ ہمیں بعد میں بتانے والے تھے۔ جسکی نوبت ۔۔۔آپ نے نہیں آنے دی ۔

بلیو۔۔۔ کلر کی فائی ل۔۔۔؟؟ ہادی تو وہیں اٹک گیا۔ اور آنکھیں سختی سے میچتا وہ دوبارہ کھولتے سامنے والے کو دیکھنے لگا۔ اسکا جی چاہا۔ سامنے والے کے ہزار ٹکڑے کر دے۔

مجھے وہ نمبر چاہیے جس پے یہ سب کہا گیا۔۔؟؟ میر ہادی اپنے اندر کے غصہ کو ضبط کرتا اس سے مخاطب ہوا تھا۔

جی۔۔وہ موبائی ل ان کے پاس ہے۔ اس میں ہے۔۔۔! وہ دھیرے سے منمنایا۔

میر ہادی نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔اور دونوں اس روم سے باہر آگ ئے۔

عمران نے اس شخص کو اپنے اپارٹمنٹ میں قید کیا ہو تھا۔اور اچھی خاصی اسکی درگت بنا چکا تھا۔پولیس کیس بننے سے پہلے وہ خود ہی اسکا قلع قمع کرنا چاہتے تھے۔

میں نے موبائی ل چیک کیا تھا۔ وہ کوئی پرائیویٹ نمبر تھا۔ سارا ڈیٹا بھی نکلوایا۔ لیکن وہ نمبر کسی کے یوز میں نہیں۔

تم جانتے ہو۔۔؟وہ بلیو فائی ل کس چیز کی ہے۔۔؟؟ میر ہادینے پرسوچ انداز میں دھیرے سے پوچھا ۔ عمران نے سوالیہ نظروں سے میر ہادی کی جانب دیکھا۔

جسکی آنکھوں سرخ انگارہ ہوئی تھیں۔

انتہائی کرب تھا ان آنکھوں میں ۔۔۔ کہ ایک پل کو عمران بھی سہم گیا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔

ناچیں گے ہم۔۔۔۔

گائیں گے ہم۔۔۔۔

کیا دن ہو گا وہ۔۔۔

جب تو بنے گی دلہن۔۔۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

وہ وقت بہت بے رحم ثابت ہوا تھا۔

ہر طرف دیپ جالتے وہ لمحے اسکی آنھوں میں گھومے تھے۔

یہ گلیاں یہ چوبارے تیری یاد دلائیں گے۔۔۔

بن تیرے یہ سب مل کے مجھ کو بہت ستائیں گے

لیکن اپنے غم سے تیری خوشی سجاؤں گا۔

اپنے ہاتھوں سے سارے گھر میں دیپ جلاؤں گا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

ایک بھائی ا اپنی بہن کے لیے درد۔۔۔ کوئی لفظوں میں نہں بیان کر سکتا

روئے گا دل میرا پھر بھی ناچے گائے گا۔۔۔

دروازے۔۔۔پے تیرے۔۔۔۔ بارات لائے گا۔۔۔

ڈولی میں بٹھا کے۔۔۔تجھے لے جائے گا۔۔۔

گاتا مسکراتا۔۔ تیرا بھیا۔۔رہ جائے گا۔۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

کمرے میں اندھیرا کیے وہ دنیا جہان سے بے خبر اپنے درد کے ساتھ جی رہا تھا۔

شدید کرب میں مبتلا تھا۔ وہ درد جسکی کوئی دوا نہیں تھی ۔ جسکا کوئی مرہم نہ تھا۔

جسکا کوئی مداوا نہ تھا۔

ایک سال پرانا زخم تھا۔ کہاں اتنی جلدی بھر سکتا تھا۔۔؟ وہ بظاہر مضبوط نظر آنے والا شخص اس وقت رو رہا تھا۔ وہ اپنا درد کسی سے نہیں بانٹ سکتا تھا۔ وہ اپنے درد کے ساتھ جی رہا تھا۔ وہ درد۔۔۔ جس کے ساتھ اسکے اپنے ماں باپ بھی جی رہے تھے۔ دراز کے لاکر کو کھولتے وہ ایک تصویر نکال چکا تھا۔ وہ تصویر جو اسکی آخری ایک نشانی تھی۔ اسکے پاس۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

کیا دن ہو گا وہ۔۔۔؟؟

!جب تو بنے گی دلہن۔۔۔

! وہ بنی تھی دلہن۔۔۔

ایسی دلہن جسکے روپ کی مثالیں پورے شہر نے دی تھیں۔ایسی خوبصورتی جو کہیں دیکھنے کو نہ ملی تھی۔وہ آسمان سے اتری کوئی حور پری ہی تھی۔

سب نے اسکے نیک نصیب کی دعا کی تھی۔

لیکن۔۔۔ نصیبوں کو گرہن تو لگ گیا تھا۔جو سب کچھ اجاڑ کے لے گیا۔۔۔

اپنے سینے کے ساتھ اس تصویر کو لگائے وہ ریوالونگ چیئر پے جھول گیا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔

میرا دل

میری جاں۔۔

میری زندگی۔۔۔

تیری ہر خوشی میں ہے میری ہر خوشی۔۔۔

کیا دن ہو گا وہ۔۔۔۔

جب تو بنے گی دلہن۔۔۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

دھیرے سے آنکھیں کھولتا وہ اپنے آنسو صاف کرنے لگا۔

وہ اپنے تڑپتے دل کو کسی صورت قرار میں نہیں دیکھ رہا تھا۔

اسے لگا اسکا سانس رک جائے گا۔ اپنی شرٹ کے دو بٹن کھولتا وہ گہرے لمبے سانس لینے لگا۔

روئے گا دل میرا پھر بھی ناچے گائے گا۔۔۔

دروازے۔۔۔پے تیرے۔۔۔۔بارات لائے گا۔۔۔

ڈولی میں بٹھا کے۔۔۔تجھے لے جائے گا۔۔۔

گاتا مسکراتا۔۔تیرا بھیا۔۔رہ جائے گا۔۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

یامین موبائل پے کال سنتا اب تھوڑا پریشان ہوتا آنیہ کیطرف گیا دروازے پے ناک کیا۔ تو کچھ ی دیر میں کھل گیا ۔

بیٹا۔۔۔!کوئی پریشانی تو نہیں۔۔۔؟ کسی خیال کے تحت پوچھ لیا

نہیں انکل۔۔۔!آنیہ نے مسکرا کے جواب دیا۔

بیٹا۔۔۔!میر ہادی آفس میں ہیں۔شاید انہیں آنے میں دیر ہو جائے۔ تو آپ فکر مند نہ ہوئیے گا۔

جی انکل۔۔۔۔!آنیہ نے ابھی بھی مسکراتے ہی جواب دیا۔

میر ہادی کی مما ناں۔۔انکی بہت ٹینشن لیتی ہیں۔تو انہیں مت بتائیے گا۔

کہ میر ہادی لیٹ آئے ہیں۔

اصل مدعے پے آتے وہ بولے تو آنیہ نے مسکراہٹ ضبط کی۔

آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔میں احتیاط کروں گی۔آنیہ نے قفقق انہیں تسلی دی۔تو وہ مسکراتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گ ئے۔ لیکن سیڑھیاں

اترتے انکے چہرے پے سنجیدگی نے احاطہ کر لیا تھا۔ وہ جانتے تھے۔ اس وقت میر ہادی کا ڈارک روم میں ہونے کا کیا مطلب تھا۔۔۔؟ وہ پرانے پلوں کو یاد کرتا افسردہ تھا۔ یہ دکھ اور درد دونوں باپ بیٹا سہہ لیتے تھے۔ اکیلے میں رو لیتے تھے۔ لیکن۔۔۔ کشش کے سامنے وہ نارمل رہتے تھے۔

آج وہ پھر ماضی کی ان یاوں میں خود کو غرق کیے ہوئے تھا۔ اور جبتک گھر آ نہیں جاتا۔۔ میر بن یامین سکندر کو سکون کی پل نہیں آنا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

دھیرے دھیرے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔

زخم ایسے تھے کہ مانو جسم کے اندر تک جھاڑیوں نے گھس کے اسے تکلیف پہنچائی تھی۔

زرا کی زرا آنکھیں کھولتی وہ کسمسائی۔

سامنے اجنبی چہرہ دیکھتے اسکی پوری آنکھیں کھل گ ئی یں۔

کیسی ہیں۔۔اب آپ۔۔۔؟؟سامنے کھڑے شخص نے بہت ادب سے دریافت کیا۔

میں۔۔۔کہاں۔۔؟؟وہ گھبرائی تھی۔

گھبرائیں نہیں۔۔۔ آپ محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ ٹینشن نہ لیں۔ پلیز۔۔۔ اسے پینک ہوتے دیکھ فوراً سے وہ بولا تھا۔

مجھے۔۔۔جانا ہے یہاں سے۔۔۔؟آپ کون ہیں۔۔؟؟وہ اٹھتے ہوئے ڈرتے گھبراتے بولی تھی۔

ریلیکس۔۔۔۔۔۔!آپ محفوظ ہیں۔۔آپ پلیز۔۔مجھے دوست سمجھیں۔۔اور مجھے بتائیں وہ کون لوگ تھے۔ جو آپ کے پیچھے پڑے تھے۔۔۔ اور آپ ۔۔کو کیوں مارنا چاہتے تھے۔۔؟؟ آہان کو اسکا انداز کچھ سمکھ نہیں آرہا تھا۔

وہ اسے جھاڑیوں میں گرتے نظر آئی تھی۔ اس وقت وہاں وہ اپنی گشت میں مصروف تھا۔ کہ جھاصیوں پے کطچھ گرنے کی آواز

سے وہ چونکا تھا۔ وہاں پہنچا تو اسے ایک لڑکی نظر آئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا کچھ لوگ بھاگتے ہوئے نظر آئے ۔ جیسے وہ کسی کو ڈھونڈ رہے تھے۔ اس وقت وہ سامنے نہیں آسکتا تھا۔ وہ سیکرٹ مشن پے تھا۔

لیکن اس نے اس لڑکی کی مدد کرنے کا سوچا اور اسے اپنے ساتھ لے آیا۔ اسکا ڈاکٹر سے چیک اپ کے بعد وہ اسکے ہوش مئں آنے کا ویٹ کر رہا تھا۔

تین گھنٹے بعد بالآخر اسے ہوش آگیا تھا۔

مجھے۔۔۔ نہیں۔۔۔ بتانا۔۔۔ آپ کو۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے جانے دیں۔۔

اس لڑکی نے ہاتھ جوڑے۔ وہ رو دی۔

آپ۔۔۔ مجھ پے بھروسہ کر سکتی ہیں۔ میں آپ کی مدد۔۔؟ آہان کو سمجھ نہ آیا کہ کیا کہہ کے اسے مطمین کر سکے۔

مدد۔۔۔؟؟ آپ کیوں کرنے لگے میری مدد۔۔؟؟ بنا کسی غرض کے۔۔؟؟ کون کرتا ہے کسی کی مدد۔۔؟؟ وہ تلخ ہوئی تھی۔

انسانیت ابھی بھی زندہ ہے۔۔آپ کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا ہے

تو۔۔۔حفاظت بھی کر سکتا ہوں۔

آہان نے پورے یقین سے اس نازک سی لڑکی کو باور کروایا۔تو کچھ پل وہ

چپ ہی ہو گئی۔

مجھے بنا کسی رشتے کے کسی پے اعتبار نہیں کرنا۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے جانے

دیں۔۔اور میرے حال پے چھوڑ دیں۔

اس نے پھر بھی آہان کی بات نہ مانی۔

آپ مجھے۔۔۔ان لگوں کا پتہ بتا دیں۔۔میں وعدہ کرتا ہوں۔۔آپ کو کچھ

نہیں ہو گا۔۔۔!آپ کی حفاظت کا زمہ۔۔۔؟؟؟

کس حق اور رشتے سے۔۔۔؟؟وہ پھر سے تلخ ہوئی۔

آہان کو سمجھ نہ آیا وہ کہنا کیا چاہ رہی ہے۔

کیسا رشتہ چاہتی ہیں۔۔؟؟بھائی بہن۔۔؟؟

آہان نے اسکے دل اک حال جاننے کی کوشش کی۔

بھائی۔۔۔؟؟ اس نے زیرِ لب دہرایا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

روئے گا دل میرا پھر بھی ناچے گائے گا۔۔۔

دروازے۔۔۔پے تیرے۔۔۔۔بارات لائے گا۔۔۔

ڈولی میں بٹھا کے۔۔۔تجھے لے جائے گا۔۔۔

گاتا مسکراتا۔۔ تیرا بھیا۔۔رہ جائے گا۔۔۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

بتائیں۔۔؟؟ میں آپ کو اپنی بہن۔۔؟؟

نہیں۔۔۔! بھائی کا رشتہ سگھا ہو تو ہی پائیدار ہوتا ہے۔۔۔مجھے۔۔ اپنی عزت بنانا ہوگا آپ کو۔۔۔! مجھ سے نکاح کرنا ہوگا آپ کو۔۔۔! ایک دم سے اس لڑکی کے منہ سے نکلے الفاظ پے آہان تو گم صم ہی ہو گیا۔

نکاح۔۔۔؟زیرِلب دہرایا۔جبکہ اپنی اتنی کم آوازاسے خود بھی سنائی نہیں دی۔

اگرآپ نہیں سکرناچاہتے توکوئی زور زبردستی نہیں۔۔بس مجھے یہاں سے جانے دیں۔

وہ بمشکل اٹھتے ہوئے بولی۔

پلیز۔۔۔۔!آپ کوکافی چوٹیں آئی ہیں۔

جوچوٹیں میں ایک سال سے کھاچکی ہوں۔۔اس کے آگے یہ چوٹیں کچھ نہیں۔۔۔!وہ بےزاری سے بولی۔

آپ۔۔مجھ پے بھروسہ کرسکتی ہیں۔۔!ضروری نہیں نکاح۔۔۔؟؟ ضروری ہے۔۔۔!آپ۔۔۔میری مدد کریں گے توبدلے میں کچھ نہ کچھ مانگیں گے۔۔۔اورلڑکی کے لیے اسکی عزت سے بڑھ کے کچھ بھی نہیں۔ اگرآپ مجھے اپنی عزت بناسکتے ہیں توٹھیک۔۔۔ورنہ میں یہاں نہں رک سکتی۔۔۔!

می آپ کو پولیس پروٹیکشن دوں گا۔

آپ کچھ بھی کہہ لیں۔۔۔ لیکن۔۔مجھے اعتبار نہیں۔۔۔۔! کسی پے بھی نہیں۔۔۔!

وہ پھر سے بات کاٹتے بولی۔

پھر اس بات پے اعتبار ہے کہ میں نکاح کے بعد آپ کو چھوڑوں گا نہیں۔۔۔؟؟ آہان کو بھی اسکی منطق سمجھ نہ آئی۔

وہ میرے نصیب ہیں۔۔ لیکن۔۔بنا کسی ٹھوس رشتے کے میں یہاں ایک پل بھی نہیں رک سکتی۔۔۔

اب کی بار وہ سخت لہجے میں بولی۔اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

آہان کو اسے روکنا تھا۔اس کے زریعے ہی وہ اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا۔

کیونکہ اسکا پیچھا کرنے والوں میں ایک سلطان کا آدمی تھا۔ جسکی آہان کو تلاش تھی۔

اور یقیناً یہ لڑکی اسکے مشن میں اسکی مدد گار ثابت ہو سکتی تھی۔ان کے اڈے کے بارے میں وہ بہت کچھ جانتی تھی۔

وہ لڑک لڑکھڑاتی ہوئی دروازے تک پہنچ چکی تھی۔

ایک منٹ۔۔۔۔! آہان کی آواز پے ایک پل کو وہ رکی۔اور پلٹی۔

اگر اعتبار کا معیار۔۔۔ نکاح ہی ہے۔۔تو۔۔ ٹھیک ہے۔۔میں نکاح کے لیے تیار ہوں۔

آہان کی آواز میں زرا بھی لغزش نہ تھی۔البتہ دل نے سختی سے نفی کی تھی۔

جو وہ نظر انداز کر گیا تھا۔

💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔💔

رات کے تین بجے آنیہ کھٹکے کی آواز پے جاگی تھی۔میرہای کا رات تین بجے آنا۔۔وہ پریشان ہو اٹھی تھی۔

آپ۔۔۔ ٹھیک ہیں۔۔؟؟ آنیہ نے پریشانی سے اس سے پوچھا۔وہ جو رتجگے کا پتہ دے رہا تھا۔

آنیہ کی آواز پے اسکی جانب پلٹا۔

سوجائی یں۔ آواز میں سرد پن تھا۔ آنیہ ایک لمحہ کاس شخص کو دیکھے گ ئی۔

کیاہوا۔۔۔؟؟آپ کی طبعیت۔۔۔؟؟آنیہ فکر مندی سے اسکے پاس آئی۔

آپ کوایک بات سمجھ نہیں آرہی۔۔؟؟سوجائی یں جا کے۔

اب کی بار ہوبنااسے دیکھے تلخ ہوا تھا۔کہ آنیہنے سہم کے دوقدم پچھے لیے نم اسکی آنکھیں نم ہوگ ئی یں ۔

رخ پلٹ کے میر ہادی سخت قدم لیتااسٹڈی روم کارخ کرچکا تھا۔

گال پے لڑھکتااپناہی آنسوانگلیکی پور پے اٹھاتے وہ دل چھوڑ بیٹھی تھی۔

میر ہادی کا تلخ اندازاسے اندر تک توڑ گیا تھا۔

اس شخص کے جیسے جیسے قریب ہونے لگتی۔۔۔یہ شخص ایک ن ئے روپ میں سامنے آجاتا۔ اور وہ سوچ میں پڑجاتی۔ اسکا اصل روپ کونسا ہے۔۔۔؟؟

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

صبح کافی دیر بعد ہادی کی آنکھ کھلی۔ سر بھاری ہو رہا تھا۔اٹھتے ہی سر کو ہاتھوں پے گرایا۔

صبح کے قریب وہ بستر پے آیا تھا۔اس لمحے آنیہ کے گالوں پے بے اختیار نظر پڑی جس کے سوتے میں بھی گالوں پے آنسوؤں کے نشان تھے۔ ایک پل کو میرہافہ کو سخت برا لگا۔وہ اپنے اندر کا کرب اس بے قصور پے غصہ بن کے اتار رہا تھا۔اسے شرمندگی محسوس ہوئی۔

اسے چھونے لگا۔ کہ اسکی نیند خراب ہونے کی وجہ سے صبح اس سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔

لیکن اب ساتھ خالی بستر اسکا منہ چڑا رہا تھا۔ کمفرٹر ایک طرف کرتا وہ اٹھتا دکھتے سر کے ساتھ واش روم کا رخ کر گیا۔

فریش ہو کے آتا اسکے سر ادرد کچھ حد تک کم ہوا تھا۔

خود پے پرفیوم اسپرے کرتا وہ ایک تنقیی نظر خو پے ڈالتا اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھاتا باہر نکلا۔

ارے۔۔۔میر ہادی۔۔۔؟؟اٹھ گ ئے آپ۔۔۔؟؟ کشش نے اچانک سے اسے آتا دیکھا تو فوراً پکارا۔اسکے قدم وہیں تھمے اور انہی قدموں پے وہ پلٹا۔

السلام علیکم مما۔۔۔!بظاہر سنجیدگی سے جواب دیتا نہی کے پہلو میں سر جھکائے بیٹھی اپنی بیوی پے گ ئی۔

وعلیکم السلام۔۔۔!طبعیت کیسی ہے۔۔آپ کی۔۔؟؟آنیہ بتا رہی تھی۔۔ آپ کی طبعیت خراب ہے۔کوئی میڈیسن لے لینی تھی بیٹا۔۔!کشش کے لہجہ میں ماں کا پیار تھا۔

ٹھیک ہوں۔۔اب۔۔مما۔۔۔!لاپرواہی سے کہتا وہ آفس کے لیے جانے لگا۔

ارے۔۔ کہاں جارہے ہو۔۔؟ناشتہ تو کرلیں۔۔! کشش اپنی جگہ سے فوراً اٹھی۔ توآنیہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

نہیں۔۔ مما۔۔۔! بہت ضروری میٹنگ ہے۔۔وہیں کرلوں گا۔۔اوت شاید آج بھی لیٹ ہوجاؤں۔۔۔ کہہ وہ ماں کو رہا تھا۔ لیکن سنا وہ بیوی کو رہا تھا۔

بیٹا۔۔! کیوں ماں کوپریشان کرتے ہیں۔ کشش کے چہرے پے سایہ سا لہرایا۔

ارے۔۔ مما۔۔۔پلیز۔۔۔پریشان نہ ہوں۔۔میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ ان دنوں کام کا برڈن کچھ زیادہ ہے۔۔۔بس۔۔۔! دعا کیجیے۔۔ جس کام میں ہاتھ ڈالا ہوا ہے وہ ہو جائے۔

کشش کے ماتھے پے پیار بھرا بوسہ لیتے وہ انہیں مطمین کرتا باہر نکلنے لگا۔ کہ اسے موبائل یاد آیا۔

شاید موبائل روم میں بھول آیا۔۔! ایک منٹ۔۔۔

آنیہ۔۔۔بیٹا۔۔آپ جائیں۔۔ میر ہادی کا موبائیل لے کے

آئیں۔

کشش ان دونوں میں کچھ بات محسوس کر رہی تھی۔اس لیے جان بوجھ کے

آنیہ سے کہا۔تو وہ فوراً روم کی جانب بڑھی۔

کشش سے اللہ حافظ کرتا وہ باہر گاڑی کی طرف نکلا۔آنیہ اسک موبائیل

لیتی اسکے پیچھے باہر ہی آئی۔

آپ۔۔۔ناشتہ کر لیتے۔۔۔سب کچھ تیار ہے۔موبائیل دیتے دھیرے

سے کہا۔

رات کو شاید زیادہ۔۔۔غصہ کر گیا تھا۔۔مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔اسکے

پاس آتا وہ موبائیل لیتا دھیمے لہجے میں بولا۔

آپ۔۔۔شاید اپ سیٹ تھے۔۔۔؟؟آنیہ نے اسکا چہرہ ٹٹولا۔یر ہادی نے

لب ایک دوسرے میں پیوست کیے۔اور نظروں کا زاویہ بدلا۔

! میں کوشش کروں گا جلدی گھر آجاؤں۔۔

کہتے وہ گاڑی مں بیٹھا۔اور ڈرائی یور نے گاڑی گیٹ سے باہر نکالتے روڈ پے ڈالی۔

آنیہ کی نظروں نے او جھل ہونے تک اس کی گاڑی کا تعاقب کیا۔جو میر ہادی کی نظروں سے چھپا نہ رہ سکا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

یہ کیا ہے۔۔۔ مما۔۔۔۔؟؟ ہانیہ ایک لڑکی کی تصویر دیکھتی بدک کے پیچھے ہٹی۔

یہ۔۔۔ کبیر ہے۔۔۔ کبیر سلیمان۔۔۔۔ آپ کے ڈیڈ کے بہت اچھے دوست کے بیٹے ہیں۔اور آپ کے ڈیڈ نے ان سے آپ کی بات طے کر دی ہے۔ابرش نے سرسری انداز میں گویا ہانیہ پے ایٹم بم ہی گرادیا۔

واٹ آر یو سی ئی نگ مما۔۔؟؟ ہاؤ۔۔ کوڈ یو ڈو دس۔۔۔؟؟

وہ تو جسے آپے سے باہر ہو گ ئی۔ اندر آتے ابتسام کے قدم دروازے پے ہی تھمے۔

کیا مطلب۔۔؟؟اس بات کا۔۔؟؟ابرش کے ماتھے پے بل پڑے۔

میں شادی نہیں کرنا چاہتی ابھی۔۔۔اور۔۔ویسے بھی میں نے ابھی سوچا ہی نہیں اس بارے میں۔۔پلیز۔۔۔آپ بھی ڈیڈ سے کہہ دیں۔۔۔؟؟

کیا کہہ دیں یہ مجھے۔۔۔؟؟ابتسام کی اچانک آمد پے وہ دونوں چونکیں۔

ڈیڈ۔۔۔؟ہانیہ تھوڑا گھبرا سی گ ئی۔

بولیں۔۔۔دیں جواب۔۔مجھے۔۔؟؟ابتسام سخت انداز میں بولے۔

ابرش لب بھینچتے وہاں سے جانے لگی کہ۔

آپ اپنی بیٹی کو یہ سب سمجھادیں۔کہ مجھے کسی قسم کا تماشا نہیں چاہیے۔

ابتسام نے ابرش سے کہتے خود کے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

ابرش ہانیہ کی جانب مڑی۔

ہانیہ۔۔!اب تک جو آپ نے چاہا۔آپ نے کیا۔۔ بھی آپ کو نہیں روکا۔

اب یہ سب کر کے میری تربیت پے آپ انگلی کیوں اٹھوا رہی ہیں۔۔؟؟

آنیہ کو دیکھا۔۔۔؟؟جہاں کہا اس نے سر تسلیم خم کر دیا۔

اور۔۔آپ۔۔؟؟؟بدتمیزی پے اتر آئی یں۔۔؟؟؟ ابرش نے دھیمے انداز میں سمجھایا۔

مما۔۔۔!پلیز۔۔۔!مجھے نہیں کرنی شادی ابھی۔۔۔!اب کی بار ہانیہ کا لہجہ روندھ گیا۔

کیوں۔۔؟؟ابرش کے ماتھے پے بل پڑے۔

مما۔۔!میرا مقصد شادی نہیں۔۔۔کیسے سمجھاؤں میں آپ کو۔۔؟؟ ہانیہ زچ آگ ئی۔

آپ مجھے مت سمجھائی یں۔ اور بس میری بات سمجھیں۔ آپ کے ڈیڈ ایک بار جو فیصلہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس سے پیچھے نہیں ہٹتے

۔

ہاں۔۔وہ رشتہ لائی یں گے تو آپ ان سے مل لیجیے گا۔ یقیناآپ وک اپنے ڈیڈ کے فیصلے سے انکار نہیں ہو گا۔

ابرش قطعی انداز میں کہتے باتھ روم کی جانب بڑھ گ ئی۔ جبکہ ہانیہ بے بسی کی مورت بنی اپنے روم میں آگ ئی۔

ابرش باہر آئی تو ہانیہ وہاں نہیں تھی۔

اسے بیٹی کے لیے دکھ ہو رہا تھا۔ وہ بھینہیں چاہتی تھیں۔ کہ ہانیہ کی شادی ہوا بھی۔

وہ ابھی اس کو چھوٹی بچی ہی سمجھتی تھیں۔ لیکن۔۔ابتسام نے جو بات اسے بتائی ی۔ اس کے بعد منع کرنے کی گنجائی ش نہ رہی۔

اس سے بہتر تھا۔ بیٹیاں اپنے گھر کی ہو جائی یں۔ اور پھر رشتہ بھی اتنا اچھا تھا۔ کہ وہ سچنے پے مجبور ہو گ ئی ے۔

ابتسام کے اندر آنے پے بارش نے اٹھتے اپنے آنسو صاف کیے۔

آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔؟ابتسام کی نظروں سے اس کے آنسو چھپ نہ سکے۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ کہ بیٹیوں کی ادھوری تر لیم اور ادھورے فیوچر

کے ساتھ بیاہ دوں گی۔۔۔؟؟ میری خواہش تھی۔ کہ آنیہ ڈاکٹر بنے۔

اور۔۔ہانیہ اپنی فلیڈ میں آگے جائے۔ لیکن۔۔۔ آپ کے فیصلوں

نے۔۔۔ میرے۔۔سارے ارمان۔۔۔ بکھیر دیے۔

ابرش جیسے بکھر رہی تھی۔

آپ نہیں۔۔چاہتیں۔۔۔۔کہ ہانیہ کی شادی ہو۔۔؟؟ ابتسام نے سخت

انداز سے پوچھا۔

ابرش نے آنسو پونچھے۔اور اٹھی۔ دراز سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔ابتسام اسے

دیکھتا رہا۔

ایک فائی ل اٹھاتی وہ اسٹڈی روم کی جانب بڑھی۔ کہ ابتسام

نے اسکی کلائی تھامی ۔

میرے سوال کا جواب نہیں دیا آپ نے۔۔۔؟

کیا جواب دوں۔۔؟ آپ اپنے کسی فیصلے میں مجھے شامل کرتے ہیں۔۔؟؟

یا۔۔۔میری۔۔۔کسی بت کی کوئی اہمیت ہے۔۔؟؟

ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔۔؟؟ کب میں نے آپ کو۔۔۔؟؟ ابتسام حیران ہوا۔

پلیز۔۔۔! مجھے کام ہے۔۔۔ایک کیس اسٹڈی کرنا ہے۔۔۔۔ابرش اپنی کلائی چھڑاتی اسٹڈی روم کا دروازہ کھولتے اندر کیجانب بڑھ گئی۔

ابتسام وہیں غصہ ضبط کرتے بیٹھ گیا۔

وہ جو ہانیہ کے بارے میں جان گئے تھے۔ اس کے بعد وہ ہانیہ کے لیے رسک نہیں لے سکتے تھے۔ وہ کیا کر رہی تھی۔۔۔ اور کس کس مشکل میں وہ گھر چکی تھی۔ اپنی کم عقلی اور اپنے غصہ کو کنٹرول نہ کر پانے پے۔ وہ یہی چاہتے تھے۔ کہ ب وہ اسے سیکیور کریں۔ کیونکہ۔۔ہانیہ نے جو بی کیا ان سے چھپ کے کیا۔ ان کو بتانا بھی ضروری نہ سمجھا۔ اس لیے انہوں نے یہ سخت فیصلہ لیا۔ وہ جانتے

تھے۔ کہ وہ غصہ میں یہ سب کر رہے ہیں۔ لیکن اس سب کے لیے بھی ہانیہ نے انہیں مجبور کیا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

مطلب۔۔۔؟؟آپ۔۔۔ مجھ سے نکاح کریں گے۔۔۔وہ لڑکی حیران ہوتی واپس آئی تھی۔

جی۔۔۔۔! لیکن۔۔آپ وک مجھے سب کچھ بتانا ہو گا ان کے بارے میں۔۔ ساری انفارمیشن دینی ہو گی۔۔ان کے اڈوں کے بارے میں ان کے سردار کے بارے میں۔سب کچھ۔۔۔۔! آہان نے اسے باور کرایا۔

وہ لڑکی سر جھکا کے سر اثبات میں ہلا گ ئی۔

آپ یہیں رکیں۔میں جب تک نکاح کا بندوبست کرتا ہوں۔۔۔! آہان اسے وہیں روم میں چھوڑتا باہر سے روم لاک کر گیا۔جبکہ وہ گہرا سانس خارج کرتی وہیں بیٹھ گ ئی۔ اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔ یہ صرف وہی جانتی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابھی ابھی ریوالنگ چی ئی ر پے جھولتے ایک لمحے کو ابتسام کی آنکھ لگی تھی۔ کہ اپنے خاص موبائی ل پے ہوتی وائی بریشن پے وہ چونکا۔

اور کال پک کی۔

دوسری طرف آہان تھا۔اوراس نے ساری بات ابتسام کے گوش گزار دی۔

!ڈونٹ وری میں نکاح کا بندوبست کرو۔میں آرہاہوں۔۔۔

ابتسام نے اسکی ساری بات سنتے کال بند کی۔اوراٹھتاہوااپنے سیکرٹ روم سے باہر نکلا۔اور باتھ روم کی جانب بڑھا۔ابرش اسٹڈی روم میں ہی تھی۔ تیار ہوتاوہ باہر نکلا۔اوراسٹڈی روم کارخ کیا۔جہاں وہ صوفے کے ایک طرف سررکھے فائی ل آگے ھولے سو رہی تھی۔

ابتسام نے گہرا سانس خارج کیا۔ آگے بڑھ کے اسکے ہاتھ سے فائل لی۔

اور اسکا سر ٹھیک سے کشن پے رکھا۔ روم میں واپس جا کے

کمفرٹر لے کے آیا۔ اور اس پے اچھی طرح سے ڈالا۔

ایک محبت اور مان بھرا بوسہ اسکے ماتھے پے دیتا وہ دبے قدموں سے باہر نکلتا

چلا گیا۔

بھلے وہ اب پہلے کی طرح مشن کے لیے نہیں جاتا تھا۔ لیکن اپنے انڈر کچھ

سیکرٹ ایجینٹس کو وہ ٹرینگ دیتا تھا۔ جن میں ایک آہان بھی تھا۔ آہان۔۔

اسکا عکس۔۔۔! جس میں وہ اپنا آپ جیتا تھا۔ اور اس وقت اسے اپنے باپ کی

ضرورت تھی۔

اور ابتسام علی پیرزادہ۔۔۔ اپنے ملک اور وطن کے آگے کسی رشتے کو نہ رکھتا

تھا۔

سب سے پہلے وطن۔۔۔ اس کے بعد ہی اسکی فیملی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

چاند روشن تو چمکا ستارہ

تو سلامت وطن۔۔۔تا قیامت وطن۔۔۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیسی ہو۔۔۔؟؟ان نأون نمبر سے کال رسیو کی تو آنیہ چونکی۔

دوبارہ سے نمبر کو دیکھا۔وہ ان نأون ہی تھا۔

کون۔۔؟وہ الجھی۔

جانم آپ کا عاشق۔۔۔!ایک خمار آلود آواز کان سے ٹکرائی۔ تو ایک لمحے کو آنیہ کا دل زور سے دھڑکا۔ اور جھٹ سے فون بند کر دیا۔ اس کے ماتھے پے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ کون تھا وہ ۔۔ اور کسطرح کا مذاق تھا ۔

موبائل ایک بار پھر بجا۔اسی نمبر سے کال تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟بیٹا۔۔۔؟؟کس کی کال ہے۔۔؟؟ارتسام نے اسکے موبائل پے آتی کال دیکھی۔

نہیں۔۔۔چاچو۔۔۔! بس ایسے ہی۔۔آپ کیا بات کر ہے تھے۔۔؟

آنیہ نے آج ہی ہاسپٹل جوائن کیا تھا۔ وہ ارتسام کے ہاسپٹل میں ہی اپنی ٹرینگ مکمل کر رہی تھی۔

اور ایسے میں اسے جو مشکل لگتی وہ ارتسام سے ہی ڈسکس کرتی تھی۔

موبائل کو سائلنٹ کر کے وہ کام میں جت گئی۔ ارتسام کے آفس سے جانے کے بعد وہ موبائل کو کھول کے دیکھتی سن پڑ گئی۔

بیس سے پچیس مسلڈ کالز لگی ہوئی تھیں۔ اور اوپر سے میسجز الگ۔

کانپتے ہاتھوں سے میسجز کھولے اور ڈرتے ڈرتے انکو پڑھنے لگی۔

کال کیں نہیں اٹھا رہی۔۔۔؟؟

میں کہتا ہوں۔۔کال پک کرو۔۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔

تم مجھ سے یوں جان نہیں چھڑا سکتی۔۔۔تم۔کل بھی میری تھی۔آج بھی میری ہو۔۔اور میری ہی رہو گی۔کوئی میر ہادی تمہیں مجھ سے چھین نہیں سکتا۔۔ سمجھی تم۔۔۔!

آنیہ کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اور آگے کے میسجز پڑھنے لگی۔

میری نس نس میں خون بن کے دوڑتی ہو تم۔۔میری زندگی میرا جنون میری جان ہو تم۔۔۔آنیہ۔۔تم صرف میری ہو۔۔یاد رکھنا۔۔بہت جلد تمہیں میں اپنا بنالوں گا۔۔میرا انتظار کرنا۔۔۔میں آؤں گا۔ تمہیں لینے۔۔۔۔!

وہ دل پے ہاتھ رکھے موبائل واپس ٹیبل پے رکھ گئی۔ اور خود وہیں لڑکھڑا کے بیٹھتی چلی گئی۔ اسے ٹھنڈے پانی کے پسنے آنے لگے۔ دل سخت گھبرا گیا۔ پانی کا گلاس اٹھا کے منہ کو

لگایا۔ اور سر کو ہاتھوں پے گرائے وہ ٹیبل پے کونیاں رکھ کے بیٹھ گ ئی۔ اسکی آنکھوں میں آنسو آگ ئی ے۔

ایسے کیسے کوئی کسی کو بلیک میل کر سکتا ہے۔۔۔؟؟

وہ رو دی تھی۔اسکی آنکھیں انتہائی لال ہو رہی تھیں۔ اسکا سر بھاری بھاری ہو رہا تھا۔ وہ مزید وہاں پے رک نہ سکی۔ اور گھر لوٹ آئی۔

میر ولا میں جب وہ داخل ہوئی ۔ تو کوئی سامنے نہ تھا۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلی گ ئی۔ بیگ ایک طرف رکھا۔ وہ باتھ روم کی جان بڑھی۔ اور منہ دھوتے ہوئے اسے سمجھ نہ آیا۔ کہ وہ کیا کرے۔۔۔؟؟ وہ منہ دھو کے باہر نکلی۔ تو میر ہادی کو وہاں پایا

۔

آپ۔۔۔؟آپ کب آئے؟ وہ ٹاول ہینگ کرتی نظریں جھکائے اکے پاس آئی۔

بس کچھ دیر پہلے ہی۔۔۔؟؟آپ کی آنکھیں؟کیا ہوا۔۔۔؟؟آپ روئی ہیں۔۔؟؟ میر ہادی بے چین ہوا۔

نہیں۔۔وہ بس۔۔ سر میں درد تھا۔۔آنیہ نے نظریں چرائی یں۔

میت ہادی چلتا ہوا اسکے بالکل سامنے آن کھڑا ہوا۔اسکا جبھکا چہرہ اٹھا کے اوپر کیا۔

مجھ سے چھپا رہی ہیں۔۔۔ نہیں بتانا چاہتیں۔۔؟؟تو الگ بات ہے۔۔۔میر ہادی نے اسکا دل ہی ہلا کے رکھ دیا۔اسکی زراسی ک ئی یر پے وہ پگھلتی چلی گ ئی۔ خود پے قابو نہ رکھ پائی۔ اور اسکے کشادی سینے سے جالگی۔

اسکا یوں بے اختیار و کے گلے لگنا ہافی تو سُن ہی ہو گیا۔

لیکن اسکے پھو ہٹ پھوٹ کے رونے پے وہ ہوش میں آیا۔اور پریشان ہوتا اسے اپنے سامنے کیا۔جبکہ اسنے اپنا جھکا سر نہ اٹھایا۔

آنیہ سخت ڈپریشن کا شکار ہوئی تھی۔ وہ ان میسجز کو پڑھ کے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے دماغ سے نہ نکال پا رہی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ بتائیں مجھے۔۔؟؟ میر ہادی کو یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی بات ہوئی ہے۔

وہ بس روئے جا رہی تھی۔ ہلکے پرواہ والے انداز پے وہ پھر سے اسکے سینے سے جا لگی۔

اس بار میر ہادی نے اسے نہیں روکا۔ نہ کچھ پوچھا۔

بس اپنے سینے سے لگائے اسکو رونے دیا۔ اور وہ اب بے آواز آنسوؤں سے روئے جا رہی تھی۔

میر ہادی نے اسے اپنی بانہوں میں بھینچا۔ تو وہ پر سکون سی ہوئی۔ اور اسکے رونے میں بھی کمی آگئی۔

لیکن ہچکیاں وہ ابھی بھی لے رہی تھی۔

میر ہادی اسے اپنے ساتھ لیے بستر پے آیا۔

اسے پانی پلایا۔ آنیہ نے ایک گھونٹ لیا۔اور سائیڈ پے کر دیا۔
اب بتاؤ۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔؟؟ میر ہای اسکے رونے سے
کسطرح ضبط کیے بیٹھا تھا۔ بس وہی جانتا تھا۔
مجھے۔۔۔۔بہت۔۔۔۔؟؟ڈر لگ رہا ہے۔۔۔! آنیہ کو سمجھ نہ آیا کیا
کہے۔۔؟؟ کیا وہ میسجز کے بارے میں میر ہادی کو بتا دے۔۔م؟اسی ششش و
پنج میں تھی کہ اسکے موبائل پے ہوتی وائبریشن پے وہ دونوں
چونکے۔
موابئل سامنے ہی ٹیبل پے تھا۔
وہی ان نائون نمبر تھا۔ جسے دیکھ آنیہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا۔جو
میر ہادی کی زیرک نظروں سے چھپا نہ رہ سکا۔
میر ہادی نے موبائل اٹھا کے آنیہ کی طرف بڑھایا۔

کال آرہی ہے۔۔۔! ہادی نے اسکے چہرے کے زاویے نوٹ کیے۔آنسو روکے بلکہ سانس روکے وہ کبھی موبائی ل اور کبھی ہای کو دیکھ رہی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کہاں ہے وہ لڑکی۔۔؟ابتسام نے اپنے مخصوص اپارٹمنٹ میں آتے ہی آہان سے ساری ڈیٹیل لی۔اور پہلا سوال داغا۔

آہان نے ایک روم کی طرف اشارہ کیا۔

دونوں آگے پیچھے اس روم کی جانب بڑھے۔جبکہ شان اور مہروز اسکے قابلِ اعتبار آدمی۔وہ وہیں رکے تھے۔

کمرے کا دروازہ کھلا۔وہ لڑکی وہیں ایک طرف سر جھکائے بیٹھی تھی۔

ان کے آنے پے سر اٹھایا۔اور خود بھی کھڑی ہوگ ئی۔

کیا نام ہے آپ کا۔۔؟؟ابتسام نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔کہ سامنے ایک پل کو کھڑی لڑکی سٹپٹا گ ئی۔

جی۔۔۔۔نو۔ر۔۔۔نور فاطمہ۔۔۔۔۔! ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور والد کا نام۔۔؟؟ابتسام نے ایک پل کو بھی آنکھیں نہ جھپکی تھیں۔

آپ۔۔۔۔آپ۔ مجھ سے۔۔ کیوں پوچھ رہے ہیں یہ سب۔۔؟؟ابکی بار۔۔وہ لڑکی بھی فارم میں آئی۔

نکاح کے لیے۔۔۔! ابتسام نے اسکے چہرے پے آتے جاتے رنگ نوٹ کیے۔اوراسکے پاس آیا۔

نکاح کے لیے لڑکی اور اسکے والد کا نام ضروری ہوتا ہے۔۔ نکاح نامے میں لکھنا ہوتا ہے۔ باہر مولوی صاحب انتظار کر رہے ہیں۔آپ جلی سے بتادیں تاکہ نکاح نامہ فل ہوسکے۔ابتسام نے اپنی ساری زندگی اسی پیشے میں گزارای تھی۔اورسب کچھ وہ بہت آسانی سے کہہ گیا۔وہ اڑتی چڑیا کے پر گن سکتا تھا۔اتنا شارپ تھا۔

یہی کوالٹی اس نے اپنے بیٹے کو بھی دی تھی۔ لیکن ابھی اسکا اتنا تجربہ نہ تھا۔ کہ وہ ابتسام تک پہنچ سکے۔

محمد۔۔۔۔یامین۔۔۔!گہرا سانس کھینچتے وہ لڑکی باآخر بول دی۔

ٹھیک ہے۔ابتسام نے آہان کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔

اور خود اس لڑکی کی جانب مڑا۔

یہ شخص جو ابھی یہاں سے گیا۔میرا بیٹا ہے۔اور میں یہاں آپ دونوں کے نکاح کے لیے آیا ہوں۔

کچھ ہی دیر میں میرے بیٹے ایہان کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گا۔تو۔۔۔آپ کو جیسے باہر بلایا جائے۔ آپ آجائی ے گا۔

ابتسام اسکا مکمل جائزہ لیتا اسکے اثبات میں سر ہلاتے خود بھی باہر نکل آیا۔

جبکہ وہ باہر وہ تینوں ابتسام کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

کیا ہوا۔۔؟؟تینوں۔۔کا منہ کیوں بنا ہوا ہے۔۔؟؟

ابتسام نے سرسری انداز میں پوچھا۔

آپ۔۔اسے نکاح کا کہہ کے آئی یں۔ لیکن۔۔۔مولوی۔۔کہاں ہے۔۔؟؟ اور نکاح نامہ۔۔؟؟ آہان کے ماتھے پے بل پڑے۔

نکاح کا تو آپ نے اسے کہا ہے۔۔میں نے تو آپ کی بات کی صرف تائی ید کی ہے۔ ابتسام نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا ۔

ڈیڈ۔۔۔! آہان ناراض سا ہوا۔

اگر نکاح ہی کرنا ہوتا تو آپ کو کیوں زخمت دیتا۔۔؟؟

اسکی ناراضی سے کہی باتپے ابتسام چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔

نکاح بھی ہو گا۔۔۔اور نکاح نامہ بھی آئے گا۔اور مولوی۔۔۔ بھی۔۔۔! معنی خیزی سے کہتے مہروز کو دیکھا ۔ اس نے نا سمجھی سے پہلے ابتسام کو دیکھا ۔ پھر میر ہادی اور شان کو۔۔جو اسی کو یکھ رہے تھے۔

مہروز نے اپنی داڑھی پے ہاتھ پھیرتے حلق خشک کیا۔

ایسے مت دیکھو مجھے۔۔۔کیا بچے کی جان لو گے۔۔؟؟

تنیوں کا ایک ساتھ قہقہہ گونجا تو وہ منہ بسور گیا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آبیہان ابتسام ولد ابتسام پیرزادہ کیا آپ کو نور فاطمہ بنتِ محمد یامین سے نکاح قبول ہے؟

ہال۔میں موجود ایک دل چیر دینے والی خاموشی چھاگ ئی تھی۔

کیا۔۔۔یہ ممکن تھا۔۔۔؟کہ وہ ہاں کر دیتا۔۔؟؟

سب کی نظریں اسکے چہرے پے ٹکیں تھیں۔اسکے لبوں سے نکلنے والے الفاظ کو سننے کے لیے سبھی اسی کی جانب دیکھ رہے تھے۔

بیٹا۔۔؟؟جواب دو۔۔۔؟؟ابتسام نے اسکے کاندھے پے ہاتھ رکھا۔

اس نے سر اٹھا کے ایک نظر ابتسام کو دیکھا۔انکی آنکھوں کی جلتی لو نے اسے بہت حوصلہ بخشا تھا۔

اور ایک گہرا سانس خارج کرتے وہ مولوی صاحب کی جانب مڑا۔

جی قبول ہے۔

سامنے بیٹھی لڑکی دوپٹے کا گھونگھٹ نکالے وہ بھی یہ الفاظ سن چکی تھی۔

ایک تبسم بکھرا تھا اسکے چہرے پے۔

وہی الفاظ مولوی صاحب نے اس لڑکی سے پوچھے۔اس نے بھی قبول ہے کہتے گہرا سانس خارج کیا۔

دعا ہوئی اور مبارک کا شور اٹھا۔

ابتسام نے بیٹے کو گلے سے لگایا۔

All the best my son.

انکے چہرے پے ایک جیت کی سی سرشاری تھی۔

جبکہ گھونگھٹ میں بیٹھی وہ لڑکی ان کے لیے کتنی بڑی آزمائش بننے والی تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتے تھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کال بند ہو چکی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو بس یک ٹک دیکھے جا رہے تھے۔ کہ تبھی کال دوبارہ آنے لگی۔ وہی نمبر تھا۔

پک دا کال۔۔۔! میر ہادی نے اسے کہا۔ آنیہ نے نفی میں سر ہلایا۔ جبکہ نظریں ایک پل کو بھی ہادی سے نہ ہٹائی یں تھیں۔

میر ہادی نے اسے ہی دیکھتے کال پک کر کے موبائ ل کا اسپیکر آن کر دیا۔

کیوں نہیں رسیو کر رہی تھی میری کال۔۔۔؟؟ ایک شخص کی آواز کانوں میں پڑی تو میر ہادی کے ماتھے پے بل پڑے۔ آنیہ کا دل بری طرح دھڑکا۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟؟ یہ سب کر کے تم مجھ سے جان چھڑا لو گی۔۔؟ تم مجھے جانتی نہیں ہو۔۔۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔؟؟ تمہیں حاصل کرنے کے لیے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں سنا تم نے۔۔۔؟؟

وہ شخص بولے جا رہا تھا۔ آنیہ کی آنکھیں پانیوں سے بھرتی جا رہی تھیں۔ لیکن خاموشی کا قفل نہ ٹوٹا۔

اور آج کے بعد۔۔اگر میری کال پک نہ کی تو۔۔تمہارے سسرال آ کے سب کے سامنے تمہیں لے جاؤں گا۔۔۔ کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔۔۔ ! پھر دیتی رہنا سب کو گواہیاں ۔۔۔ کہ کون ہوں۔۔ میں ۔۔! ہہاہاہاہاہا۔۔۔

کہتے ہی اسکا قہقہہ گونجا۔آنیہ کا سر جھکا۔جو میرہادی کو سخت طیش دلا گیا۔

.اس سے پہلے کے میرہادی اسے کوئی جواب دیتا کال بند ہوگئی تھی

بنا آنیہ سے کچھ کہے وہ پلٹا تھا۔

پلیز۔۔۔میری بات سنیں۔۔آنیہ تڑپ ہی تو گئی۔

میرہادی رکا لیکن پلٹا نہیں۔

یہ۔۔۔یہ۔۔سب۔۔۔ جھوٹ۔۔۔۔! وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

میں۔۔میں۔۔ نہیں۔۔۔جانتی۔۔؟۔۔؟؟؟آنسوؤں پے بندھ باندھے وہ بولی۔ لیکن اسکی بات پوری ہونے سے پہلے میرہادی وہاں سے نکلتا چلا گیا۔آنیہ کی سانسیں وہیں تھمیں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیا مطلب اس بات کا۔۔؟؟ آہان کے ماتھے پے بل پڑے۔ جو مطالبہ اب وہ لڑکی نور فاطمہ کر رہی تھی۔ آہان کے لیے ماننا ناممکن تھا۔

مطلب صاف ہے۔ آپ کو میں ان لوگوں کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گی۔ لیکن اس کے بعد میرا کیا ہو گا۔۔؟؟ وہ تو پہلے ہی میری جان کے دشمن ہیں۔ ایک سال ہونے کو آیا۔۔ مجھے وہاں انہوں نے قید کر رکھا تھا۔ کتنی مشکل سے وہاں سے بھاگی ہوں۔۔ یہ صرف میں ہی جانتی ہوں۔ اب وہ پیچھے ہیں میرے۔۔ مجھے سیو جگہ ہی جانا ہے۔ اور وہ میرے شوہر کے گھر کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

وہ نور فاطمہ اسکے قریب ہوئی۔ کہ آہان ایک قدم پیچھے ہٹا تھا۔ نجانے کیوں آہان کو اس سے نیگیٹیو وائبز آرہی تھیں۔ لیکن جو بھی تھا۔ اسے حقیقت تک پہنچنا تھا۔ چاہے اسکے لیے اسے کچھ بھی کرنا پڑے۔

مجھے ان کے اڈوں کا بتاؤ۔۔ انہیں وہیں جہنم واصل کر کے آپ کو ہمیشہ کے لیے سیکیور کر دوں گا۔

آہان نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

سلطان۔۔۔! سلطان نام ہے اسکا۔۔۔! کتنا شاطر اور خطرناک انسان ہے اسکی سوچ تک آپ پہنچ ہی نہیں سکتے تو اس تک پہنچنا تو بہت دور کی بات ہے۔ نور نے مذاق اڑایا۔

میں بھی اپنے نام کا ایک ہی ہوں۔۔ سلطان کے گھر میں گھس کے اسے نہ مارا۔ تو میرا نام بھی ابیہان نہیں۔

آہان نے جذبات میں بھی اپنا اصلی نام نہ بولا۔

اسکا ایک نہیں کئی اڈے ہیں ۔ فی الحال مجھے ایک کا صحیح پتہ ہے۔ جہاں سے میں بھاگ کے آئی ہوں۔

وہ فر فر بول رہی تھی۔

مجھے وہ پتہ چاہیے۔۔۔! آہان نے سنجیدگی سے کہا۔

میں آپ کو وہاں لے جاسکتی ہوں۔ لیکن۔۔میں بتا نہیں پاؤں گی۔۔۔

مجھے راستہ معلوم ہے۔ وہ کوئی خفیہ علاقہ ہے۔ ارد گرد صرف کھیت ہیں۔ اور وہ ایک سرنگ کی طرف جاتا ہے۔ سرنگ اندر سے دو راستے میں کھلتی ہے۔ایک راستہ بند ہے۔اور دوسرا سلطان کے خفیہ اڈے تک جاتا ہے۔ جہاں اس نے بہت سی لڑکیوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔اور ان کے جسم کے مختلف حصوں کو جلایا گیا ہوا ہے۔وہ بہت بری اور ابتر حالت کرتے ہیں۔انہوں نے مجھے بھی داغا۔یہ دیکھیں۔

نور نے اپنی کلائی آگے کرتے آنسو ضبط کرتے بتایا۔

جہاں کسی گرم سلاخ سے ایک ایلفابیٹ کنندہ تھا۔

ایس نام کا۔جو شاید بہت پرانا تھا۔

یہ زخم اب صحیح تو ہو گیا ہے۔۔لیکن یہ۔۔۔نشان کبھی نہیں جائے گا۔۔۔

! وہ لڑکی نور رو دی۔

آہان نے لب بھینچے۔

میں سلطان کو ایسی موت دوں گا۔ کہ وہ کبھی کسی لڑکی کو دوبارہ۔۔۔؟؟

میری ایک دوست ہے۔۔ جواب بھی ان کے قبضے میں ہے۔ ہم دونوں ایک ساتھ بھاگی تھیں۔ لیکن۔۔ شاید وہ۔۔ پکڑی گ ئی ہو۔۔۔! نور نے بات کاٹتے کہا۔

آپ مجھے اس کے اڈے تک لے جا سکتی ہیں۔۔۔؟؟ آہان نے اس سے سوال کرتے فارم میں آتے پوچھا۔

ہاں۔۔ لیکن۔۔۔ وہ دو تاریخ کو ہی اپنے اڈے پے آتا ہے۔ باقی دن وہ اڈے پے نہیں ہوتا۔ آج کیا تاریخ ہے۔۔؟؟ وہ لڑکی سوچتے ہوئے پوچھنے لگی۔

آج بیس تاریخ ہے۔۔۔! آہان کے ماتھے پے بل پڑے۔

آپ اس کے اڈے تک تو پہنچ جائیں گے۔ لیکن وہ آپ کو ابھی نہیں ملے گا۔ کیونکہ جب وہ آتا ہے تو دو تاریخ ہوتی ہے۔ باہر

بیٹھے اس کے آدمیوں کو ایک بار کہتے سنا تھا۔اس لیے آپ کو اگر اسے پکڑنا ہے تو دو تاریخ کا انتظار کرنا ہو گا۔

نور نے تفصیل سے بتایا۔آہان نے گہری سوچ سے ابھرتے اسے دیکھا۔

ٹھیک ہے۔۔۔! ہم انتظار کر لیں گے۔جہاں۔۔سلطان اتنے دن جیا وہاں ۔۔۔کچھ دن اور سہی۔۔اس کے بعد اسکی موت ہی اس تک پہنچے گی۔

سخت لہجے میں کہتا وہ پلٹا۔

آپ۔۔۔مجھے یہاں۔۔ چھوڑ کے۔۔مت جانا۔۔۔! وہ گھبرا کے اسکے پاس آئی تھی۔

نہیں۔۔۔! آپ کو ساتھ لے کے ہی جاؤں گا۔ اپنے گھر۔ڈونٹ وری۔ آپ کے لے کچھ کھانے کے لیے بجھواتا ہوں۔

آہان نے اسے تسلی دی۔اور روم سے باہر نکلتے ہی روم کو باہر سے لاک لگا دیا۔

اسکے جاتے ہی نور فاطمہ گہرا سانس خارج کرتے بیڈ کے ایک طرف بیٹھی۔

جبکہ چہرے پے کس قدر اطمینان تھا۔یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا ۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ٹھیک ہے مجھے فوراًاس نمبر کے متعلق مکمل ڈیٹیل چاہیے۔اور یہ کام سب سے پہلے ہونا چاہیے۔

میر ہادی فون بند کرتا جیسے ہی اندر آیا۔ نظر سامنے زمین پے گرے وجود پے پڑی۔ میر ہادی کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ فوراً اسکی طرف بھاگا۔

آنیہ۔۔۔؟؟اسکا چہرہ سیدھا کیا۔

تھپتھپایا۔وہ بے ہوش تھی۔ہادی کا جی چاہا۔ساری دنیا کو ہی آگ لگادے۔

فوراًسے اسے بانہوں میں بھرا۔اور باہر کی جانب بھاگا۔

بیٹا۔۔۔!کیا ہوا۔۔؟؟آپ کب آئے۔۔۔؟اور ۔۔آنیہ۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔ ؟؟ کشش نے میر ہادی کو آنیہ کو اٹھائے باہر لے جاتے دیکھا تو فوراً اس تک پہنچی۔

ڈونٹ نو۔۔ مما۔۔۔! ہاسپٹل لے کے جا رہا ہوں۔۔! میر ہادی جلدی سے آنیہ کو گاڑی میں ڈالتا دوسری طرف سے ڈرائی یونگ سیٹ پے آیا۔

میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔۔! کشش بھی ساتھ ہو لی۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی آنیہ کو آئی سی یو میں لے جایا گیا۔ وہ دونوں ماں بیٹا باہر ہی تھے۔

میر ہادی کچھ تو بتائیں ہوا۔۔ کیا۔۔ آنیہ کو؟؟ کشش پریشان ہوئی۔

آئی ڈونٹ نو۔۔ مما۔۔۔! شاید چکر آیا۔ اور گر گئی۔ میر ہادی نے بات گڑی۔

اور آگے ہوتا آئی سی یو کے دروازے کے باہر سے ہی آنیہ کو دیکھنے لگا۔

چکر۔۔۔؟؟ مطلب۔۔؟؟ کشش اپنے ہی تانے بانے بننے لگی تھی۔۔۔ کہ اتنے میں یامین سکندر آتے دیکھائی دی ئے۔

کیا ہوا۔۔؟ کیسی ہے آنیہ۔۔؟؟

یامین کی آواز پے میر ہاںی پلٹا۔

بابا۔۔؟؟آپ۔۔یہاں۔۔؟؟؟میر ہادی حیران ہوا۔

ہاں۔۔میں نے بتایا نہیں۔۔کشش نے مسکراتے ہوئے میر ہادی کو جواب دیا۔

اور یامین سکندر کو لیے ایک کونے کی جانب بڑھی۔

جبکہ میر ہادی سر پکڑ کے رہ گیا

آپ کو پتہ ہے۔۔؟ہماری بہو۔۔کو چکر آیا۔۔۔!اور وہ۔۔بے ہوش ہوگ ئی۔ کشش نے خوشی سے مسکراتے ہوئے بتایا۔ میر یامین کو اسکی دماغی حالت پے شک گزرا۔

اس میں اتنی خوشی کی کیا بات ہے۔۔؟دھیرے سے کہا۔

آپ سمجھے نہیں۔۔؟؟چکر۔۔۔۔!بے ہوش۔۔۔!!دونوں لفظوں کو کافی لمبا کیا۔

اف۔۔۔ بدھو ہی ہیں آپ۔۔۔! اسکا مطلب سمجھے نہیں۔۔ ہم۔۔ دادا دادی بننے والے ہیں۔۔

کشش خوشی سے چہکی۔ تو وہیں دوسری طرف یامین نے ماتھے پے ہاتھ مارا۔

کشش۔ ششششش۔۔۔! شادی کو ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا۔۔ اور تمہیں۔۔۔؟؟؟ یامین۔۔ زچ ہوا۔

لیکن میری بات۔۔۔؟؟ کشش نے یامین کو وہاں سے واک آؤٹ ہوتے دیکھا تو منمنائی۔

کشش۔۔۔! چپ۔۔۔! ایسا کچھ نہیں۔۔! اس لیے ابھی۔۔ ایسی کوئی بات نہیں کرنی۔۔ کسی سے بھی اوکے۔

پیار سے ڈپٹتے ہوئے کشش کو سمجھا کے وہ میر ہادی کی طرف بڑھے۔ جبکہ کشش منہ بسور کے رہ گئی۔

کیا ہوا۔۔ ابھی کا چکر۔۔۔ وہ چکر نہیں۔۔ ان شاءاللہ اگلا۔۔ چکر۔۔ اسی کا ہو گا۔۔۔! دل ہی دل میں وہ سوچتی مسکرائی تھی۔

آہان ابتسام کی اجازت سے نور کو گھر لے کے جا رہا تھا۔دونوں اس وقت گاڑی میں تھے۔اور آہان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

کہ ایک جگہ پے بھیڑ دیکھتا وہ گاڑی روک گیا

میں ابھی آتا ہوں۔آپ نقاب میں ہی رہیے گا۔

نور کو کہتے وہ باہر نکلا۔ ہجوم کو چیرتے وہ جیسے ہی آگے بڑھا۔اسکے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

سامنے ہی ایک لڑکی خون میں لت پت پڑی تھی۔سب لوگوں کا جھمگٹا لگا ہوا تھا۔کوئی ویڈیو بنا رہا تھا اور کوئی تصاویر۔

آہان لب بھینچے انسانیت کی اس بے حسی پے کڑھتا آگے بڑھا۔کہ پولیس وین کا سائرن سنتا وہ پیچھے ہٹ گیا۔ وہ خود کو سامنے نہیں لا سکتا تھا۔

پولیس پہنچ چکی تھی۔سب کو دور ہٹایا گیا۔آہان چھپ کے ہی سب دیکھ رہا تھا۔وہ پلٹنے لگا کہ لڑکی کا چہرہ سامنے ہوتا دیکھ وہ ٹھٹھکا۔

یہ وہی لڑکی تھی۔۔۔جس نے آہان کو چپ لگائی تھی۔ آہان کو کچھ صحیح نہ لگا۔ موبائل نکالتا وہ اس لڑکی کی تصویر بناتا وہاں سے پلٹ آیا۔ تصویر اس نے فوراً شان کو سینڈ کی۔ اور ساتھ ہی کال ملا دی۔

میں نے تصویر بھیجی ہے۔ایک۔۔مجھے مکمل انفارمیشن چاہیے اسکی۔۔۔!

کہتے وہ کال بند کرتا واپس آیا۔نور جوں کی توں ہی بیٹھی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟کیسی بھیڑ تھی۔۔؟؟نور کے پوچھنے پے آہان نے ایک سرسری نظر اس پے ڈالی اور گاڑی سائیڈ سے لیتا آگے بڑھا گیا۔

کسی لڑکی کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے۔۔۔!آہان نے بھی سرسری بتایا۔

نور نفی میں سر ہلاتی رہ گئی۔

لیکن یہ نہ پوچھ سکی۔ کہ میری اتنی مدد کرنے والے انسان۔۔۔اس ایکسیڈینٹ ہوئی لڑکی کی مدد کیوں نہ کی۔۔۔؟؟ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ جبکہ آہان کا دماغ کیا پلان کر رہا تھا وہی جانتا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

یہ۔۔۔الو کا پٹھہ۔۔۔!اتنی دیر ہوگ ئی۔ حاتم طائی کی اولاد۔۔ !اتنا انتظار تو آج تک میں نے کسی اپنے کا نہیں کیا۔۔۔! جتنا یہاں کر لیا۔ شاید وہ۔۔ بھول ہی گیا ہے۔ کوئی اس سے ملنے آئی ہے۔

ہانیہ اس وقت کبیر کی کمپنی میں ویٹنگ روم میں بیٹھی کب سے اسکا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن کبیر میٹنگ میں تھا۔اور وہ بیٹھے بیٹھے زچ آگ ئی۔

کہ تبھی ایک لڑکی اندر آئی۔

ایکسکیوز می۔۔ میم۔۔۔! سر نے آپ کو اپنے کیبن میں بلایا ہے۔ بہت مہذب انداز میں کہا۔

چلو۔۔۔! ہانیہ نے لٹھ مارنے والے انداز میں کہا۔

کبیر کے آفس میں آتے ہی ہانیہ کو لگا وہ کسی اور دنیا میں آگئی ہو۔ پورا آفس ایکیوریم بنا ہوا تھا۔

چاروں طرف دیواروں کی جگہ گلاس والز تھیں۔ جن کے باہر کا منظر ایک بار تو ہانیہ کو مسمرائز کر گیا۔

واؤ۔۔۔ بیوٹیفل۔۔۔! بے اختیار اسکے منہ سے نکلا۔ کبیر نے گردن اٹھا کے اس نازک اندام حسینہ کو دیکھا۔ تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ کس قدر حسین تھی وہ لڑکی۔۔ تصویر سے بھی زیادہ خوبصورت۔ کبیر تو پہلی نظر میں ہی فلیٹ ہو گیا۔

ہانیہ نے ایکیوریم میں تیرتی مچھلیوں کو دیکھا تو ارد گرد کا ہوش ہی کھو بیٹھی۔

اوراس دوران کبیر بہت فرصت سے اسے دیکھتا اپنی جگہ سے اٹھتا اسکے قریب آیا۔

بہت پیاری لگی آپ کو۔۔؟ دھیرے سے اسکے کان میں کہا۔

ہممممم۔۔۔۔بہت۔۔۔! بنا اسکی جانب دیکھے وہ خیالوں میں ہی بولی۔

ہم اپنے روم کو ایسے ہی بنائیں گے۔۔۔ تا کہ آپ ان کو دیکھ کے کھو جائیں ۔ اور ہم آپ کو۔

کبیر کی معنی خیز بات پے وہ چونکی اور پیچھے مڑ کے ماتھے پے بل ڈالے اس کبیر کو دیکھا۔ جو بہت شوخ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پیچھے ہٹ کے بھی بات ہو سکتی ہے۔اچانک سے ہانیہ کا لہجہ اور بات کرنے کا انداز بدلا۔ جسے محسوس کرتا کبیر دو قدم پیچھے ہٹا۔

جی۔۔ہو گیا پیچھے۔۔۔اور کوئی حکم۔۔۔؟؟ وہ اسے نظروں کی گرفت میں لیے اسکی بات پے سینے پے بازو باندھے کھڑا ہوا۔

اگر۔۔۔ حکم ہی ماننا ہے۔۔تو۔۔ پھر سن لیں۔آپ کے گھر والے۔۔۔ کل آرہے ہیں۔۔ میرے رشتے کے لیے۔۔آپ کے ساتھ۔!تو بہتر ہو گا۔ آپ انہیں منع کر دیں۔

سپاٹ انداز میں کہتے ہانیہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

کیا مطلب اس بات کا۔۔؟کبیر کے ماتھے پے بل پڑے۔

مطلب صاف ہے کبیر صاحب۔۔۔!مجھے آپ سے شادی کرنے میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ تو آپ برائے مہربانی انکار کر دیں۔

اگر میں انکار نہ کروں تو۔۔؟بہت ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔ ایک پل کو ہانیہ دانت کچکچا کے رہ گئی۔

تو۔۔؟؟بہت پچھتائیں گے آپ پھر۔ ۔۔۔ ! ہانیہ نے سخت انداز میں کہا۔

تو میں پچھتانے کے لیے تیار ہوں۔کبیر نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

ہانیہ کا منہ بنا۔

اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو تم۔۔؟؟ہانیہ جارحانہ انداز میں آگے بڑھی۔اسکا
غصہ۔۔۔!ہمیشہ ہی وہ اپنے غصہ سے نقصان اٹھاتی تھی۔
ہمممم۔۔۔!سلیمان گروپ آف انڈسٹری کا مالک۔اور لڑکیوں کے لیے
ہینڈسم۔۔۔باپ کا غرور۔۔۔مما کا لاڈلا۔دوست کا دوست۔۔اور
۔۔۔؟؟تھوڑا پاس ہوا۔
دشمن کا سخت دشمن۔
ہانیہ نے گہرا سانس خارج کیا۔اور خود پے بمشکل کنڑول کرتی وہ مڑی۔لیکن
پھر جیسے کچھ دماغ میں ن ئی بات آئی۔

بٹے ہوئے انسان کے ساتھ آپ کمپروماِئز تو کر سکتے ہیں لیکن۔۔
ساری زندگی اس کے دل میں اپنے لیے جگہ نہیں بنا سکتے۔
کہتے ہی وہ باہر نکلتی چلی گ ئی۔ وہ ہوا میں تیر چھوڑ آئی تھی۔ اس
نے آگے کیا سوچا ہوا تھا۔ وہ اس پے مطمین تھی۔

جبکہ اندر آفس میں کھڑے کبیر کے ماتھے پے بے شمار بل پڑے۔

مطلب۔۔؟؟وہ کسی اور سے۔۔؟؟ یہ سوچ آتے ہی کبیر کے دماغ کی رگیں تن گ ئی یں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابتسام نے سب کو ہال میں جمع کیا ہوا تھا۔اور ایک ساتھ ہی سب کو آہان کے نکاح میں بتایا۔ تو کچھ پل تو سبھی چپ ہو گ ئے۔

بھائی اسطرح اچانک۔۔؟؟ ارتسام کو کچھ عجیب سا لگا۔ جبکہ ابرش سر جھکائ ے خاموشی سے سب سنتی بنا کوئی ری ایکشن دی ئ ے بیٹھی رہی۔

اچانک ہے۔۔ یہ میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن اس لڑکی سے آہان۔۔ نے ہمدردی میں نکاح کیا ہے۔ میرے کہنے پے۔اسکا اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔ اسکے فادر کی ڈیتھ ہو گ ئی۔ بیچاری اکیلی تھی۔ آہان نے صرف اسے سہارا دینے کے لیے میرے کہنے پے نکاح کیا۔

ابتسام نے سب کی طرف دیکھتے کہا۔ جبکہ ساری توجہ اپنی بیوی پر تھی۔ اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ پے تھی۔

سب نے ہی ابتسام کی بات پے سر تسلیم خم کیا۔۔ سارے فیصلے آج تک وہی کرتے آئے تھے۔ اور ابی جان نے بھی ہر فیصلہ اسکے سپرد کر دیا تھا۔

ایک بات اور۔۔ آہان کو وہ ابیہان کے نام سے جانتی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ سب بھی آہان کو ابیہان ہی کہہ کے پکاریں۔

ابتسام نے سنجیدگی سے کہا۔

شاید۔۔۔ انکا کوئی اپنا سیکرٹ ورک ہو۔۔۔ لیکن۔۔ اس بار یہ۔۔ گھر والوں کو کیوں اس میں انوالو کر رہے ہیں۔۔؟؟

ابرش کے دماغ میں یہی سوچیں چل رہی تھیں۔ اپنے شوہر کو وہ اچھی طرح سے جانتی تھی۔ ان کا کوئی بھی اسٹیپ بنا کسی وجہ کے نہیں ہوتا۔

وہ کچھ ہی دیر میں پہنچنے والے ہیں۔ تو آپ انکا اچھے سے استقبال کریں۔

ابتسام آہان سے فون پے بات کرتا اب ان سب کی جانب واپس مڑا۔

توسب کے چہرے حیرت زدہ رہ گ ۓ ۔

مطلب وہ۔۔ابھی آرہے ہیں۔۔۔؟؟عروش نے حیرت سے پوچھا۔

دروازے پے ہونے والی دستک پے سب ہی چونکے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آپ کی پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔آپ ان سے مل سکتے ہیں۔

ڈاکٹر نے باہر آتے کہا۔توکشش نے شکر ادا کیا۔اور اندر کی طرف بڑھی۔

ہوا کیا اچانک۔۔۔؟؟میر یامین وہیں کھڑا ڈاکٹر سے پوچھنے لگا۔جبکہ میر ہادی وہیں ان کے پاس پیچھے کھڑا تھا۔

کچھ خاص نہیں میر صاحب۔۔شاید کوئی سٹریس لیا ہو۔ اب ٹھیک ہیں۔ وہ۔

ڈاکٹر مسکرا کے کہتی آگے بڑھ گ ئی۔

سٹریس۔۔۔؟؟؟میریامین نے حیرت سے میرہادی کو دیکھا۔

جبکہ میرہادی کا چہرہ سپاٹ تھا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔ بابا۔۔۔؟؟میرہادی کو انکا دیکھنا ٹھٹھکا گیا۔

کیا ہوا تھا۔۔۔؟؟کیا بات ہوئی آپ دونوں کے بیچ ایسی کہ۔۔۔؟

بابا۔۔۔؟؟آپ۔۔۔؟؟آپ کو لگتا ہے۔۔۔کہ میری وجہ۔۔۔سے۔۔۔؟؟

میرہادی کو میریامین کی بات سے شاک لگا۔

ایسی بات نہیں۔۔بیٹا۔۔۔لیکن۔۔۔؟؟

لیکن کیا بابا۔۔۔؟؟میرہادی نے بات کاٹی اور نفی میں سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

میریامین اسکے یوں ناراض ہو کے جانے سے افسرف تو ہو گ ئے لیکن پھر سر جھٹک کے اندر کی جانب بڑھے۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

فون کال بند کرتا وہ نور فاطمہ کو لیے پیرزادہ مینشن داخل ہوا۔ جہاں سب اسکا ہی انتظار کر رہے تھے۔

آہان نے نور کو بھی یہی کہانی گڑنے کو کہا۔ کہ وہ گھر میں سب سے یہی کہے کہ اسکے والد کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔ اور وہ اکیلی تھی۔ اس لیے نکاح ہوا ہے۔

نور پہلے تو سوچ میں پڑ گئی پھر مان گئی۔

جیسے ہی وہ لاؤنج میں پہنچے سب کی نظریں ان پے اٹھیں۔

السلام علیکم۔۔سب کو اجتماعی سلام کیا۔

وعلیکم السلام۔۔آجاؤ۔۔بیٹا۔۔۔! ابتسام نے آگے بڑھ کے آہان کو اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ تو اسے حوصلہ ہوا۔

جبکہ نظریں ابرش ماں پے تھیں۔ جو بالکل سپاٹ انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

نور نے سب کو باری باری سلام کیا۔

ماشاءاللہ بہت پیاری ہو۔۔۔! عروش نے تعریف کی۔ جبکہ لمظ کو وہ کچھ خاص نہ بھائی لیکن منہ سے کچھ نہ بولی۔

السلام علیکم۔اب کے وہ ابرش کی جانب بڑھی۔

ابرش نے ایک گہرا سانس خارج کرتے اسکی جانب دیکھا۔

وعلیکم السلام۔اسکی جانب پوری کی پوری ہی مڑ گ ئی۔

نام کیا آپ کا۔۔؟؟ابرش کے سپاٹ انداز میں پوچھنے پے نور گڑ بڑا سی گ ئی۔

جی۔۔۔۔نور۔۔۔۔!نور فاطمہ۔۔۔۔!دھیرے سے بولی۔

ہمممم۔۔۔۔!اس گھر کے کچھ اصول وضوابط ہیں۔امید ہے۔آپ کے شوہر آپ کو سمجھادیں گے۔اگر کسی چیز کی ضرورت ہو۔۔تو بتا دیجیے گا۔ سخت وسپاٹ انداز میں کہتے وہ جا چکی تھی۔

آہان نے ایک نظر باپ کو دیکھا۔ جو کندھے اچکا گیا کہ ۔۔آہان جانتا تھا۔

اس کے ڈیڈ اپنی بیوی کی کسی بات کے خلاف نہیں جاتے۔ جو وہ کہہ دیں۔

بس وہی ہوتا ہے۔ زیرِ لب مسکایا۔

آپ کا اوپر والے پورشن میں روم سیٹ کر دیا گیا ہے۔ آجائیں میرے

ساتھ۔ عروش نور کو لیے اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

سبھی منتشر ہو گئے۔

ڈیڈ۔۔۔! اسکا یہاں ہونا۔۔۔ کہیں۔۔ یہاں کے افراد کے لیے کوئی

پرابلم۔۔؟

ڈونٹ وری۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔ بس آپ نے خود کو ہینڈل کرنا اسکے

ساتھ۔ کیسے۔۔؟ سوچ سمجھ کے کیجیے گا۔ کہ کوئی مسئلہ آپ کو نہ

ہو۔ اور اسے بھی کوئی شک نہ ہو۔ آپ سمجھ رہے ہیں

ناں۔۔؟؟ میری بات۔۔؟؟

ابتسام نے اسے کو ڈورڈز میں سمجھانا چاہا وہ سر ہلاتا اوپر کی جانب بڑھا۔

جہاں نور بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

شکر اللہ کا۔۔۔۔آپ آگ ئی ے۔ ۔۔۔ میں تو ازحد پریشان ہوگ ئی تھی۔ نور نے واقعی میں شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔

میری بات آپ غور سے سنیں. ہمارا رشتہ صرف کاغذی ہے۔اور یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا۔اس لیے آپ اس روم میں رہیں گیں۔ لیکن۔۔میں نیچے والے روم میں۔اور یہ بات یہاں کسی کو پتہ نہیں چلنی چاہیے۔ سمجھ رہی ہیں میری بات۔۔؟؟آہان نے تھوڑا سخت رویہ رکھا۔اور نور کو اچھے سے باور کروایا۔

مطلب۔۔۔؟؟آپ نے دل سے مجھے۔۔۔بیوی نہیں مانا۔۔۔۔؟؟نور کو دکھ ہوا۔

نکاح آپ کی مرضی سے ہوا ہے۔میں نے صرف آپ کی مدد کرنے کی غرض سے یہ نکاح کیا ہے۔اور اس موت کے سوداگر سلطان تک پہنچنے کے لیے۔جب اسے جہنم واصل کر دوں گا۔تو آپ آزاد ہوں گیں۔تب آپ

اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا سکتی ہیں۔ آزادی سے جی سکتی ہیں۔ لیکن تب تک۔۔۔ آپ اس گھر میں رہیں گیں۔ میری بیوی کی حیثیت سے۔ اور بالکل محفوظ رہیں گیں۔ آپ۔

آہان نے تفصیلاً کہا۔ تو نور کی آنکھیں نم سی ہوئی یں۔

اور۔۔ اگر۔۔ میں یہاں ہی رہنا چاہوں۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تو۔۔؟ پاس ہوتے دھیرے سے کہا۔ آہان نے ایک نظر اس پے ڈالی۔ لیکن پھر رخ پھیر گیا۔

اور باہر نکلتا چلا گیا۔

جبکہ دروازے کے ایک طرف کھڑے نفوس نے ساری بات من و عن سنی تھی۔ اور آہان کے نکلتے ہی دروازے کی اوٹ میں ہو ئی تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

بیٹا۔۔۔؟؟ اب کیسی طبعیت ہے۔۔۔؟؟ میر یامین اور کشش آنیہ کو گھر لے آئے تھے۔ جبکہ میر ہادی کا کچھ پتہ نہیں تھا۔

اسے بستر پے لٹاتے کشش نے فکر مندی سے پھر سے اس سے دریافت کیا۔
میں ٹھیک ہوں مما۔۔۔! بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھتی وہ بمشکل چہرے پے مسکراہٹ لاتے بولی تھی۔
پھر کس بات نے میری بیٹی کو پریشان کیا۔۔؟؟ کشش نے اسکے گال پے پیار سے ہاتھ پھیرتے کہا۔
کوئی بات نہیں۔۔ مما۔۔۔! میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ بس شاید کام ۔۔۔کی وجہ سے۔۔؟؟ آنیہ نے سر جھکائے بہانہ گڑھا۔
اس لیے میں نے سوچ لیا ہے۔فی الحال کوئی نہیں جانا اب آپ نے ہاسپٹل۔ اپنی جان دیکھی ہے۔۔؟ خود ٹھیک رہو گی تو۔۔ اوروں کا علاج کرو گی ناں۔۔؟؟ چلو۔۔ اب ریسٹ کرو۔ میں جوس بھجواتی ہوں۔ کشش پیار سے کہتے باہر نکل گ ئی۔جبکہ آنیہ کو میر ہادی کی فکر لگی۔

وہ کہاں تھا۔۔؟؟وہ نہں جانتی تھی۔اسکا موبائ ل بھی اسی کے پاس تھا۔ وہ سر پکڑ کے بیٹھ گ ئی۔ اب ہوش و حواس کام کیے تو سمجھ لگا۔ کہ وہ بہت اور ری ایکٹ کر گ ئی تھی۔ نجانے میر ہادی کیا سوچتا ہو گا۔۔۔؟

وہ انہی سوچوں میں غلطاں تھی۔کہ ملازمہ جوس کا گلاس لے آئی۔ آنیہ کو بھی شدید طلب ہو رہی تھی۔اس لیے گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔ جبکہ خیالوں میں صرف میر ہادی تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کسی فرہاد کے نام پے نمبر ہے یہ۔۔۔!عمران نے اپنے ہوٹل کے فرسٹ فلور پے بنے میر ہادی کے اسپیشل آفس میں اسے انفارمیشن دیں۔

ایڈریس۔۔؟اگلا سوال داغا۔

مل جائے گا ایک دن تک۔کمپیوٹر کی بورڈ پے انگلیاں چلاتے ہوئے وہ یقین بھرے انداز میں بولا تھا۔

میر ہادی سر اثبات میں ہلاتا اٹھتا اپنا کوٹ چی ئی ر سے اٹھاتا باہر نکلا۔
اب اسکا رخ گھر کی جانب تھا۔
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ
نکاح آپ کی مرضی سے ہوا ہے۔میں نے صرف آپ کی مدد کرنے کی غرض سے یہ نکاح کیا ہے۔اور اس موت کے سوداگر سلطان تک پہنچنے کے لیے۔جب اسے جہنم واصل کر دوں گا۔تو آپ آزاد ہوں گیں۔تب آپ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں جا سکتی ہیں۔آزادی سے جی سکتی ہیں۔لیکن تب تک۔۔۔آپ اس گھر میں رہیں گیں۔میری بیوی کی حیثیت سے۔اور بالکل محفوظ رہیں گیں۔آپ۔
ان الفاظ کو سوچتے ہوئے اسکے دماغ کی رگیں پھٹ رہیں تھیں۔ ایسا اس گھر میں ہو رہا تھا۔ اور وہ بے خبر تھی۔۔۔
نجانے اور کیا کیا چھپایا گیا ہے۔۔؟؟ کتنے راز کھلنا باقی ہیں ابھی۔۔۔؟؟ اسکی آنکھوں میں آنسو آگ ئے تھے۔
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ جو میر ہادی کی سوچوں میں گم تھی۔اچانک دروازہ کھلنے پہ اسکا دل بہت زور سے دھڑکا۔

آنکھیں جھٹ سے کھولیں۔سامنے ہی میر ہادی کو روم کے اندر آتا دیکھ اسکا دل بند سا ہونے لگا۔

میر ہادی کوٹ ایک طرف رکھتا۔شرٹ کی بازو کے بٹن کھولتا اسکی جانب بڑھا۔بنا اسکی طرف ایک نظر اٹھائے سنجیدہ چہرے کے ساتھ۔

کیا ہوا تھا آپ کو۔۔؟؟ ابھی بھی وہ اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔اور یہی بات آنیہ کو کھٹک رہی تھی۔

ہا۔۔دی۔۔۔؟؟ آپ۔۔۔؟؟ آنیہ پھرے اعتماد کھونے لگی۔

اب کی بار میر ہای نے پینٹ پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے فرصت سے اسے دیکھا۔

میں۔۔۔میں نے۔۔۔کچھ نہیں کیا۔۔۔؟؟؟ آپ نے تو میری۔۔بات بھی نہیں سنی۔۔او۔ر۔۔۔۔چلے گ ئے۔

کہتے ہوئے لہجہ روندھ گیا۔

آپ میری بیوی ہو کے مجھے صفائی دیں گیں۔۔؟؟ الٹا اس سے سوال کیا۔ آنیہ نے سوالیہ انداز سے اسکی جانب دیکھا۔

میاں بیوی کا رشتہ اعتبار کا ہوتا ہے۔۔۔آپ کو کیوں ایسا لگا۔ کہ میں آپ سے سوال جواب کروں گا۔ یا صفائی یاں مانگوں گا۔۔۔۔ ؟ ماتھے پے بل پڑے۔

جبکہ دل اسکی پل میں پیلی ہوتی رنگت پے ٹکا ہوا تھا۔

میں۔۔۔ڈر۔۔ گ ئی تھی۔۔۔ نظریں جھکائے وہ اتنا ہی کہہ پائی۔

میر ہادی اسکے قریب ہوتے اسکے پاس تکیہ پے ہاتھ رکھتا اسکی سانسیں منتشر کر گیا۔

میرا آپ سے رشتہ کاغذ کا نہیں روح کا ہے۔ جو مرنے کے بعد ہی ٹوٹ سکتا ہے۔۔۔ جیتے جی تو کبھی نہیں۔

اسکی سر گوشی میں کہے الفاظ نے پل میں آنیہ کے چہرے پے گلال کھلائے تھے۔ کہ وہ پلکیں بھی نہ اٹھا پائی۔ لیکن وہ اسکی روح کو معتبر کر گیا تھا۔

میں چینج کر کے آتا ہوں۔۔ماحول کو واپس نارمل کرتے وہ وہاں سے باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

جبکہ آنیہ کے چہرے پے اب کی بار ایک پر کون مسکراہٹ تھی۔

دوسری طرف میر ہادی کے چہرے کی مسکراٹ میں بھی اضافہ ہوا تھا۔اور ایک بار پھر سے دل کو سنبھالتا وہ شاور آن کر گیا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کہنے کو تو آہان اپنے نیچے والے روم میں تھا۔ لیکن وہ وہاں سے خفیہ رستے سے نکل چکا تھا۔جو کوئی نہیں جانتا تھا۔ اسی علاقہ میں وہ گشت پے تھا۔ اس کا مقصد سلطان کی موت تھی۔ اور وہ ہی اسے نہیں مل رہا تھا۔ لیکن ہمت ہارنا تو پاکستانی سپاہیوں نے سیکھا ہی نہ تھا۔

سلطان جیسا دہشت گرد انسان۔ اسے تو وہ موت کے گھاٹ اتار کے ہی دم لیتا۔ اسے جو آرڈرز مل رہے تھے۔ ان کے مطابق وہ اپنے مشن میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ایسے میں سپائی گرل اسکے راستے میں رکاوٹ بن رہی تھی۔ اور اسے حکم ملا تھا۔ کہ اب وہ رستے میں آئے تو اسے ۔۔۔۔؟؟

چارلی۔۔۔! اس وقت وہاں ایک شخص گن کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔۔۔

آہان کے ساتھ دوربین لیے بیٹھے اسکے ساتھی نے اسے خیالوں سے چونکایا۔

اوکے۔۔۔ڈی ون۔۔۔! تم اسے فوکس کرو۔ میں آگے بڑھتا ہوں۔ آہان کہتے ہوئے پوزیشن لے چکا تھا۔

چارلی اسکے ہاتھ میں گن ہے۔۔۔ڈی ون نے باور کروایا۔

اور میرے پاس ایمان کی طاقت۔

اسکے جواب پہ آہان نے پورے جذبے سے کہا اور آگے بڑھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ اس شخص پے قابض ہو چکا تھا۔اور اس کی خاص رگ کو دباتا بے ہوش کر چکا تھا۔

ڈی ٹو! کور۔۔۔۔! چارلی نے اس شخص کو اپنے ایک ساتھی کے حوالے کیا۔

اور تینوں وہاں سے چھلاوے کی طرح غائب ہوئے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

طبعیت کیسی ہے اب۔۔۔۔؟؟

آنیہ کے پاس آتے فکر سے پوچھا۔

ٹھیک ہوں۔۔۔! مختصر ساجواب دیتے اسکے گال میرہافی کی گھمبیر نظروں کی تپش سے دہک اٹھے تھے۔

میڈیسن لیں۔۔؟؟اسکا ہاتھ تھامتے اپنے ہاتھ میں لیتے دھیرے سے پوچھا۔

جبکہ آنیہ کی دھڑکنوں نے عجیب ہی شور مچایا۔کہ وہ جواب دینا ہی بھول گئی۔

اس پے اپنی ہاتھ کی انگلیوں میں آنیہ کے ہاتھ کی انگلیاں قابو کرتے اسکی زبان کو تالو کے ساتھ چپکا دیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے۔۔ جیسے آپ کے دل کی دھڑکن۔۔۔مجھے کچھ۔۔۔ کہنا۔۔چاہ رہی ہے۔۔۔۔۔! آنیہ کی طرف رخ پھیرتے وہ اسکے قریب ہوتا بولا تھا۔

وہ۔۔۔آپ۔۔۔؟؟؟ آنیہ کا بار بار نظریں جھکانا۔۔اٹھانا۔۔؟ میر ہادی کی جان پے بن آئی تھی۔ وہ لڑکی اسکے دل کی ضرورت بنتی جا رہی تھی۔ وہ اسکی تھی۔ اسکی محرم۔۔۔ اسکی دسترس میں۔یہ احساس ہی اسکے لیے اتنا حسین تھا۔ کہ وہ اس لمحے کو دل سے جی رہا تھا۔

اسکے قریب ہوتے وہ اسکے ہونٹوں پے جھکا۔۔ کہ دروازے پے ہوتی دستک پے دونوں چونکے۔

میر ہادی منہ بناتا پیچھے ہٹا۔ جبکہ آنیہ کے چہرے پے شرمگیں مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

آنے والی کشش تھی۔ جو کبھی بھی کسی بھی وقت کہیں بھی آسکتی تھی۔

یہ لو۔۔۔بھئی۔۔۔ ! میری ڈاکٹر بیٹی کے لیے میں دودھ لائی ہوں۔۔ فوراً سے پی لو۔۔۔ ایک منٹ میں۔۔۔! کشش نے دودھ کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔ تو وہ مسکرا دی۔ جبکہ میر ہادی اب اٹھتا ہوا صوفے پے جا بیٹھا تھا۔ اور دونوں ساس بہو کی باتیں سننے لگا۔ جبکہ نظروں کی تپش پے آنیہ کا دل دھڑکتا ہی رہا۔

تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ میر ہادی کو بھی باتوں میں شامل کرلیت۔۔ لیکن وہ ہوں ہاں سے زیادہ جواب نہیں دے رہا تھا۔ فون کال آتی دیکھ وہ اٹھتا گیلری میں چلا گیا۔

جبکہ آنیہ کو لگا اسکی دنیا اسکی نظروں سے اوجھل ہوگئی ہو۔ جبکہ کشش کی باتیں نان سٹاپ جاری تھیں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیا مطلب۔۔؟؟؟ میرے بارے میں وہ کیا انفار مشن لے رہا تھا۔۔؟؟

ہانیہ کو یونی آتے ہی اپنی قریبی دوست سے خبر ملی تھی۔ کہ آہان اسکے بارے میں معلومات اکھٹی کر رہا تھا۔ جسے سن ہانیہ کا دماغ گھوما تھا۔

یہ تو نہیں پتہ۔ لیکن تمہارے یونی آنے جانے کے ٹائی م اور کلاسز لینے کی ٹائی منگ۔۔ اور کتنی کلاسز۔۔ مس کی ہیں۔ وہ سب پوچھ رہا تھا۔ گڑیا سدا کی سادی۔ ساری بات ہانیہ کو بتا دی۔ جبکہ آہان نے منع کیا تھا۔ کہ ہانیہ سے زکر نہیں کرنا۔ بدلے میں چاکلیٹس کا پورا ڈبہ بھی تھمایا تھا۔اس پے گڑیا نے اتنا کیا تھا۔ کہ آہان کو سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا۔ لیکن ہانیہ سے بھی دوستی نبھائی۔ اور اسے بھی بتا دیا۔

وہ پوچھ رہا تھا۔۔اور۔۔تم۔۔؟؟ یقیناً۔۔سب کچھ بتا دیا ہو گا۔۔؟؟

ہانیہ نے دانت پیسے۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔ نہیں۔۔تو۔۔۔؟؟بس۔۔جو پوچھا۔۔۔وہی۔۔۔؟؟

چاکلیٹس کا ڈبہ اب کی بار اپنے پیچھے چھپایا۔ جبکہ ہانیہ سب سمجھ گ ئی۔

بہت۔۔۔ہی کوئی۔۔۔ لالچی ہو تم۔۔۔!ہانیہ نے سخت غصہ کیا۔

اور وہاں سے اٹھتی گھر کی جانب رخ کیا۔ اب اسے آہان سے پورا حساب کتاب کرنا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہان۔۔۔ہان۔۔۔۔؟؟کہاں ہو تم۔۔؟

ہانیہ اندھا دھند آہان کے روم میں داخل ہوئی۔ کل ہی وہ اوپر شفٹ ہوا تھا۔ اور ہانیہ کو آج ہی پتہ چلا تھا۔

کون ہیں آپ۔۔۔؟اچانک سے باتھ روم سے نکلتی ایک لڑکی نے ہانیہ کو ناگواری سے دیکھا۔ جبکہ ایک لڑکی کو آہان کے روم میں دیکھتے ہانیہ بھی بری طرح ٹھٹھکی۔

تم کون ہو۔۔؟اور یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟؟ہانیہ اسکے پاس آئی ۔ اس کے بالوں سے گرتے پانی کے قطروں پے ایک تنقیدی نظر ڈالتی وہ ماتھے پے بل ڈال چکی تھی۔

جن کو تم ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔ان کی بیوی ہوں۔اس لڑکی نے بھی پوری فرصت سے جواب دیا۔ کہ ہانیہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گ ئی۔

ایک لمحے کو تو اسے چپ ہی لگ گ ئی۔

بکواس مت کرو۔۔تم۔۔۔؟؟ہانیہ نے غصہ سے انگلی اٹھائی۔ کہ اسی لمحے آہان اندر داخل ہوا۔

ان دونوں کو آمنے سامنے کھڑا دیکھ۔لب بھینچ گیا۔

ایہان۔۔۔!اچھا۔۔۔ہوا آپ آگ ئے۔۔۔! دیکھیں یہ کون لڑکی ہے۔۔۔؟؟اور کیسے۔۔مجھ سے بات کر رہی ہے۔۔۔؟؟نور نے منہ بنا کے آہان سے کہا۔

تم سے۔۔۔بات کرنے کے لیے۔۔۔مجھے۔۔۔اسکی پرمیشن چاہیے۔۔۔ہو گی۔۔۔؟؟ہانیہ نے دانت پیستے آہان کی طرف اشارہ کرتے نور کو مخاطب کیا۔

اس سے پہلے کے ہانیہ کے منہ سے کچھ نکلتا وہ ہانیہ کا ہاتھ پکڑتا وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھوڑو۔۔!مجھے۔۔۔!ہانیہ نے اپنی کلائی چھڑانے کیکافی کوشش کی۔ لیکن آہان کی گرفت بہت سخت تھی۔

اپنے نیچے والے روم میں لاتا وہ دروازہ لاک کر گیا تھا۔جبکہ زلیخا بیگم یہ سب دیکھتی کانوں کو ہاتھ لگا چکی تھیں۔

کیا مسئلہ ہے تمہارا۔۔؟؟کیوں ہر بار۔۔میرے معاملات میں ٹانگ اڑاتی ہو۔۔؟؟آہان نے اسے اپنے مدمقابل کرتے گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں۔۔۔میں آتی ہوں۔۔تمہارے معاملات۔۔میں۔۔؟؟یا

تم۔۔۔میری جان نہیں چھوڑتے۔۔؟؟ہانیہ نے بھی اتنے ہی غصہ سے

جواب دیا۔

اپنی آواز نیچی رکھو۔۔۔اور میں تمہیں؟؟

کیا مجھے۔۔؟ہاں۔۔۔؟؟کیوں گ ئی ے تھے یونی۔۔؟؟ کیا جاننا

چاہتے تھے میرے بارے میں۔۔ ؟؟ ہاں۔۔بولو۔۔۔؟؟ ہانیہ نے

اسکے سینے پے زور زور سے ہاتھ مارتے پوچھا۔ جبکہ اسکا غصہ

سوانیزے پے تھا۔ وجہ وہ خود بھی نہیں سمجھ پار ہی تھی۔

ہاں۔۔گیا تھا۔۔۔بہتر ہو گا۔۔اپنے جن کاموں میں تم لگی ہو۔۔باز

آجاؤ۔۔ ورنہ۔۔ بہت پچھتاؤ گی۔۔۔ اور اگر باز نہ آئی تو۔۔۔

سخت مصیبت میں پڑ جاؤ گی۔ ان ڈائی ریکٹلی اس نے ہانیہ کو

سمجھانا چاہا۔ کہ وہ ہتھے سے اکھڑ گ ئی۔

کیا مطلب۔۔۔ہے تمہارا۔؟؟تم۔۔۔ تم مجھے دھمکا رہے ہو۔۔۔؟؟اور تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟؟میں ڈر جاؤں گی۔۔۔؟؟ ہانیہ نے نڈر ہوتے کہا۔ آہان نے سر جھٹک کے رہ گیا۔

مجھے ڈیڈ بھی نہیں روک سکتے۔۔تو تم۔ کیا چیز ہو۔۔؟؟

پاس ہوتے وہ پھنکاری تھی۔

ہونہہ۔۔۔مجھے روکنے کے لیے۔۔میری شادی کروا رہے ہیں۔۔! لیکن وہ بھول رہے ہیں۔۔میں کون ہوں۔۔میں وہ طوفان ہوں۔۔جو روکے نہیں رکے گا۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔!

ہانیہ کے ایک ایک لفظ پے زور دیتے کہتے وہ آہان کو ایک پل کو ٹھٹھکا گئی۔ وہ تو اسکی شادی کی بات پے ہی بری طرح اٹکا تھا۔

شادی۔۔۔؟؟سوالیہ انداز میں پوچھا۔ جبکہ ماتھے پے دو بل واضح ہوئے تھے۔

میری زات میں دلچسپی لینا چھوڑ دو۔

بہتر ہو گا۔اپنی اس بیوی میں دلچسپی لو۔۔۔۔! جسے یہاں لے کے آئے ہو۔۔۔ نجانے کس حیثیت سے۔۔۔۔؟؟

لہجے کی بے انتہا نفرت آہان سے چھپی نہ رہ سکی۔

! تم۔۔اس سے دور ہی رہنا۔۔۔

آہان نے اسکی بات پے تپتے ہوئے کہا۔

ہوں۔۔۔! اسکی اتنی اوقات نہیں کہ ہانیہ اس جیسی کو منہ لگائے۔ ہانیہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

جبکہ آہان کے دماغ میں ہانیہ کی شادی والی بات ہی نہیں نکل رہی تھی۔وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔جبکہ ہانیہ کا غصہ کسی صورت کم نہ ہو رہا تھا۔پاس پڑا واس ہاتھ مار کے زمین بوس کیا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہاہاہا۔۔۔تم کیا تمہارے افسر میں سے بھی کوئی سلطان کو چھو نہیں سکتا۔ پہنچنا تو بہت دور کی بات ہے۔

وہ شخص اچھی خاصی مار کھا چکا تھا۔ لیکن اس نے اب تک زبان نہ کھولی تھی۔

آہان نے اسکو ایک مکا جڑا۔

ڈی ٹو! اسے تھرڈ ڈگری چارج کرو۔ خود منہ سے پھوٹے گا۔

تم جو چاہے کرلو۔۔۔۔! سلطان تک تم تو نہیں پہنچو گے۔۔ لیکن وہ بہت جلد تم تک پہنچے گا۔اور تمہیں چھوڑے گا نہیں۔۔۔! وہ چلایا تھا۔ لیکن آہان رک نہ تھا۔

آہان اپنا غصہ ضبط کرتا باہر نکلا۔

چارلی دیکھ لو۔۔۔ کہیں وہ مر ہی نہ جائے ۔۔۔ کل سے دو بار بے ہوش ہو چکا ہے وہ۔

اس کے ایک ساتھی نے آہان کو دھیرے سے کہا۔

نہیں مرتا۔۔۔! اور نہ ہی مرنا چاہیے۔مجھے ہر حال میں سلطان کا پتہ چاہیے۔

آہان نے سختی سے کہا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کبیر اور اسکے گھر والے آج ہانیہ کو دیکھنے آئے تھے۔ سبھی نے خوب آؤ بھگت کی۔

آہان وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن نور وہیں تھیں۔وہ یہ سب دیکھ رہی تھی۔ لیکن خاموش تھی۔

بھئی ہمیں تو آپ کی بیٹی بہت پسند ہے۔۔۔ہماری طرف سے تو رشتہ پکا ہی سمجھیں۔

غزالہ سلیمان نے پاس سر جھکائے بیٹھی ہانیہ کو پیار کرتے کہا۔ جبکہ کبیر کی شوخ نظروں نے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ ملاحظہ کیے تھے۔

ابرش نے ابتسام کی طرف ایک نظر دیکھا۔ جبکہ ابتسام کا چہرہ سپاٹ تھا۔

ہمیں کچھ سوچنے کا وقت چاہیے۔۔۔۔ آپ کو جلد ہی جواب دیں گے۔

ابتسام نے جلد بازی نہ کی تھی۔۔ اور ہامی نہ بھری۔ اور ابرش کو اسکی یہ بات اچھی لگی۔ جبکہ ابتسام رات کو آہان کی بات پے گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

شکر ہے۔ کچھ تو ہوش آیا۔

ردا نے ساتھ بیڈ پے لیٹے اللہ کا شکر ادا کیا۔ کہ وہ بچ گ ئی تھی۔ لیکن اپنے ساتھ دوسرے بیڈ پے لیٹی فضا کو دیکھا۔ جو مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔

فضا۔۔ ؟؟ دونوں ابھی زخموں سے چور تھیں۔ بس ہوش ہی آیا تھا۔ ایک نرس انکی دیکھ بھال کرتی تھی۔ وہ بھی ماسک پہنے۔

جبکہ ان دونوں کے ہاتھ بیڈ کے ساتھ ہتھکڑیوں میں جکڑے تھے۔

ہممممم۔۔۔ بنا اسکی جانب دیکھے بس اتنی ہی آواز آئی۔

ہم یہاں سے کب نکلیں گے۔۔ردا کو اپنی فکر ستائے جا رہی تھی۔ اس وقت وہ میر ہادی کو بھی بھول چکی ہے۔

معلوم نہیں۔۔۔! فضا نے گہرا سانس خارج کرتے کہا۔

میرا تو ابھی تک جوڑ جوڑ دکھ رہا ہے۔

ردا نے اسکی جانب کروٹ بدلی۔

یہ لوگ بہت ظالم ہیں۔نہ ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔نہ کوئی سوال جواب کر رہے ہیں۔ بس قید کیا ہوا۔ نجانے کب تک یونہی قید کیے رکھیں گے۔ ردا نے پھر سے کروٹ بدلی۔اسکا درد سے ب بھی برا حال تھا۔کھانا اب بھی بس اتنا ملتا تھا۔کہ وہ زندہ رہ سکیں۔نجنے وہ ان سے چاہتے کیا تھے۔۔؟؟؟ جبکہ فضا وہاں سے بھاگنے کی پلاننگ کر چکی تھی۔بس اسے موقعے کی تلاش تھی۔اور وہاں سے نکل کے وہ کسی طرح بھی ان میں سے کسی کے ہاتھ نہ لگتی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بات سنیں۔۔۔۔!آنیہ رات کی بانسبت اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

میر ہافی کو تیار ہوتا دیکھ اسکے پاس آن کھڑی ہوئی۔ میر ہادی نے

آئی پینے سے ہی اسے نہارا۔

وہ۔۔۔آپ مجھے۔۔ہاسپٹل چھوڑ دیں گے۔۔۔؟؟نظریں جھکائی ے کہا۔

آپ کا جانا ضروی ہے کیا۔۔؟پنے اوپر پرفیوم کا سپرے کتا وہ آنیہ کے حواس

معطل کر رہا تھا۔

جی وہ۔۔۔آج سے ڈیوٹی گائی نی وارڈ میں ہو گی۔ تو اتنا ٹینشن کی

!بات نہیں۔ اور ۔۔ارتسام چاچو بھی تو وہیں ہیں۔۔۔

معصوم سی لڑکی نے معصوم سے تاویل پیش کی۔

آپ تیار ہو جائی یں۔ ڈراپ کر دیتا ہوں۔لیکن۔۔۔سیکیورٹی گارڈز

آپ کے ساتھ رہیں گے۔ قطعی انداز میں کہتے وہ کوٹ اٹھاتے اسکی طرف

رخ پھیرا۔کہ آنیہ نے آگے بڑھ کے اسے کوٹ پہنایا۔

وہ۔۔۔ہاسپٹل سے باہر ریں گے ناں۔۔؟؟دھیرے سے منمائی۔

ہممممم۔۔۔اگر ضرورت پڑی تو وہ اندر بھی جا سکتے ہیں۔۔۔۔!لیکن۔۔

سب باتوں کی ایک بات۔۔۔!آپ کو اپنی حفاظت خود کرنا آنی چاہیے۔

ناکہ کسی پہ بھروسہ کرنا چاہیے۔اسے کندھوں سے تھام کے اپنے مقابل

کھڑا کرتا وہ اسے بہت حوصلہ دے گیا تھا۔ایک پل کو دونوں کی نظروں کا

تبادلہ ہوا۔اور دونوں کا دل ایک ہ تان پہ دھڑکا۔

میرا خیال ہے چلنا چاہیے۔۔دیر ہو رہی ہے۔۔۔!میر ہادی نے نظروں کا

زاویہ بدلا۔تو آنیہ بھی ہوش میں آئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

میں ایسے ہی پریشان ہو رہی تھی۔وہ لڑکی تو ابیہان کی بہن نکلی۔اور ابتو اسکا

رشتہ بھی ہو رہا ہے۔اور مجھے لگا۔۔۔شاید وہ۔۔۔؟؟میں بھیکتنی بدھو

ہوں۔۔۔

ابیهان ابتسام پیرزادہ۔۔۔ صرف میرا ہے۔۔۔! میرے ساتھ نکاح کے بندھن میں ہے۔

کیسا نکاح۔۔۔؟؟؟ دل کے اندر سے آواز آئی تو دل نے دھڑکنا ہی بند کر دیا۔

وہ نکاح جسے ابیہان مانتا ہی نہیں۔۔! اور بہت جلد کام پورا ہوتے ہی تمہیں چھوڑ دے گا۔۔۔

اب کی بار ضمیر کی عدالت میں کھڑی ہو گئی۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ جن حالات میں بھی نکاح ہوا ہو۔۔ وہ میرے شوہر ہیں۔ اوانہیں مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔۔۔ وہ خود بھی نہیں۔۔۔

بے چینیسے ٹہلتے ہوئے اپنے سوالوں کے خود ہی جواب دینے لگی۔

لیکن۔۔۔ جب اسے تمہاری ساری سچائی پتہ چلے گی۔ تب۔۔؟؟ وہ کیا تمہیں معاف کرے گا۔۔۔؟؟

اس بات پے تو وہ بالکل ہی چپ رہ گ ئی۔

شاید نہیں۔۔۔ لیکن۔۔ تب تک۔۔ میں اسے خود سے محبت کرنے پے مجبور کر دوں گی۔ کہ وہ میرے بنا رہ ہی نہں سکے گا۔

ابھی وہ سوچوں کا تانا بانا بن رہی تھی۔ کہ آہان روم۔ میں داخل ہوا۔ نور بھاگتے ہوئے اسکے سینے سے جالگی۔ اور رو دی۔

آہان کو اسکی یہ حرکت سمجھ ہی نہ آئی۔ کہ اسے اچانک ہوا کیا ہے۔ لیکن اسکا یوں گلے لگنا اسے ایک آنکھ نہ بھایا۔ اور اسے بازو سے پکڑ کے پیچھے کی طرف جھٹکا۔

کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔؟؟ وہ غصہ ضبط کرتے بولا تھا۔

بیوی۔۔ ہوں آپ کی۔۔۔ حق ہے آپ پے میرا۔۔۔! آپ کیوں خود سے دور کرتے ہو مجھے۔۔۔؟؟ وہ روتے روتے بولی تھی۔

کیا مطلب اس بات کا۔۔۔؟؟ کیا کہے جا رہی ہیں۔۔۔؟؟ ہوش میں تو ہیں۔۔۔؟؟ آہان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ اس بات پے۔

وہ دھیرے دھیرے چلتے اسکے پاس آئی۔

!بیوی ہوں۔۔ تو بیوی والے حقوق بھی چاہیں مجھے۔اور وہ بھی آج۔۔۔

اپنی بات پے زور دیتے کہتی وہ آہان کو شدید طیش دلا گ ئی۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔! اگر میں لحاظ کر رہا ہوں تو اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں۔۔ کہ میں نے آپ کو بیوی مان لیا۔اپنی لمٹس میں رہیں آپ۔۔ ورنہ مجھے سخت قدم اٹھانا بھی آتا ہے۔

مجھ سے دوری کی وجہ۔۔۔ وہ لڑکی تو نہیں۔۔۔؟؟ جو کل۔۔۔؟ نور کے اندر جیلس پن بولا۔

ہانیہ کے زکر پے آہان کی دماغ کی رگیں تن گ ئی تھیں۔ اور ہانیہ جو دروزاے تک پہنچی تھی۔ آہان کی بات منتظر تھی۔ کہ وہ کیا جواب دیتا ہے

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہاسپٹل کا ٹف ٹائم گزار کے وہ ڈرائیور اور گارڈز کے ساتھ گھر آگئی تھی۔ روم میں انٹر ہوتے اسکا دل عجیب سا ہوا۔ لیکن کیا بات اسے پریشان کررہی تھی۔ وہ نہ سمجھ سکی۔ شاور لیتی وہ باہر کشش کے پاس جا بیٹھی۔ ان سے باتیں کرتے وقت کا احساس ہی نہ ہوا۔

میر یامین اور میر ہادی ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

کشش انہیں دیکھتے مسکرائیں۔ تو وہیں میر ہادی اور آنیہ کی نظریں بھی ٹکرائیں۔

ایک نیوز ہے۔۔ میم آپ کے لیے۔۔

یامین سکندر اکثر کشش کو میم کہہ کے پکارتا تھا۔

اچھا وہ کیا۔۔۔؟؟ کشش ہمہ تن گوش ہوئی۔

داوا و کرن آرہے ہیں نیکسٹ ویک۔۔۔ اپنے بچوں کے ساتھ۔

رئی یلی۔۔۔۔؟؟؟ ہاؤ۔۔۔ کیوٹ۔۔۔! کتنے عرصے بعد سب کو دیکھنے کا موقع ملے گا۔۔۔وہ تو باہر جا کے ہمیں بھول ہی گ ئے تھے۔

کشش نے اداس ہوتے کہا۔

لیکن۔۔شاید اب وہ ہمیشہ کے لیے آ رہے ہیں۔۔۔! یامین سوچتے ہوئے بولا۔

یہ تو اور اچھی بات ہے۔۔۔! کشش اور زیادہ خوش ہوئی۔

ملازم یامین کے لیے چائے لے آیا۔ جبکہ میر ہادی آتے ہی کھانا کھاتا تھا۔اس نے چائے نہیں لی۔

بیمو۔۔۔! کھانا لگا دو۔۔۔میں آ رہی ہوں۔۔! اور ہاں۔۔دادا جی پرہیزی کھانا کھا چکے ہیں۔انہیں دودھ کا گلاس لازمی دیجیے گا۔

ملازم کو ہدایت کرتی وہ اب میر ہادی کی طرف مڑی تھی۔

بیٹا۔۔!آپ فریش ہو جائیں۔ پھر کھانا کھاتے ہیں۔

کشش کے کہنے پے میر ہادی سر اثبات میں ہلاتا اٹھا۔

آپ۔۔۔۔زرا روم میں آئی یں۔ دھیرے سے آنیہ کے کان میں کہتا وہ اٹھتا روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

آنیہ کا تو دل ہی دھڑک اٹھا۔

می ہافی کے پیچھے آتے وہ سوچوں میں گم تھی۔ کہ آخر کیوں

بلایا۔۔ایسے۔۔۔۔؟؟

جی۔۔۔۔؟؟روم میں آتے ہی بہت سادہ انداز میں دریافت کیا۔

آپ کا موبائی ل کہاں ہے۔۔۔؟؟ ماتھے پے بل ڈالے پوچھا۔

مجھے۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ۔۔۔؟ کل آپ کو دیا تھا۔۔۔!اس کے بعد سے۔۔ دیکھا نہیں۔۔۔!آنیہ سوچتے ہوئے بولی تھی۔

میر ہادی نے آگے بڑھ کے دراز سے موبائی ل نکال اس کے سامنے کیا تھا۔

ایک بار آپ دیکھ لیتیں تو۔۔یہ نوبت نہ آتی۔۔۔آپ کو پتہ ہے۔۔کتنیکالز کیں میں نے آج۔۔۔۔!کتنا پریشان ہو گیا تھا۔آپ کے ہاپٹل کا نمبر بھی

نہیں تھا پاس۔ کہ وہاں سے آپ کی خیریت پوچھ لیتا۔ میرہای غصہ میں بھی دھیمی آواز میں ہی بول رہا تھا۔ جبکہ آواز میں سختی واضح تھی۔

ایم سوری۔۔۔۔! میں نے دیکھا نہیں۔۔۔ صبح۔ ورنہ۔۔ ساتھ لے کے جاتی۔ آنیہ منمنائی۔

جب۔۔ کہیں سے پتہ نہیں چلا۔ تو۔۔۔ آپ کے ہاسپٹل آیا تھا۔ دھیرے سے کہتے وہ چلتا ہوا اسکے قریب آیا۔

سیریسلی۔۔۔۔؟؟ آپ ہاپسٹل آئے تھے۔ اور مجھ سے لے بھی نہیں۔۔۔؟؟؟ آنیہ کو دیکھ ہوا۔

کیا لنا چاہیے تھا۔۔۔؟؟ جبکہ آپ۔۔۔ شاید کسی سے میٹنگ میں مصروف تھیں۔ میر ہادی نے اب کی بار طنز کیا۔

میٹنگ۔۔۔؟؟ آنیہ یاد کرنے لگی۔ پھر اسے جلد ہی یاد آیا۔ وہ ڈاکٹر فرحان سے کوئی کیس ڈسکس کر رہی تھی۔

اوہ۔۔ہاں۔۔۔! لیکن۔۔۔وہ میٹنگ آپ سے زیادہ ضروری نہیں تھی۔

میر ہادی۔۔۔! آپ۔۔سب سے زیادہ ضروری ہیں۔

اپنی رو میں وہ روانی سے بولتی چلی گ ئی۔ جبکہ اسکے الفاظ پے میر ہادی دل پے ہاتھ رکھے اسے دیکھے گیا۔

اپنے کہے الفاظ کا احساس ہوا۔ تو فوراً سے پلکیں بھاری ہوئی یں۔

وہ۔۔۔وہ۔۔میں۔۔۔؟؟ آنیہ سے بات نہ بن پائی۔

آپ بھی اتنا ہی ضروری ہیں۔ میرے لیے۔۔جتنا یہ سانسیں۔۔۔! کہتے ہی میر ہادی نے آنیہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے خود سے قریب کیا۔ کہ آنیہ لرز ہی گ ئی۔

وہ میر ہافی سے ایسی قربت کی خواہشند تو تھی۔ لیکن۔۔۔امید نہ تھی۔

میر۔۔۔؟؟ اسکی طرف بمشکل دیکھتے وہ زیرِلب کہتے آنکھیں موند گ ئی۔

جبکہ میر ہادی سے اپنے جذبات آج قابو میں نہیں رہے تھے۔اور دھیرے سے سامنے کھڑی اس مومی گڑیا کے چہرے پے جھکا۔

کہ دروازے کی ناک پے ٹھٹھکتا منہ بنا گیا۔

آنیہ نے آنکھیں کھولیں۔جبکہ میر ہادی کوابھی بھی اپنے چہرے کے ساتھ چہرے جوڑے دیکھ پھر سے بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔

دروازے پے پھر سے ناک ہوئی۔

باہر۔۔۔کوئی۔۔۔؟؟ آنیہنے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

لیکن میر ہافی اپنی پیا بجھاتا ہی پیچھے ہٹا تھا۔

ایوری ڈے از ناٹ سنڈے۔۔۔۔!ایک آنکھ ونک کرتا پیچھے ہوتا۔وہ آنیہ کے ہرے پے کھتا گلال دیکھ چکا تھا۔

ملازمہ کھانے کے لیے کہنے آئی تھی۔ دونوں آگے پیچھے دل کو سنبھالتے باہر نکلے تھے۔ جبکہ آج میر ہافی کی نظروں کا مفہوم

ہی بدلا ہوا تھا۔ اور دل تھا کہ دھڑک دھڑک کے اسکی جان نکال رہا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

چپ۔۔۔! ایک دم چپ۔۔۔! اور خبردار۔۔اس گھر کے کسی بھی فرد کے متعلق کچھ بھی کہا ہو تو۔۔۔! میں لحاظ نہیں کروں گا۔ چار دن بعد دو تاریخ آجائے گی۔ اپنی بات پے قائم رہنا۔ سمجھیں آپ۔

آہان غصہ ضبط کرتا جیسے ہی باہر نکلا۔ منہ کے آگے کھڑی ہنیہ سے ٹکرایا۔

تمہیں سکون نہیں۔۔اپنے کمرے میں۔۔؟؟ دانت پیستا وہ اسے یوں چھپ کے باتیں سنتا دیکھ بھڑکا تھا۔

نہیں۔۔۔! پہلی بار وہ دل سے مسکرائی تھی۔

آہان نفی میں سر ہلاتا وہاں سے واک آؤٹ کرتا نیچے اترے گیا۔

ارے بات تو سنو۔۔۔! تم سے۔۔کچھ کہنا تھا۔ وہ بھی پیچھے لپکی۔

جبکہ نیچے پہنچتے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی زور سے ہانیہ کے منہ پے دروازہ بند کیا تھا۔ کہ وہ ایکدم پیچھے ہٹی۔

کھڑوس۔۔ نک چڑا۔۔۔! دروازہ کھولو۔۔۔ورنہ۔۔۔۔؟؟

ورنہ۔۔ کیا۔۔؟؟ہانیہ خود سے سوچنے لگی۔کیا دھمکی دوں اسے۔۔؟؟

ہاں۔۔۔؟؟؟؟

دروازہ کھولو۔۔۔ کھڑوس انسان۔۔۔! ورنہ سب کو بتادوں گی۔۔ تم اپنی بیوی کے ساتھ۔۔۔!

ابھی اس کے الفاظ پورے نہ ہوئے تھے۔ کہ آہان نے دروازے کھولتے اسے اندر کیا۔ اور جھٹ سے پھر سے بند کر دیا۔ جبکہ اوپر سے دیکھتی نور کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

کیا بول رہی تھی۔۔؟؟ کیا میں اپنی بیوی کے ساتھ۔۔؟اسے دروازے کے ساتھ پن کیے وہ اسکے بہت قریب کھڑا ہوتا پھنکارا تھا۔

یہی۔۔۔ کہ ۔۔ت م۔۔۔اپنی۔۔بیوی کو۔۔اوپر۔۔۔ کمرے

میں۔۔اکیلا۔۔ چھوڑ کے نیچے۔۔ ہوتے ہو۔اور۔۔اس لڑکی سے

شادی۔۔۔کے پیچھے تمہارا کیا مقصد ہے۔۔اگر بتادو گے تو۔۔ تمہارا راز

رکھوں گی۔پکا پرامس۔

آہان کو وہ تڑیاں لگاتی اس وقت انتہائی زہر لگ رہی تھی۔

اور اگر نہ بتاؤں تو۔۔۔؟؟ اسکے بالوں کو مٹھی میں لیتے وہ سرد

لہجے میں بولا۔

پھر۔۔۔اس لڑکی کو تمہاری سچائی بتا دوں گی ۔ تم اسے بے وقوف

!بنا رہے ہو۔ تم اس سے پیار نہیں کرتے۔۔۔

ہانیہ بنا کچھ بھی سوچے سمجھے بس بولے جا رہی تھی۔

وہ جانتی ہے۔وہ اسکے بہت قریب ہو چکا تھا۔ہانیہ نے دانت پیستے اسے خود

سے پرے دھکیلا۔وہ بھی پیچھے ہٹ گیا۔

زیادہ فری مت ہو۔۔۔اور مجھے بتاؤ۔۔۔ کہ کون ہے وہ لڑکی۔ جسے تم ہمارے گھر میں لے کے آئے ہو۔ اب کی بار وہ سختی سے بولی۔

تمہارا گھر۔۔۔؟؟اوہ۔۔رئیلی۔۔۔؟؟؟

آہان نے مذاق بنایا۔ہانیہ کے ماتھے پے بل پڑے۔

ایک سرپرائز ہے تمہرے لیے۔ وہ ڈرسنگ پے بیٹھتا اب کی بار اسے چڑانے کے فل موڈ میں تھا۔

ڈیڈ نے اس لنگور آئی مین۔۔۔کبیر کے گھر والوں کو تمہارے رشتے کے لیے ہاں کر دی ہے۔۔۔۔! کانگریٹس۔۔۔!

آہان کی بات پے ہانیہ کا میٹر ہی گھوم گیا۔

بکواس بند کرو۔۔۔اپنی۔۔۔! میں کبھی اس سے شادی نہیں کروں گی۔اس نے انگلی اٹھا کے وارن کیا۔

All the best for your mission impossible.

And now get lost.

اپنی جگہ سے اٹھتے وہ دھاڑا تھا۔ہانیہ نفرت سے اس سے منہ پھیرتی باہر نکل گ ئی تھی۔ اب کی بار اسکا رخ ماں کے کمرے کی طرف تھا۔ وہ جانتی تھی۔ابتسام ڈیڈ آج گھر نہیں۔اسے ماں کو اپنی طرف کرنے کا موقع مل گیا تھا۔وہ بھی سنہرا موقع۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ممّا۔۔۔! آپ ڈیڈ سے کہہ دیں۔مجھے اس لنگور سے شای نہیں کرنی۔

آج ہی ہانیہ کو پتہ چلا تھا۔کہ اس کے ڈیڈ نے اسکے رشتے کے لیے ہاں کر دی تھی۔وہ آپے سے باہر ہو رہی تھی۔

کیا مطلب۔۔؟؟ کیوں نہیں کرنی۔۔؟؟ابرش کو اسکی خودسری پہ بے انتہا غصہ آیا۔

مما۔۔۔! میں۔۔۔ نہیں کرنا چاہتی۔۔اس سے شادی۔۔اسلیے۔۔۔! ہانیہ بے بسی سے بولیم

کیا۔۔۔؟؟تم۔۔کسی اور سے۔۔۔۔؟؟کسی ڈر کے تحت ابرش نے پوچھا۔

ہانیہ کو جان چھڑانے کا موقع مل گیا۔

اور سر جھکایا۔

جی مما۔۔۔! بہت مکینی صورت بنائی۔ ابرش نے خود پے قابو رکھتے گہرا سانس خارج کیا۔

کون ہے وہ۔۔۔؟؟جبکہ اپنی آواز بھی آج اجنبی لگ رہی تھی۔

یونی فیلو ہے۔۔۔! ابھی بھی دھیرے سے جواب آیا۔

نام۔۔۔؟؟ابرش اس سے ابھی تفتیشی انداز میں سوال کر رہی تھی۔

وہاج۔۔۔۔! مما وہ بہت اچھا لڑکا ہے۔نیک اور شریف۔۔۔بس۔۔ایک چیز کی کمی ہے۔کہتے کہتے منہ بناتے اداسی سے بولی۔

کیا۔۔۔؟؟وہ جو اسے ہی سن رہی تھیں۔اسکے اٹکنے پے چونکیں۔

وہ ہمارے اسٹینڈرڈ کا نہیں ہے۔۔۔ مطلب۔۔۔امیر نہیں ہے۔۔۔

ہانیہ کے دکھی انداز میں کہنے پہ ابرش نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ۔۔ کچھ بننا چاہتا ہے۔۔۔اپنے پیروں پے کھڑا ہون چاہتا ہے۔۔ پھر ہی میرے لیے ڈیڈ سے۔۔۔؟؟ بات۔۔ کرے۔۔ گا۔۔۔

آخری الفاظ اٹک اٹک کے بولے۔ابرش کی گھوری نے اسے ڈرا دیا تھا۔

اسے کہو۔ کل مجھے آفس میں آ کے ملے۔

ابش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

سچ مما۔۔۔؟؟ مطلب۔۔اس لنگور۔۔۔آئی مین۔۔۔ اس کبیر سے میری جان چھوٹ جائے گی۔

اسکے چہطھانے پے ابش نے اسے پھر گھوری سے نوازا۔

اوہ۔۔۔ تھینک یو مما۔۔۔! یو آر سو سویٹ۔۔۔ہانیہ نے ابرش ک گلے سے لگایا۔

ہانی۔۔۔!کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے میں اس سے ملوں گی۔اگر وہ مجھے اچھا لگا۔توآپ کے ڈیڈ سے بات کروں گی۔

اور میں جانتی ہوں۔۔ڈیڈ اپنی جند جان کی بات کبھی نہیں ٹالیں گے۔

ہانیہ روانی میں بولتی چلی گئی۔ ابرش کے تنبیہہ انداز میں دیکھنے پے وہ سوری کرتی باہر نکل گئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اپنی زندگی کو میر ہادی کے سنگ شروع کرنے پے وہ بہت خوش تھی۔میر ہادی جتنا پولائیٹ تھا۔ اس کے لیے اسکی محبت نچھاور کرنے کا ہر انداز اسے بھایا تھا۔

وہ خود کو خوش قسمت لڑکی تصور کرنے لگی تھی۔

آنے والے وقت سے بے خبر وہ اپنی آج کی حسین صبح کو اپنے شوہر کے میر ولا کے گارڈن میں ایک ساتھ واک کرتے جی رہی تھی۔میر ہادی نے اسکا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

آج آپ کچھ زیاہ نہیں شرما رہیں۔۔۔؟؟میر ہادی نے اسکے چہرے کے گلابی پن کو دیکھا۔ جس پے اسکی محبتوں کا رنگ کچھ الگ انداز میں ہی چڑھا تھا۔

نہیں تو۔۔۔۔۔!کیوں۔۔؟آنیہ اگنور کر گ ئی۔

میرِ آن۔۔۔!میرے پاس آپ کے لیے ایک سرپرائی ز ہے۔ میر ہادی کو کچھ یاد آیا تو جھٹ سے بولا۔

کیسا سرپرائی ز۔ ۔۔؟؟ وہ پرشوق انداز سے اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

ہم۔۔ہنی مون پے جا رہے ہیں۔دب ئی۔

میر ہادی کے بتانے پے آنیہ کے چہرے کی رونق ایک دم ماند پڑی۔

کیا ہوا۔۔؟سرپرائی ز پسند نہیں آیا۔۔۔؟؟

ایسی۔۔۔بات نہیں۔!کب جانا ہے۔۔؟؟اب کے بار دھیرے سے پوچھا ۔

دو دن بعد۔۔فلائی یٹ ہے۔ میر ہادی اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ نوٹ کر رہا تھا۔

اتنی جلدی۔۔۔؟؟آنیہ پریشان ہوئی۔

کوئی ایشو ہے کیا۔۔؟؟ میر ہادی کو اسکا منع کرنا پسند نہ آیا۔

وہ۔۔میری ڈیوٹی ان دنوں گائنی وارڈ میں لگی ہے ۔ ایک ہفتے تک کے لیے تو میں وہاں سے ایک چھٹی بھی نہیں لے سکتی۔ بہت مشکل۔ہو جائے گا۔۔۔ کیا کروں میں۔۔؟؟ آنیہ کے چہرے پے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ جو میر ہادی کو بالکل نہ بھائے۔

کب جانا چاہتی ہیں آپ۔۔؟؟میر ہادی کی بات پے وہ چونکی۔

ایک ہفتے بعد چلیں۔۔۔؟؟آنیہ نے اسکے کندھے پے ہاتھ رکھتے لاڈ سے پوچھا۔

اوکے۔۔۔جیسے آپ کی خوشی۔

میر ہادی نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔ اور اندر کی طرف بڑھا۔ جبکہ دور اوپر اپنے روم سے کشش انہیں یوں ہنستا مسکراتا دیکھ بے انتہا خوش تھی۔
اور آج ہی انکی نظر اتارنے کا سوچتی وہ ونڈو سے دور ہٹی تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔؟؟ میں یہ سب کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔۔؟؟؟ وہاج ہانیہ کی بات سنتا بہت پریشان ہوا تھا۔ وہ اسے جو کرنے کے لیے کہہ رہی تھی۔
اس میں اسے صرف اپنے لیے جوتے پڑتے ہی نظر آرہے تھے۔
کچھ نہیں ہوتا۔ بس تمہیں جیسا کہا ہے ویسا کرتے جاؤ۔۔ ویسے بھی تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے۔ اور تمہیں میں پیسے دے رہی ہوں۔۔۔ تو اتنے زیادہ پیسوں پے تمہیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔

ہانیہ نے اسے لالچ دیا۔ وہ چپ سا ہو گیا۔ اسے واقعی پیسوں کی ضرورت تھی۔ اس نے قرضہ لیا ہوا تھا۔ جو اتارنا تھا۔ اور وہ شخص اسے اچھا خاصا تنگ کر رہا تھا۔

لیکن اگر۔۔۔ کسی کو سچائی پتہ چل گ ئی تو۔۔۔؟؟ وہاج کی نیم رضامندی دیکھتے ہانیہ کے چہرے پے مسکراہٹ ابھری۔

ایکٹنگ کرنا۔۔۔ اوور ایکٹنگ مت کرنا۔۔ کبھی نہیں پکڑے جائیں گے۔

ہانہ نے اسے ایک آنکھ ونک کی۔

اور۔۔۔ اگر۔۔۔ تمہارے ڈیڈ نے مجھے پکڑ کے وہیں بیٹھا کے میرا تم سے نکاح کروا دیا تو۔۔۔؟؟ دیبہ ک کیا ہو گا۔۔۔؟ وہ مجھے جان سے مار ڈالے گی۔

وہاج اپنی منگیتر کے زکر پے تھوڑا پریشان ہوا۔

کچھ نہیں ہوتا۔اس سے پہلے ہی میں معاملہ نپٹالوں گی۔بس کبیر کا پتہ صاف کرنا ہے۔اس کا پتہ صاف ہوتے ہی تمہارا پتہ۔۔۔آئی مین۔۔ اس معاملے سے تمہیں نکال لوں گی۔

کولڈڈرنک کالاسٹ سپ لیتے وہ اٹھی تھی۔

یادرہے۔۔آج چار بجے۔۔۔مما کے آفس میں۔۔!تیار رہنا۔

اور پلیز بی کونفیڈینٹ۔۔۔!بس جیسا سمجھایا ہے۔وہی کرنا۔۔باقی میں سب سنبھال لوں گی۔

کہتے ہوئے وہ نکلتی چلی گ ئی۔ جبکہ پاس ہی ایک ٹیبل پے کیپ منہ کے آگے کیے۔ انکی ساری باتیں سنیں تھیں‌س اور زیرِ لب مسکرایا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

dr aniya. Come fast. Its an emergency....

آنیہ جو وارڈ میں سب کا روٹین چیک اپ کر رہی تھی۔نرس کے بلانے پے بری طرح چونکتی۔وہ مڑی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟آنیہ کا دل دھڑکا۔

میم۔۔!وہ ایک لیڈی کو بہت پین ہو رہا ہے پلیز جلدی چلیں۔اس نے شور مچایا ہوا ہے۔وہ نرس پریشان ہوتی بولی تھی۔

آنیہ نے فوراًسے بیشتر وہاں جانا مناسب سمجھا۔

تم لوگ۔۔۔آخر۔۔۔کر کیا رہے ہو۔۔؟؟میری بیوی اور بچے کی جان کیوں نہں بچا رہے۔۔۔؟؟آپریشن کیوں نہیں کر رہے۔۔؟؟ایک شخص اونچی اونچی آواز میں چلا رہا تھا۔

آنیہ نے اسکی پرواہ نہ کرتے ہوئے مریض کو چیک کیا۔

انکا بی پی ہائی ہو رہا ہے۔ انہیں اوٹی میں لے چلیں۔ فوراً۔آنیہ نے چلاتے ہوئے کہا۔ جبکہ وہ لڑکی وئی بیس سال کے لگ بھگ تھی۔ درد سے دہرئی ہوئی جا رہی تھی۔

کیا کیا ہوا۔۔۔؟؟ سارہ۔۔۔میری جان۔۔۔تم۔۔۔ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔! کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔ ہمارے بیٹے کو۔۔۔! وہ سٹریچر پے لیٹی درد سے تڑپتی اپنی بیوی سے دیوانہ وار مخاطب تھا۔

پلیز۔۔۔! انھیں لے جانے دیں۔آنیہ نے اس شخص کو سخت انداز میں کہا۔ جبکہ خود ڈاکٹر عائلہ کو کال کرنے لگی۔ جو کال ہی پک نہیں کر رہی تھیں۔

کال کرتے ہوئے وہ ریسپشن پے آئی۔

اسوقت ہاسپٹل میں کوئی سینئر ڈاکٹر ایویلیوبل نہیں۔۔۔ موسٹلی کانفرنس اٹینڈ کرنے گئے تھے۔جن میں لیڈی ڈاکٹرز بھی تھیں۔ اور میل ڈاکٹرز بھی۔۔ارتسام کو کال ملائی لیکن وہاں بھی سگنل کا ایشو تھا۔

آنیہ۔۔بیٹا۔۔۔!آپ کی آواز کلی ئی ر نہیں آ رہی۔ ۔۔۔ میں کانفرنس سے فری ہوتے ہی آپ کو کال کرتا ہوں۔ ارتسام بات ختم کرتا ساتھ ہی کال بند کر گیا۔

اوہ خدایا۔۔۔!اب کیا کروں۔۔؟وہ لڑکی۔۔۔؟؟آنیہ پریشان ہو گ ئی۔

ناظرین آپ کو بتاتے چلیں۔۔۔ڈاکٹرز کا احتجاج زور پکڑ رہا ہے۔اگر انکے مطالبات پورے نہ کیے گ ئے۔ تو وہ ملک گیر احتجاج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ناظرین۔۔ابی کی تازہ ترین اپ ڈیٹس کے ساتھ حاضر ہیں۔۔۔۔۔۔ جگہ پے۔۔ڈاکٹرز کی توڑ پھوڑ۔۔گاڑیوں کو جلا دیا گیا۔۔۔ مریض تڑپ رہے ہیں۔لیکن۔۔۔زندگی دینے والے مسیحا ہی اب زندگی چھیننے لگے ہیں۔فوٹیج میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔نجی و سرکاری ہاسپٹلز کے تمام ڈاکٹرز اس ملک گیر احتجاج میں حصہ لے رہے ہیں۔کلینک ہو یا ہاسپٹل۔۔۔ی تو وہ بند کروا رہے ہیں۔۔یا وہاں توڑ پھوڑ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر پلیز چلیں۔۔۔وہ بہت شور مچا رہے ہیں۔

نرس پھر سے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ آنیہ جو ایل ای ڈی پے خبریں سنتی پریشان ہو رہی تھی۔ نرس کے پکارنے پے چونکی تھی۔

ہاں۔۔ ٹھیک ہے۔ چلو۔۔۔میں آ رہی ہوں۔آنیہ نے لمحے کے ہزارویں حصہ میں فیصلہ کیا۔

کیا آپ۔۔۔؟؟آپ کریں گیں۔۔؟؟؟نرس حیران ہوئی۔

شزا۔۔۔!جب۔۔ڈاکٹر مسیحائی چھوڑ کے گیوں بازاروں میں لٹیرے بنے پھرنے لگیں تو کسی کو تو یہ بیڑا اٹھانا ہے ناں۔۔۔؟ ورنہ انسانیت مر ہی جائے گی۔

آنیہ کی بات پے نرس شا مسکرائی تھی۔ اسے اپنی اس جون ئیر ڈاکٹر سے آج سچ میں عقیدت ہوگ ئی تھی۔

دیکھو ڈاکٹر۔۔۔! میرے بیٹے کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ میں بتا رہا ہوں۔۔ ورنہ چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔۔۔! وہ شخص بد معاشی انداز میں بولا۔

اپنی آواز دھیمی رکھو۔ یہ گھر نہیں تمہارا۔۔ ہاسپٹل ہے۔ اور اللہ سے دعا کرو۔ کہ وہ دونوں ماں اور بچے کی زندگی دے۔ آنیہ اسے سخت سناتی اندر آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھ گئی۔

کیس تو نارمل تھا۔ لیکن بروقت طبّی امداد نہ ملنے کی وجہ سے کافی خراب حالت ہو گئی تھی۔ ڈریپ سیٹ کرتی وہ باہر آئی۔ اور نرس کو کچھ ہدایات کرتی آگے بڑھی۔ اب وہ پھر سے کال ٹرائی کر رہی تھی۔ شکر تھا کہ ابھی انکا علاقہ اس جھگڑے فساد سے بچا ہوا تھا۔ لیکن کب تک۔۔؟

ابھی وہ کال کرنے کا سوچ رہی تھی کہ ارتسام کا میسج آیا۔

آنیہ حالات یہاں بہت نازک ہو چکے ہیں۔ کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں۔۔۔ اچھے خاصے جھگڑے شروع ہو چکے ہیں۔ آپ جتنی جلدی ہو سکے گھر چلی جائیں۔ اور ہاسپٹل میں تمام مریضلوں کبھی ڈسچارج کر دیں۔ کوئی پتہ نہیں وہاں بھی کسی وقت بھی حالات خراب ہو سکتے ہیں۔

بیٹا۔۔۔! میر ہادی کو فون کر کے کہیں۔ کہ وہ آ کے آپ وک لے جائیں۔ ہاسپٹل مت رکیے گا۔ ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔؟؟

چاچو۔۔۔؟؟

آنیہ انکی بات پے سخت پریشان ہوئی تھی۔ و

دوری طرف وہ ضڑکی درد سے تڑپ رہی تھی۔ اور ادھر۔۔ اسے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کی ہدایات مل رہی تھیں۔

اور پھر فیصلہ ہو گیا۔ آنیہ نے اس لڑکی اور بچے وہ ہوا ہانیہ کے لیے دیوانہ ہو رہا تھا۔ وہ ان چھوئی چھوٹی سی اور تیکھی سی لڑکی اسے ل و جان

سے بھائی تھی۔ اور وہ اسے ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جس دن سے وہ انک کے گھر سے لوٹا تھا۔ اسکا دل بے چین تھا۔ اسکی چھٹی حس بتا رہی تھی۔ کہ وہ لڑکی انکار کر دے گی۔ اور وہ ہر صورت اسے اپنا بنانا چاہتا تھا۔ چاہے طریقہ کچھ بھی ہو۔ یہی سوچتے اس نے اپنے اعتبای آدمی کو کال کی۔ اور ہانیہ کو کڈنیپ کروانے کا پلان ترتیب دیا۔ اس صورت میں وہ اسے حاصل کر سکتا تھا۔ پلان ترتیب دیتا وہ ایک آسودہ مسکراہٹ کے ساتھ سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا گیا۔

یو آر اونلی مائن۔۔۔۔! سگریٹ سلگاتا وہ بہت کچھ سوچ چکا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابتسام۔۔۔ آپ دیکھ لیں۔ اس لڑکی کو اپنے گھر رکھ کے آپ نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔ مجھے صحیح نہیں لگ رہا۔۔۔ وہ لڑکی۔۔۔ تمہاری کمزوریاں جاننے آئی ہے۔ اور تم نے اسے اپنے گھر کا راستہ بتا دیا۔۔؟؟

کرنل اچھے خاصے ناراض تھے۔

سر۔۔۔!ٹرسٹ می۔۔۔وہ کچھ نہیں کر پائے گی۔ جب دشمن سامنے ہو تو اسکی ہر چال پے نظر ہوتی ہے۔ مجھ پے بھروسہ رکھیں۔وہ لڑکی ہی سلطان تک پہنچنے کا زریعہ بنے گی۔ابتسام نے یقین سے کہا۔

تم بھول رہے ہو ابتسام۔۔۔۔آہان الریڈی شکار بن چکا ہے اسکا۔اور ایسے میں وہ لڑکی اسی کڑی کا حصہ ہے۔وہ آہان کے پیچھے تعاقب میں آئی ہے۔

اور وہ۔۔۔؟؟؟!

سر۔۔۔ہمیں صرف نور فاطمہ تک پہنچنا ہے۔وہ اب بھی انکی قید میں ہے۔ اور جب تک وہ ہمیں مل نہیں جاتی۔ہم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اب انتظار ہے تو صرف دو تاریخ کا۔۔ اسکے بعد اس لڑکی کا چیپٹر بھی کلوز۔

ابتسام نے انکی بات کاٹتے اپنالائحہ عمل ان سے شئیر کیا۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔کہ وہ بچی جلد از جلد بازیاب ہو جائے۔اور یہ لڑکی بہروپیا۔۔ اپنے انجام کو پہنچے۔ اور اسکا باپ۔۔۔وہ سلطان وہ

بھی اپنے انجام کو پہنچے ۔ جس نے اپنی بیٹی کو استعمال کرتے ہوئے تم تک پہنچنا چاہا۔ اور تمہارے زریعے وہ آہان کی پہچان تک پہنچنا چاہتے ہیں۔اورا گروہ اس تک پہنچ گ ئ ے تو تم جانتے ہو۔۔۔کتنے راز کھل جائ یں گے۔۔۔ جو نہیں کھلنے چاہیں۔

فکر نہ کریں سر۔۔۔! وہ میرا بیٹا۔۔ہے۔۔ایہان ابتسام خان۔اورا سکے لیے میں اپنی آخری سر توڑ کوشش کروں گا۔۔۔!اورا سکی پہچان تک میرے گھر والے نہیں پہنچ سکے تو۔۔کوئی اور کیسے پہنچ سکے گا۔۔؟؟ لیکن جب وراثت کا بٹوارا ہو گا تب۔۔۔؟؟تب یہ راز کھل جائے گا۔۔ ابتسام ۔۔ کیونکہ وراثت میں۔ ۔۔ لے پالک بچے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔۔۔

ایک لمحے کو ابتسام چپ ہی ہو گیا۔۔۔واقعی۔۔اس وقت پے تو واقعی یہ راز کھل جانا تھا۔اورایک طوفان آنا !

جائیداد کیا چیز ہے۔۔۔ ! میں اپنی جائیداد کا وارث صرف اور صرف آہان کو بناؤں گا۔ اور اسکے لیے صرف اتنا کرنا ہے۔۔۔ مجھے۔۔۔ ؟؟

کہتے ہوئے ابتسام کا دل دکھا تھا۔

میں ہینڈل کرلوں گا۔ابتسام زیرلب مسکرایا۔وہ جانتا تھا کہ یہ کام سب سے مشکل ہے۔

آل دابیسٹ۔۔۔! مجھے پورا یقین ہے۔تم کامیاب ہوگے۔۔۔!اس ملک کو بچانے میں بھی اور رشتوں کو بھی۔

کرنل نے اسے مسکراتے کہا۔جبکہ ابتسام نے دل میں آمین کہا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہمممم۔۔۔تو آپ کا اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔۔؟؟

ابرش وہاج سے سارا انٹرویو لے چکی تھی۔اسے وہاج بہت زیادہ اچھا نہں لگا تھا تو برا بھی نہیں لگا تھا۔انکی بیٹی کی پسند تھا۔

اور کبیر کی بانسبت انہیں زیادہ اچھا لگا تھا۔

تو مما میں او کے سمجھوں۔۔۔؟ وہ جو کتنی دیر سے چپ بیٹھی سارا انٹرویو سن رہی تھی۔ بالآخر بول پڑی۔

ہممم۔۔۔ کل تک بتاؤں گی۔ آپ کے ڈیڈ سے بات کر کے ہی۔۔۔!

ابرش نے سنجیدہ انداز میں کہا تو ہانیہ نے سکون کا سانس لیا اور وہاج کو اشارہ کیا۔

وہ اجازت لیتا وہاں سے اٹھ گیا۔

مما۔۔۔! آپ ڈیڈ سے کریں گیں ناں۔۔ بات۔۔۔؟؟؟ بہت منت بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

ہممم۔۔۔! لڑکا اچھا ہے۔ سوچ بھی اچھی ہے۔۔ کروں گی بات۔ ابرش نے اسے امد دلائی اور وہ خوشی سے باہر نکل آئی۔

جہاں وہاج اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

تم۔ پھساؤ گی مجھے۔۔۔! وہ دھیرے لیکن سخت انداز میں بولا۔

چپ رہو۔۔۔دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ چلو یہاں سے۔۔اسکا بازو تھاااور باہر نکلی۔

یہ پکڑو۔اور نکلو۔۔۔۔! اسے چپکے سے پیسے دیتی وہ اسے جانے کا بولتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گ ئی۔ جہاں کوئی اسکی تاک لگائے پہلے سے موجود تھا۔ وہاج منہ بناتا اپنے رستے ہولیا۔

جبکہ آدھے راستے میں ہی ہانیہ کی گاڑی خراب ہو گ ئی۔

باہر نکل کے گاڑی کو چیک کیا۔ لیکن اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔ کہ آخر مس ئی لہ کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟

کہ تبھی کسی نے پیچھے سے اسکے سر پے وار کیا۔ جس کی وجہ وہ وہیں بے ہوش ہوگ ئی۔ پچھے سے ہی اس مارنے والے نے اسے تھاما۔ اور اپنی گاڑی کیجانب لے کے بڑھا۔ اور پلک جھپکنے میں وہ وہاں سے ہانیہ کو لیے غائب ہوا تھا۔ لیکن کوئی تھا جو اسکے تعاقب میں تھا۔ ہر پل ہر لمحہ۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ڈیڑھ گھنٹے کے مشکل ترین آپریشن میں بلاآخر کامیاب ہوگئی تھی۔ بچے کی روتی آواز کانوں میں پڑی اور اس ننھی جان کو ہاتھوں میں اٹھایا تو آنیہ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

مبارک ہو میم۔۔۔!آپ کامیاب ہوگئیں۔

نرس نے پاس آتے کہا۔ توآنیہ کے فرط جذبات سے آنسو نہ رکے۔ بچہ نرس کو تھمایا۔اور اپنا باقی کا کام مکمل۔ کرنے لگی۔

کیسا ہے میرا بچہ۔۔۔؟؟؟وہ شخص بھاگتا ہوا باہر نکلتی آنیہ تک پہنچا تھا۔

ڈونٹ وری ماں اور بچہ دونوں ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر جلدی چلیں۔۔۔ مسئلہ ہوگیا ہے۔

ابھی آنیہ کے الفاظ منہ میں تھے کہ نرس بھاگتی ہوئی آئی۔ ۔اسکے چہرے پہ واضح گھبراہٹ تھی۔

آنیہ واپس اندر کی جانب بھاگی۔ لیکن۔۔۔ شاید بہت دیر ہو گ ئی تھی۔
۔۔ وہ لڑکی بچ نہیں پائی تھی۔۔۔۔ کچھ لمحے پہلے وہ اسے ٹھیک چھوڑ کے گ ئی تھی۔ اور اب وہ۔۔موت کے منہ میں جا چکی تھی

آنیہ تو سن ہی ہو گ ئی تھی۔ اسے یقین نہ آیا۔ کہ تبھی ڈاکٹر بچہ اٹھائے اسکیجانب بڑھی ۔ وہ رو رہی تھی۔ آنیہ نے پتھرائی نظروں سے اسے دیکھا۔ نرس نے روتے ہوئے اسکی طرف دیکھتے نفی میں سر ہلایا ۔
آنیہ کینظریں اس بچے پے گ ئی یں۔ ابھی تو وہ بچہ رو رہا تھا۔ اسکی سانس چل رہی تھی۔ وہ زندگی سے بھرپور تھا۔اوریوں اچانک۔۔۔
دونوں کا مر جانا۔۔۔؟اچانک سے۔۔؟؟کیسے۔۔۔؟؟
وہ بے آواز روئے جا رہی تھی۔

باہر سے شور کی آواز پے آنیہ ہوش میں آئی۔ باہر ہی کی جانب رخ کیا۔ جہاں باہر نکلتے اسکے رونگٹے کھڑے ہوگ ئے تھے۔

گرفتار کرلیں اسے۔۔انسکپٹر صاحب۔۔۔اسی نے مارا ہے میرے بچے کو۔۔۔اور میری بیوی کو۔۔۔! وہ شخص رو رو کے دہائی یاں دے رہا تھا۔

اور آنیہ بس ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ کہ ایک لیڈی کانسٹیبل نے اسے حراست میں لیا ۔ اور اپنے ساتھ کھینچتی چلی گ ئی۔ جبکہ آنسو متواتر بہتے چلے جا رہے تھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہر سوچ یہیں آ کے ختم ہورہی تھی۔ کہ وہ ایک قاتل ہے؟ وہ ایک قاتل کیسے ہوسکتی ہے۔۔؟ جبکہ اسکا کوئی قصور نہیں۔۔۔؟ اسکا کوئی بھی یقین نہیں کر رہا تھا۔

بھانت بھانت کی آوازوں نے جیسے اسکا حوصلہ توڑ دیا تھا۔

جیل کی چار دیواری کے اندر بیٹھی وہ خالی خالی نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

یہ ڈاکٹر نہیں۔۔یہ قصائی ہے۔ ایسے ڈاکٹرز ہوتے ہیں۔۔۔؟؟ ماں اور بچے دونوں کی جان لے لی۔۔۔

ارے جب آپ کو آپرشن کرنا نہیں آتا تو آپریشن کیا کیوں ؟؟

ماں کی جان بھی چلی گ ئی اور بچے کی بھی۔

ایسے لوگوں کو تو جینے کا بھی حق نہیں ہونا چاہیے۔مر جانا چاہیے۔۔۔ایسے قصائیوں کو سیدھی پھانسی ہونی چاہیے۔۔

کوئی انکو پوچھنے والا نہیں۔۔۔ جعلی ڈگریوں پے یہ ڈاکٹر بنتے ہیں۔۔ اور غلط آپریشن کر کے لوگو ں کی جان لے لیتے ہیں۔

اس نے اپنے کانوں پے ہاتھ رکھ کے ان آوازوں کو خود سے دور کرنا چاہا لیکن۔۔وہ آوازیں اب بھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہیں تھیں۔

آنکھوں میں کب آنسو بہہ نکلے۔اسے نہیں معلوم۔

اے۔۔۔ میڈم۔۔۔! چلو۔۔۔ ملاقات آئی ہے۔

اچانک سے لیڈی کانسٹیبل نے آکے جیل کا دروازہ کھولا۔اور اسے باہر آنے کو کہا۔

جبکہ آنیہ ابھی بھی ان آوازوں کے زیر اثر تھی۔

اے سنا نہیں۔۔؟اٹھو۔۔۔! وہ کرخت لہجے میں بولی۔جبکہ آنیہ اب کافی حر تک خود کو سنبھال چکی تھی

ملاقات۔۔۔؟جیل سے باہر نہیں ہوتی۔۔۔! جسے ملنا ہے۔یہیں آکے ملے۔

آنیہ نے اپنے حواس قائم رکھتے اسے سخت انداز میں جواب دیا۔

اے۔۔ ہمیں نہ سیکھا۔۔۔ جتنا کہا ہے۔وہ کر۔۔! اس نے ڈنڈا جیل کی سلاخوں پہ زور سے مارا۔آنیہ نے لب بھینچے۔

وہ غلطی پہ غلطی نہیں کرسکتی تھی۔

مجھے نہیں جانا۔ مضبوط لہجے میں کہتی وہ اسکے سامنے ڈٹ گ ئی۔

تیری تو۔۔۔۔! وہ آگے بڑھی۔ کہ۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔؟؟ تم یہاں۔۔؟؟ ایک اور لیڈی کانسٹبل وہاں پہنچتی اسے روک چکی تھی۔ اور ساتھ ہی اپنے پیچھے کھڑے شخص کی جانب اشارہ کرتے اسے وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔ تو وہ بھی سمجھتی ہوئی وہاں سے نکل گ ئی۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ آنیہ بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ اتنی دیر سے ضبط کیے آنسو آخر کار بہہ نکلے۔

آگے بڑھتے اس شخص کے قریب پہنچی۔ بے آواز آنسوؤں کو میر ہادی نے اپنی انگلی کی پوروں سے اسکے گالوں سے اٹھالیا ۔ نظر سامنے کھڑی لڑکی پے ڈالی۔ تو ایک بار پھر اپناہا تھ اپنے دل کے مقام پے گیا۔

جواب بھی اسے دیکھ اپنی جگہ پے دھڑکے۔اور وہ اپنے دل کے آگے خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

میں نے۔۔۔۔۔کچھ۔۔۔نہیں۔۔؟؟؟اپنی صفائی میں آنیہ نے کہنا چاہا۔ لیکن آنسوؤں کا بڑا گولہ حلق میں پھس گیا۔

جانتا ہوں۔۔!دو لفظی جواب پے آنیہ نے اسکی طرف سر اٹھا کے دیکھا۔

میر ہادی نے اسکا ہاتھ تھاما۔

آنیہ کو لگا۔جیسے وہ ایک مضبوط سائی بان میں آگ ئی ہو۔

میر ہادی نے اسکا ہاتھ تھامے بنا کسی کی پرواہ کیے اسے لیے جیل سے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

جبکہ آنیہ تو اسکی اتنی دیدہ دلیری پے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی ہی رہ گ ئی۔

وہ اسے لیے پولیس اسٹیشن سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اور گاڑی میں بٹھاتا۔گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔

وہاں موجود سبھی نے ان دونوں کو جاتے دیکھا تھا۔ لیکن کسی میں اتنی جرات نہ ہوئی کہ کوئی روک پاتا۔ یہی بات آنیہ کو سمجھ نہ آئی۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔۔؟؟

جبکہ اس پے تو پولیس پرچہ بھی کاٹ چکی تھی۔ مما وکیل ہوتے کچھ بھی کچھ نہ کر پائی یں۔ تو ۔۔؟؟ میر ہادی نے کیسے کر لیا سب؟

❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہانیہ کو لیے وہ شخص ایک خفیہ جگہ پے پہنچا تھا۔ اور اسے ایکجگہ زمین پے لٹایا۔ نظروں سے ہانیہ کا مکمل ایکسرے کیا۔ اور جیب سے موبائل۔ نکالتا کال ملانے لگا۔

باس۔۔ کام ہو گیا۔۔۔! نظروں میں ہوس لیے اس نے مقابل کو بہت فخر سے بتایا۔

ٹھیک ہے۔اس کو قابو میں رکھو۔ لیکن۔۔۔اسے ایک کھروچ بھی نہیں آنی چاہیے۔وہ کبیر سلمان کی ہے صرف۔یاد رکھنا۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔!

اثبات میں س ہلاتے اس نے کال بند کی۔اور چہرے پے ہاتھ پھیرتے سامنے بے ہوش پڑے وجود کو حوس سے دیکھتے سوچ بچار کرتا وہ اپنی جیکٹ اتارنے لگا۔

تھوڑا سا چھولوں گا تو کونسا باس کو پتہ چلے گا۔۔؟؟اور یہ بھی بے ہوش ہے کون سا بتائے گی۔ کہ اسکے ساتھ کیا ہوا۔۔؟؟ تھوڑا خش ہی ہو جاؤں گا۔ اتنا خوبصورت مال ہاتھ لگا ہے۔ اب بنا اپنی پیاس بجھائے آگے بھیج دی تو تف ہی تجھ پے فیضی۔

خود کو دل ہی دل میں ناور کرواتا وہ ہانیہ کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔اور اب اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔جبکہ ہانیہ دنیا جہان سے بے خبر بے ہش پڑی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آنیہ۔۔۔؟؟میری بچی۔۔۔؟کیسی ہو تم۔۔؟؟

آنیہ میر ہادی کے ساتھ جیسے ہی میر ولا میں داخل ہوئی۔ سامنے ابرش اور ابتسام کو دیکھ ٹھٹھی۔

اورماں کے گے لگی۔ سبھی وہاں اکھٹے ہوئے تھے۔ سبھی ک خبر مل چکی تھی۔

مما۔۔۔!ڈیڈ۔۔۔!میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔!ایک بار وہ پھر سے رو دی۔

ابرش نے اسے گلے سے لگایا۔جبکہ سب کی سوالیہ نظریں میر ہادی پے تھیں۔

آنیہ کو پھنسانے کی سازش کی گ ئی تھی۔

کوئی تھا وہاں ۔۔۔ ایسا۔۔۔ انسان ۔۔ جس نے یہ سب کیا۔۔۔اور الزام آنیہ پے لگ گیا۔

آپ کو کیسے پتہ چلا سب۔۔؟ابتسام نے فوراً سے سوال گرڈھا۔

میر ہادی نے ایک نظر روتی آنیہ پے ڈالی۔

ٹی وی پے جیسے خبر پڑھی۔ می ں نے آنیہکو کافی کالز کیں۔ لیکن شاید۔۔۔
سگنل کا مس ئی لہ تھا کال۔۔ نہیں لگی۔

میر نے بات گڑی۔ جبکہ وہ جانتا تھا کہ ک کرب سے گزر کے وہ یہ بات کر رہا تھا۔ کیونکہ آنیہ نے فون بند کر دیا تھا۔اور یہ بات وہ خوبصورتی سے چھپا گیا تھا۔

آپ میرے ساتھ چلیں۔ میر ہافی انہیں لیے سٹڈی روم کی جانب بڑھا۔
ابتسام اور میریامین دونوں کو ہی سچائی جاننی تھی۔ جو کام وہ نہیں کر سکے۔ کتنی کوششیں کیں لیکن کیس فائی ل۔ہو چکا تھا۔ اور وہ بے بس ہوگ ئے تھے۔

جب آنیہ کا فون نہ لگا تو میں نے رضوانکو فون کیا۔ جسے میں نے آنیہ کی حفاظت پے مامور کیا ہوا تھا۔

اسی کے زریعے مجھے پتہ چلا کہ ۔۔ آنیہ آپر ہشن تھیٹر میں ہے۔ مجھ سکون کا سانس آیا۔ راستہ میں بہت مس ئی لہ تھا۔ ڈاکٹرز کے سٹرائی یک ک

وجہ سے میں بہت مشکل سے ہاسپٹل پہنچا تھا۔ لیکن۔۔۔
وہاں۔۔ میں نے آنیہ کو نہ پایا۔ جب پتہ کیا تو رضوان نے مجھے سب بتایا۔ کہ کسی نے آنیہ کو پھسایا ہے۔ اسکا پہلا آپریشن تا۔ جو کامیاب رہا۔ لیکن۔۔۔ کسی نے آنیہ کے نکلتے ہی روم میں داخل ہو کر۔۔۔ ماں اور بچے دونوں کو زہر کا انجکشن دے دیا۔ جس وجہ سے دونوں موقع پے ہی دم توڑ گ ئے۔ پولیس۔۔ آنیہ کو لے گ ئی تھی۔

ایک پل کا توقف کیا۔ اور پھر سے ان سے مخاطب ہوا۔
وہاں کیمرہ موجود تھا۔ جس سے وہ شخ ٔص انجان تھا۔ انجان تو میں بھی تھا۔ اگر ارتسام انکل کی کال نہ آتی مجھے۔۔۔ تو کبھی پتہ نہ چلتا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ اس کیمرے سے ویڈیو نکلوا کے چیک کروں۔ اور وہیں۔۔ آنیہ کی بے گناہی کا ثبوت مل گیا۔ اور۔۔۔ آنیہ کی ضمانت منظور ہو گ ئی۔ اپنی ات مکمل کرتا وہ اب انہیں دیکھ رہا تھا۔

بیٹا۔۔۔!آپ نے جو کیا۔۔۔ مجھ پے یہ احسان۔۔؟

پلیز۔۔۔۔انکل۔۔۔ یہ آپ پے احسان نہیں۔۔۔ میں نے اپنی بیوی کو پروٹیکٹ کیا۔جو کہ میرا فرض تھا۔مجھے بس اک بات کہنی ہے آپ سے۔ پلیز۔۔آپ دونوں کا فیور چاہیے۔میر ہادی نے بات کاٹی۔

انکل۔۔یہ ب کرنے والا شخص ابھی پکڑا نہیں گیا۔وہ آزاد ہے۔اور مجھے۔۔ نہیں لگتا۔۔کہ وہ چپ بیٹھے گا۔وہ ضرور دوبارہ کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کرے گا۔اور۔۔۔میں ایسا ہرگز نہیں چاہوں گا۔کہ آنیہ کو کوئی نقصان پہنچے۔

بیٹا۔۔۔آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔کھل کے کہیں۔۔۔؟؟یامین نے نا سمجھی سے اسے دیکھتے کہا۔

میں نہیں چاہتا کہ فی الحال آنیہ ہاسپٹل جوائن کرے۔ جب تک وہ شخص پکڑا نہیں جاتا۔

آپ کی بات درست ہے۔آپ آنیہ کے حق میں جو بھی فیصلہ لیں گے۔اس میں آنیہ کے لیے بہتری ہو گی۔

ابتسام نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔ جبکہ میر نے خاموش رہنا مناسب سمجھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

مجھے پورا یقین تھا۔میر ہادی آنیہ کو لے آئے گا۔ ۔۔ دیکھا لے آیا ناں۔۔۔؟؟ کشش نے خوشی سے کہا۔ اور ان کے کھانے کا بندوبست کرنے چلی گ ئی۔

آنیہ تم ٹھیکھو ناں۔۔بیٹا۔۔؟؟ اُابرش کو اسکا لرزنا محسوس ہوا۔

مما۔۔۔!اس۔۔۔۔بچے۔۔۔کو میں نے۔اپنی۔۔گو۔د۔۔۔میں۔۔اٹھایا تھا۔وہ۔۔وہ زندہ تھا۔۔۔رویا تھا۔۔۔اس نے۔۔۔میرے ہاتھوۃ کا لمس سب سے پہلے پایا تھا۔۔مجھے لگا۔۔وہ۔۔۔بچہ۔۔۔اللہا بہت پیارا تحفہ

ہے۔۔اپنے ماں باپ کے لیے۔۔اسکا۔۔۔رونا۔۔۔زندگی کی۔۔نوید تھا۔۔مام۔۔۔وہ بالکل۔۔۔۔ٹھیک تھا۔۔اور۔۔اگلے ہی پل۔۔۔وہ چپ تھا۔۔۔ایکدم چپ۔۔۔زندہ لاش۔۔۔وہ۔۔۔چھوٹا۔۔۔سا۔۔۔۔؟؟؟ اسکی کی دشمنی تھی کسی کے ساتھ مما۔۔۔!آنیہ کی ہچکیاں بندھ گ ئی تھیں۔ ابرش نے اسے گلے سے لگایا۔ وہ خد بھی رو دی تھی۔

اللہ سے دعا کرو۔اللہ اس کے گھر والوں کو صبر عطا کرے۔

مما۔۔۔اسکی تو۔۔۔ماں۔۔۔بھی۔۔۔بچی۔۔۔!وہ روتے ہوئے بمشکل۔بچی تھی۔بٹ۔۔مما۔۔۔ گاڈ۔۔پرامس۔۔۔می ں نے کچھ نہیں۔۔۔ کیا۔۔۔ سب ۔۔۔سب نے مجھے۔۔۔ باتیں۔۔ سنائی یں۔۔۔ مجھے۔۔۔ قصائی کہا۔۔۔ قاتل کہا۔۔۔ا ور نجانے کیا کیا۔۔۔؟؟ مما۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ وہ روتے روتے پھر سے ہچکیاں لنے لگی۔ تو ابرش اسے لیے روم میں چلی گ ئی۔ اسے پانی پلایا۔ تسیاں دیتی وہ اسے ریسٹ کا بولتی باہر نکل آئی۔

آنیہ لیاآے ہوئے بھی بری طرح رو رہی تھی۔ ملازمہ کھانا لائی تھی۔ کو اس نے سائیڈ پے رکھ دیا۔

اسکی حالت کے پیشِ نظر اسے مزید نہ چھیڑا گیا۔اسے فی الحال کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دیا۔ کہ وہ خود کو سنبھال سکے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پے وہ چونکی۔ لیکن کروٹ کے بل منہ پھیرے۔ لیٹی رہی۔

آنیہ۔۔۔! کھانا کھالو۔۔۔! میرہای کی سنجیدہ آواپے وہ پلٹی تھی۔آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ تو گال بھی بھیگے ہوئے تھے۔

میرہادی کواسکی حالت دیکھ مزید طیش آگیا۔

آپ یہ رونادھونابند کریں گیں۔۔؟؟ماتھے پے بل ڈالے کہا۔تو آنیہ سہم سی گ ئی۔

میں نے کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیا۔۔۔! وہ پھرے صفائی دینے کی کوشش کرنے لگی۔

میرِ آن۔۔۔! کتنی بار آپ سے کہوں۔۔۔ کہ مجھے آپ کو صفائی یاں دینے کی ضرورت نہیں۔۔۔ می ں پپپ کا سائی بان ہوں۔۔ آپ کا اعتبار۔۔۔ کیوں آپ مجھے یہ سب کہہ رہی ہیں۔۔؟؟ جبکہ میں ساری سچائی جانتا ہوں۔ اور۔۔۔ نہ بھی جانتا ہوتا۔ تو۔۔۔ بھی آپ پے میرا یقین اٹل ہے۔۔ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ سمجھیں آپ۔

وہجواسے اپنے ساتھ لگائے ایک ایک لفظ پے زور دے کے کہتا پیچھے ہٹا۔ جھٹ سے آنیہ اسکے چوڑے سنے میں سمائی۔ اور اتنی مضبوط گرفت سے میر ہادی کو ہگ کیا۔ کہ ایک لمحے کو وہ تو سکتے میں ہی آگیا۔

ایم سوری۔۔۔! میں نے۔۔۔ موبائی ل۔ آپ ۔۔ کر دیا تھا۔۔۔!

آنکھی ں میچے وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر رہی تھی۔

آپ کو لگتا ہے۔۔ کہ آپ کو اس بات کی معافی ملنی چاہیے۔۔۔؟ میر ہادی نے اسے اپنے سامنے کرتے سنجیفہ انداز میں پوچھا۔

وہ سوں سوں کرتی سر جھکائے اس وقت اتنی معصوم لگی میر ہادی چاہ کے بھی زیادہ سختی نہ کر پارہا تھا۔

میں۔۔۔سزا کے لیے تیار ہوں۔۔لیکن۔۔بس آپ ایک وعدہ کریں۔۔

مجھ پے ہمیشہ یونہی اعتبار کرتے رہیں گے۔۔!آنیہ نے بہت مان سے کہا۔

کہ میر ہادی اس کے چہرے کے سکون کو دیکھتا اپنے دل کا سکون غارت ہوتا محسوس کر چکا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اس شخص نے بے ہوش ہوئی ہانیہ کے چہرے کی طرف جیسے ہی ہاتھ بڑھایا۔ کہ اڑتا ہوا تیز رفتار چاقو اسکی ہاتھ کی پشت پے آکے لگا۔ جو اسکے ہاتھ میں پیوست ہو کے رہ گیا۔درد سے بلبلاتے وہ پیچھے کو جھٹکا کھاتے گرا۔ایک ہاتھ سے دوسرا ہاتھ تھامے پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھتا وہ کراہا تھا۔

کون ہے۔۔۔؟م؟؟میں پوچھتا ہوں کون ہے۔۔۔؟؟اپنا ہاتھ کا درد برداشت کرتے جیب سے پسٹل نکالنی چاہی کہ اسی لمحے ماسک پہنے ایک شخص سامنے وارد ہوا۔ جس نے سیدھا اسکے گلے پے ہاتھ رکھتے اسے دیوار کی طرف دھکا دیتے اوپر اٹھایا۔ سانس رکتا محسوس کرتا وہ ہاتھ کا درد بھول گیا۔ اور اسی کا فائدہ اٹھاتے سامنے والے نے اسکی کلائی کو مروڑتے اسے زمین پے پٹخا۔

خاموش فضا میں اسکی دردناک چینخیں باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔

تمہیں کیا لگا۔۔۔؟؟تم اسے ہاتھ لگاؤ گے۔۔۔؟ اور میں تمہیں بخش دوں گا۔۔۔؟؟ ابھی صرف چھونے ک ارادہ کیا۔۔۔ تو یہ حال کر دیا ہے۔۔ تیرا۔۔۔ سوچ۔۔۔ اگر چھو لیتا تو۔۔۔تیرا کیا ہوتا۔۔۔؟؟زمین پے گرے اس شخص کو گریبان سے پکڑے وہ سخت انداز میں گویا ہوا تو سامنے والے اسکے انداز پے بری طرح ڈرا تھا۔

میں۔۔۔میں۔۔۔نے کچھ نہیں۔۔۔کیا۔۔۔مجھے۔۔ایسا۔۔۔کرنے کے لیے کہا گیا۔۔۔پلیز۔۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔

ابوہ دہائی یاں دے رہا تھا۔

کس کے کہنے پے۔۔؟؟اس شخص کی بات پے سامنے والے کے کان کھڑے ہوئے۔

کب۔۔۔۔کبیر۔۔۔!اس نے مجھے کہا۔۔۔! وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔

اسکا اتنا کہنا تھا۔کہ مقابل شخص نے اسکے منہ پے ایک زور دار مکا جھڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اسکا جبڑا ٹوٹ گیا۔ اور نیم بے ہوش سا ہو گیا۔

مقابل شخص نے ہانیہ کے۔۔بے سدھ وجود پے ایک نظر ڈالی۔لب بھینچے۔

اس نے ہانیہ کو اپنی بانہوں میں بھرا۔اور باہر نکلتا چلا گیا۔

اس جگہ جہاں کچھ دیر قبل۔۔۔عزت کا کھیل۔کھیلا جانا تھا اب وہاں۔۔

ایک بے ہوش اور بے سدھ شخص بری حالت میں پڑا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

میر ہادی اسکے مان اور بھرسہ کو اپنے لفظوں کی بجائے عملی طور پے بیان کرنے لگا۔ اسکی قربت میں وہ پگھلتی چلی گئی۔

میر پادی جانتا تھا۔ وبہت ٹنشن میں ہے۔اس لیے اسکا دھیان اپنی طرف ڈائی ورڈ کیا۔ تا کہ وہ سب کچھ بھول کے صرف اسے یاد رکھے۔

اسکی سانسوں کو منتشر کرتا وہ اسکے سر کے ساتھ رجوڑے کھڑا تھا۔آنکھیں موندے وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی قربت میں دلی سکون محسوس کر رہے تھے۔

یو آرمائی ہارٹ بیٹ۔۔۔! اپنے دل کی کیفیت کا اظہار وہ بس ان الفاظ میں ہی کر سکا۔

اگر۔۔۔آج آپ نہ آتے تو۔۔۔؟؟ نجانے وہ۔۔لوگ۔۔ میرے ساتھ کیا۔۔کرتے۔۔۔؟؟ آنیہ کے ماغ سے ابھی بھی وہ باتیں وہ لمحے نہ نکل رہے تھے۔

جان سے مار دیتا اسے جو میری میرِ آن کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھتا۔۔۔!

اسے خود سے قریب تر کرتا وہ دیوانہ وار اور جنونی ہوا تھا۔ کہ آنیہ ایک پل کو گھبرا گئی۔

تم۔۔۔جنون ہو میرا میرِ آن۔۔۔۔! تم خوف کی بھی نہیں ہو۔۔ تم۔۔

صرف اور صرف میری ہو۔۔۔! یاد رکھنا۔۔۔

آج میر ہادی ساری دیواریں گراتا اسے خود میں مکرتا اس پے حاوی ہوتا چلا گیا تھا۔ اور وہ بھی اپنا آپ اس دیوانے کو سونپ گئی تھی۔

دونوں کی محبت عشق کی منزلوں کو طے کرتی جا رہی تھی۔

اور اس بات سے بے خبر آنیہ کہ وہ پینڈینٹ اسکی زندگی کا ناسور بننے والا ہے میر ہادی کی قربت میں سب بھول گئی۔

ہانیہ کو ہوش آیا۔ تو خود کو نرم و ملائم بستر پے پایا۔ اسے سر پے چوٹ لگی تھی۔ اٹھتے ہوئے اسکا سر بھاری ہو رہا تھا۔ ارد گرد دیکھا۔ تو کچھ سمجھ نہ آیا۔ انجان جگہ دیکھ وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ اسکے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔ لیکن۔۔ مما کے آفس سے نکلنے کے بعد اسکے ساتھ کیا ہوا۔ اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا۔ سر جھٹکتے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ وہ بہت خوب صورت کمرہ تھا۔ جسے بہت نفاست سے تیار کیا گیا تھا۔ لیک اتنے خوبصورت اور دلکش گھر میں وہ کیسے پہنچی۔۔؟؟ اسے خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی جھٹ سے بستر چھوڑا اور کمفرٹر دور پھینکتی وہ اٹھتی دروازہ کھول کے باہر جانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔ لیکن دروازہ لاکڈ۔ تھا۔ جس وجہ سے ہانیہ کا میٹر ہی گھوم گیا۔ وہ کچھ کرتی کہ دروازہ ان الک ہوا۔ وہ پیچھے ہٹی۔

سامنے کھڑی ہستی کو دیکھ وہ سٹل ہی ہو گئی۔

تم یہاں۔۔۔؟؟؟آہان کو دیکھ وہ پاگل ہی نہیں ہو گئی جیسے۔

جبکہ آہان کے چہرے پے بلا کی سختی تھی۔

تمہاری جرات کیسے ہوئی مجھے اسطرح یہاں لانے کی۔۔۔؟وہ بولی نہیں پھنکاری تھی۔

آہان نے لب بھینچے اسکی طرف دیکھا۔اور خود کو کچھ بھی سخت کہنے سے باز رکھا۔

تم۔نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے۔۔۔؟؟ہاں۔۔۔؟؟؟ہانیہ کی آنکھوں میں شدید نفرت تھی۔اسکے انداز لب ولہجہ بھی نفرت لیے ہوئے تھا۔ آہان کے سینے ے ہاتھ مارتی اسے پیچھے کی طرف دھکیلتی وہ کوئی جنونی ہی لگی۔

آہان نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اسکی کمر کے پیچھے لے جا کے کس کے پکڑ۔ اور دوسرے ہاتھ سے اسکا چہرہ دبوچا۔ ہانیہ کو لگا۔ آہان اسکا جبڑا آج توڑ ڈالے گا۔

بے آب ماہی کی طرح تڑپی تھی وہ۔

اب اگر ایک لفظ بھی منہ سے نکالا۔ تو جان لے لوں گا تمہاری۔ اب کی بار اس نے خود کو کنڑول کرنے کی سعی نہ کی۔

چھھچھوووڑو۔۔۔مجھے جنگلی۔۔۔۔انسان۔۔۔! وہ آنسو ضبط کرتے بولی تھی۔ لیکن اس دیو ہیکل بندے سے خود کو نہ چھڑا پا رہی تھی۔ آج اسکی کوئی ٹرِک کام نہیں کر رہی تھی۔

تمیں معلوم ہے۔۔۔ جنگلی پن ہوتا کیا ہے۔۔۔؟؟ دکھاؤں جنگلی پن۔۔۔؟؟ ہاں۔۔۔؟؟ اسکو دیوار ے ساتھ پن کیے وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گیا تھا۔ بس ایک ہی بات دماغ پے ج لگی تھی۔ جنگلی۔۔۔؟؟

اور سخت غصہ سے ہانیہ کے بالوں کو مٹھی میں لیتا اسکا چہرہ اوپر کیا۔ وہ بھی بنا ڈرے اسے ہی نفرت سے دیکھے جا رہی تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اس شخص کو وہ جان سے مار ڈالے۔

آہان اسکے چہرے کے قریب چہرہ کرتا ابھی کچھ کرتا کہ دماغ ٹھکانے لگا۔ وہ انسان تھا۔ حیوان نہیں۔

ایک دم سے اسے پیچھے دھکیلا۔ اور اپنے حواس پے قابو کرتا وہ سر جھٹکتا اسکی جانب لال رنگ آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

اگر اپنی ک ئی یر نہیں کر سکتی ۔ تو ایک گارڈ رکھ لو۔۔۔ ورنہ۔۔ گھر کے اندر رہو۔ سمجھی تم۔۔۔!

اپنے اشتعال پے وہ کسی حد تک قابو پا چکا تھا۔

گھر کے باہر کے بھیڑیوں سے نہیں گھر کے اندر کے بھیڑیوں سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اب کی بار وہ دھیمی آواز میں بڑبڑائی تھی۔

حلیہ درست کرواپنا اور چلو۔۔ یہاں سے۔

آہان نے اسکی بات نظرانداز کرتے اسے چلنے کا کہا۔

ایک دکھتی نظر اس پے ڈالتی وہ اسکے ہمراہ ہولی۔سارے راستے دونوں خاموش رہے۔جبکہ ہانیہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئی یں۔ اور ونڈو سے باہر دیکھنے لگی۔

آہان کو شرمندگی سی ہوئی وہ اسطرح کا تو نہ تھا۔ اس سے خطا ہوگئی تھی۔ وہ اپنے غصہ پے قابو نہ رکھ پایا۔ اور اسے۔۔۔ انجانے میں ہی تکلیف دے گیا ۔ گاڑی گھر کے باہر رکی۔

آنسو صاف کرتی وہ اترنے لگی کہ ۔

ہانیہ۔۔! آہان کی دھیمی سی آواز پے اسکے قدم رکے تھے۔

ایم سوری۔۔۔! سر جھکائے وہ دھیرے سے بولا۔

وہ جو گاڑی سے اترنے لگی تھی۔آہان کے سوی کرنے پے اسکی جانب حیرانی سے پلٹی۔

اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

مجھے تمہاری باتوں پے غصہ آگیا۔۔۔تو۔۔۔؟؟ مجھے خو پے قابو رکھنا چاہیے تھا۔۔۔! آہان شرمندہ تھا۔

میں۔۔۔ تمہارے پاس کیسے پہنچی۔۔؟اب کی بار وہ بھی دھیمے لہجے میں بولی۔

اسکے پوچھنے پے اسٹرئی نگ پے رکھے ہاتھوں کی گرفت نامحسوس انداز میں سخت ہوئی۔ جسے ہانیہ صاف دیکھ سکتی تھی۔

کڈنیپ ہوئی تھی تم۔۔۔! بلآخر کہہ ہی دیا۔ ہانیہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔

کس نے۔۔۔ کیا تھا۔۔؟؟ میں تو۔۔۔لاسٹ ٹائی م مما کے آفس سے۔۔۔ نکلی ۔۔۔اس کے بعد۔۔۔؟؟ ہانیہ ایک فمچپ سی ہوئی۔

کہیں وہاج۔۔۔؟؟ دل ہی دل میں سوچنے لگی۔

بے اختیار ہاتھ سر کے پیچھلے حصہ کی طرف گیا۔

جہاں اسے زخم ہوا تھا۔

مطلب اسے کسی نے مارا تھا۔

جس نے بھی یہ حرکت کی ہے۔اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔اب تم جاؤ۔۔۔

! کافی وقت ہو گیا ہے۔۔۔

آہان نے ٹالا۔توہانیہ لب بھینچتی باہر نکلی۔اسکے اندر جاتے ہی آہان نے گاڑی وہاں سے باہر نکالی۔اب اسکا رخ بیر کے گھر کی طرف تھا۔جہاں اس سے اب حساب بے باک کرنا تھا۔غصہ سے اسکی دماغ کی رگیں تن گ ئی یں تھیں۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ کبیر سامنے ہو اور وہ اسے شوٹ کر دے۔

ہانیہ روم میں آتے ہی دروازہ بند کر گ ئی تھی۔ اسے اب خود پے غصہ آرہا تھا۔ بجائے آہان کی شکر گزار ہونے کے اسے ہی غلط سمجھ بیٹھی۔

جبکہ ایک ہستی اسے آہان کی گاڑی سے نکلتا دیکھ اندر تک سلگ گ ئی تھی۔

نجانے کیوں۔۔؟؟ مجھے ایسا لگتا ہے۔۔ کہ یہ۔۔ایہان کی بہن نہیں۔۔۔!
کوئی نہ کوئی تعلق ہے ان میں جو۔۔۔ بہن بھائی کا نہیں لگتا
۔۔۔ پھر کیا تعلق ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟ پتہ لگانا ہوگا۔۔۔؟؟
نورفاطمہ سوچتی نیچے کی طرف گ ئی جہاں ہانیہ کا روم تھا۔ اسکے
روم کے دروازے کے باہر کھڑی وہ ناک کرتی ارد گرد بھی دیکھ
رہی تھی۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

نجانے کیوں۔۔؟؟ مجھے ایسا لگتا ہے۔۔ کہ یہ۔۔ایہان کی بہن نہیں۔۔۔!
کوئی نہ کوئی تعلق ہے ان میں جو۔۔۔ بہن بھائی کا نہیں لگتا ۔۔۔
پھر کیا تعلق ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟ پتہ لگانا ہوگا۔۔۔؟؟
نورفاطمہ سوچتی نیچے کی طرف گ ئی جہاں ہانیہ کا روم تھا۔ اسکے
روم کے دروازے کے باہر کھڑی وہ ناک کرتی ارد گرد بھی دیکھ
رہی تھی۔

کہ تبھی دروازہ کھلا۔سامنے ہی ہانیہ کھڑی اسے سخت تیور لیے دیکھ رہی تھی

۔

مجھے۔۔۔آپ سے بات کرنی ہے کچھ۔نور فاطمہ نے تمہید باندھی۔

بولو۔۔۔؟؟؟لٹھ مارنے والے انداز میں کہا۔

آپ۔۔اور۔۔۔ایہان کے بیچ۔۔۔؟کیا تعلق ہے۔۔۔؟؟ڈائی ریکٹ سوال کرنے پے ہانہ کے ماتھے پے بل پڑے۔

تمہیں اس سے مطلب۔۔۔؟؟تیز لہجے میں پوچھا۔

مطلب ہے تو پوچھا ہے۔۔ناں۔۔۔؟؟؟سننے میں یہی آیا ہے۔کہ وہ آپ کا بھائی ہے۔ لیکن۔۔۔ آپ دونوں کی بیچ کی نزدیکیاں دیکھ کے نہیں لگتا۔ کہ ۔۔۔آپ دونوں بہن بھائی ہیں۔۔۔۔؟؟؟ نور فاطمہ بھی فارم میں آتے بولی تھی۔

اچھا۔۔۔؟؟؟اتنا پتہ کروالیا۔۔۔تو یہ بھی پتہ کروالو۔۔کیا رشتہ ہے۔۔۔؟ ہانیہ چیلنج والے انداز میں بولی۔تو نور تپ ہی گئی۔

دیکھو تم۔۔۔؟؟؟ انگلی اٹھائی۔

کیا۔۔۔؟ تم۔۔۔؟؟ مجھے دھمکی دینے کی بھول بھول کے بھی مت کرنا

تم۔۔۔! میرے گھر میں کھڑی ہو کے مجھے دھمکی دو گی تو دو منٹ لگواؤں

گی۔ اس گھر سے باہر نکالنے میں۔ بات کاٹتی وہ اسکے منہ پے پھٹنے والے

انداز میں بولی تھی۔

ہوں۔۔۔۔۔ تم۔۔۔؟؟ بیوی ہوں۔ میں ایہان کی۔۔۔! بہو۔۔اس

گھر کی۔۔۔! تمہاری جرات نہیں کہ مجھے ہاتھ بھی لگا سکو۔

نور فاطمہ بھی اپنے اصل میں لوٹی۔

اسی لمحے ہانیہ نے نور کو دھکا دیا۔ تو وہ لڑکھڑائی۔ اور حیرانی سے ہانیہ کو

دیکھا۔

یہ گھر تم جہیز میں نہیں لائی۔ میرے باپ کا گھر ہے یہ۔ سمجھی۔ ا

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔

غصہ سے کہتے نور کے منہ پے زور سے دروازہ بند کیا کہ وہ سہم کے پیچھے ہٹی۔

دماغ میں آندھی طوفان چلنے لگے تھے۔

وہ واپس اوپر اپنے کمرے کی طرف آئی۔

ناممکن۔۔! ناممکن۔۔۔ہے ابیہان۔تمسے دستبرداری۔۔۔! میں یہاں۔۔ ایک خاص مقصد سے آئی ہوں۔۔ لیکن۔۔۔۔ تم۔۔۔ میرے حواسوں پے چھا گۓ ہو۔۔ بہت بری طرح۔۔۔ ! وہ جھنجھلائی تھی۔

تم میرے ہو۔۔۔ صرف میرے۔۔۔ کسی اور کے نہیں ہو سکتے تم۔۔۔۔!

اور۔۔۔ آج رات۔۔۔ میں تمہیں۔۔ حاصل کرلوں گی۔

دل ہی دل میں پلان بناتی وہ مسرور ہوئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بیٹا۔۔۔؟ ہوا کیا ہے۔۔۔؟؟ ہمیں بھی کچھ بتاؤ۔۔۔؟؟

کبیر کے والد آہان کو یوں صوفے پے ٹانگ پے ٹانگ چڑھائے غصہ کی حلت میں بیٹھا دیکھ سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ کہ آخر مس ئی لہ کیا ہے؟ اور وہ کبیر کا انتظار کر رہا تھا۔

پہلے اس نے سوچا آفس جائے لیکن۔۔ پھر وہ اس کے گھر دندنا تا ہوا پہنچ گیا۔ تا کہ اسکے والدین کو بھی سکے کرتوتوں کا بتا سکے۔

آہان کچھ بولتا۔ کہ اتن میں کبیر سر جھکائی ے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح وہاں پہنچا۔ سامنے آہان کو دیکھ ٹھٹھکا۔

آئی یے آئی یے۔۔۔ مسٹر کبیر۔۔۔ کب سے آپ کا ہی ویٹ ہو رہا تھا۔ آہان اپنی جگہ سے اٹھتا اسکے پاس آیا۔

مسٹر اینڈ مسز سلیمان حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

کہ تبھی آہان نے ایک زور کا مکا کبیر کے چہرے پے جڑا۔ تو وہ لڑکھڑا ایا۔ ماں باپ دونوں ہی تڑپ گ ئی ے۔

کبیر کے منہ سے خون نکلا۔ پلٹ کے آہان کو دیکھا۔

تمہیں کیا لگا۔۔۔؟؟ تم۔۔ہانیہ کو کڈنیپ کرواؤ گے تو ۔۔ ہم چپ بیٹھیں گے۔۔۔؟؟ ہم بے خبر رہیں گے۔۔؟ ہمیں۔۔ پتہ نہیں چلے گا۔۔۔؟ کہتے کہتے وہ دانت پیستا آگے بڑھتا اب کی بار کبیر کے گریبان تک پہنچا ۔ وہ خاموشی سے اسے تکے جا رہا تھا۔ جبکہ سچائی جان کے مسٹر اور مسز کبیر کے تو اوسان خطا ہو گ ئے۔

کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔؟؟ بولو۔۔؟؟؟ جواب دو۔۔۔؟؟

اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟؟ آہان کے اندر کے دیوانے پن کو کبیر باآسانی محسوس کر رہا تھا۔

محبتت ہے وہ میری۔۔۔ مجھے انکار کیا تھا اس نے۔۔ اس لیے۔۔ اٹھوا لیا۔۔۔ لیکن۔۔۔۔؟؟

لیکن۔۔ وہ اب۔۔ تمہارے پاس نہیں ہے۔ آہان نے اسکی بات کاٹتے سے پیچھے دھکا دیا۔

مطلب۔۔۔؟؟ تم اسے۔۔۔۔؟؟ کبیر کو سخت جھٹکا لگا۔

تمہاری اتنیجرات کیسے ہوئی کہ تم ہانیہ کے ساتھ یہ سب کرو۔۔۔؟ آہان نے اسے ایک تھپڑ رسید کیا۔ تو مسٹر سلیم تڑپ کے آگے بڑھے۔

بیٹا۔۔۔!رک جاؤ۔۔۔ چھوڑ دو کبیر کو۔۔۔!معاف کردو۔ وہ منت بھرے لہجے میں بولے۔

آپ کے بیٹے نے جو کیا۔ وہ معافی کے لائق ہے۔۔۔؟ کسی لڑکی کی گھر رشتہ بھیجو۔۔۔ وہ انکار کردے۔ تو کیا اسے اٹھوا لو گے آپ۔۔۔؟؟ اب کی بار وہ اتنی زور سے دھاڑا۔ کہ درو دیوار ہل کے رہ گئے۔

میں۔۔۔میں سمجھاؤں گا اسے۔۔۔! بیٹا۔۔۔! انکی آنکھیں نم ہو گئیں۔

آہان نے ایک نظر کبیر کو دیکھا۔ جسکی آنکھوں میں صاف بغاوت تھی۔ آگے بڑھتے جارحانہ انداز میں اسکا گریبان پکڑا۔

ایک بات یاد رکھنا۔۔۔! یہ پہلی اور آخری غلطی تھی تمہار جو میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔

آج کے بعد۔۔۔ہانیہ کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا۔ت دوبارہ کس قابل نہیں رہو گے۔۔۔زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا۔

کہتے زو سے پرے جھٹکا۔وہ گرتے گرتے بچا تھا۔

ایک۔۔۔بہن۔۔۔کے لیے یہ جنون۔۔۔؟؟کچھ۔۔ سمجھ نہیں آیا۔۔؟؟

آہان کے واپسی کے قدم کبیر کی بات پے تھمے۔پلٹ کے کبیر کو دیکھا۔جس کے چہرے پے ایک پراسرار مسکراہٹ تھی۔

ہانیہ کے پاس بھی مت بھٹکنا۔۔۔ورنہ۔۔۔۔؟؟؟کتے کی م وت ماروں گا۔

بنا اسکی بات کا جواب دیتا اپنی کہے وہ جا چکا تھا۔

کبیر۔۔۔؟؟بیٹا۔۔۔؟؟کیوں کیا آپ نے ایسا۔۔۔؟؟

ماں نے تڑپ کے بیٹے کی حالت دیکھت روتے ہوئے کہا۔

کبیر نے کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

یہ لڑکا۔۔۔کبھی نہیں سدھر سکتا۔۔۔

مسٹر سیلمان سر پکڑ کے بیٹھ گ ئے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آخر کون ہو سکتا ہے۔۔۔؟ایسا۔۔۔؟؟جو۔۔۔ہماری اولاد کو تکلیف پہنچائے۔۔۔؟

ابتسام اور ابرش جب سے میر ولا سے لوٹے تھے۔چپ چپ تھے۔انہں امجھ نہیں آرہی تھی۔ان کی بیٹی کے ساتھ ایس کس نے کیا۔۔۔؟کس نے آنیہ کو ٹارگٹ بنایا۔

ابتسام زیادہ پریشان تھا۔اس وقت سلطان جیسے شخص کا کیس چل رہا تھا۔جو پچھلے پچیس سالوں سے اپنی دہشت بٹھائے ہوئے تھا۔ اور دو سال ہو گ ئے تھے ابتسام کو اس کیس پے کام کرتے۔ بہت مشکل

سے اسے یہ کیس ملا تھا۔ لیکن۔۔ ابھی تک وہ ابتسام کے ہاتھ نہیں لگ رہا تھا۔

اور اب جبکہ وہ اپنی منزل کے بہت قریب تھا۔ایسے میں اسکی اولاد۔۔۔؟ وہ اپنی اولاد کو اسکا شکار ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔اسی لیے آنیہ کی شادی جلدی کر دی۔اور ہانیہ کا بھی وہ یہی چاہتے تھے۔ لیکن ہانیہ کے سب کارناموں کا انہیں پتہ تھا۔اس لیے اس سے خائف رہتے تھے۔

آپ۔۔۔کو۔۔ کیا لگتا ہے۔۔۔؟؟ کون ہو سکتا ہے۔۔؟ ابرش نے اسکی جانب مڑتے دھیرے سے پوچھا۔

کچھ۔۔ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔! ابتسام نے ماتھا مسلا۔

لیکن کوئی ہے جو۔۔۔؟؟ ہمارے بچوں کو ۔۔۔؟

وہ۔۔۔وہ واپس آگیا ہے۔۔۔! مطلب۔۔۔؟؟ یہ سب۔۔اس نے کیا۔۔۔!

ایک دم سے ابرش اپنی جگہ کھڑی ہوتی ابتسام کی بات کاٹ گ ئی۔

کون۔۔کون واپس آگیا۔۔؟ابتسام بھی اسکے سامنے کھڑا ہوتے سنجیدہ انداز میں دریافت کیا۔

ابرش کی آنکھوں میں ڈر تھا۔

ابر۔۔۔؟؟بتاؤ۔۔مجھے۔۔۔؟؟ ابتسام نے اسے پاس کرتے پوچھا۔

ابتسام۔۔۔؟؟؟ابرش کی آنکھیں نم ہوئی یں۔ اسے لگا شاید ابتسام کو بروقت بتا دیتی تو۔۔ یہ سب نہ ہوتا۔۔۔ وہ پہلے ہی سنبھال لیتا۔ اسے پچھتاوا ہوا۔

کیا۔۔۔؟؟بولو۔۔۔؟؟اُابتسام نے زور دیا۔

وہ۔۔۔انسکپٹر۔۔۔۔شاہان۔۔۔! کہتے ہوئے اسکی آواز لڑکھڑائی۔

ابتسام بے یقینی سے اسے دیکھتا پیچھے ہٹا۔

وہ۔۔۔مجھے۔۔۔ملا تھا۔۔کچھ دن پہلے۔۔۔! بدلہ لینے کی بات کر رہا تھا۔

۔۔اور۔۔۔ہماری بچیوں کی۔۔۔؟؟ابرش رو دی۔۔۔وہ۔۔ہماری بچیوں کو۔۔۔نشانہ بنانا چاہتا ہے۔۔۔!

اور آپ مجھے اب بتا رہی رہیں۔۔؟؟ ابتسام نے شاک سے اسے دیکھتے دکھی لہجے میں کہا۔

مجھے لگا وہ ایسے ہی بکواس کر رہا ہے۔۔ کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔! ابرش نے اپنے آنسو صاف کرتے سر جھکائے کہا۔ تو ابتسام نفی میں سر ہلاتا اسٹڈی روم کی جانب بڑھ گیا۔

ابرش وہیں بیٹھتی چلی گ ئی۔

اللہ جی۔۔ میری بچیوں کی حفاظت فرمانا۔۔۔! وہ دل ہی دل میں اللہ سے دعاگو تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آپ بے فکر رہیں۔ بہت جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا۔

ابتسام کال بند کرتا واپس مڑا۔

شاہان۔۔۔؟؟ لگتا ہے اس بار۔۔ مر کے ہی واپس جاؤ گے تم۔۔۔! چی ئی ر پے بیٹھتے وہ سوچوں میں شاہان سے مخاطب ہوا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کسی ان ناؤن نمبر سے کلل آتی دیکھ آنیہ نے میر ہای کی جانب دیکھا۔

کیا ہوا۔۔؟ کال کیوں نہیں پک کر رہی۔۔؟؟ وہ جو تیار ہو رہا تھا۔ آفس جانے کے لیے۔

آنیہ کو بت بنا دیکھ ٹھٹھکا۔

پتہ نہیں کس کا ہے۔۔۔؟؟ آنیہ گھبرائی۔

میر ہادی نے آگے بڑھ کے کال پک کی۔ اور اسپیکر پے لگایا۔

فون کیوں نہیں اٹھا رہی تھی۔۔؟ تجھے کیا لگتا ہے۔۔؟ تو بچ جائے گی مجھ سے۔۔؟ وہ حال کروں گا تیرا۔ کہ تیرے اپنے بھی تجھے پہچان نہیں پائیں گے۔

دوسری طرف کی آواز سن میر ہادی نے لب بھینچے۔

اس بار تو تو بچ گئی۔ اب اگلی بار کیسے بچے گی۔۔۔؟ وہ تیرا شوہر۔۔۔ کیا سمجھتا ہے اپنے آپ کو۔۔۔؟؟ ہر بار بچا لے گا

تجھے۔۔۔؟؟ میرا وار اب کی بار ۔۔ سیدھا دل پے ہو گا تیرے۔ سمجھی۔

کیا ہوا۔۔؟ بولتی بند ہو گ ئی تیری۔۔؟؟ ہاہاہاہ۔۔۔۔۔

ہادی نے اپکیر آف کیا۔اور موبائی لکان کے ساتھ لگایا۔

تم تو کیا۔۔۔ تمہاری ہوا بھی میری یوی کو چھو نہیں سکتی۔۔۔اگر ہمت ہے تو۔۔ صرف چھو کے دکھانا۔۔

میر ہادی کی بات پے وہ مقابل گڑ بڑا گیا۔

تم۔۔۔؟؟؟ وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔

میری بیوی سے دور رہنا۔۔۔ تو زندہ رہو گے۔۔اگر اسکی طرف ایک قم بھی بڑھایا۔تو دگنا زمین کے اندر گھساؤں گا۔۔۔

خنخوار لہجے میں کہتا وہ مقابل کی سانسیں روک گیا۔

فون کال بند ہو چکی تھی۔

وہ واپس سہمی ہوئی آنیہ کی جانب مڑا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ میر ہادی کی بیوی اتنی بزدل نہیں ہو سکتی۔ میر ہای نے اسے پیار سے اپنے قریب کرتے کہا۔ تو وہ اسکے چوڑے سینے سے لگ کے آنکھیں موند گئی۔

آپ میرا سب کچھ ہیں میر۔۔۔! میں جانتی ہوں۔۔ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے۔۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔

اتنے مان اور یقین سے کہا۔ کہ میر ہادی کے لبوں نے مسکراہٹ کو چھوا۔ اسے خود سے لگائے اسکی گردم سے بال پیچھے کرتا وہ اپنا گہرا لمس وہاں چھوڑ گیا۔ کہ آنیہ لرز اٹھی۔

میں یہی چاہتا ہوں۔۔ کہ آپ ہمیشہ یونہی مضبوط رہیں میری جان۔۔! اسے اپنے سمنے کرتا اسکے ماتھے پے لب رکھے۔ کہ آنیہ دل سے مسکرا اٹھی۔

وہ میر ہادی کو پا کے اپن رب کا شکر ادا کرتی تھی۔ کہ اتنا چاہنے ولا اور مان دینے وللا شوہر اسے ملا۔ جو نہ صرف اس سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ بلکہ اسکا محافظ بھی ہے۔

نور کی آنکھ بمشکل کھلی تھی۔اسکا سر بھاری بھاری ہو رہا تھا۔اس کے ساتھ کیا ہوا۔اسے یاد نہیں آ رہا تھا۔

زہن پے زور دیتی وہ اٹھی تھی۔منہ ہاتھ دھوتی وہ باہر نکلی۔

رات وہ ابیہان کو اپنا بنانے والی تھی۔لیکن۔۔پھر سو کیسے گ ئی۔۔۔؟ اور ابیہان۔۔؟؟ وہ کب ۔۔۔آیا ہو گا۔۔؟ رات کو۔۔۔؟آیا بھی ہوا۔۔۔؟ تو اس روم میں کیوں آنے لگا۔۔۔؟؟

اس نے اپنا تمسخر خود اڑایا۔

کہ تبھی دروازہ کھلا۔اور آہان مرے میں داخل ہوا۔

اس وجیہ اور بھرپور مردانہ وجاہت کے شاہکار کو دیکتی وہ پھر ب کچھ بھلا بیٹھی تھی۔

آپ کو یاد ہو تو۔۔پرسوں دو تاریخ ہے۔۔اور۔۔ڈیل کے مطابق آپ کو اب ہمیں سلطان تک پہنچانے کا وقت ہو چکا ہے۔

آہان نے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ ملاحظہ کرتے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

جانتی ہوں۔۔اور۔۔میں آپ کو وہاں پہنچادوں گی۔

لیکن۔۔؟؟وہ ایک ادا سے کہتی اسکے پاس آئی۔ آہان نے بھنوئیں اچکائیں۔ جیسے پہلے سے تیار تھا۔ وہ کوئی نہ کوئی ڈیمانڈ کرے گی۔

لیکن۔۔۔میری ایک شرط ہے۔اسکے قریب آتے اسکا کالر پے انگلی ٹریس کرتی وہ پر اسرار انداز میں بولی۔

کیسی شرط۔۔۔؟۔آہان کو اسکے انداز میں خطرے کی گھنٹی بجتی سنائی دی۔

مجھے۔۔۔ایہان چاہیے۔۔۔وہ بھی پورا کا پورا چاہیے۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنکھیں گھسائے نڈر ہو کے کہتی وہ آہان کو اندر تک سلگا گ ئی۔
لیکن ابھی وہ منزل کے قریب پہنچ کے اپنا بنا بنایا گیم خراب نہیں کر سکتا تھا۔
آگے ہوتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال اسے خود سے قریب کیا۔ کہ وہ کٹی ڈال کی طرح اسکے سینے آلگی۔ لیکن آہان نے فاصلہ پھر بھی قائ م رکھا۔
ایک بار سلطان ہاتھ لگ جائے اسے موت کی نیند سلا دوں۔ پھر یہ شخص تمہارا ہوا۔۔۔
اسکے کانوں میں رس گھولتا وہ اسے فرش سے عرش پے بٹھا گیا۔
اسکے چہرے پے ایک پر سکون مسکراہٹ چھا گ ئی۔ آنکھیں بند کیے وہ ان لمحوں میں قید سی ہو گ ئی۔ جب کہ اسکے چہرے کو دیکھتا آہان صرف دل میں نفرت محسوس کر رہا تھا۔

وہ جو اندر آتے پیچھے دروازہ بند کرنا بھول گیا۔دروازے میں کھڑی ہانیہ نے انکا ایک ایک مومنٹ دیکھا تھا۔اور سب سنا تھا۔

آہان اور وہ دونوں جیسے ہی پلٹے۔انکی نظر ہانیہ پے جا ٹھہری۔ جسکی آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔آہان نے لب بھینچے۔جبکہ نور نے بہت فخر سے ہانیہ کو دیکھا۔اور آہان کا ہاتھ تھامے اسکے پاس سے گزری۔

ہانیہ نے خون خوار نظروں سے دونوں کو جاتے دیکھا۔اور وہیں سے اپنے روم کی جانب پلٹی۔

پورے کمرے کو تہس نہس کر دیا۔لیکن غصہ تھا۔کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔اور اسے کس بات پے بے انتہا غصہ آیا تھا۔وہ خوف بھی نہں سمجھ پا رہی تھی۔

وہ نور کی مسکراہٹ اور جیت کی سر شاری برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔یا۔۔۔ آہان کا کسی اور کے اتنا قریب ہونا۔۔اسے تکلیف دے گیا تھا۔وہ خود انجان تھی۔یونہی باہیں پھیلائے وہ بستر پے

گری تھی۔بنا پلک جھپکے وہ یک ٹک چھت کو دیکھے جا رہی تھی۔

آہان کا کل اسکے قریب آنا۔۔۔اور۔۔اب نور کے قریب جانا۔۔وہ دونوں میں موازنہ کرنے لگی تھی۔وہ ایسا کیوں کر رہی تھی۔اسے خود بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐ

جہاں ابرش نے ابتسام سے ہانیہ کی پسند کے لڑکی کی بات کی وہیں۔آہان نے کبیر کی اصلیت ابتسام کے سامنے رکھ دی۔

بہت سوچ بچار کے ابتسام نے وہا سے ملنے کی حامی بھری۔اور کبیر کے گھر والوں کو منع کر دیا۔جو کبیر کے اندر آگ لگا گیا تھا۔اور اب بدلے کی آگ میں جل رہا تھا۔

وہیں دوسری طرف سب پلاننگ مکمل تھی۔

اور آج رات وہ اپنی جگہ سے موو کر رہے تھے۔ نور ان کے ساتھ تھی۔ اور انکو سارا راستہ صحیح سے گائیڈ کرتی اس سرنگ تک لے آئی تھی۔

آہان کے ساتھ آٹھ لوگ اور تھے۔ جو اسلحہ سے لیس تھے۔ اور ماسک پہنے ہوئے تھے۔ آہان کا رابطہ ہیڈ کواٹر کے ساتھ جڑا ہو اتھا۔ اور پل پل کی رپورٹ اور لوکیشن ابتسام کو مل رہی تھی۔ وہ کس طرف جا رہے تھے وہ کیمرے میں بھی باآسانی سے دیکھ پا رہے تھے۔

سرنگ کے اندر پہنچ کے وہ رک گ ئی تھی۔ جہاں دو راستے تھے۔

اس طرف۔۔۔! نور نے کچھ سوچتے ہوئے ایک راستے کی طرف اشارہ کیا۔ اور آگے بڑھی۔

آہان نے چار جوانوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ اور چار ساتھیوں کے ساتھ نور کے پیچھے ہوا۔

کافی لمبا راستہ طے کرتے وہ سرنگ سے نکلتے ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔جہاں ایک اڈہ تھا۔ وہ وہیں چھپ کے بیٹھ گئے۔ ڈھیر سارا اسلحہ اور غیر قانونی سرگرمیاں۔۔سب کچھ یہاں ہو رہا تھا۔اور آہان اتنی آسانی سے وہاں پہنچ گیا۔۔۔؟؟بنا کسی رکاوٹ کے۔۔۔بنا کسی پریشانی کے۔آہان کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔اس نے اپنے ساتھ موجود اور بلیو ٹوتھ کے زریعے کنیکٹڈ ساتھیوں کو الرٹ رہنے کا کہا۔وہ موت کے منہ میں پہنچ چکے تھے۔

اس سے آگے کا راستہ خطرناک ہے۔

وہ سامنے دیکھیں۔۔۔نور نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔جو کسی سے فون پے بات کر رہا تھا۔

یہ سلطان کا خاص آدمی ہے۔اور ساری ڈیلز یہی کرتا ہے۔اور اسکا سب سے اہم کام۔۔لڑکیوں کی سپلائی ہے۔ دھیمے لہجے میں کہتی وہ آہان کو بتا رہی تھی۔

اسے قابو میں کرلو۔۔۔سلطان خود سامنے آجائے گا۔

لیکن تم نے تو کہا تھا کہ آج وہ یہاں آئے گا۔ آہن نے اسکی بات پے اسے سختی سے پوچھا۔

ہاں وہ آتا ہے۔۔۔ لیکن۔۔ جس دن یہ فضل خان آئے اس دن وہ مشکل ہے کہ آئے۔یہ اسکے سارے کام دیکھتا ہے۔اگر وہ خود نہ آئے تو اسے بھیج دیتا ہے۔ اور اسکے آنے کا مطلب یہی ہے۔۔ کہ سلطان نہیں آئے گا۔۔۔

اپنی بات مکمل کرتی وہ چپ ہوئی۔ اسکے یوں پینترا بدلنے پے آہان خون کے گھونٹ بھرتا رہ گیا۔

آہان نے ایک نظر سامنے دیکھا۔وہ تعداد میں کافی زیادہ تھے۔ مگر آہان کو یقین تھا۔کہ وہ ان پے قابو پالیں گے۔لیکن۔۔۔ایک اچھی حکمت عملی کے ساتھ۔

اس نے اپنے ساتھ موجود ساتیوں کے ساتھ پلان ترتیب دیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا۔فائی رنگ کی آواز پے وہ سب پلٹ کے دیکھنے لگے۔ کہ ایک دم سے کیا ہوا۔۔؟؟ کیا انہیں ان کے آنے کی خبر مل گ ئی۔۔۔؟

لیکن۔۔سامنے کا منظر دیکھ وہ دنگ رہ گ ۓ۔ایک ایک کر کے سبھی ڈھیر ہوتے جا رہے تھے۔ لیکن۔۔۔کون ۔۔ انہیں موت کینیند سلا رہا تھا۔۔ وہ مجھنے سے قاصر تھے۔ وہ سب اپنیجگہ چھپے ہوۓ تھے۔ ابھی تک کوئی کاروائی نہیں کی تھی۔وہ آہان کے آرڈرز کے بنا کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

انکی آنکھوں کے سامنے سب ایک ایک کر کے ڈھیر ہوتے جا رہے تھے۔

میدان صاف ہو رہا تھا۔کچھ چھپتے چھپاتے اپنی جان بچا رہے تھے۔فائی رنگ کہاں سے ہو رہی تھی۔ کسی کو بھی سمجھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

آہان نوٹس کرنے لگا کہ گولیاں کہاں سے چل رہی ہیں۔۔؟اور پھر اسکی نظر فائی رکرنے والے پے پہنچ ہی گ ئی۔ آہان کا دل چاہا۔ سب سے پہلے اسے ہی شوٹ کر دے۔ وہ ماسک پہنے اس وقت وہاں پھر سے موجود تھی۔لاکھ منع کرنے کے باجود وہ باز نہ آئی تھی۔آہان دانت پیستا رخ پھیر گیا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟کون ہے جو۔۔۔؟یہ سب کر رہا ہے۔۔۔؟؟
نور گھبرائی تھی۔

ابھی آہان کوئی جواب دیتا کہ شور سن کے پلٹا۔
وہ انکے ہاتھ لگ گ ئی تھی۔ وہ فضل نامی شخص اس ماسک والی لڑکی کو پکڑ کے سب کے سامنے کر چکا تھا۔
آہان کو لگا۔جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے لیا ہو۔۔

تجھے کیا لگا۔۔۔؟تو ہمارے اڈے پے آ کے ہمارے بندوں کو مارے گا۔اور ہم سے بچ کے نکل جائے گا۔۔؟

فضل غرا کے بولا تھا۔ جبکہ وہ یہ نہیں جانتا تھا سامنے ماسک کے پیچھے لڑکا نہیں۔۔۔ لڑکی ہے۔

یہ۔۔۔ یہ کون ہے۔۔۔؟؟ نور نے بھی چھپ کے دیکھا۔

یہ ہمارے ساتھ تو نہیں تھا۔۔۔۔ تو پھر یہ کون ہے۔۔؟

ماسک ہٹاؤ اسکا۔۔۔؟؟ فضل نے اونچی آواز میں چلا کے کہا۔ ایک شخص اسکی جانب بڑھا۔ کہ اس نے دو تین قلبازیاں مارتے اسے تین چار رکھ کے لگائیں کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

ایک کے بعد ایک۔۔۔۔ جا رہا تھا۔ لیکن ڈھیر ہو رہا تھا۔

اس ماسک کے پیچھے موجود چہرے کو تو فضل نہ دیکھ سکا۔ لیکن جسامت کی چال ڈھال سے وہ انداز لگا گیا کہ وہ کوئی لڑکی ہے۔ اب اسے اس کھیل میں مزہ آنے لگا تھا۔ وہ جان بوجھ کے اپنا ایک ایک آدمی اسکی طرف بھیجتا وہ مار کھا کے وہیں ڈھیر ہو جاتا۔

بس۔۔۔! ختم کھیل۔۔۔ماسک ہٹا۔۔۔ورنہ۔۔۔؟فضل نے گن کا رخ سامنے کی کنپٹی پے کیا تو وہ ایک لمحے کو اپنی جگہ سن ہی ہو گئی۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بس۔۔۔! ختم کھیل۔۔۔ماسک ہٹا۔۔۔ورنہ۔۔۔؟فضل نے گن کا رخ سامنے والے کی کنپٹی پے کیا تو وہ ایک لمحے کو اپنی جگہ سن ہی ہو گئی۔ اس سے پہلے کے فضل اس پے وار کرتا یا وہ ماسک ہٹاتی۔اور اسکی اصلیت سامنے آتی۔آہان نے سب کو پوزیشن لینے کا اشارہ کیا۔ایک بار پھر سے فائیرز کھلے لیکن بنا کسی آواز کے۔ اور سب ڈھیر ہوتے چلے گئے فضل ایک بار پھر سے گھبرایا۔ اور اپنا بچاؤ کرنے کے لیے وہ وہاں سے چھپنے کے لیے بھاگا۔

ماسک والی لڑکی نے پلٹ کے ایک نظر آہان کی نظروں میں دیکھا۔ جو اسکی طرف دیکھتا باقیوں کو موت کی نیند سلا رہا تھا۔

ماسک والی لڑکی نے وہاں سے نکلنا ہی مناسب سمجھا۔ اور پلک جھپکتے غائب ہوئی۔ لیکن آہان کی نظروں سے چھپ نہ سکی۔

سب کو بہت آسانی سے موت کی نیند سلا کے وہ فضل اور اسکے آٹھ ساتھیوں کو حراست میں لے چکے تھے۔ لیکن اتنی آسانی سے انکا خود کو سیرنڈر کر دینا۔ آہان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اسے یہ سب ایک ڈرامہ لگ رہا تھا۔ جیسے سب کچھ پہلے سے پری پلانڈ تھا۔ ان سب کو وہاں سے باہر لے جایا گیا۔

ان بچے گئے لوگوں کو ان کے ساتھ روانہ کرتا وہ خود ماسک والی لڑکی کی پیچھے گیا۔

یہ کونسا راستہ ہے۔۔۔؟؟ میں غلط جگہ تو نہیں نکل آئی۔۔۔؟؟ وہ سوچتے ہوئے بنا کچھ سمجھے بس وہاں سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ اس

سے پہلے کے وہ ایک قدم مزید آگے بڑھاتی۔ آہان نے اسے کمر میں ہاتھ ڈال کے پیچھے کرتے اپنے ساتھ لگایا۔

وہ اسکے ساتھ کھینچی چلی گ ئی۔ آہان خود دیوار کے ساتھ جالگا۔اور مقابل کے منہ پے ہاتھ رکھا۔

وہیں سے ایک تیز رنگ روشنی کا اسی وقت گزر ہوا۔وہ دونوں ہی اس روشی سے بچ گ ئ ے۔

روشنی کی وجہ سے ہی آہان نے ایک منٹ میں ہی وہاں کا سارا جائی زہ لے لیا۔

ہانیہ روشنی کے ہٹتے ہی اسکی جانب پلٹی تھی۔

اور آہان کو ماسک بھی اسکے چہرے پے غصہ کے آثار سمجھ آرہے تھے۔

تمہیں ایک بات سمجھائی تھی بہت اچھی طرح سے۔لیکن لگتا ہے تمہیں سمجھ نہیں آئی۔ آہان نے اسکے انداز کی پرواہ کیے بنا اسے اپنے قابو کیے رکھا۔

تم۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔ ورنہ۔۔۔؟؟ وہ جھٹپٹائی۔

کیوں آئی یہاں تم۔۔؟؟ آہان نے اسے دیوار کے ساتھ پن کیا۔اور خود اس کے آگے کھڑا ہو گیا۔

جسطرح تمہیں اپنے وطن سے محبت ہے۔اسی طرح مجھے بھی ہے۔میں اپنے وطن کے لیے جان دے بھی سکتی اور۔۔۔لے بھی سکتی ہوں۔کہتے ہی آہان کو زور سے پش کیا۔لیکن وہ اسکی اس حرکت سے پہلے ہی چوکنا تھا۔

مطلب۔۔۔تم سب جانتی ہو؟۔۔۔؟؟آہان نے دانت پیسے اسی وقت وہ روشنی پھر سے واپس پلٹی تھی۔آہان اسے لیے نیچے جھکا۔اسے زمین پے گرائے خود اس پے سایہ فگن ہوا۔

ہانیہ بالکل چپ ہو گئی۔ اس روشنی سے وہ بھی ایک لمحے کو سہمی تھی۔ جو بالکل ایک انچ کے فاصلے سے آہان کے اوپر سے گزری تھی۔

We are trapped.

آہان کو اب سب سمجھ آنے لگا تھا۔ فوراً سے بلیوٹوتھ سے رابطہ جوڑا۔

Tell me current position. Charli.

آگے سے ابتسام کی آواز سنتے وہ اپنی پوزیشن پے خود کو لعن تان کرتا نفی میں سر ہلاتا پیچھے ہٹا تھا۔

سر ہوی آر ان ٹربل۔۔۔۔! اسکی پریشان آواز سنتا ابتسام کا دل ایسے بند ہوا تھا۔

اس لڑکی نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ اسے اریسٹ کر لیں۔ آہان کی اگلی بات پے ابتسام ہوش میں آیا۔

آہان۔۔۔۔! اس وقت کہاں ہو تم۔۔؟؟ ابتسام کو اسکی فکر لگی۔

سلطان کے اصل اڈے پے۔۔۔! آہان کو اس وقت اپنا آخری وقت محسوس ہو رہا تھا۔ وہ جہاں موجود تھا۔ وہ اسے یونہی چھوڑ کے نہیں جا سکتا تھا۔ ان سب کو وہیں دفن کرنے کا ارادہ تھا اسکا۔۔ اور اس میں اسکی جان جانے کا بھی خدشہ تھا۔ فکر تھی تو سامنے بیٹھی پاگل لڑکی کی۔

آہان۔۔۔وہاں سے فوراً نکلو۔۔اور اپنی لوکیشن آن کرو۔۔جوان ابھی بھی وہیں ہیں۔وہ تم تک پہنچ جائی یں گے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔تم کوئی رسک نہیں لو گے۔

ابتسام نے اسے منع کیا۔

سوری سر۔۔۔! میں پلٹ نہیں سکتا۔۔۔دشمن سامنے ہے اور۔۔۔میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔یا تو انہیں مار ڈالوں گا۔۔یا۔۔؟

سرا کریڈٹ خود لے رہے ہو۔۔۔؟؟ ہانیہ کی آواز پے ابتسام کے چودہ طبق روشن ہوئے۔۔۔

ہانیہ۔۔۔؟؟؟ دھیمی آواز میں کہا لفظ بھی آہان نے سن لیا تھا۔

آہان۔۔آئی سوئی یر تم دونو ں کو کچھ بھی ہوا۔۔ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔! اب کی بار ابتسام کا دل جیسے کسی نے اپنی مٹھی میں لے لیا ہو۔

ایم سوری ڈیڈ۔۔۔! ہانیہ آہان کے قریب ہوتی بس اتنا ہی کہہ پائی وہ جانتی تھی دوسری طرف اسکے ڈیڈ ہیں۔ اسکا یوں قریب ہونا۔ اور آہان کے گال کے ساتھ اسکے ہونٹوں کا مس ہونا آہان نے رخ پھیرا۔

سر یہاں ہر جگہ ڈائی نا مائی ٹس بچھے ہیں۔۔۔ واپسی ناممکن ہے۔۔ دعا کیجیے گا۔۔ اللہ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ کہتے ہی بلیوٹوتھ بھی آف کر دیا۔ ابتسام ایک م سے کرسی پے ڈھے گیا۔

بی بریو۔۔ابتسام۔۔۔وہ آہان۔۔ہے۔۔اسے تم نے ٹرینگ دی ہے۔وہ ضرور اس مشکل سے نکل آئے گا۔۔۔! کرنل نے اسے تسلی دی۔ جبکہ ابتسام پھر بھی کچھ بول نہ پایا ۔ ایک طرف آہان تھا تو دوسری طرف ہانیہ۔ دونوں ہی اسکے جگر کے ٹکڑے تھے۔وہ اپنے آنسو پیتا اٹھا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

یہاں ڈائی نا مائی ٹس ہیں۔۔؟؟ ہانیہ نے حیران ہوتے پوچھا۔

ہاں۔۔۔! آہان نے کہتے ہی فوراً سے اپنا بیگ پیٹھ سے اتارا اور اس میں ضروری سامان نکالتا کام پے لگ گیا۔

تم۔۔۔؟؟ تم۔۔۔ کیا کرنے والے ہو۔۔۔؟ ہانیہ کو اسکے کام کی پھرتی سے کچھ صحیح نہیں لگا۔

دھ م اک ہ۔۔۔۔! بہت بڑا۔۔۔۔! آہان نے پر سرار انداز میں کہا۔

اور اسکے پاس ہوا۔لائی ٹس واپس پلٹ رہی ہے۔نیچے جھکو۔ اسے نیچے کرتا وہ اسکے اوپر ہوتا جھکا۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔اب کی بار ایک سے زائد لائی ٹس تھیں۔

شاید انہیں خبر مل گ ئی ہے۔آہان نے آئیڈیا لگایا۔

اب کیا ہوگا۔۔؟ وہ بھی دھیمی آواز میں بولی۔

لائٹس ہٹ نہیں رہیں تھیں۔ آہان کو گڑبڑ لگی۔ وہ مزید نیچے ہوا۔ تو ہانیہ کا دل دھڑکنے لگا۔ اسکا یوں پاس ہونا اسکے حواسوں کو منتشر کر رہا تھا۔

!افففففف۔۔اتنے موٹے اور وزنی ہو۔۔۔پیچھے ہٹو۔۔۔

اپنی جھنجھلاہٹ کو چھپاتی اسے آہان کے سینے پے ہاتھ رکھے اسکے مسلز پے چوٹ کرتے کہا۔

آہن نے اسکے ہونٹوں پے ہاتھ رکھ کے اسے چپ کروایا۔ وہاں اس وقت کوئی موجود تھا۔ شاید انکی ہی تلاش جاری تھی۔ ایک نہیں۔۔

!زیادہ تھے۔وہ۔۔

آہان نے نیچے ہوتے خود کو چھپایا۔ جبکہ ہانیہ کے منہ سے ہاتھ نہ ہٹایا تھا۔اسکا بولنا ان دونوں کو خطرے میں ڈال سکتا تھا۔

یہاں کوئی نہیں۔۔!چلو یہاں سے۔۔۔! دوسری طرف دیکھتے ہیں۔

ایک شخص نے کہا۔ تو وہ سب دوسری طرف نکل گ ئی ے۔

انکے جانے کی تسلی کرتا آہان نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔ اور اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ تو وہ سر اثبات میں ہلا گ ئی۔

دونوں اب چھپ کے سامنے دیکھ رہے تھے۔

شاید۔۔۔اس میں ہم دونوں کی جان چلی جائے۔

دھیمے لہجے میں کہتے وہ سامنے دیکھتا اپنا سامان اٹھانے لگا تھا۔

اپنے ملک کی خاطر جان بھی چلی جائے تو خوشی ہو گی۔ لیکن۔۔۔اگر تم۔۔ بچ گ ئے۔۔۔تو بہت افسوس ہو گا۔۔۔

ہانیہ نے دانت پیستے کہا۔ آہان نے ایک قہر کی نظر اسے پے ڈالی۔ اور ایک ہتھکڑی نکال کے اسے پہنائی۔ اور ساتھ ہی دیوار کے نیچے لگے ہک کے ساتھ اسے بند کر دیا۔

کیا کر رہے ہو یہ۔۔؟ کھولو اسے۔۔۔؟؟ ہانیہ دبے دبے انداز میں چلائی۔

تم پے نا۔۔۔ٹرسٹ نہیں مجھے۔۔! اور وہ کیا ہے ناں۔۔ تمہیں کھلا رھ کے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔تم میرا سارا کام بگاڑ دو گی۔

بہت آرام سے کہتا وہ ادھر ادھر دیکھتا اٹھا تھا۔

آہان۔۔۔تم غلط کر رہے ہو۔۔۔کھولو مجھے۔۔! ہم ایک ٹیم ہیں ناں۔۔۔

ہانیہ نے پینترا بدلا۔

ایک ٹیم۔۔۔؟ تمہارے ساتھ دشمنی تو ہو سکتی ہے۔لیکن ٹیم کبھی نہیں۔۔۔! آہان کہتے ہی اٹھا۔

جب تک میں واپس آتا ہوں۔چپ چاپ یہیں رہنا۔۔۔اور کوئی چالا کی مت کرنا۔سمجھی تم۔۔۔! اسے وارن کرتا وہ فوراََچھپتا چھپاتا وہاں اندھیرے میں غائب ہوا۔

ایڈیٹ۔۔۔بد تمیز۔۔۔کھڑوس...ایک بار ہاتھ لگو۔۔۔میرے۔۔جان لے لوں گی تمہاری۔۔۔چیٹر۔

ابھی وہ مزید القابت سے نوازتی کی روشنی پھر سے آنے لگی۔وہ جھٹ سے نیچے بیٹھ گ ئی۔ اور آہان کی واپس کا انتظار کرنے لگی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آنیہ۔۔۔؟؟

آنیہ جو کچن میں آج کھڑی اسکی من پسند ڈش بنانے میں مصوف تھی۔

میر کی سر آواز پے وہ پلٹی۔

جی۔۔۔؟؟

آپ روم میں آئی یں گیں۔۔۔؟؟ اتنا کہہ کہ وہ وہاں سے جیسے آیا تھا۔ ویسے نکل گیا۔

انہیں کیا ہوا۔۔؟؟آنیہ ملازمہ کو کچھ کام بتاتی روم کی جانب بڑھی۔اسکے روم میں جاتے ہی میرہادینے دروازہ لاک کیا۔اور ماتھے پے بل ڈالے اسکی جنب متوجہ ہوا۔

آنیہ۔۔۔؟؟آپ کا پینڈینٹ کہاں ہے؟میر ہادی کے پراسرار انداز پے ایک لمحے کو آنیہ کا دل دھڑ کا۔

جی۔۔۔۔یہ۔۔۔۔یہ ہے۔۔۔۔!اپنی گردن میں پہنا پینڈیٹ سامنے کیا۔

تو۔۔پھر۔۔۔یہ کہاں سے آیا آپ کے پاس۔۔۔؟؟

میر ہادی کے ہاتھ میں دوسرا پینڈٹ دیکھ آنیہ کا تو سانس ہی رک گیا۔وہ پینڈینٹ تو اس نے اپنے جیولری باکس میں رکھا تھا۔ہادی۔۔۔اس تک کیسے پہنچ گیا۔۔۔؟؟

یہ۔۔۔۔یہ آپ کو۔۔کہاں سے۔۔ملا۔۔؟؟تھوک نگلتے وہ میر ہادی کے قریب آئی۔

میرے خیال سے یہ سوال مجھے آپ سے کرنا چاہیے۔۔آنیہ۔کہ یہ آپ کے پاس کیا کر رہا ہے۔۔؟؟ہادی کے ماتھے کے بلوں نے آنیہ کو سچ میں پریشان کر دیا تھا۔

یہ۔۔۔یہ۔۔۔؟؟آنیہ کو سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دے۔۔۔؟؟

آنیہ۔۔!مجھے جھوٹ نہیں سننا۔۔۔!سخت لہجے میں کہتا وہ آنیہ کو ڈرا گیا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آہان بہت صفائی سے اپنا سارا کام سر انجام دیتا اب واپس مڑا تھا۔وہ ایسا بندوبست کر چکا تھا کہ بس ایک ہی دھماکہ میں پورا اڈہ اڑ جانا تھا۔

واپس آیا تو انیہ وہیں منہ بنا کے بیٹھی تھی۔

آہان نے اسکی ہتکڑی کھولی۔ہانیہ نے اسے گھور کے دیکھا۔کلائی یاں ملتی وہ ایک پنچ آہان کے منہ پے مار گ ئی۔لیکن بر وقت پیچھے ہوتے وہ اسکے پنچ سے بچ گیا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ایک بار یہاں سے نکل جاؤں پھر دیکھنا کیا حال کرتی ہوں تمہارا۔وہ غصہ ضبط کرتے دھیمی آواز میں پھنکاری تھی۔

میری بھی یہی سوچ ہے۔تمہیں لے کے۔

اب اٹھو جلدی۔۔۔۔! اسکا ہاتھ پکڑتے آہان نے اسے اٹھایا۔اور اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔

ہم ایک ٹیم نہیں۔۔۔تم اپنے راستے جاؤ۔۔ میں اپنے۔۔ سمجھے تم۔۔۔! اس نے ہاتھ چھڑاتے کہا ۔

اپنی یہ۔۔۔بکواس بند کرو۔۔۔اور چلو میرے ساتھ۔۔آہان کو اسکی باتوں پے اب سچ میں غصہ آنے لگا تھا۔زبردستی اسکا ہاتھ تھاما۔اور ڈائی نامائی ٹس کے بیچ میں سے گزرتا اسے اشارے سے سمجھاتا خود آگے آگے رے ھا۔ اورہ وہ اسکے پیچھے پیچھے۔

وہ ان لوگوں سے تو نظریں بچا کے نکل آئے سامنے سرنگ کا دوسرا سرا نظر آیا۔ جاے دیکھ ہانیہ نے آہان سے آگے بڑھتے وہاں سے پہلے نکلنے کی کوشش کی۔ اور وہیں پے وہ غلطی کر گ ئی۔ اسکا پاؤں ڈائی نا مائ ٹ پے آگیا۔

اسٹاپ۔۔۔۔! آہان نے اسے رکنے کا کہا۔ وہ ھی دل۔ تھام کے رک گ ئی۔ اسے بھی احساس ہو گیا تھا۔ کہ جلد بازی میں وہ غلطی کر گ ئی ہے۔

آہان اکے قریب آیا۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو بس ایک ٹک دیکھے جا رہے تھے۔

آہان کی نظروں میں غصہ تھا۔ جبکہ ہانیہ کینظروں میں ایک ڈر ہلکورے لے رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو خود موت کے منہ میں ڈالا تھا۔

ڈونٹ موو۔۔۔! وہ زرا ازرا لڑکھڑائ تھی۔ کہ آہان نے اسے پھر سے تیزی سے کہا۔ اور اپنا بیگ سائیڈ پے رکھتا۔ نیچے بیٹھا۔۔ اور ڈائی نا مائ ٹ کے ارد گرد سے مٹی کھودنے لگا۔

ہاں۔۔۔؟؟ کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟ ہانیہ جھنجھلا کے بولی۔

چپ رہو تم۔۔۔! آہن نے غصہ سے کہا۔ تو وہ دانت پیس کے رہ گ ئی۔

دل تو کرتا ہے یہیں چھوڑ کے چلا جاؤں تمہیں۔۔۔! اٹھتے ہوئے غصہ سے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔ کہ ایک پلکو تاریک سایہ ھانیہ کے چہرے پے لہرایا۔ لیکن اگلے ہی پل وہ سخت غصہ میں آگئی۔

تو جاؤ ناں۔۔ کس نے کہا ہے کہ رکو۔۔۔؟؟ میں کر لوں گی۔۔ اپنا بچاؤ۔۔۔! مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔

ھانیہ نے اپنے پاؤں کے نیچے ڈائی نا ماٹ اور زمین کا جائزہ لینا چاہا۔

سیدھی کھڑی رہو۔۔۔ڈرامہ باز۔۔۔نہ ہو تو۔۔۔دھیمی آواز میں کہتا وہ اسے بازؤں سے تھامے سیدھا کھڑا کر گیا۔

سر سے وعدہ نہ کیا ہوتا۔۔۔تو کبھی بھی تم جیسی نک چڑی کی مدد نہ کرتا۔

اسے پھر سے چڑاتا وہ قریب ہی ایک بڑا سا پتھر دیکھنے لگا۔

خود کو زیادہ تیس مار خان سمجھنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تمہاری وجہ سے اس مشکل میں پھسی ہوں میں۔۔۔ ہانیہ نے بھی دوبدو جواب دیا۔

آہان کو اپنے مطلب کا ایک بڑا سا پتھر مل گیا تھا۔ وہ اس پتھر کو لے کے ہانیہ کے پاؤں کے پاس آ بیٹھا۔

ناؤ۔۔ لسن۔۔ہانیہ۔۔۔ جیسے ہی میں تمہارا پاؤں ہٹاؤں۔ ایک جھٹکے سے پیچھے کرنا۔ سمجھی تم۔۔۔! اب کی بار وہ سنجیدگی سے بولا۔

ہاں۔۔۔۔! ڈونٹ ڈو دس۔۔۔! وہ پھٹ جائے گا۔۔۔! تم جاؤ یہاں سے۔۔۔۔! ہانیہ کی آواز میں اس بار ڈر تھا۔

آہان کھڑا ہوتا اسکے چہرہ کو ہاتھوں کے پیالے میں لے لیا۔

!کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ میں ہوں۔۔ ناں۔۔۔ !ٹرسٹ می۔۔۔

اسے اپنے ہونے کا مان دیتا وہ اسکے آنکھیں نم ہوتی دیکھ رہا تھا۔

تمھیں کرنا آتا ہے یہ سب۔۔؟؟ کسی ڈر کے تحت پوچھا۔

ہمیں ہر طرح کی ٹریننگ دی گ ئی ہے۔ بس تم ویسے کرنا جیسے میں نے کہا ہے۔ میرے تین گنتے ہی پاؤں ہٹا دینا۔

آہان کے کہنے پے ہانیہ نے اثبات میں سر ہلا یا۔

ایک۔۔۔۔دو۔۔تین۔

پاؤں ہٹا۔ اور آہان نے بہت ہی مہارت سے وہ پتھر اس جگہ فٹ کر دیا۔

ہانیہ نے گہرا سانس خارج کیا۔اسے یقین نہ آیا کہ وہ بچ گ ئی ہے۔

آہان نے اس بار اسے سوچنے سمجھنے ک موقع دیے بنا پھر سے ہتھکڑی پہنائی۔ اور دوسری ہتھکڑی اپنے ہاتھ میں پہنی۔

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔؟؟ کھولو اسے۔۔۔! ہانیہ پھر سے منہ بناتی اس ہتھکڑی سے تنگ ہوتے بولی۔

مجھے تم پے اب تو بالکل بھروسہ نہیں۔۔ چلو میرے ساتھ۔ کہتے ہی اسکا ہاتھ تھاما۔۔اور اسے ساتھ لیے آگے بڑھا۔ کہ ہانیہ نے اپنا ہاتھ غصہ سے

چھڑایا۔ آہان نے پلٹ کے ایک نظر اس خونخوار شیرنی کو دیکھا۔ اور بنا اسکی پرواہ کیے آگے بڑھا۔ وہ بھی اسکے ساتھ گھسیٹی چلی گ ئی۔

اب آگے راستہ صاف تھا۔ وہ تقریباً بھگانے والے انداز میں چل رہے تھے۔ آہان نے اپنی واچ پے ٹائی م فٹ کیا تھا۔ اور اس ٹائی م کے ساتھ اس ب م کو۔۔۔جو کچھ ہی دیر میں پھٹنے والا تھا۔ گھڑی کی سوئی بارہ پے جاتے ہی ب م ۔دھ م اکہ۔ ہو نا تھا۔

یہ کیا راستہ تو بند ہے اس طرف۔۔۔! ہانیہ پریشان ہوئی۔ آگے جاتے ہی وہ دونوں رک گ ئ ے تھے اب۔ آہان نے ساری طرف نظر دوڑائی ۔ ایک ایک دیوار کو چیک کیا۔ تو ایک دیوار اسے سیم زدہ لگی۔ وہاں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ بیگ سے ایک چھوٹا سا بم نکال کے وہاں فٹ کیا۔ اور ہانیہ کو لیے پیچھے ہوا۔

کچھ ہی دیر میں وہ زوردار دھماکے سے پھٹا۔ اور دیوار ٹوٹ گ ئی۔

اٹھو۔۔۔! ہانیہ کا ہاتھ تھامے وہ اس طرف آیا۔ کہ اس لمحے زمین زوردار طریقے سے گڑگڑائی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا سہارے لیے کھڑے رہے۔ لیکن زمین کے ہچکولے بڑھتے جا رہے تھے۔ ب م ۔ب ل اس ٹ۔ ہو چکا تھا۔ انہیں جلد از جلد وہاں سے نکلنا تھا۔

وہ لڑھڑاتے ہوئے دیوار کے پاس آئے ۔ دوسری طرف ک منظر دیکھ وہ ایک لمحے کو سن ہی رہ گ ئے۔

وہ بہت گہرا پانی تھا۔ اور وہ کافی اونچائی پے تھے۔

تیرنا آتا ہے۔۔۔؟؟ آہان نے اسکی جانب دیکھتے استفسار کیا۔

میں نے اپنی ٹرینگ میں سب سیکھا ہے۔ لیکن۔۔۔؟؟

ابھی اسکے الفاظ منہ میں ہی تھے۔ کہ زمین ایک دھ م اک ے سے پھٹنتی شعلوں میں پھیل گ ئی۔ آہان نے پیچھے آگ کے شعلے آتے دیکھے تو ایک سیکنڈ کی بھی دیر ی کیے بنا ہانیہ کا ہاتھ تھامے کود گیا ۔ اس گھنے جنگل میں ہانیہ کی چینخ پھلتی چلی گ ئی ۔

پانی کی لہروں میں شدید ارتعاش پیدا ہوا۔اور وہ دونوں پانی کے لہروں کے ساتھ بہتے چلے گ ئی ے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

میر۔۔۔؟؟ یہ۔۔۔؟؟؟ میرا۔۔ نہیں۔۔۔۔وہ بمشکل بولی۔۔۔

جانتا ہوں۔۔اس لیے پوچھ رہا ہوں۔۔آنیہ۔۔ میجھے وہ بتائی ی جو میں نہیں جانتا۔۔میر نے اپنے اشتعال پے قابو پاتے کہا۔

آنیہ کے آنسو بہہ نکلے۔لیکن آج سامنے کوئی اور ہی میر کھڑا تھا۔ جسے اسکے آنسو بھی تکلیف نہیں دے رہے تھے۔

آنیہ۔۔۔اب صرف سچ۔۔۔؟؟ ورنہ میں بھولجاؤں گا۔ہمارے بیچ کے رشتے کو۔۔۔۔! میر ہادی کے اتنے سختی سے کہنے پے وہ بری طرح سہم گ ئی۔

یہ۔۔۔یہ۔۔ایک سال۔۔پہلے۔۔۔مجھے۔۔۔۔ملا تھا۔۔۔! آنیہ نے کہنا شروع کیا۔

اس دن یونی سے گھر جاتے مجھے دیری ہو گ ئی تھی۔ ڈرائیور انکل بھی لیٹ آئے۔ واپسی پے راستہ میں ۔۔گاڑی رک گ ئی۔ ڈرائیور انکل نے گاڑی چیک کی۔کافی وقت گزر گیا وہ واپس نہیں آئے تو میں بھی نیچے اترتی۔۔۔ ان کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

رات گہری ہو رہی تھی۔اور مجھے ڈر لگنے لگا تھا۔
وہ ڈر میرا ابھی بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

انکل۔۔۔؟ کیا ہوا۔۔؟؟ان کے پاس کھڑے آنیہ نے فکر سے پوچھا۔
بیٹا۔۔کچھ پتہ نہیں۔۔کیوں بند ہو گ ئی ہے۔۔؟آپ باہر کیوں آئی یں۔۔؟؟ چلیں اندر چل کے بیٹھیں۔
انکل آپ ڈیڈ کو کال کریں۔وہ کچھ نہ کچھ کر دیں گے۔بلکہ ایک منٹ میں کرتی ہوں کال۔

آنیہ کہتے واپس پلٹی۔

بیٹا۔۔۔میں کر رہا ہوں۔۔آپ جا کے گاڑی میں بیٹھیں۔

ڈرائیور انکل پیار سے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتی گاڑی کا روازہ کھولے اندر بیٹھ گ ئی۔ لیکن اگل ہی پل اسے وں لگا جیسے کوئی تیز پرفیوم کی خشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی ہو۔ وہ کوئی لیڈی پرفیوم تھا۔

جسکی خوشبو بہت ہوش اڑا دینے والی تھی۔

آنیہ نے حیرانی سے ارد گرد دیکھا۔ لیکن گھنے درختوں اور جھاڑیوں کے کچھ نہ تھا۔ایک پل کو آنیہ کا دل سہم گیا۔انے دونوں طرف لاک لگایا۔اور دبک کر بیٹھ گ ئی۔

اتنے میں ڈرائیور انکل نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پے آ بیٹھے اور گاڑی اسٹارٹ کی جو دو تنی بار اسٹارٹ کرنے پے اسٹارٹ ہو گ ئی۔

اور چل پڑی۔ آنیہ نے دل ہی دل میں شکر کا کلمہ پڑھا۔

اکا جی چاہا کہ پلٹ کے دیکھے۔ کہ پیچھے کون تھا۔ ابھی وہ پلٹی تھی کہ۔۔

بیٹا۔۔! اتنا تیز پرفیوم مت لگایا کریں۔ اچھا نہیں ہوتا۔

وہ بوڑھے ڈرائی یور انکل اچانک سے بولے تو آنیہ کے رونگٹے کھڑے ہو گ ئے۔ اور پیچھے مڑ کے دیکھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

گاڑی پیرزادہ منشن میں داخل ہوئی تو وہ گہرا سانس خارج کرتی چیزین اٹھاتے اٹھنے لگی کی موبائ ل ہاتھ سے نیچے گرا۔ ہاتھ نیچے کرتے وہ موبائ ل اٹھانے لگی۔ کہ اسکے ہاتھ سے کوئی چیز ٹکرائی۔ آنیہ نے وہ اٹھائی۔

وہ کوئی پیڈنٹ تھا۔ بہت خوبصورت پینڈینٹ۔

یہ کس کا ہے۔۔۔؟اور۔۔میری گاڑی میں۔۔۔؟؟

آنیہ پریشان ہوئی ۔

لیکن فی الحال اسے اپنے سامان میں رکھتی وہ اندر آگ ئی۔ روم۔ میں آتے اسے اچھی طرح چیک کیا ۔وہ انتہائی نفیس کام والا پینڈٹ تھا۔ جو انتہائی مہنگا تھا۔ لیکن گاڑ ی میں کہاں سے آیا۔۔۔؟ وہ سخت پریشان ہوئی۔ اپنی کبرڈ میں اسے رکھا۔ اور شاور لیتی بھی وہ اسی کے بارے میں سوچتی رہ گ ئی۔

لیکن کچھ سمجھ نہ آرہا تھا۔

اگلے ن سے ٹریننگ اسٹارٹ تھی۔اور وہ سر جھٹک کے اپنی تیاری میں بزی ہوگ ئی۔ اور پھر ایسا بھولی کہ پلٹکے اس باکس کو کبھی کھولنا بھی ضروری نہ سمجھا۔ خود ہی بھول گ ئی ورنہ ہانیہ سے ضرور ڈسکس کرتی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ساری بات بتا کے آنسوؤں سے تر چہرہ اوپر اٹھاتے وہ اس اجنبی شخص کو دیکھنے لگی۔

ہاں آج وہ اجنبی ہی لگ رہا تھا۔

پاس پڑا واس زور سے ہاتھ مار کے نیچے گرایا۔ کہ آنیہ سہم ہی گ ئی۔ منہ پے ہاتھ رکھے اپنے آنسوؤں کا گلہ گھونٹے وہ کچھ بول ہی نہ پا رہی تھی۔

میر ہادی کے چہرے پے کرب تھا۔ ایک ایسا کرب کے۔۔ وہ چاہ کے بھی اپنے اندر کے درد کو اپنے غبار کو نہں چھپا پا رہا تھا۔ مڑتے ہوئے دیوار پے زر زور سے مکے برسانے لگا۔ کہ آنیہ پوری کی پوری لرز اٹھی۔

اور ہمت کرتی میر کے پاس پہنی۔ اسے کندھے سے تھام کے روکنا چاہا۔

ڈونٹ۔۔۔! لہو ٹپکاتی آنکھوں سے دیکھتے وہ انگلی اٹھا کے اسے وارن کرتا اسکی دھڑکنوں کو روک گیا تھا۔ وہ سہمتے ہوئ ے پیچھے ہوتی چلی گ ئی۔

قریب بھی مت آنا میرے۔۔۔! ہادی وا پنا غصہ کنٹرول کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔ ایک سال پہلے کے زخم آج پھر سے ادھڑنے لگے تھے۔ اسکے اندر کا عیاں ہو رہا تھا۔ اور وہ یہی تو نہیں چاہتا تھا۔ کیسے رونتا خود کو اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ ساری دنیا کو آگ کو لگا دے۔

ادر گرد دیکھتا وہ نفی میں سر ہلاتا آنیہ کو ٹھیک نہ لگا۔

میر۔۔۔۔؟؟ دھیمی آواز میں اسے پکارا۔ لیکن وہ پھر بھی نیچے پڑے کانچ کے ٹکڑوں کو دیکھتا بہت پیچھے جا چکا تھا۔ جہاں صرف وہ اور اسکی بہن تھی۔

ہادی۔۔۔؟؟ اب کی بار تھوڑا اونچی آواز میں پکارا۔ کہ خیالوں میں خلل ڈالنے کی وجہ سے وہ آنیہ پہ چڑھ دوڑا۔

اسے گلے سے پکڑے دیوار کے ساتھ لگایا۔

اسکے گلے پہ دباؤ بڑھاتا وہ بھول گیا تھا۔ کہ سمنے اسکی محبوب بیوی ہے۔ آنیہ نے بے یقین سے میر ہاری کو دیکھا۔ جسکی آنکھیں بھی لال

ہوئی تھیں۔ اور طمپھرے پے ایک سختی تھی۔ آنیہ وک اسسے ڈر لگا۔ دباؤ بڑھنے کی وجہ سے آنیہ کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔

تم۔۔۔تم وہ نہیں۔۔۔! عجیب سے انداز میں کہتا وہ آنیہ کی رہی سہی ہمت بھی ختم رک گیا تھا۔ آنیہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ نفی میں سر ہلاتا ایک جھٹکے سے اس نے آنیہ کو چھوڑا۔ جو لڑکھڑاتی ہوئی کان چ کے ٹکڑوں کے اوپر جا گری ۔

اس کے ہاتھ کلائی یوں اور ماتھے پے کانچ لگا۔ کہ وہ تڑپ ہی گ ئی۔ ایک چینخ برآمد ہوئی تھی۔ لیکن وہ بھی گھٹی گھٹی۔۔

اسکا سانس ہی بحال نہیں ہو رہا تھا۔ اور اوپر سے یہ درد۔

ہمت ہارتی وہ بے ہوش ہوتی وہیں گر گ ئی۔ جبکہ میر ہادی بنا ایک نظر پلٹ کے دیکھے وہاں سے جا چکا تھا۔

اسکارخ گھر سے باہر تھا۔اسے یوں عجلت میں جاتادیکھ کشش کوکچھ صحیح نہ لگا۔

فوراً سے بیشتر وہ اسکے کمرے کی جانب بڑھیں تھیں۔اندر کا منظر دیکھ کشش کے رونگٹے کھڑے ہوگ ئ ے تھے۔

آنکھیں پانیوں سے بھر گ ئ تھیں۔

آگے بڑھ کے ہمت کرتے انہوں نے آنیہ کا سر اٹھایا۔کانچ کے اوپر گرنے سے اس کے آنکھ کے پاس بھی کانچ چبھا تھا۔اسکی حالت دیکھ کشش کا دل بری طرح گھبرایا تھا۔اسکی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔کہ وہ کسی کو آواز دیتی۔آنیہ کے بے ہوش وجود کو ہاتھوں میں تھامے وہ بس سسکتی جا رہی تھیں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

سر۔۔۔؟؟

وہ جو اس وقت ہیڈ کوارٹر میں تھا۔ بار بار آہان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک جوان افسر کے وہاں آنے پے وہ اسکی جانب پلٹا۔

! سر بم۔۔۔ب۔لا۔سٹ ہوا ہے۔اور بہت بڑا۔۔۔

اور پھر وہ ابتسام کو ساری ڈیٹیل دینے لگا۔ابتسام سانس روکے سب سنتا جا رہا تھا۔

بات ختم ہوتے ہی اس نے رخ پھیرا۔

ڈیڈ۔۔! میری خواہش ہے۔۔ کہ میں اپنے وطن پے قربان ہو جاؤں۔۔ شہید ہونا چاہتا ہوں۔۔ آپ دعا کیجیے گا۔ روئیے گا مت۔

پاس ہی کہیں سے آہان کے الفاظ کی بازگشت سنائی دی تو وہ آنکھیں سختی سے موند گیا۔

ڈیڈ۔۔۔ڈیڈ۔۔۔!آپ مجھ سے زیاہ آنیہ آپی سے پیار کرتے ہیں۔۔ مجھ سے بھی اتنا پیار کیا کریں ناں۔۔ جتنا آپی سے کرتے ہیں۔۔۔لاڈ اٹھواتی انکی چھوٹی سی جان بھی انکی آنکھوں کے سامنے آئی۔

نہیں۔۔ان دونوں کو کھ نہیں ہو گا۔

تنویر۔۔! ٹیم تیار کرو۔۔اور اس علاقہ میں چلنے کی تیاری کرو۔۔۔انہیں ڈھونڈنا ہو گا۔

ابتسام نے پکار داہ کرتے کہا۔

کرنلکے او کے کے۔اشارہ پے تنویر باہر نکلا۔

ڈونٹ وری وہ بہادر آفیسر ہے۔جانباز ہے دلیر ہے نڈر اور دشمنوں کے قلع قمع کرنے والا۔وہ ضرور کامیاب ہو کے لوٹے گا۔کرنل نے تسلی دی۔

ان شاءاللہ کہتے وہ وہاں سے نلا تھا اپنی پوی ٹیم کے ساتھ۔

MUNTAHACHOUHAN

پانی کی لہروں نے دونوں کو اپنے اندر ہی ڈوبو لیا۔ لہروں کے اتار چڑھاؤ نے دونوں کو ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ لیکن ان کے ہاتھ میں پہنی ہتھکڑی نے ہانیہ کو بچا لیا تھا۔

آہان پانی کی لہروں سے اوپر آنے کی کوشش کرتا تو۔ دوسری طرف سے ہانیہ نیچے کی طرف ڈوبے جا رہی تھی۔ ساتھ اسے بھی کھینچ رہی تھی۔ تھک ہار کے آہان خود نیچے کی طرف جاتا ہانیہ کا ویسٹ سے تھامے اوپر لے کے آیا۔

پانی کی لہروں سے اوپر ابھرتے ہی ہانیہ نے زور کا سانس لیا۔ اور منہ ناک سے پانی نکلا۔

لرزتے ہوئے ہان کی شرٹ کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ ہان کے سہارے ہی وہ پانی میں جمی کھڑی تھی۔ ار گرد نظر دوڑاتے آہان نے ہانیہ کے ساتھ تیرنا شروع کر دیا۔ جو تھا تو بہت مشکل کام۔ لیکن وہ تیر کی میں ماہر تھا۔ آسانی سے اسے کھینچ کے باہر نکال لایا۔

دونوں ہی لمبے اور گہرے سانس لیتے وہیں ریت پے لیٹ گ ئے۔ جبکہ دونوں کے ہاتھ میں لگی ہتھکڑی نے آج دونوں کو بچا لیا تھا۔

تمہیں۔۔۔ تیرنا نہیں آتا۔۔۔؟؟آہن نے اسکی جانب رخ کرتے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔ہانیہ نے بھی اسکی طرف رخ کیا۔

اسکے جواب پے آہان کی تو ساری آنکھیں کھل گ ئی یں۔

تو۔۔۔ یہ بات تم پہلے نہیں بول سکتی تھی۔۔؟؟اٹھتے ہوئے جارحانہ انداز میں پوچھا۔ اگر ہتکڑی نہ لگی ہوتی تو وہ ان پانی کی لہروں میں بہہ جاتی۔

مجھے بولنے دیا کب۔۔؟پوری بات سنی نہیں جمپ لگادی۔ بڑے آرام سے اٹھ کے بیٹھتے وہ گیلے بالوں کو پیچھے کرتی سرسری انداز میں بولی۔

میں نے کہا تھا۔۔۔ میں نے ٹریننگ لی ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ تیراکی نہیں آتی۔۔۔! ایک طرف سے جھٹکے سے بالوں کو آگے کرتے وہ آہان کے منہ پے پانی کے قطرے پھینک کی تھی۔ آہان نے لب بھینچے۔

تیراکی بھی ٹریننگ کا حصہ ہوتی ہے۔ طنزاً کہتا وہ کپڑے جھاڑتا اٹھا تھا۔

ہائے ہاتھ توڑنا ہے میرا۔ اپنا ہاتھ اسکے ساتھ کھینچتا دیکھ وہ درد سے کراہی۔

اس ہتھکڑی کی وجہ سے ہی بچی ہو تم۔۔۔! ورنہ اب تک پانی کی لہروں میں بہہ چکی ہوتی۔

ایک بار پھر طنز کرتا وہ پاس پڑا بڑا سا پتھر اٹھاتا اس ہتھکڑی کو مارتے توڑ چکا تھا۔ کیونکہ چابی تو وہ وہیں پھینک آیا تھا۔

شکر۔۔۔! کلائی کو دباتے وہ منہ بناتے کھڑی ہوئی۔

آہان نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ دور پہاڑی پے اندھیرے میں بھی وہ جگہ باآسانی دیکھی جا سکتی تھی۔

جہاں سے وہ گرے تھے۔ آگ کے شعلے ابھی بھی وہاں بادلوں کی صورت میں پھیل رہے تھے۔

اتنا بڑا دھماکہ تھا۔۔۔ لگتا نہیں۔۔ کوئی بچا ہو گا۔۔؟؟

ہانیہ نے اسکی نظروں کی سیدھ میں دیکھتے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

آہان نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا۔ چودھویں کی چاند کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔اس میں اسکا روپ دیکھ اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی ۔ لیکن اگلے ہی وہ نظریں پھیرتا واپس سامنے دیکھنے لگا۔

لیکن سلطان بچ گیا ہے۔۔۔۔ نفی میں سر ہلاتے وہ افسوس سے بولا۔

کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔؟؟ وہ وہاں نہیں تھا۔۔۔؟؟ اف سارا پلان فیل ہو گیا۔۔؟؟ ہانیہ نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔

لیکن ایکدم سے کسی جانور کے غرانے کی آواز پے آہان نے اسکے چلتے منہ پے ہاتھ رکھا۔ اور اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

ہانیہ نے بھنوئیں اچکائیں۔ کہ اسی لمحے ہانیہ کو بھی آواز آئی۔تو وہ سہم سی گئی۔

کوئی شیر ہے۔۔۔؟؟ ہانیہ دھیرے سے بولی۔

شیر نہیں۔۔۔کوئی بھیڑیا ہے۔۔۔۔! آہن نے آواز پے غور کرتے کہا۔تو

ہانیہ نے منہ بنایا۔

تمہیں پہچان نہیں۔۔شیر ہے۔۔۔!

شیییی۔۔۔یہ لڑکے کا وقت نہیں۔کہتے ہی آہان نے گن نکالی اور اس میں گولیاں چیک کیں۔تین بولٹس موجود تھیں اس میں۔

وہ دیکھو۔۔۔! ہانیہ اسکے کان میں چلائی۔ سامنے ہی دو بڑی بڑی آنکھوں والا۔ایک بھیڑیا انہی کی تاک میں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ اور ان پے اٹیک کیا۔

❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹❤️‍🩹

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ دیکھو۔۔۔! ہانیہ اسکے کان میں چلائی۔ سامنے ہی دو بڑی بڑی آنکھوں والا ایک بھیڑیا انہی کی تاک میں گھات لگائے بیٹھا تھا۔اور ان پے اٹیک کیا۔

ہانیہ آہان کے پیچھے تھی۔دونوں ہی بھیڑیے کو جمپ لگاتا دیکھ رہے تھے۔

ہانیہ چینخی۔

اس سے پہلے کہ وہ انہیں نقصان پہنچاتا۔آہان نے فوراً اسکا نشانہ لیا۔اور اسکی کھوپڑی اڑادی۔

بھیڑیا آہان کے قدموں میں گرااور دم توڑ گیا۔

دونوں ہی دم سادھے اسے دیکھنے لگے۔آہان نے اسکا ہاتھ تھاما تو اسکا سکتہ ٹوٹا۔

فوراً نکلنا ہے یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کہ۔۔اور بھیڑیے آئیں۔

چلو۔۔۔! آہان نے کہتے اسے اپنے ساتھ کھینچا۔ اور وہ بھی کھینچی چلی گئی۔ اندازہ کرتا وہ اسی پہاڑی کی طرف رخ کیے

ہوئے اندھیرے میں ہی بھاگے چلے جارہے تھے۔کہ انہیں پھر سے کسی کے غرانےاور قدموں کی چاپ سنائی دی۔

شاید۔۔۔کوئی ہمارے پیچھے ۔۔۔۔ ہے۔۔ بھاگتے ہوئے پھولی سانسوں میں ہانیہ نے آہان سے کہا۔

یہ علاقہ بھیڑیوں کا ہے۔۔ ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکلنا ہو گا۔آہان نے اسا ہاتھ نہ چھوڑا تھا۔غرانے کی آوایں بہت پاس سے آرہی تھیں۔آہان کا دھیان آوازوں پے ہی تھا۔ایک پل کواچانک وہ رکا۔ہانیہ اسکی پیٹھ سے جا ٹکرائی۔ آہان آنکھیں موندھے اندازہ لگا رہا تھا۔حملہ کہاں سے ہونے والا ہے۔ اور تبھی ایک اور بھیڑیا اسکے سامنے آن وارد ہوا۔ اور آہان نے اس پے گولی چلائی۔وہ بھی وہیں ڈھیر ہوگیا۔ وہ دونوں جنگل کے بیچوں بیچ پھسے تھے۔ نہ وہ آگے بڑھ پا رہے تھے۔ نہ پیچھے۔۔ دونوں ہی چپ چاپ بنا آواز کے کھڑے تھے۔

آہان نے اپنی گن کو دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔اب تو گولی بھی ایک ہی بچی تھی۔

ہانیہ آہان کی بازو کے ساتھ چپکی تھی۔اور اندھیرے میں ہی آنکھیں پھاڑ پھاڑ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔دل چیز دینے والی خاموشی تھی۔ لیکن یہ خاموشی خاموشی ہی رہی۔ جیسے طوفان سے پہلے والی خاموشی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کشش ڈرائی یور کی مدد سے آنیہ کو لیے ہاسپٹل پہنچی تھی۔ اسے آئی سی یو میں لے گ ئ ے تھے۔ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔اسے اپنے ہی بیٹے سے اس قسم کی توقع بالکل نہ تھی۔

میر یامین کو آتا دیکھ وہا سکے سینے سے جا لگی۔

کہاں ہے میر ہادی۔۔؟؟آج پہلی بار کشش نے میر یامین کو غصہ میں دیکھا تھا۔

معلوم نہیں۔۔۔؟؟ غصہ سے نکل گیا کہیں۔۔؟ روتے ہوئے بس اتنا ہی کہہ پائی۔

آنیہ۔۔۔کیسی ہے۔۔؟؟ انہیں پریشانی نے آن گھیرا۔

ڈاکٹرز دیکھ رہے ہیں۔ پلیز۔۔۔پوچھیں ناں۔۔۔وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔؟؟

کشش کے کہنے پہ وہ ڈاکٹرز سے پوچھنے آگے بڑھ گیا۔

؟میر۔۔۔یہ کیا کر دیا آپ نے۔۔۔؟؟ معصوم بچی کے ساتھ یہ سلوک۔۔۔؟؟ میں نے ایسی پرورش تو نہ کی تھی آپ کی۔۔۔؟؟

بنا سچائی جانے وہ غلط فہمی کا شکار ہو رہی تھیں۔

کچھ ہی دیر میں میر یامین واپس آئے۔ تھکے ہارے سے۔

میر ہادی۔۔نے کیوں کیا ایسا۔۔۔؟؟ وہ اپنے اندر کے اشتعال کو ضبط کرتے بولے تھے۔

کچھ ۔۔۔ نہیں کیا ہو گا۔۔۔؟؟ وہ۔۔۔ ایسا نہیں ۔۔ شاید ۔۔۔ گر گئی ہو۔۔۔؟؟ کشش نے میر ادی کی سائیڈ لی۔ تو میر یامین نے ایک دکھتی نگاہ اس پے ڈالی۔

آنیہ کے گلے پے انگلیوں کے نشان ہیں۔ کشش ۔۔۔؟؟؟ ڈاکٹر نے پولیس کیس بتایا ہے۔۔۔ لیکن ۔۔۔ میری وجہ سے چپ ہو گئے ہیں۔۔ آپ جانتی ہیں۔۔ اگر آنیہ کے گھر والوں کو اس بارے میں پتہ چلا تو وہ کیا سوچیں گے۔۔۔؟

آج دوسری بار میر یامین اضطراب سے گزر رہا تھا۔

میر ہادی کو وہ وحشی او جانور کہیں گے۔۔۔

خدا کا واسطہ ہے یامین ۔۔۔ وہ ہمارا بچہ ہے۔۔ اسطرح تو نہ بولیں۔۔۔ کشش تڑپ کے کھڑی ہوئی تھی۔

کسی کی بیٹی کے ساتھ جانوروں والا سلوک کرو تو۔۔ وہ انسان نہیں کہلایا جاتا۔۔۔ میر یامین آج واقعی میر ہادی سے سخت نالاں لگے۔

ڈاکٹر کے باہر آنے پہ وہ دونوں خاموشی سے انہیں دیکھنے لگے۔
شی از آؤٹ آف ڈینجر۔ اکانچ ہم نے نکال دیا ہے۔ لیکن ۔۔۔
کلائی پہ گہرا زخم آیا ہے۔ جس پہ ہمیں اسٹیچز لگانے پڑے ہیں۔
اور چہرے پہ ۔۔۔؟؟ کشش نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔
شہرے پہ ہلکا سا زخم ہے۔ کانچ چھوٹا تھا۔ وہ نکال دیا ہے۔ کچھ دیر میں انہیں ہوش آجائے گا۔ آپ میر صاحب میری بات سنیں پلیز ۔۔۔؟؟
ڈاکٹر میر کو اکیلے میں لے گیا۔ اور کچھ باتیں کرنے لگا۔ میر یامین ضبط کیے سب سنتا رہا۔ ڈاکٹر کے جانے کے بعد وہ کشش کے پاس آئے۔
کیا ہوا ۔۔۔؟؟ کشش کو وہ اور زیادہ پریشان لگے۔
آنیہ نے اگر ہوش میں آنے کے بعد ۔۔۔ میر ہادی کا نام لیا ۔۔ کہ اسنے یہ سب ۔۔۔؟؟ تو ۔۔۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے ۔۔ وہ کسی قسم کی رعاتی نہیں کریں

گے۔۔۔اور۔۔میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔۔! کہتے ہوئے سخت اقدام سے اٹھتے وہ ہاسپٹل سے باہر نکلتے چلے گئے۔ وہ جانتے تھے اس وقت میر ہادی کہاں ہوگا۔۔ اس بار وہ اسے معاف کرنے والے نہ تھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

گاتا مسکراتا۔۔۔ تیرا بھیا رہ جائے گا۔۔۔

آج وہ پھر اسی سال پیچھے چلا گیا تھا۔

ایک سال۔۔۔ وہ ایک سال پہلے کا زخم پھر سے ہرا ہو گیا تھا۔ کتنا خوش تھے وہ سب۔۔۔ اسکی اکلوتی اولاڈلی بہن نور فاطمہ کی شادی تھی۔

اور بہت ہی دھوم دھام سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ میر یادہ ہر موقعے پے اسے چھیڑنا لازمی سمجھتا تھا۔ کبھی وہ چڑ جاتی کبھی مسکرادیتی۔ وہ تھی ہی کوئی کانچ کی گڑیا۔ بے انتہا معصوم ۔۔۔ اور بے انتہا خوبصورت۔۔۔ ہاتھ لگائے میلی ہوتی تھی۔

سب کی آنکھوں کا تارا وہ نور فاطمہ تھی۔

دراز سے تصویر نکالے وہ ایک ٹک اس تصویر کو دیکھے جا رہا تھا۔

بھائی ! یہ دیکھیں کتنا خوبصورت ڈیزائن ہے۔۔۔ موبائل پے ایک پینڈیٹ کھاتی وہ ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔

ہمم۔۔۔۔ مصرف سا جواب آیا۔

ہمیں یہ چاہیے۔۔۔۔! آرڈر دیتے وہ استحاق سے بولی۔ میر ہادی تو بہن کی ہر خواہش پے جان دینے والا۔

جی او کوئی حکم۔۔ ملکہ عالیہ۔۔۔؟

ہمم۔۔۔ ایسا کیجیے گا۔۔ اسطرح کے دو بنوائیے گا۔۔۔ ایک ہمارے لیے ایک ہماری بھابھی کے لیے۔۔۔ شادی کا گفٹ۔۔۔ !

کیسا۔۔۔؟؟

وہ ایسی ہی تھی۔۔۔ پل میں فیصلہ کرنے والوں میں سے۔ اور شادی کا فیصلہ بھی تو پلوں میں ہوا تھا۔ اسکی پسند حیدر سلطان۔۔۔ اور سب کے خلاف جا

کے میرہای نے اسک سائی یڈ لی تھی۔ اور اسکا رشتہ حیدر سلطان سے ہوگیا۔ وہ بھی نور کو بہت چاہتا تھا۔

لیکن۔۔شاید نظریں ہی کھاگ ئی تھیں۔ان کے پیار کو۔۔۔جو سب کو آنسوؤں سمیت واپس ملا۔ ایسا درد جو میر ہادی ہر گزرتے وقت میں اپنے اندر بڑھتا محسوس کر رہا تھا۔

جسطرح دھوم دھام سے رخصتی کی تھی۔کاش نصیبوں میں بھی خوشیاں لکھ دیتااسکا بھائی تو آج وہ جان پاتا کہ وہ کیسے انہیں چھوڑ کے اللہ کے پاس چلی گ ئی۔۔۔؟

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابرش کوابتسام کافون آیاتھا۔ جس میں اس نے ہانیہ کایہی بتایاکہ وہ اس کے ساتھ ہے۔اورکسی سے فی الحالکوئی بات نہ کرے۔وہ اسے ساری بات تو نہ بتا سکا۔

لیکن ابرش نے اندازہ لگالیا کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ وہ پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی۔ کہ عروش روم میں داخل ہوئی۔

بھابھی۔۔۔! آپ۔۔ یہاں ہیں۔۔؟؟

عروش نے حیرت سے دیکھتے کہا۔

کیوں کیا ہوا۔۔؟؟

آہان اور۔۔ نور صبح سے غائب ہیں۔۔ کوئی پتہ نہیں کہاں گئے ہیں کیا آپ کو پتہ ہے۔۔؟؟

آہان اور نور۔۔۔؟؟ ابرش نے زیرِ لب دہرایا۔۔۔

وہ بھی غائب ہیں۔۔ یہ سب۔۔۔ کہاں جا سکتے ہیں۔۔؟ آخر ایسی کیا بات ہے جو ابتسام مجھ سے چھپا رہے ہیں۔۔ اور میری اولاد تک کو اس میں شامل۔ کر لیا۔ اور مجھے بتانا ضروری نہ سمجھا۔۔۔؟؟

کیا ہوا بھابھی۔۔؟؟ کیا سوچنے لگیں۔۔؟؟ عروش نے پکارا۔

کیا ابتسام بھائی بھی گھر نہیں۔۔؟؟

عروش نے ادھر ادھر نظریں گھماتے پوچھا۔

انہیں کچھ ضروری کام ہے وہ تو اکثر ہی لٹ آتے ہیں۔ کوئی ن ئی بات نہیں۔۔ ابرش نے ٹالا۔

ہممم۔۔۔شاید آہان اور نور بھی اب سے لیٹ پ گھر آیا کریں گے۔۔۔؟؟

دھیرے سے کہتے وہ اٹھی تھی۔ابرش کو اسکی بات بری تو لگی۔لیکن خاموش رہی۔اس وقت وہ خود پریشان تھی۔اسے کیا جواب دیتی؟

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

دھیمے اور خاموش قدموں سے وہ سانس روکے چلتے جارہے تھے۔اب وہ اس علاقے سے نکل آئے تھے۔ لیکن خطرہ ابھی بھی ٹلا نہ تھا۔

لیکن اب دونوں ہی چلتے چلتے تھک گ ئے تھے۔

تم۔۔۔ڈیڈ سے کانٹیکٹ کیوں نہیں کر رہے۔۔؟؟ وہ ہمیں یہاں سے آ کے لے جائیں۔۔۔ چلتے ہوئے اپنی رائے دی۔

شوق ہے آدھی رات کو جنگلوں میں آوارہ گردی کرنے کا۔۔اس لیے نہیں رابطہ کر رہا۔۔۔!چلتے ہوئے ہی میٹھا سا طنز کیا۔

ہانیہ نے اسکی بات پے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ لیکن اندھیرے میں کیا گھورنا تھا۔

اب میری بس ہو گئی ہے۔۔۔! مجھ سے نہیں چلا جا رہا۔۔۔!

ہانیہ نے رکتے ہوئے تھکے انداز میں کہا۔

اگر تمہیں لگتا ہے تمہاری یہ فضول کی باتیں سن کے میں تمہیں کندھوں پے اٹھالوں گا۔۔تو اس بھول میں مت رہنا۔۔۔یں بھینسوں کو نہیں اٹھاتا۔

اچھا خاصا اسے تڑک کے جواب دیتا وہ ہانیہ کو سر سے پیر تک سلگا گیا۔

کیا کہا۔۔۔؟؟ بھینس۔۔۔؟؟ میں۔۔میں۔۔ تمہیں۔۔ بھینس لگتی ہوں۔۔؟؟ اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔؟ موٹے سانڈ۔۔۔! بازو دیکھا ہے اپنا۔۔۔ تین تین کلو کا ایک بازو ہے۔۔۔اور مجھے۔۔۔مجھے تم۔۔؟ اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ۔۔۔ سانڈ کہیں کا۔۔۔

اچھاخاصا بدلہ لیتے وہ اب پر سکون ہو رہی تھی۔

یہ۔۔ تمہیں موٹے لگتے ہیں۔۔؟اپنے مسلز کو سامنے کرتا وہ اتراتے ہوئے بولا تھا۔ آج پہلی بار اسے ہانیہ سے بات کرتے نفرت ہس محسوس ہو رہی تھی۔ یا شاید آج پہلی بار اس نے اسکی زات کو نشانہ نہیں بنایا تھا۔

فار یور کائی نڈ انفارمیشن۔۔ یہ مسلز۔۔۔ہیں۔۔ تم۔ کیا جانو۔۔ مسلز۔۔ سکس پیکس۔۔۔! یہ ہم لڑکوں کی باتوں سے تم لڑکیاں دور ہی رہو۔۔۔ اپنے مسلز کو فخر سے دیکھتا وہ مکراتے بولا تھا۔اور اسکی مسکراہٹ چاند ک روشنی میں ہانیہ کو بہت بھلی لگ تھی۔ لیکن چہرے پے ناگواریت ہی سجی رہی۔

ہمممم۔۔ تبھی وہ۔ لڑکی۔۔۔ نور فاطمہ۔۔۔ تمہاری۔۔ جھوٹی بیوی۔۔ تم پے فلیٹ ہو رہی تھی۔۔۔! اب کی بار طنز میں ہلکی ہلکی جلن سی محسوس ہوئی۔

ہممممم۔۔۔آہان ایکم سے سنجیدہ ہوا۔

وہ نور فاطمہ نہیں ہے۔۔۔! آہان نے اسکے سر پے بم پھوڑا۔

اور نہ ہی میری بیوی۔۔۔! ایک اور بم پھوڑا۔

مطلب۔۔۔؟ آپ دونوں کا نکاح نہیں ہوا۔۔۔؟؟ ہانیہ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

ہوا۔۔۔! لیکن۔۔ نقلی نکاح تھا۔۔ نکاح خواں بھی نقلی۔۔ نکاح نامہ بھی نقلی۔۔اور نام بھی۔۔۔ نقلی۔۔۔! اسکا بھی۔۔اور۔۔۔ میرا بھی۔۔۔!

کیا پہلیاں بجھوا رہے ہو۔۔؟ صاف صاف بتاؤ ناں۔۔۔؟؟

ہانیہ کو سارا سچ جاننے کی جلدی ہوئی ۔ ابھی وہ مزید کچھ کہتا کہ ہیلی کاپٹرز کی آواز پے دونوں چونکے۔

جاری ہے۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

قسط 25 اور 26 یوٹیوب پے آچکی ہے۔ اگر آپ کو ایف بی پے ڈبل اقساط چاہییں۔ تو رسپانس بیسٹ سار کردیں۔ میں ڈبل قسطیں پوسٹ کردوں گی۔

ویسے بھی آہان اور ہانیہ اسپیشل ایسوڈ آنے والی ہے۔

💘💘💘💘💘#میرا_حقِ_وراثت (سیزن ٢ حق مہر)

منتہا_چوہان#

قسط_نمبر23#

وہ اپنے ڈارک روم میں تھا۔ کہ ایک زوردار جھٹکے سے دروازہ کھلا۔ اور میر یامین اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی میر ہادی چی ئی ر پے جھول رہا تھا۔ میر یامین نے کمرے میں روشنی کی۔ اور سامنے اپنے جگر کے ٹکڑے کو بکھری حالت میں دیکھ تڑپا لیکن اس وقت یہ تڑپ وہ پسِ پردہ ڈال اسکی جانب جارحانہ اددازمیں بڑھے۔ اسے اپنی جگہ سے کھڑا کرتے ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پے رسید کیا۔ وہ خالی خالی نظروں سے باپ کو دیکھنے لگا۔

کیوں۔۔؟؟ کیوں۔۔ہادی۔۔۔؟؟ کیوں کیا ایسا۔۔۔؟ کیا ایسی تربیت کی ہے آپ کی۔۔۔۔؟؟ کہ آپ کسی بھی معصوم کو یوں تشدد کا نشانہ بناؤ گے۔۔۔؟؟ بہت درد تھا۔ لہجہ میں۔ لیکن میر ہادی چپ تھا۔

اس معصوم کو۔۔۔آپ نے ہاسپٹل پہنچادیا۔۔۔؟

وہ اسی قابل ہے۔۔۔۔!الفاظ بھی نکلے تو کیا۔۔۔؟؟میر یامین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ہوش میں تو ہیں آپ۔۔۔؟؟ہو کیا گیا ہے؟میر یامین کو وہ آج کوئی اور ہی میر ہادی لگا۔

پلیز بابا۔۔۔!جائیں یہاں سے۔۔۔! وہ رخ پلٹ گیا تھا۔ اسکی لال آنکھیں میر یامین کو کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھیں۔

ہادی۔۔۔؟؟میر یامین نے تڑپ کے اسے اپنی طرف موڑا۔

بتاؤ۔۔ مجھے۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟؟ کونسی بات نے رکلیف پہنچائی ہے۔۔۔ کیا ہوا ہے۔ آپ کے اور آنیہ کے بیچ۔۔؟؟

کچھ نہیں ہوا۔۔کچھ نہیں۔۔۔وہ۔۔۔؟؟اسے لے جائیں۔۔ بابا ۔۔۔مجھ سے دور۔۔۔ دور کر دیں اسے مجھ سے۔۔۔ یا میں

اسے ۔۔مار ڈالوں گا یا خود کو۔۔۔! بے بسی سے وہ خود کو چھڑاتے بولا

تھا۔

میں رہنے بھی دوں گا اسے آپ کے پاس۔۔۔۔ جسطرح کا سلوک کیا ہے

ناں۔۔آپ نے اس کے ساتھ۔۔اسکے بعد۔۔۔؟؟؟

اسی میں اسکی بہتری ہے۔۔۔کہ وہ اب کبھی بھی میرے سامنے نہ آئے۔۔۔

مڑتے ہوئے سارے لحاظ بلائے طاق رکھے لب بھینچے بولا تھا۔

اور باہر نکلتا چلا گیا۔

!میر ہادی۔۔۔بہت پچھتاؤ گے۔۔۔ آپ۔۔۔

میر یامین کی آنکھیں نم ہوئی یں۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہیلی کاپٹر کی تیز آواز اور اچانک سے تیز روشنی نے انکی نظروں کو چندھیا دیا۔

ڈیڈ۔۔۔؟؟ زیر لب دہراتی ہانیہ آہان کے بہت پاس کھڑی تھی۔

سامنے ہی بہت کروفر سے ابتسام اپنے جوانوں کے ہمراہ ان تک چلتا ہوا آرہا تھا۔

گڈ جاب ینگ مین۔۔۔! آگے بڑھ کے آہان کو فخر سے گلے لگایا۔
جبکہ ہانیہ ایک طرف ہوتی رخ نیچے کر گ ئی۔
اسکی طرف تو اسکے ڈیڈ نے دیکھا بھی نہ تھا۔اور یہ بات اسکے دل پے لگی تھی۔آہان نے پلٹ کے ہانیہ کو دیکھا۔اسکے چہرے کی اداسی آہان کو نہ بھائی۔

ڈیڈ۔۔۔ہان۔۔۔؟؟؟
چلیں۔۔۔! ابتسام نے اسکی بات کاٹی۔اور اسے لیے اپنے ساتھ آگے بڑھے۔
ہانیہ کی آنکھیں پل میں موٹے موٹے آنسوؤں سے بھریں۔

چلیں میم۔۔۔!ایک جوان نے کہا تو وہ رخ پھیرے آنسو صاف کرتی ساتھ ہولی۔ ہیلی میں بیٹھتے بھی ابتسام نے ہانیہ کی جانب ایک نظر بھی نہ دیکھا۔ وہ بھی طپ رہی۔ جبکہ آہان ایک اچٹتی نگاہ اس پے ڈال لیتا تھا۔
ابتسام جانتا تھا۔ہانیہ کو صحیح سلامت دیکھ اس نے کتنا سکون کا سانس لیا تھا۔ اگراسے کچھ بھی ہو جاتا تو وہ اسکی ماں کو کیا جواب دیتا۔۔۔؟؟ کہ ای افسر ہو کے بیٹی کی حفاظت نہ کرسکا۔ جبکہ بیٹی نے اسکا کتنا دل دکھایا۔۔۔ کہ بنا کسی کو بتائے وہ اس خطرے میں اپنے آپ و ڈال گ ئی تھی۔ اگر آہان اسکے ساتھ نہ ہوتا تو۔۔؟؟ کیا وہ بچ پاتی۔۔۔؟؟ یہی سوچ آتے وہ ہانیہ سے سخت ناراض تھے اور اچھی خاصی ا پرس کرنے والے تھے۔اور سب سے اہم اسکی شادی کا سوچ رہے تھے۔ کہ پانی اب سر سے اوپر چلا گیا تھا۔
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بیٹا۔۔؟؟کیسی ہو اب۔۔۔؟آنیہ کو جیسے ہی ہوش آیا۔اپنے پاس کشش کو پایا۔

ٹھیک ہوں۔۔۔ مما۔۔۔!درد سے نقاہت بھری آواز سنتی کشش کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔

ابھی اٹھیں مت۔۔۔!آپ کو چوٹ آئی ہے۔۔
اسے اٹھتے دیکھ کشش گھبرائی ۔

مما۔۔!ان چوٹوں کو کیا کرنا۔۔؟؟جو چوٹ دل پے لگی ہے۔۔۔اس کے مقابلے میں یہ چوٹ تو کچھ بھی نہیں۔

اپنیکلائی یوں پے نظر ڈالتے وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

بیٹا۔۔!کیا یہ۔۔میر ہادی نے کیا ہے۔۔؟؟ایک آس تھی کہ شاید نہ کہے۔
آنیہ نے اک درد بھری نظر ان پے ڈالی۔
اسی لمحے ڈاکٹر اندر داخل ہوئے۔

ہاؤ آر یو۔۔ ینگ لیڈی۔۔۔؟؟ بہت پیار اور شفقت سے پوچھا۔
بہتر ہوں۔۔! آنیہ نے بنا کسی تاثر کے جواب دیا۔
آپ وک یہ چوٹیں کیسے آئی یں۔۔۔۔؟؟ اگلا سوال۔۔
آنیہ کو وہ لمحے پھر سے یاد آنے لگے۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گ ئی یں۔
میں۔۔۔ گر گ ئی تھی۔۔۔! پتہ ہی نہ چلا۔۔ واس پڑا تھا آگے۔۔ تو اسے ٹکرائی اور۔۔۔ یہ سب۔۔؟ کہتے ہوئے سر جھکا ہوا تھا۔
اور یہ گلے پے انگلیوں کے نشان۔۔۔؟؟ ایک اور سوال ہوا۔۔ آنیہ نے اپنے گلے کو چھپایا۔
یہ۔۔۔ انگلیوں کے نشان تو نہیں۔۔۔۔۔وہ۔۔ مچھر وغیرہ کوئی کاٹ گیا تھا۔۔ تو اسکا نشان ہے۔۔ آنیہ کے چہرے سے صاف واضح ہو

رہا تھا۔ کہ وہ جھوٹ بول رہی ڈاکٹر نے بھی زیادہ کریدنا مناسب نہ سمجھا۔ اور کچھ ضروری ہدایات کرتا باہر نکل گیا۔

میں میر ہادی کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔! کشش نے روتے ہوئے کہا۔

مما۔۔۔! مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔! آنیہ نے اپنے آنسو صاف کرتے کرب سے کہا۔

آنیہ۔۔۔! میری بیٹی ہو آپ۔۔۔! میں آپ کو کہیں۔۔ نہیں جانے دوں گی۔ہادی کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں۔ لیکن۔۔ پلیز۔۔۔ جانے کی بات مت کرو۔۔۔! کشش اسکے پاس بیٹھتے بولی تو آنیہ کو ان کو اس حالت میں دیکھ کے دکھ ہوا۔

ڈونٹ وری مما۔۔۔ کسی سے کچھ نہیں کہوں گی۔۔۔! بس۔۔۔ ابھی میں۔۔ میر کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

دھیرے سے اپنا مدعا بیان کیا۔

بیٹا۔۔! میر ہادی کو آپ کا بال بھی نہیں دیکھنے دوں گا اب میں۔۔۔! جب تک وہ معافی نہیں مانگے گا۔۔اپنے کیے کی۔۔اسے آپکے پاس آنے کی قطری اجازت نہیں دوں گا۔یہ وعدہ ہے میرا آپ سے۔

اچانک سے میر یامین کے آنے پے وہ دونوں چونکیں۔انکے لہجے میں بلا کی سختی تھی۔

آنیہ کو انکی مانتے ہی بنی۔لیکن اس نے دل میں عہد کیا تھا۔کہ وہ اس راز کو جان کے رہے گی۔جو اسکی زندگی پے اثر انداز ہو رہا ہے۔جبکہ اسکی کوئی غلطی بھی نہیں تو کیوں میر ہادی اس کے ساتھ اسطرح کر رہا ہے۔۔؟ کیا وہ یہ سب ڈیسرو کرتی ہے۔۔۔؟؟

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کل ہی وہاج کو یہاں بلائیں ۔۔۔ تاکہ اس سے آپ کے رشتے کی بات ہو سکے۔ اور یہ معاملہ خیر واسل ۲ بی سے حل ہو سکے۔

ابرش نے ابتسام سے ساری بات جان کے اسکا فیصلہ بھی سن لیا تھا۔اوراب ہانیہ کے روم میں اسے اسکے باپ کا فیصلہ من و عن سنا بھی دیا تھا۔

مما۔۔۔!ایک بات پوچھوں۔۔۔؟؟ہانیہ جو ابتسام کے رویے سے سخت دلبرداشتہ ہوئی تھی۔ اپنی ماں سے دل کا حال کہنے پے مجبور ہوئی تھی۔

ہمممم۔۔۔!ابرش اسکے سوال جانتی تھی۔باپ سے منسلک ہی ہوں گے۔

کیا میں آپ کی اور ڈیڈ کی سگھی اولاد ہوں۔۔۔؟؟

ہانیہ کے سوال پے ابرش نے تڑپ کے اسے دیکھا۔

ہانی۔۔۔۔!آگے بڑھ کے اسے اپنے ساتھ لگانا چاہا۔

پلیز مما۔۔۔!ڈیڈ کو دیکھ کے نہیں لگتا۔۔۔۔کہ وہ۔۔مجھ سے۔۔اتنا سا بھی !پیار کرتے ہیں۔۔۔۔

ہاتھ کے اشارے سے بتاتی وہ بہت دکھی تھی۔

اور جو آپ نے کیا ہانیہ۔۔۔؟؟ کیا کوئی اولاد ایسا کرتی ہے۔۔؟ لڑکی زات ہو کے۔۔ آپ نے جو کیا۔۔ ہم سے چھپایا۔۔ اور۔۔۔ آپ واں اس سلطان کے اڈے پے پہنچ گ ئی یں۔۔۔

کیوں۔۔؟ کس کی اجازت سے۔۔۔؟؟ کچھ ہو جاتا آپ کو۔۔ تو۔۔۔؟؟ کیا ۔۔ کرتے ہم۔۔۔؟؟ آپ جو جی میں آئی یں کریں۔۔ اور ہمیں۔۔ آپس ے ناراض ہونے کا حق بھی نہیں حاصل۔۔۔؟؟ ابرش نے اسے آئی ینہ دکھایا۔ تو وہ ایک دم سے سر جھکائے چپ سی ہو گ ئی۔

آپ کے ڈیڈ آپ کی اس حرکت سے بہت دکھی ہیں۔۔ ہانیہ۔۔۔! اپنی غلطیوں کو بھی سمجھیں آپ۔۔۔! پھر سوچیں۔۔ کہ آپ کو اپنے والدین کی کس قدر پرواہ ہے۔۔؟؟

انرش ہتے ی باہر نکل گ ئی۔ جبکہ ہانیہ غصہ اور آنسو ضبط کرتی وہیں بیٹھی وہاج کو فون کرنے لگی۔ اور اسے کل کے بارے میں تمام آگاہی کرنے لگی۔

MUNTAHACHOUAN

تمہیں کیا لگا۔۔۔؟؟ تم۔سلطان تک پہنچ جاؤ گے۔۔۔؟؟ تمہارے ایک ایک منٹ کا حساب رکھتا ہے سلطان۔۔

ہمیشہ ایک قدم آگے چلتا ہے وہ۔ نور فاطمہ سے سوال و جواب پے وہ بری طرح نفرت انگیز انداز میں بولی تھی۔

قدموں کی چاپ پے خاموشی سی چھا گ ئی۔ آنے والا آہان تھا۔ جسے دیکھ نور فاطمہ کے چہرے پے ایک زخمی مسکراہٹ ابھری۔

افسر آہان کو دیکھ خاموشی سے باہر نکل گیا۔

تم۔۔نے مجھے چیٹ کیا۔۔۔۔آہان نے بیٹھتے ہوئے پر سکون انداز میں بات شروع کی۔

!پہلے دن سے چیٹ کرتی آئی ہو۔۔۔

کیا تم نے چیٹ نہیں کیا۔۔؟؟مجھ سے جھوٹا نکاحکر کے۔۔۔؟وہ بھی تڑخ کر بولی۔ایک پل کو تو آہان اسکی بات پے چپ سا ہو گیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟حیران ہو رہے ہو۔۔۔؟کہ مجھے کیسے پتہ۔۔؟جیسے تم سب جانتے تھے۔ویسے میں بھی سب سچ جانتی ہوں۔۔!تم۔۔نے جھوٹا نکاح کا ناٹک کر کے مجھے استعمال کرنا چاہا۔اور میں نے۔۔۔تمہیں تمہارے ہی کھیل میں الجھا دیا۔وہ طنزیا ہنسی ہنسی تھی۔

سلطان کہاں ہے۔۔۔؟؟ٹیبل پے زور سے ہاتھ مارتا وہ دھاڑا اٹھا۔

اسکی بیٹی کو تم نے اپنا قیدی بنالیا ہے۔اور اب تمہیں لگتا ہے۔۔کہ مجھ سے یہ پوچھنا چاہیے۔۔۔؟؟

الٹا اسی سوال کرتی وہ آہان کو لب بھینچنے پے مجبور کر گ ئی۔ مو بائ ل پے رنگ ہوتی دیکھ اسکے ماتھے پے بل پڑے۔اور وہ اٹھا تھا۔

!آہان۔۔۔۔ !میں اب بھی اپنی بات پے قائ م ہوں۔۔

اسکی بات پے اسکے قدم تھمے تھے

لیکن وہ پلٹا نہیں تھا۔

اپنا آپ مجھے سونپ دو۔۔۔ سلطان کے ہر اڈے کا پتہ بتاؤ ں گی۔اور اسے پکڑنے میں تمہاری مدد کروں گی۔

ایک ن ئے کھیل کا آغاز وہ کر چکی تھی۔

آہان نے اسکی بات کو نظرانداز کیا۔اور فون کان کے ساتھ لگاتا جیسے ہی باہر نکلا۔دروازہ باہر سے لاک ہوا۔اور کمرے میں گھپ اندھیرا چھا گیا۔

نور نے آنکھیں بند کرلیں۔اسکے ہاتھ اور پاؤ ں بندھے ہوئے تھے۔

اب اسے یہیں قید رہنا تھا۔جب تک کہ سلطان اس تک پہنچتا ہے۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

پیرزادہ مینشن میں آنیہ کو الگ روم دیا گیا تھا۔ جہاں وہ اب رہنے والی تھی۔ میر ہادی کو اس بات سے بے خبر رکھا گیا تھا۔ وہ اپنے روم میں ہی تھا۔ لیکن اس رات وہ واپس گھر نہ آیا۔

اگلی صبح بھی گھر میں مکمل خاموشی تھی۔ ملازمہ شازمہ اسکے ساتھ ساتھ رہتی۔ آنیہ چپ سی ہوگئی تھی۔ اپنا ہی گھر اسے بنا میر کے اجنبی لگنے لگا تھا۔ اسکے بنا رہنا ۔۔۔ اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ سوچتے سوچتے اسکا ہاتھ اپنے گلے میں پہنے پینڈیٹ کی طرف چل گیا۔

سارے فسعاد کی جڑ یہ پینڈٹ ہے۔ یہ نہ ہوتا تو میری زندگی کتنی پرسکون ہوتی۔۔۔ میر بھی کبھی نہ بدلتے۔۔ لیکن ۔۔۔ وہ مجھے کس قصور کی سزا دے رہے ہیں۔۔؟ میں نے کیا کیا ہے۔۔۔؟؟ اور مجھے بتا بھی نہیں رہے

کچھ۔ کس سے پوچھوں۔۔؟؟اس ساری بات کا مطلب۔۔۔؟اسکی آنکھیں نم سی ہوئی یں۔

بی بی جی۔۔جوس بنادوں آپ کو۔۔۔؟؟

کچن کارنر میں ایک ٹیبل پے بیٹھے وہ اپنے خیالوں میں گم تھی۔ کہ ملازمہ نے پوچھا۔

نہیں۔۔۔دل نہیں چاہ رہا۔۔! سولت سے منع کر دیا۔

مما۔۔۔ مما۔۔۔؟؟میر ہادی کی آواز پے آنیہ کا دل زور زور سے دھڑ کا۔

وہ ماں کو آواز دیتا کچن کی جاب ہی بڑھا تھا۔

جی صاحب جی۔۔۔؟؟شازمہ الرٹ ہوئی۔

میر نے ایک اچٹتی نظر آنیہ پے ڈالی۔ جو رخ موڑے بیٹھی تھی۔

مما کہاں ہیں۔۔؟ سرد و سپاٹ انداز۔

جی۔۔وہ تو۔۔گھر پے نہیں۔۔۔ بڑے صاحب جی اور وہ دونوں ہی کسی کام سے کہیں گ ئی ے ہیں۔

ملازمہ کی بات میر ہادی نے لب بھینچے۔

بیٹا۔۔۔؟؟کچھ چاہیے تھا کیا۔۔؟؟سویرا بیگم کی اچانک آمد پے وہ انکی طرف متوجہ ہوا۔

جی۔۔۔؟؟دادو۔۔۔ایک کپ کافی بھجوادیں۔۔۔

کہتے ہوئے وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

آنیہ کے آنسو بہتے لے گ ئے ۔۔

ایک بار بھی اس نے آنیہ کو نہ پکارا۔نہ اسکا حال پوچھا۔

محبت کرنے والے اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہیں۔۔؟

میرا آپ سے رشتہ کاغذ کا نہیں۔۔روح کا ہے۔۔۔جو مرنے کے بعد ہی ٹوٹ سکتا ہے۔۔جیتے جی تو نہیں۔۔۔

میر کے الفاظ کی بازگشت پے اسکا دل خون کے آنسو رویا۔یہ کیسا رشتہ تھا۔۔؟؟جو روح تو کیا جسم کا بھی نہیں تھا۔۔۔اسکی روح زخمی تھی تو جسم بھی زخموں سے چور تھا۔

نہ روح کی چوٹ نظر آئی نہ جسم کی۔۔۔

یہ لو بیٹا۔۔۔! جاؤ۔۔ ہادی کو کافی دے آؤ۔

سویرا بیگمنے آنیہ کو خیالوں سے چونکایا۔

جی۔۔۔ دادو۔۔؟؟ میں۔۔۔؟؟ وہ آنسو صاف کرتی انکی طرف مڑی۔

ہاں۔۔بیٹا۔۔آپ۔۔! جاؤ۔۔ اٹھو شاباش۔۔۔! سویرا بیگم کے اصرار پے وہ اٹھی۔

بڑی بیگم جی۔۔! انکے ہاتھ پے چوٹ لگی ہے۔ میں دے آؤں۔۔۔؟

شازمہ کو اس کی حالت پے ترس آیا۔

نہیں۔۔۔ وہ اسکا شوہر ہے۔ وہ خود جائے گی۔ دینے۔ بہت بھاری نہں ہے۔ ایک کپ ہے۔ وہ اٹھا لے گی۔

اور آنیہ بیٹا۔! آپ اپنے کمرے میں آرام کریں۔ جب تک آپ کے زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ کہتے ہوئے وہ اب شازنہ کی جانب مڑیں تھیں۔ اور آج کے کھانے کا ڈسکس کر رہی تھیں۔

آنیہ دبے قدموں میر کے روم کی جانب بڑھی۔

اسکا دل انتہادرجے پے دھڑک رہا تھا۔ آج اپنا ہی کمرہ اجنبی لگ رہا تھا۔

ہلکی سی دستک دی۔

کم ان۔۔۔! مصروف سی آواز پے وہ لرزتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

رکھ دو یہاں۔

فائلوں میں سر دیئے بنا اسطرف پلٹے کہا۔

آنیہ نے سائیڈ ٹیبل پے کپ رکھنا چاہا۔ کہ کلائی میں اسٹیچز کے درد کی وجہ سے ہاتھ مڑ گیا۔ اور کافی اسکے تمام کاغذات کو رنگتی چلی گئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیا مسئلہ ہے۔۔؟؟ اب ایسے کیا منہ دیکھ رہی ہو۔۔۔؟

ایک آفرلائی ہوں۔۔۔ ہانیہ نے آہان کو نظروں کے فوکس میں لیا۔ دو دن بعد ہانیہ کا نکاح تھا۔ وہاج کے ساتھ۔ اور آہان کے

کہنے پے صرف گھر کے افراد نے ہی شرکت کرنی تھی۔ وہاج کا کوئی تھا نہیں۔ ور ویسے بھی ابھی صرف نکاح کرنا تھا۔رخصتی وہاج کے سیٹ ہو جانے کے بعد ہونی تھی۔

آہان پہلے ہی اس نور کی وجہ سے جھنجھلایا ہوا تھا۔اوپر سے ہانیہ کی آفر والا سین اسے کچھ ہضم نہ ہوا۔

کیسی آفر۔۔؟؟ماتھے پے بل ڈالے وہ اسکی جانب مڑا۔جو ہمیشہ بڑے دھڑلے سے اسکے روم میں آجاتی تھی۔بنا اجازت کے۔

وہ تھوڑا قریب ہوئی۔ اسکا پراسرار انداز آہان کو ٹھٹھکا رہا تھا۔

مجھ سے نکاح کروگے۔۔؟اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سوال کیا۔ کہ آہان کی تو مانو دل کی دھڑکن ہی رک گ ئی ہو۔لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اپنے جذبات کو قابو کرتے اسکی طرف غور سے دیکھا۔ سوچ میں اسکی یہ کارستانی سمجھ نہ آرہی تھی۔

بنا مطلب کے تو یہ کسی کو تھپڑ نہ مارے۔اور اس وقت خود کھڑی آفر دے رہی ہے۔اپنا آپ مجھے سونپنے کی۔۔۔؟؟ کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔؟

آہان نے ماغ کے گھوڑے دوڑائے۔

کیا ہوا۔۔؟ یقین نہیں آرہا۔۔؟؟ اسکی حالت سے حظ اٹھاتے وہ پھر سے بولی تھی۔

تم تو وہاج کو پسند کرتی ہو۔۔تو پھر۔۔اچانک سے۔۔میں کہاں سے آگیا بیچ میں۔۔؟؟ آہان نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا۔

پسند کرتی ہوں۔۔۔محبت نہیں۔۔

اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ کہ ایک لمحے کو آہان تو اسکی آنکھوں میں کھو سا گیا۔

اور۔۔۔پسند کا کیا ہے۔۔؟ کبھی بھی کسی بھی موڑ پے بدل جاتی ہے۔۔

اس نے ہمیشہ اپنے دل کو سنبھال کے رکھا تھا۔ لیکن اس وقت وہ بھی دڑنے لگا تھا۔ یہ جانتے ہوئے کہ سامنے کھڑی لڑکی فتنا ہے۔ اور اس سے کچھ بھی اچھی امید نہیں کی جا سکتی ۔

میں کس امید پے وابستہ اپنی خواہش کر لوں۔۔؟؟

تیرے مزاج کے موسم کا اعتبار نہیں۔

کیا سوچنے لگے۔۔؟؟ آفرا چھی نہیں لگی۔۔؟

ہانیہ نے اسے خیالوں سے چونکایا۔

آفر تھی کیا۔۔۔؟ ہاایک فتنا لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر لوں۔۔؟ اور ساری زندگی کے لیے روتا رہوں۔۔۔؟؟ آہان نے منہ پھیرتے اسکا مذاق اڑایا۔

تم۔۔ سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔؟ ہانیہ نے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے غصہ سے اسکا کالر پکڑتے اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھیں۔

آہان نے ایک نظر اسکے ہاتھ میں پکڑے اپنے کالر کی طرف دیکھا۔اور دوسری نظر اس پے ڈالی۔
تمہارا جو بھی مقصد ہے ناں۔۔وہ کبھی کامیاب نہیں ہو گا۔۔۔ہاتھ ہٹاؤ۔۔ ہانیہ۔۔۔! سختی سے کہتے اس نے ہانیہ کو ہوش میں لایا۔تو وہ اپنے ہاتھ پیچھے کر گئی ۔

ایم سوری۔۔۔۔!ایک دم سے اسکے معافی مانگنے پے آہان کو اچھنبا ہوا۔

مطلب۔۔؟؟معافی۔۔۔اور وہ بھی ہانیہ۔۔؟؟ضرور کوئی بہت بڑی کھچڑی ہے جو اسکے دماغ میں پک رہی تھی۔ اب تو جاننا اور بھی ضروری ہو گیا تھا۔
دیکھو!آہان۔۔۔!اگر تم۔۔مجھ سے نکاح کے لیے تیار ہو جاتے ہو تو میں وہاج کو منع کر دوں گی۔وہ پھر سے پینترا بدلتے بولی۔
اور۔۔۔تم ایسا کیوں کرنے لگی۔۔؟

محبت تو نہیں ہو گ ئی مجھ سے۔۔۔؟؟ آہان نے ابکی بار اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ اسکی بات پے وہ سٹپٹا گ ئی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

واٹ دا ہیل از دس۔۔۔؟؟ دماغ درست ہے۔۔۔۔؟؟ وہ غصہ سے چلایا تھا۔ یہ جانے بنا کہ سامنے آنیہ کھڑی ہے وہ سہم کے پیچھے ہٹی تھی۔

تم۔۔۔؟؟؟ میر ہادی اسے دیکھ ماتھے پے بل ڈال چکا تھا۔

شازمہ۔۔۔۔؟؟؟ وہ اسے نظر انداز کرتا چلایا تھا۔ جبکہ اسے اس حالت میں دیکھ اسکا دل بری طرح دھڑکا تھا۔

لیکن چہرے سے کچھ عیاں نہ ہونے دیا۔

آپ۔۔۔انہیں کیوں بلا رہے ہیں۔۔؟؟ میں صاف کر دیتی ہوں۔

آنیہ نے آنسو ضبط کرتے دھیرے سے کہا۔ اور اسکی فائی ل کے سارے پیپرز اٹھانے لگی۔ جبکہ میر ہادی وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

اس سے آنیہ کا درد میں کام کرنا نجانے کیوں برا لگا تھا۔

بمشکل دکھتی کلائی سے اس نے ساری فائی لز کو بمشکل اٹھاتے صاف کیا۔ لیکن کافی کا داغ نہیں نکلا۔ جس رفتار سے وہ صوفے پے بیٹھے ان کاغذات کو صاف کر رہی تھی۔ اس سے کہیں تیز رفتار سے اسکے آنسو بہہ رہے تھے۔

کہ اسی اثنامیں میر ہادی باتھ روم سے نکلا۔اسے زاروقطار روتے دیکھ لب بھینچے۔ٹاول ایک سائیڈ پے رکھا ۔ اور اسکی جانب بڑھا۔

آنیہ نے سر اٹھاکے اس ظالم کی جانب دیکھا۔

اسکی آنکھوں کے لال ڈوروں کو دیکھ میر ہادی نے نظریں پھیریں۔جو آنیہ کومزید دکھ دے رہی تھیں۔

!میں۔۔صاف کر رہی ہوں۔۔لیکن۔۔۔یہ۔۔۔نہیں ہو۔۔۔رہیں۔۔۔

آنسو روکے ہچکیوں سے کہتے وہ میر ہادی کے ضبط کو آزمارہی تھی۔

میر ہادی نے اسکے ہاتھ سے تمام پیپرز کھینچے۔

جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔۔! رخ پھیرتے سختی سے کہا۔

اور یہیں آنیہ کی بس ہوئی۔ منہ پے ہاتھ رکھے اپنے آنسوؤں کا گلا گھونٹے وہ روم سے باہر بھاگی تھی۔

اس سے یہ سب سہن نہیں ہو رہا تھا۔ کہ میر ہادی اس سے نفرت کرنے لگا ہے۔ وہ ہر بت کو خود پے سوار کرنے والی نہ تھی۔ لیکن ہادی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات اس پے اثر انداز ہو رہی تھی۔

اپنے روم میں آتے ہی اس نے دروزاہ لاک کیا۔ اور دروازے کے پاس ہی بیٹھتی روتی چلی گ ئی۔

اب کبھی بھی نہیں آؤں گی آپ کے سامنے۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔!

جھوٹے ہیں آپ۔۔۔ جھوٹ بولا۔۔۔ کہ میں آپ کی۔۔۔ جان ہوں۔۔ آپ کی روح کا حصہ۔۔۔!

آئی ہیٹ یو۔۔۔! وہ وہیں زمین پے ڈھے گ ئی تھی۔

بٹ۔۔۔آئی لو یو۔۔ میر ۔۔۔۔! نہیں رہ سکتی آپ کے بنا۔۔۔!

آپ کی بے رخی مجھے اندر ہی اندر مار رہی ہے۔۔۔اور میں یوں ہی مر جاؤں

گی۔۔۔! آنکھیں موندے اب وہ خاموشی آنسو بہاتی رہ گئی۔

زندگی میں کبھی کوئی آئے نہ ربا۔۔

آئے تو کوئی پھر جائے نہ ربا۔۔

دینے ہوں اگر مجھے بعد میں آنسو۔۔۔۔

پہلے کوئی ہنسائے نہ ربا۔۔۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐ

آہان۔۔۔! دیکھو۔۔۔ تمہیں تمہارے مشن کو مکمل کرنے کے لیے مجھ

جیسی بہادر لڑکی کی ضرورت ہے۔ تو بہتر نہیں تم مجھ سے ہاتھ ملا لو۔۔۔میں

تمہاری مدد کروں گی۔اور ہم دونوں مل کے سلطان کو موت کے گھاٹ

اتاریں گے۔

اپنا پلان بتاتی وہ آہان کو گنگ کر گ ئی۔ وہ تو اسکی پلاننگ سنتا عش عش کر اٹھا۔

اوہ۔۔رئیلی۔۔۔؟؟ مجھے اپنے پلان کی تمکیل کے لیے تم جیسی ٹڈی کی ضرورت پڑے گی۔۔۔؟ اسکے چھوٹے قد پے چوٹ کرتا وہ جھک کے سینے پے ہاتھ باندھے بولا تھا۔

تو۔۔تم اونٹ جتنا قد لے کے کونسا عقل مند ہو۔۔۔؟ سنا نہیں۔۔لمبے قد والے کی عقل گھٹنوں میں ہوتی ہے۔۔! فوراً سے بدلہ چکایا۔

ہو گیا۔۔۔؟؟ اب نکلو۔۔۔! آہان نے اسے ہری جھنڈی دکھائی۔

تو۔۔تم انکار کر رہے ہو۔۔۔؟؟ کمر پے ہاتھ باندھے بھنوئیں اچکائے پوچھا۔ آہان گہرا سانس خارج کرتا پھر اسکی جانب مڑا۔ مطلب باز نہیں آرہی ۔۔۔

ہمم۔۔۔سوچ سکتا ہوں۔۔اگر کوئی اچھی سی آفر ہو تو۔۔؟

اب زرا معنی خیزی سے بولا۔

کیسی آفر۔۔۔؟؟وہ فوراًبولی تھی۔

نکاح کے بعد۔۔۔اگر منکوحہ کے ساتھ۔۔ تھوڑارو مینس کرنے کی اجازت مل جائے۔۔ تو ۔۔سوچا جا سکتا ہے۔۔۔! آہان نے اب کی بار اسکی دکھتی رگ پے پاؤں رکھا۔ اور ہانیہ کے کانوں سے دھواں ہی نکلنے لگا۔

تم۔۔۔۔ایک۔۔۔انتہائی۔۔۔گھٹ۔۔۔۔؟؟؟

خوبصورت۔۔ ہینڈسم اور دلکش۔۔ ہوں۔۔ ہیں ناں۔۔؟؟ڈیڈ بھی یہی کہتے ہیں۔۔۔! آہان نے اسکی بات کاٹتے میٹھا طنز کیا۔

ڈوب مرو تم۔۔۔! غصہ سے کہتی وہ پلٹتی نکلتی چلی گ ئی۔

اسکے جاتے ہی آہان کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ فوراًسے اپنے آدمی بلال کو فون کیا۔

ایک تصویر بھیج رہاہوں۔مجھے اسکے بارے میں تمام معلومات چاہیئے ہیں۔

وہ بھی کل تک ۔۔ مسٹ۔۔۔! کہتے ہی کال بند کرتے ایک تصویر سینڈ کی۔

اور موبائیل کو سائیڈ پے رکھتا ہانیہ کے بارے میں سوچنے لگا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بالوں کی ایک لمبی چوٹی۔۔ تیل میں جڑے بال۔

موٹی موٹی آنکھوں میں بھرا کالا سرمہ۔۔

لمبے اور پیلے دانت جو پان کھانے کی وجہ سے لال ہو چکے تھے۔ناک کے پاس ایک بڑا ساتل۔۔۔اور تھوڑی کے اوپر ایک کٹ کا نشان۔

انوں میں چھوٹی چھوٹی بالیاں۔۔ہرے دیکھتے ہی دہشت ٹپک رہی تھی۔

سر پے کالا پرنہ رکھے وہ دہشت گ۔ر۔دلگ۔۔رہا تھا۔

کہاں ہے ہمری بیٹی۔۔؟؟وہ پان کو تھوکتے ہوئے اپنے آدمیوں پے چلایا تھا۔

جی۔۔۔۔وہ۔۔۔؟؟ایک آدمی سر جھکائے منمنایا۔

ایک ہاتھ کا تھپڑ پڑا اور وہ دور جا گرا۔منہ لبالب خون سے بھر گیا۔

رابطہ ٹوٹ گیا ہے۔۔ہمرا بیٹی سے۔۔۔!اب کہاں سے پتہ کریں ہم۔۔۔ نجانے کس حال میں ہو گی ہمری بیٹی۔۔۔؟؟

سلطان چلا رہا تھا۔ایک تو اسکا اڈہ تباہ و برباد ہو گیا تھا۔اوپر سے اسکی بیٹی بھی ان کے ہاتھ لگ گ ئی تھی۔ اب وہ ایسے لوگوں میں تھی۔ کہ اسکا واپس آنا ناممکن تھا۔ اور سلطان۔۔ گناہوں کا بادشاہ۔۔ برائی کا سلطان ۔۔اپنی بیٹی کو ہر حال میں واپس لانا چاہتا تھا۔ اسکی بیٹی اسکی وارث اور اس کے گینگ کی ملکہ تھی۔

سلطان دادا۔۔۔ منع کیا تھا نہ بھیج اسے وہاں۔۔۔! لیکن آپ نے ایک نہیں سنی۔۔۔اور اسے دشمنوں میں بھیج دیا۔ وہ میجر۔۔۔! آج بھی ہماری تاک میں ہے۔اور جب اسے موقع ملا وہ ہمیں برباد کردے گا۔۔

اسکا بھائی اسے سمجھاتے بولا

ارے تم ام کو نہ سمجھا۔۔۔امیں سب کج ملوم ہے۔۔! پر۔۔نوری کی ہی خواہش تھی۔۔اس میجر کا کام تمام کرنے کی۔ تو کیا کرتا ام۔۔؟؟ سلطان جھنجھلایا۔

ایک طریقہ ہے۔۔۔! نوری کو واپس لانے کا۔۔۔! کافی دیر سے چپ عاشق اب بولا تھا۔ نوری اسکی منگیتر تھی۔اور وہ اسکا عاشق۔۔نام بھی عاشق اور کام بھی عاشقوں والے۔

کیا رے چھورے۔۔۔۔؟؟ کیا ہے۔؟؟ام کو بھی بتاؤ۔۔؟۔

سبھی ہمہ تن گوش ہوئے۔

وہ۔

نور۔۔فاطمہ۔؟؟؟ یاد ہے۔۔۔ناں۔۔؟؟آنکھیں مٹکاتے وہ انہیں بہت کچھ سمجھا گیا۔سلطان نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو تاؤ دیا۔ اور مسکرایا۔

!کیا بات بتادی تونے چھورے۔۔!اب پٹ بھی ہمری چٹ ہمری۔۔۔

اور۔۔۔وہ۔۔ہمراسب جائیداد کا اکلوتا وارث۔۔۔! اسکا کام کب تمام ہوگا۔۔۔؟؟ سلطان کا بھائی تیزی سے بولا۔

ارے۔۔۔۔فکر کیوں کرتا۔۔ہے۔۔۔؟؟پہلے پتہ لگنے دے۔۔۔اصل وارث ہے کون۔۔؟؟پھر موت کے گھاٹ اتار دیں گے اسے۔بھی۔۔۔! سلطان بے فکر ہوتے بولا۔

اب وہ نئی پلاننگ بنا رہا تھا۔

جس میں وہ اپنی بیٹی نوری کو واپس لانے والا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

سر ان تین نمونوں کا کیا کرنا ہے۔۔۔؟؟

شان نے اس کمرے کو لاک لگاتے آہان سے پوچھا۔

فی الحال تو انہیں یہیں رہنے دو۔بے ضرر سے تو ہیں۔لیکن۔۔باہر نکلیں گے تو ضرور فتنا پھیلائیں گے۔ اور ابھی ان سے زیاہ اہم کام ہیں جو نمٹانے ہیں۔ تو انہیں ساری سہولتیں فراہم کرو۔ لیکن۔۔۔ باہر کی ہوا بھی نہ لگنے دو۔

فضار دا ایک روم میں بند تھیں۔جب کہ انکا بھائی الگ روم میں۔

بے فکر رہیں۔یہ اب یہیں آخری سانس لیں گے۔شان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب ہمیں اس نوری کو ٹھکانے لگانا ہے۔۔کیا سمجھے۔۔؟؟

کچھ سمجھا نہیں۔۔شان کے ماتھے پے بل پڑے۔

چپ یاد ہے۔۔؟آئی برو اچکاتے پوچھا۔

شان نے اثبات میں سر ہلایا۔

سلطان اپنی بیٹی کو حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کرے گا۔اور وہ حاصل کر کے رہے گا۔۔۔آگے کیا کرنا ہے۔۔۔سمجھدار ہو۔۔۔!آہان کے کہنے پے شان نے یس باس کا نعرہ لگایا۔وہ آہان کے دماغ کو واقعی میں داد دینے لگا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آنیہ کو ابرش کا فون آیا تھا۔اور ہانیہ کے نکاح کا بتایا۔وہ باقاعدہ دعوت دینے آنا چاہتے تھے لیکن سب کچھ اتنا آناگاناًہو رہا تھا۔کہ آیا نہ گیا۔اور معذرت کر لی۔

مما۔۔۔!آپ جلد بازی کر رہے ہیں۔۔ہانیہ ابھی چھوٹی ہے۔۔اسے پڑھائی تو مکمل کرنے دیں۔

آنیہ کو سب صحیح نہ لگا۔

آنی۔۔۔!بیٹیاں صحیح وقت پے رخصت ہو جائیں تو ہی بہتری ہوتی ہے۔اور ہانیہ کی نیچر سے واقف ہوناں۔۔۔کتنی سٹریٹ فارو ڈ

ہے وہ۔۔۔! کب کیا کر جائے کچھ بعید نہیں۔ اور آپ کے ڈیڈ اور۔۔میں یہی چاہتے ہیں کہ اس پے زمہ داریاں پڑیں اور وہ اپنی اوٹ پٹانگ حرکتوں سے باز آجائے۔

تفصیل سے سمجھایا۔آنیہ نے گہرا سانس خارج کیا۔

کون ہے لڑکا۔۔؟کیا کرتا ہے۔۔؟؟

وہاج نام ہے۔ہانیہ کے ساتھ یونی میں ہی پڑھتا ہے۔ابھی اسٹیبلش نہیں ہے۔۔۔لیکن شریف بچہ ہے۔ملی ہوں۔۔میں اس سے۔۔۔!اور ہانیہ کو لائیک کرتا ہے۔

اور ہانیہ۔۔۔؟؟فوراً سے پوچھا۔

اسی کے کہنے پے یہ رشتہ ایکسپٹ کیا ہے آنی۔!ابرش نے گہرا سانس خارج کیا۔

چلیں صحیح ہے۔اگر اسکی پسند شامل ہے تو بہت اچھا ہے۔والدین کو یہی چاہیے۔۔بیٹی کی پسند ناپسند کا لازمی خیال رکھیں۔زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

آواز دھیمی پڑ گئی۔

کیا ہوا۔۔؟؟آنیہ۔۔؟؟سب ٹھیک ہے ناں۔۔بیٹا۔۔۔؟؟اور۔۔میر ہادی کیسے ہیں۔۔؟؟ماں تھی اسکا اداس لہجہ سمجھ گئی۔

جی مما۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔اور میر۔۔ بھی ٹھیک ہیں۔ان دنوں کام کا بہت بوجھ ہے نا۔ں۔۔تو کم ہی گھر ہوتے ہیں۔۔زیادہ تر آفس ہی ہوتے ہیں۔

بہانہ بنایا۔

لیکن۔۔۔آپ دونوں تو دبئی جانے والے تھے۔۔۔؟؟اسکا کیا۔۔؟؟ابرش کے سوال شروع ہو چکے تھے۔

جی مما۔۔جانا ہے ناں۔۔۔!بس ان کے ہوٹل کا کچھ کام ہے وہ کر لیں

پھر۔۔۔!

اچھا مما۔۔۔کل ان شاءاللہ ہم پہنچ جائی یں گے۔ آپ کشش مما سے بھی بات کر لیجیے گا۔ رکھتی ہوں۔۔

اللہ حافظ

خدا حافظ میرا بچہ۔۔۔!ابرش نے کال بند کی تو اسکا دل نا جانے کیوں آنیہ کو لے کے پریشان سا ہو گیا۔

کہیں پھر کچھ تو نہیں ہو گیا۔۔؟؟اس شاہان نے۔۔پھر سے کچھ کیا تو نہیں۔۔؟اس بار۔۔شاہان اگر میرے کسی بچے کو تمہاری وجہ سے کوئی تکلیف پہنچی تو۔۔جان سے مار دوں گی تمہیں میں۔

دل ہی دل میں وہ سختی سے کہتی اٹھی تھی۔اور اب کشش سے بات کرنے والی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہاج احمد ولد احمد علی آپ کو ہانیہ ابتسام ولد ابتسام پیرزادہ سے نکاح قبول ہے۔۔۔؟؟

مولوی صاحب نے پوچھا تو ایک خاموشی کا سماں چھا گیا۔

پلیز۔۔۔۔پلیز۔۔۔وہاج کے بچے ہاں کہہ دو۔۔ورنہ۔۔میری عزت کا فالودہ نکل جائے گا۔

سفید رنگ کی سادہ سی میکسی میں تیار ہوئی وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ یہ جانے بنا کے ابھی اس پے کتنا بڑا غضب ڈھنے والا تھا۔

صرف گھر کے ہی لوگ شامل تھے۔بہت سادگی سے نکاح کیا جا رہا تھا۔وہاج اپنے ساتھ رشتے کے ماموں کو لے کے آیا تھا۔درحقیقت وہ بھی اسکا کوئی دوست کا رشتہ دار تھا۔ اور پیسے دے کے لایا تھا۔

اور ہانیہ کا لاسٹ مومنٹ پے نکاح کے لیے وہاج کو تیار کرنا۔

وہ بہت بری طرح پھسا تھا۔ ڈبل پیسوں کی آفر کو وہ ٹھکرا نہ سکا۔ اور ہامی بھر لی۔ رہ رہ کے اب اسے اپنی منگیتر کا خیال آ رہا تھا۔ جس سے وہ بے حد محبت کرتا تھا۔ لیکن پیسوں کی ضرورت نے اسے یہ قدم اٹھانے پے مجبور کر دیا تھا۔

وہ تو بس کچھ عرصہ ناٹک کرنا تھا۔ اسی لیے راضی ہوا۔ لیکن اسے کیا پتہ تھا۔ کہ یہ سب کچھ اسکے گلے ہی پڑ جائے گا۔

تم صرف نکاح کر لو۔۔۔ بعد میں طلاق لے لینا۔۔۔ میں نہیں ہوتی تم پے مسلط مجھے بس میرے کام سے جنون کی حد تک عشق ہے۔ مجھے شادی بیاہ سے کوئی لینا دینا نہیں۔ میں صرف اپنے پیرنٹس کو سیٹسفائی کرنا چاہتی ہوں ۔ بس۔۔۔! تمہاری اپنی زندگی ہوگی میری اپنی۔ اور طلاق تو آج کل بہت عام بات ہوگئی ہے ادھر شادی ہوئی نہیں ادھر طلاق ہوگئی۔ اور مجھے تو طلاق سے کوئی

فرق بھی نہیں پڑتا۔ بس۔۔ فی الوقت تمہان جانا ۔ یہ راز ہم دونوں تک رہے گا۔

بیٹا۔۔۔! مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے ہیں۔

ارتسام کے کہنے پے وہاج ہوش میں آیا۔

جی۔۔۔جی۔۔؟۔وہ۔۔۔؟؟ وہاج گڑ بڑا گیا۔

یہ الو کا پٹھہ پھسائے گا مجھے۔ ہانیہ نے دلہن بنے ہی دھیرے سے ماتھے پے ہاتھ مارا۔ جسے آہان نے بہت فرصت سے دیکھا تھا۔

ابھی وہ کچھ کہتا۔ کہ تالیوں کی آواز پے سب پلٹے۔اور آنے والے کو دیکھا۔

آنے والا کوئی اور نہیں ۔۔ بلکہ۔۔۔؟؟؟

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بیٹا۔۔۔! مولوی صاحب کچھ پوچھ رہے ہیں۔

ارتسام کے کہنے پے وہاج ہوش میں آیا۔

جی۔۔۔جی۔۔؟۔وہ۔۔۔؟؟ وہاج گڑ بڑا گیا۔

یہ الو کا پٹھہ پھسائے گا مجھے۔ ہانیہ نے دلہن بنے ہی دھیرے سے ماتھے پے ہاتھ مارا۔ جسے آہان نے بہت فرصت سے دیکھا تھا۔ ابھی وہ کچھ کہتا۔ کہ تالیوں کی آواز پے سب پلٹے۔اور آنے والے کو دیکھا۔ آنے والا کوئی اور نہیں ۔۔ بلکہ۔۔۔؟؟؟ وہاج کی منگیتر تھی۔

واہ۔۔۔آپ کا نکاح ہو رہا ہے۔۔اور مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔؟کیا ہوا۔۔۔؟رک کیوں گ ئے۔۔۔ قبول نہیں کرو گے۔۔۔؟ اس کے لہجے کے درد پے وہاج تڑپ کے اٹھا۔ اسکی تکلیف اسے اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی۔

دیبہ کی آنکھیں نم ہوئی یں تو وہاج کا دل بھر آیا۔

یہ سب کیا تماشا ہے۔۔۔؟؟ابتسام کی غصہ سے بھری آواز گونجی تو سب کو ہوش آیا۔

تماشا تو اب لگے گا۔۔۔!ڈیڈ۔۔۔!اپنی جگہ سے دلہن بنی وہ دھیرے سے بڑبڑاتی ہوئی اٹھی تھی۔

سر۔۔۔۔۔! یہ۔۔۔دیبہ ہے۔۔۔! وہاج کا سر جھکا ہوا تھا۔
اسکے جواب سے وہاں کوئی مطمین نہ ہوا تھا۔
پورا تعارف نہیں کرواؤ گے۔۔۔؟ وہاج کی آنکھوں میں دیکھتے دیبہ طنز سے بولی تھی ۔
وہاج کلی ئی ر کرو پوئیشن ۔۔۔۔! ابتسام غصہ سے کہتا آگے بڑھا۔
سر۔۔۔یہ۔۔۔۔ منگیتر ہے میری۔۔۔! اور۔۔ محبت بھی۔۔۔! کہتے ہوئے سر تو جھکا۔ لیکن کہہ گیا۔ہانیہ نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔
چٹاخ۔۔۔! ابتسام کا ہاتھ اٹھا تھا۔جو وہاج کے گال پے اپنی انگلیوں کی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔
اگر یہ تمنگیتر ہے تو ہانیہ کیا ہے۔۔۔؟ابتسام کا بس نہیں چل رہا تھا۔وہاج کا منہ توڑ دے۔

سر۔۔۔! یہ سب۔۔۔ہانیہ کا ہی کیا دھرا ہے۔۔میرا کوئی قصور نہیں۔۔
وہاج تیزی سے کہتا اپنی پوزیشن کلیئر کرنے لگا۔ وہیں ہانیہ کا دل زور سے دھڑکا۔

یہ۔۔۔خود تو ڈوبا ہے۔مجھے بھی ڈبو کے چھوڑے گا۔

دانت پیستے وہ دل ہی دل میں وہاج کو سو صلواتیں دیتی آہان کی تیکھی نظروں کا مرکز تھی۔ جیسے وہ یہ سب بہت انجوائے کر رہا تھا۔

کہنا کیا چاہتے ہو تم۔۔؟؟ صاف صاف کہو۔

ابتسام کے کہنے پے وہاج نے سب کے سامنے الف سے یے تک ساری کہانی رکھ دی۔ جس میں سارا قصور ہانیہ کے نام نکلا۔

گئے کام سے۔۔۔! خود کو کہتی وہ اب وہاں سے واک آؤٹ ہونے کا سوچ رہی تھی۔

سر۔۔۔! یقین مانیں۔۔میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا۔مجھے مجبور کیا گیا۔۔۔اور۔۔پھر۔۔مجھے پیسوں کی ضرورت تھی۔۔میں لالچ میں آگیا۔۔

لیکن۔۔۔ بات صرف رشتے تک رہے گی۔ایسا کہا گیا۔۔۔ لیکن۔۔ نکاح تک پہنچ جائے گی۔ یہ۔۔ نہیں تھا پتہ۔۔ ! وہاج نے صاف دامن بچایا۔

ہاں۔۔ جیسے معصوم بچہ ہے۔۔۔ گن کی نوک پے تم سے نکاح کر رہی تھی میں۔۔؟ ہانیہ کی سخت اور اونچی آواز گونجی۔ توسب اسکی جانب مڑے۔

ہانیہ کو روم میں لے جائیں ابرش۔۔۔! ابتسام نے دھیرے ابرش کے پاس ہوتے کہا۔ وہ خود کو کیسے کنڑول کیے ہوئے تھا۔ یہ بس وہی جانتا تھا۔

ابرش زبردستی اسے کھینچتے ہوئے اندر روم مں لے گ ئی۔

ابھی اسی وقت اس لڑکی کو لو۔۔ اور چلے جاؤ یہاں سے۔ ابتسام نے اپنی آواز قدرے دھیمی رکھنے کی حتی المکان کوشش کی تھی۔

وہاج دیبہ کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکل گیا تھا۔

ابتسام تو جیسے ڈھے گیا تھا۔ ارتسام نے ان کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔

خود کو سنبھالیں بھائی۔

ابر سام نے گہرا سانس خارج کیا۔

باہر کے دشمنوں سے تو لڑ لوں۔۔۔اپنی اولاد جب دشمن بن

جائے تو کیا کروں میں۔۔۔؟ ایک درد تھا۔

بیٹا۔۔۔اگر ہانیہ کی مرضی نہیں تھی ابھی شادی کرنے کی تو۔۔۔آپ کو

زبردستی نہیں کرنی چاہیے تھی۔

ابی جان نحیف آواز میں کہتیں اٹھیں۔اور ملازمہ کے سہارے اپنے کمرے

کی جانب بڑھ گ ئی یں۔

ابی جان کی بات پہ سبی کی نظریں اب ابتسام پے تھیں۔

ابی جان کی بات سچ تھی۔لیکن ابتسام جو سمجھتا تھا وہ کوئی نہیں سمجھ پا رہا

تھا۔

لب بھینچے وہ ادر کمرے کی جانب بڑھا۔جہاں ابرش اور ہانیہ تھے۔جبکہ

آہان بھی نظر بچا کے پیچھے ہی ہوا تھا۔

ڈیڈ کیوں زبردستی کرنے لگے۔۔۔ہانیہ کے ساتھ۔۔۔؟آنیہ کو بات کچھ ہضم نہ ہوئی ۔

مما۔۔پلیز سمجھنے کی کوشش تو کریں۔۔میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔!ہانیہ کی آواز ابتسام کے کانوں سے ٹکرائی۔ جسے آہان نے بھی سنا تھا۔

بہت ہوگ ئی آپ کی من مانی۔ اب مزید نہیں۔۔۔! اس لیے۔۔ میں نے فیصلہ کیا ہے۔۔کہ آپ کا نکاح آج ہی ہو گا۔۔۔! ابتسام نے ہانیہ کو غصہ سے دیکھتے کہا۔

اور۔۔لڑکا۔۔؟؟ابرش نے سوال کھڑا کیا۔

میں۔۔یہ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔!آہان کی سنجیدہ آواز پے ابتسام اور ابرش نے ایک ساتھ آہان کو حیرت سے دیکھا۔

جبکہ ہانیہ کا غصہ سے برا حال تھا۔دلہن کے روپ میں وہ اس وقت جوالہ مکھی بنی ہوئی تھی۔

آپ۔۔۔؟؟ لیکن۔۔؟ ابتسام کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ کہ کیا کرے۔ حالات اس کے اختیار سے باہر ہو چکے تھے۔ انکی اپنی بیٹی نے انکو اتنا بڑا دھوکا دیا تھا۔ کہ وہ ٹوٹ گئے تھے۔ ایسے حالات میں جب سارے مہمان گھر میں اکھٹے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی عزت کو محفوظ کرنا تھا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ آپ دونوں کا نکاح ہو گا۔ ابھی اسی وقت۔

ایک فیصلے پے پہنچ کے ابتسام نے سخت الفاظ میں کہا۔ تو ہانیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

ہر گز نہیں۔۔۔! ڈیڈ۔۔ میں یہ نکاح۔۔۔؟؟

ابرش۔۔۔! ان سے کہہ دیں۔ جو انہوں نے کرنا تھا کر لیا۔ مزید کوئی تماشا نہیں۔۔۔ ابتسام علی پیرزادہ عزت کے لیے جان دے بھی سکتا ہے۔ اور لے بھی سکتا ہے۔

انتہائی غصہ کے عالم میں ابتسام کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

مما۔۔۔!ڈیڈ کو سمجھائی یں۔ میں نہیں کروں گی اس سے نکاح۔۔ کبھی نہیں کروں گی۔

ہٹ دھرمی اور خود سری والے انداز میں کہتی وہ ابرش کو اس وقت سخت طیش دلا گئی تھی۔

کہ اسکا ہاتھ اٹھ گیا۔ پانچ انگلیوں کا نشان اسکے گال پے چھوڑ گیا۔

گال پے ہاتھ رکھے وہ اپنی ماں کو حیرت سے دیکھنے لگی۔

آج تک کبھی اسکی مما نے اس سے سخت یا اونچی آواز میں اس سے بات تک نہ کی تھی آج انہوں نے اس پے ہاتھ اٹھایا تھا۔

کاش۔۔۔ یہ تھپڑ آپ کو بہت پہلے مارا ہوتا۔۔۔ تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

ابرش کی نم آنکھوں میں دیکھتے ہانیہ کا سر جھکا تھا۔ کس ضبط کا وہ مظاہرہ کر رہی تھیں۔ یہ وہی جانتی تھیں۔

ابر نے ایک نظر خاموش کھڑے آہان کی جانب دیکھا۔

کچھ ہی دیر میں آپ کا نکاح ہو گا۔ آہان کے ساتھ۔

اس لیے اب۔۔۔کوئی بات نہیں۔۔ کوئی ارگیو نہیں۔۔ انگلی اٹھا کے وارن کرتی وہ باہر نکل گ ئی یں۔

کمرے میں اب صرف وہ دونوں ہی رہ گ ۓ تھے۔

آہان کے چہرے پے ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی۔دھیرے سے چلتا اس کے پاس آیا۔

کبھی کبھار انسان کسی دوسرے کے لیے گھڑا کھودتا ہے۔لیکن گر اس میں خود ہی جاتا ہے۔۔۔۔ جیسے تمہارے ساتھ ہوا۔۔!

یہ۔۔۔نکاح۔۔۔ تمہیں۔۔بہت مہنگا پڑنے والا ہے۔۔

آہان مرزا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

لال ہوتی آنکھوں سے ہانیہ اسے چیلنج کرنے سے باز نہ آئی۔ اسکے سب کیے کرائے پے پانی پھیرنے والا ہی وہی تھا۔اور ہانیہ اسے بخش دیتی۔۔۔؟ناممکن۔

چیلنج کر رہی ہو۔۔؟؟ سینے پے ہاتھ باندھے بڑی فرصت سے اسے دیکھا۔

تمہارا جینا حرام نہ کر دیا تو میرا نام بھی ہانیہ ابتسام پیرزادہ نہیں۔۔۔

تو پھر۔۔۔اب اپنا نام بدل کے۔۔۔ہانیہ آہان مرزار کھ لو۔۔۔کیونکہ میں تو اس نکاح کو آخری سانس تک نبھاؤں گا۔ آنکھوں کے رستے اسے نگلنے والے انداز سے دیکھتے مضبوط لہجے میں کہتا وہ اس لمحے ہانیہ کو انگاروں پے گھسیٹ گیا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

میر ہادی ابھی گھر لوٹا تھا۔ لیکن گھر میں مکمل خاموشی محسوس کرتا وہ پہلے دادا جیکے کمرے کا رخ کر گیا۔ وہ کھانا کھا کے سو رہے تھے۔ ورنہ ضرور ان سے بیٹھ کے ل کا حال کہتا۔

گہرا سانس خارج کرتا وہ بے اختیار ہی اپنے قدموں کا رخ آنیہ کے کمرے کی جانب کر گیا۔ جہاں وہ ان دنوں رہ رہی تھی۔ لیکن وہ کمرہ روشن نہ تھا آج۔۔۔! میر ہادی کو اچھنبا ہوا۔ وہ بھلے اسکے قریب نہ تھی لیکن اس گھر میں تھی۔ اسکے دل کے سکون کے لیے یہی بہت تھا۔ اب وہ وہاں موجو نہ

تھی۔دروازہ کھولا۔ لیکنگھپ اندھیرااور خاموشی۔۔؟اسکے ماتھے پے بل

پڑے۔

شازمہ۔۔۔؟؟میر نے وہیں سے آواز لگائی۔ اور چلتا ہوا باہر

لاؤنج میں آیا۔

جی صاحب جی۔۔۔! شازمہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوئی۔

سب۔۔کدھر ہیں۔۔؟؟کوئی نظر نہیں آرہا۔۔؟؟ ماتھے پے

دوبل ڈالے پوچھا۔

جی۔۔وہ آج۔۔۔آنیہ بی بی کی بہن کا نکاح ہے۔۔تو۔۔سب ادھر ہی

گئے ہیں۔۔۔! شازمہ نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

نکاح۔۔۔؟؟ایک بار پھر کچھ چھن سے ٹوٹا تھااس کے اندر۔

مطلب۔۔۔کسی نے اسے بتانا بھی ضروری نہ سمجھا۔۔؟؟

دلبرداشتہ ہوتاوہ اپنے کمرے میں آگیا۔

مسز۔۔۔! کچھ زیادہ ہی پر پرزے نکل آئی ے ہیں آپ کے۔۔۔؟؟

اپنی من مرضیاں شروع ہوگ ئی ہیں۔۔ بندوبست تو کرنا پڑے

گا۔۔۔راکنگ چی ئی ر پے جھولتا وہ ہمکلامی میں بولا۔

وہ آج تو بالکل بھی آنیہ کو بخشنے کے موڈ میں نہ تھا۔جو بنا اسکی اجازت کے بنا

اسے بتائے گھر سے نکلی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آہان مرزا۔۔! پورا نام آہان حمزہ مرزا۔

جسے آخر کار اسکی پہچان مل گ ئی تھی۔

ابتسام نے اسے اسکے ماں باپ اور خاندان کے متعلق سب بتادیا تھا۔یہ راز

کھلا تھا۔ارتسام ابتسام اور آہان کے بیچ۔لیکن ہانیہ نے بھی جان لیا اپنی

جاسوسی طعبیت کی وجہ سے۔

جب ابتسام۔۔یہ راز آؤٹ کر رہا تھا۔ اس نے سن لیا تھا ۔ اور

آہان نے اسے سنتے دیکھ لیا تھا ۔

اس کے بعد ہی ہانیہ نے اسے نکاح کی پیشکش کی تھی۔ ارادہ اس نے اسی وقت کر لیا تھا لیکن وہ اسے اسی کے کھیل میں مات دینا چاہتا تھا اور دے بھی دی تھی۔ لیکن یہ ہار ہانیہ سے برداشت نہ ہوئی۔

نکاح کے ساتھ ہی رخصتی بھی ہو جانی تھی۔ ایسا آہان اور ابتسام کی مرضی سے ہو رہا تھا۔ جبکہ اس سب کے بیچ ابرش خاموش تماشائی بنی تھی ۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

مبارک باد کا شور اٹھا۔ بخیر و آفیت نکاح کا مرحلہ طے ہو گیا تھا۔

نکاح کے وقت آہان ہانیہ ابتسام ارتسام اور دو گواہ جو کہ فوج سے ہی تھے۔ وہ شامل ہوئے تھے۔ نکاح کے بعد ہانیہ کو تو کمرے سے باہر لے جایا گیا۔ جبکہ ابتسام نے مسکراتے ہوئے پر سکون انداز میں آہان کو گلے سے لگایا۔

ایک بہت بڑی زمہ داری سونپ رہا ہوں۔۔ آہان آپ کو۔۔۔! امید کرتا ہوں۔۔ سنبھال لو گے۔۔؟؟ تھوڑا سنجیدہ اور تھوڑا شرارتاً کہتے وہ آہان کو بھی مسکرانے پے مجبور کر گیا۔

یہ سب دونوں کی مل بھگت سے ہوا تھا۔ آہان وہاج کے بارے میں سب جان گیا تھا۔ اور پھر دیبہ تک پہنچنا مشکل کام نہ تھا۔ اسی کے ساتھ ہانیہ کی نکاح کی آفر کے متعلق بھی آہان نے ابتسام کو بتا دیا۔

اور پھر بہت سچ بچار کے ابتسام نے ہانیہ کا نکاح آہان سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ پلان کے مطابق نکاح میں زیادہ لوگوں کو نہیں بلایا گیا۔ صرف گھر کے افراد نے شرکت کی۔ اور سخت سیکیورٹی میں یہ کام ہوا۔

سبھی خوش تھے۔ ماسوائے ابرش کے۔ وہ سب کے بیچ سے واک آؤٹ کر گئی۔ اسے ابتسام سے یہ امید نہ تھی کہ وہ اسے اپنی ہی بیٹی کے نکاح میں شرکت نہیں کرنے دے گا۔ بھلے وہ وہاں موجود تھی لیکن نکاح میں شامل نہ تھی۔

یہی وجہ تھی۔ کہ آہان کے ساتھ ہانیہ کا نکاح کی رضامندی تو دے دی۔
لیکن وہ دل سے راضی نہ تھی۔
لیکن آج ایک بات ثابت ہوگئی تھی۔ کہ آہان کا ابتسام سے کوئی تعلق نہ تھا۔

اس بات سے گونا اسے سکون تو ملا۔ لیکن دل میں ایک درد بھی اٹھا۔ کہ شادی کے اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی ابتسام اس پہ اعتبار نہ کر سکا۔

ڈیڈ۔۔۔؟؟ سب کو روم سے باہر نکال۔ اس وقت ابتسام آہان اور ہانیہ سے کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔ کہ ہانیہ نے انہیں فوراً پکارا

ہانیہ۔۔! آپ نے جو بھی کیا۔۔۔۔ وہ قابل معافی تو نہیں۔۔ تو نہیں۔۔
البتہ۔۔ اب ایک اعتبار کی ڈور آپ کو تھمانا چاہتا ہوں۔۔۔ ابتسام نے اسکی بات کاٹتے بہت نرمی سے تمہید باندھی۔

ہانیہ کی آنکھیں نم ہوئی ہیں۔۔ آج پہلی بار ابتسام نے اس سے محبت سے بات کی تھی۔ اسکا جی چاہا۔ اپنا آپ اپنے باپ پے نچھاور کر دے۔

ڈیڈ۔۔۔! آپ کے لیے جان بھی حاضر۔۔۔! آپ جو بھی سزا دیں گے۔ مجھے قبول ہے۔۔۔! اس نے سر جھکائے دھیمے لہجے میں کہا۔

بیٹا۔۔۔! سزا تو نہیں۔۔ لیکن ایک عہد چاہتا ہوں۔۔ اپنا ہاتھ ہانیہ کی جانب بڑھایا۔

آپ کبھی بھی آہان کی زات کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائی ہیں گیں۔ وہ کون ہے۔۔ اکا بیک گراؤنڈ کیا ہے۔۔؟؟ کچھ بھی۔۔۔! یہاں تک کہ اپنی مما کو بھی نہیں۔

ابتسام اس سے اس قسم۔ اوعدہ لیں گے۔۔۔؟ وہ بالکل نہ جانتی تھی۔ لیکن اب اسے عہد کرنا تھا اپنے باپ سے۔ سو کر لیا۔

آپ کا اعتماد کبھی نہیں توڑوں گی۔ یقین دلاتے کہا۔

. ابتسام نے اسکے سر پے شفقت سے ہاتھ پھیرا

اور باہر نکل گ ئے۔ آہان موقع پاتے اسکے پاس آیا۔

!خوبصورت چڑیل لگ رہی ہو۔۔۔ ! ملتے ہیں بریک کے بعد۔۔۔

آہان ایک آنکھ ونک کرتا باہر نکل گیا۔

جبکہ ہانیہ کا جی چاہا اسکا گلہ دبا دے۔اور وہ ایسا ارادہ رکھتی بھی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

مما۔۔۔! اداس نہ ہوں۔ضرور اس کے پیچھے بھی ڈیڈ کی کوئی نہ کوئی وجہ ہو گی۔ ۔۔ صد شکر کے سب کچھ صحیح ہو گیا۔

آپ فکر نہ کریں۔دیکھنا اک دن ڈیڈ ضرور آپ کو سب کچھ بتا دیں گے۔

آنیہ نے ماں کو اداس دیکھا تو دلاسا دیے بنا نہ رہ سکی۔

جانتی ہوں۔۔۔! ابرش نے گہرا سانس خارج کیا۔

آپ بتائیں۔ میر ہادی کیوں نہیں آئے۔۔؟؟ ابرش کی جانچتی نظروں سے آنیہ اپ سیٹ ہوئی۔

انکا آفس ورک کالوڈ بہت زیادہ ہے۔۔ کشش مما اور بابا تو آئی یں ہیں
ناں۔۔۔! وہ بھی آجائی یں گے۔۔۔! آخر میں آواز دھیمی
پڑگ ئی۔

آنا چاہیے۔۔ تھا۔۔۔! خیر۔۔اپنا خیال رکھنا۔۔ نجانے کیوں مجھے آپ کمزور
سی لگ رہی ہو۔۔! اسکا گال سہلایا۔

ایسا کچھ نہیں مما۔۔ بس۔۔۔! شادی کے بعد ماؤں کا لگتا ہے انکی
بیٹیاں کمزور ہوگ ئی ہیں۔

آنیہ نے مزاقاً کہا۔ تو ابرش مسکرادی۔

باہر رخصتی کا شور اٹھا۔ تو آنیہ زبردستی ابرش کو اپنے ساتھ باہر لے گ ئی۔
رخصت ہو کے جانا بھی کہاں تھا۔۔ ایک ہی گھر تھا۔ بس اب
ہانیہ ہو پرمٹ مل گیا تھا آہان کے کمرے تک کی رسائی کا۔ اور وہ اسکا
بھرپور فائیدہ اٹھانے والی تھی۔ بہت بڑا پلان کر رہی تھی۔وہ۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

رات کو وہ کافی دیر سے آنیہ میر یامین اور کشش کے ساتھ ہنستی مسکراتی گھر لوٹی تھی۔اوپر بالکنی سے میر ہادی نے فرصت سے یہ منظر دیکھا تھا۔اور اندر تک سلگ گیا تھا۔

مطلب۔۔۔اسکا شوہر اسکے ساتھ نہیں اور اسے کوئی فرق بھی نہیں پڑ رہا تھا۔۔؟؟

کشش اور میر یامین اسے پیار کرتے روم تک چھوڑتے اوپر اپنے روم کی جانب بڑھ گئے تھے۔ جبکہ وہ اس خالی کمرے کی جانب ۔

لائٹ آن کی تو دل بھر آیا۔ اسکا جی نہیں چاہ رہا تھا واپس آنے کا لیکن۔۔وہ وہاں رک جاتی تو۔۔اپنی ماں پے عیاں ہو جاتی۔اور یہی وہ نہیں چاہتی تھی۔

اسکا دل بے انتہا اداس ہوا۔ کہ اسی لمحے دروازہ کھلا۔اور میر ہادی کڑے تیوروں سے اندر داخل ہوا۔

آنیہ ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

بہت پر سکون ہو ناں۔۔ میرے بنا۔۔؟؟

اسکی طرف بڑھتے سرد لہجے میں کہا۔

آنیہ کو اس سے پھر سے خوف آنے لگا۔

اور ڈر کے پیچھے ہٹی۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔؟؟ تم۔۔ الگ روم میں رہ کے اپنی من مرضیاں کرو گی۔ اور میں چپ چاپ تماشا دیکھوں گا۔۔۔؟ کہتے وہ غصہ سے آگے بڑھا کہ وہ دیوار سے جا لگی۔ خوف سے اسکا رنگ سفید پڑ گیا۔

ان چند دنوں میں اس نے میر ہادی کا وہ روپ دیکھا تھا۔ جو بھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا۔

نن۔۔ نہیں۔۔۔! کچھ بولنا چاہا۔

بکواس نہیں سننی۔ تمہاری۔۔۔ چلو۔۔۔! کہتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامے زبردستی اپنے ساتھ اپنے روم میں لے گیا۔ وہ اسکے ساتھ کھینچی چلی گئی۔

اپنے روم میں لے جا کے بستر پے اسے پٹخا۔

أوچ۔۔۔! ایک بار پھر کلائی پے زور پڑا۔ وہ تڑپ ہی گ ئی۔

بمشکل اٹھتے اپنی کلائی کو دیکھنا چاہا۔ فل سلیوس پہنے اسے دیکھنے میں بھی مس ئی لہ ہو رہا تھا۔

آج کے بعد میری اجازت کے بنا اس روم سے قدم بھی باہر رکھا تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔

میر ہادی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے غصہ کس بات پے آ رہا ہے۔

آنیہ کے تنہا خوش رہنے پے۔۔ یا اسے خود کو اگنور کرتے۔۔؟؟ کس بات سے۔۔؟ وہ جھنجھلا گیا ایک دم۔

آنیہ کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گ ئی یں۔

میر کو اپنے اوپر غصہ آنے لگا۔ کیوں وہ اس معصوم کو تکلیف دے رہا ہے۔۔

معصوم۔۔؟؟دماغ نے نفی کی۔وہ معصوم نہیں۔۔وہ بہت چالاک ہے۔اور خود غرض بھی۔۔۔!

آنیہ اپنی جگہ سے اٹھی۔

کہاں جارہی ہو۔۔۔؟؟میر نے سختی سے پوچھا۔

یہ۔۔۔بینڈ تیج۔۔۔؟؟اس نے ڈرتے ہوئے فوراً سے بولا۔ مبادا پھر ے نہ کچھ سخت بول دے۔

کیا ہوا۔۔؟؟میر کی آواز اچانک سے دھیمی ہوئی۔

وہ۔۔۔۔کچھ۔۔۔نہیں۔۔بس۔۔۔!چوٹ لگ گئی تھی۔۔۔!

میں۔۔۔ ڈریسنگ کر کے۔۔۔آتی ہوں۔۔

کہتے ہی باتھ روم کی جانب بھاگی۔جبکہ میر کو اسکی چوٹ اندر ہی اندر تکلیف پہنچارہی تھی۔

وہ آنسو صاف پونچھتی چینج کرتی باہر نکلی۔زخم سے ہلکا ہلکا خون پھر سے رسنے لگا تھا۔فرسٹ ایڈ باکس سے وہ ڈیوٹول لیتی روئی سے زخم صاف کرنے لگی۔

یہ۔۔۔؟؟ یہ۔۔کٹ لگے ہیں۔۔ تمہیں؟؟؟ میر اسکے پاس صوفے پے بیٹھتے بولا۔

آنیہ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔زخم دینے والا ہی پوچھ رہا ہے۔کہ زخم کیسے لگے۔۔۔؟؟؟

میں کیا پوچھ رہا ہوں۔۔؟؟ آنیہ۔۔۔؟؟ یہ کیسے لگی چوٹ۔۔۔؟؟ وہ تھوڑا تیز ہوا۔

پتہ نہیں۔۔۔!اب کی بار وہ تھوڑا تلخ ہو گئی تھی۔

ادھر دو۔۔۔!روئی اسکے ہاتھ سے لیتا وہ خود صاف کرنے لگا۔

بہت دھیان سے۔

جبکہ آنیہ یک ٹک اسے دیکھنے لگی۔

وہ شخص جان سے پیارا ہے اسے کہنا۔

وہی جینے کا سہارا ہے اسے کہنا۔

بنا اسکے جینا نہیں گوارا۔

اب رہنا ہے ہمیشہ اسکی بانہوں میں اسے کہنا۔

دیا ہر زخم قبول ہے اس دل کو۔۔

لیکن دی ئے نہ کبھی جدائی اسے کہنا۔

ہم اپنی ہی محبت کی جنگ خود ہی ہار گ ئے۔۔۔

وہ جیت جائے ہر بازی۔۔ لیکن میں جیت جاؤں

اسے۔۔۔ کہنا۔۔ ہاں۔۔ اسے کہنا۔۔۔ !

بے اختیار ہاتھ بڑھاتے اسکے گال کو چھونا چاہا۔ کہ فوراً سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

تین اسٹیچیز ہیں۔۔ اور آپ کو پتہ نہیں کیسے لگے۔۔۔ ؟؟ امیزنگ۔۔۔ ! وہ

جو اسکے اسٹیچیز کو صاف کرتا اسکی جانب پلٹا تھا وہ نظریں جھکا گ ئی تھی۔

میڈیسن لیں۔۔۔ ؟؟ اٹھتے ہوئے سوال کیا۔

جی۔۔۔!دھیمی آواز میں ہی جواب آیا۔

جانتی ہیں۔آپ کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔پھر بھی خود کی کئیر نہیں کرتیں آپ۔۔۔؟؟ اب کی بار ناراضی جھلک رہی تھی۔

اچھا۔۔۔۔؟؟؟آنیہ نے حیرت سے اسے دیکھتے اٹھت اسکے پاس آتے کہا مجھے لگا مجھے تکلیف میں دیکھ آپ کو سکون ملتا ہے۔۔۔

ایک پل کو تو میر چپ ہی ہو گیا۔اور بنا پلک جھپکے اسے دیکھے گیا۔

اپنی طرح خود غرض سمجھ لیا ہے آپ نے مجھے بھی۔۔؟؟آنکھوں میں دیکھتے بنا لحاظ کیے وہ بولا تھا۔

میری کونسی خود غرضی آپ نے دیکھ لی۔۔میر۔۔؟؟آنیہ کو شدید دکھ ہوا۔

ہونہہ۔۔۔!آپ جیسے لوگ ہی ہوتے ہیں۔۔جن میں زرابرابر انسانیت نہیں ہوتی۔کسی کی تکلیف سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی۔۔۔! تمسخر اڑایا۔

)

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔؟؟ صاف کہہ دیں میر۔۔؟

آنیہ خاموش آنسو بہاتی اسکے قریب آئی۔

ابھی بھی آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں۔۔۔؟؟ جبکہ آپ چاہتی تو۔۔۔؟؟

میری بہن بچ سکتی تھی۔۔۔؟

میر کی بات پے تو آنیہ کا سانس ہی رک گیا۔وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔؟؟

ایک بار پلٹ کے دیکھ لیتیں۔۔۔تو۔۔۔میری بہن۔۔۔؟؟ آج

میرے ساتھ ہوتی۔۔۔! وہ۔۔۔جان سے نہ جاتی۔۔۔ہم سے دور نہ

ہوتی۔۔۔!

ایک کرب تھا اسکے لہجے میں۔آنیہ کی آنکھیں خو ہی بہنے لگیں۔

وہ۔۔۔وہ۔۔آپ کی۔۔۔بہن۔۔؟؟؟ آنیہ کو یقین نہ آیا۔

کیا اتنی سی۔۔۔؟؟اتھ اٹھاکے بولتا وہ آنیہ کو آئی ینہ دکھا رہا تھا۔

اتنی سی بھی انسانیت نہ تھی آپ میں۔۔کہ آپ دیکھ لیتیں کہ کوئی تکلیف میں ہے۔۔کہنے کو آپ ایک ڈاکٹر ہیں۔۔لیکن۔۔میری نظر میں آپ ایک انسان بھی نہیں ہیں۔۔۔۔میرہای کہتے ہی وہاں سے نکل گیا۔آنیہ کو یوں لگا جیسے اس کے پیروں میں جان نہیں رہی۔۔وہ لڑکھڑا کے وہیں بستر پے ڈھے گ ئی تھی۔ ایک ٹھیس سی اٹھی تھی دل میں ۔۔کیا واقعی۔۔ میری غلطی ہے۔۔۔؟

کیا واقعی میں قصوروار ہوں۔۔۔۔؟؟؟میر۔۔۔ہای کی بہن۔۔۔؟اسکی موت کی وجہ۔۔۔میں ہوں۔۔۔؟؟وہ خود سے سوال کرتی اپنے ہوش و حواس میں نہ لگی۔

وہ ایک بار پھر مینٹلی بری طرح ڈسٹرب ہوئی تھی۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

بھیگے ہونٹ تیرے

پیاسا دل میرا

لگے ابر سا۔۔۔

مجھے تن تیرا۔۔۔۔!

آہان جیسے ہی رومیں داخل ہوا۔اسکے موبائی ل پے یہ ٹون بجی۔ جو ابھی ابھی اس نے چینج کر کے لگائی تھی۔تا کہ جب وہ روم میں جائے تو اسکا دوست اسے کال کرے ۔۔۔ ٹون بجے۔ اور ہانیہ کی بے بسی سے حظ اٹھائے۔

گانے کے بولوں پے دونوں کی نظریں ایک پل کو ملیں۔ہانیہ نے لب بھینچے اسے دیکھا۔جبکہ آہان اسکو دیکھتا اپنا بچاؤ یقینی بنا رہا تھا۔ وہ جوالہ مکھی بنی تھی۔ اور کبھی بھی پھٹ سکتی تھی۔ اور اسکے عتاب کا نشانہ آہان ہی ہونا تھا۔

کبھی میرے ساتھ کوئی رات گزار۔۔۔

تجھے صبح تک۔۔۔میں کروں پیار۔۔۔۔

بند کرو۔۔۔یہ بکواس گانا۔۔۔!وہ اسکی جانب ایسے جھپٹی۔جیسے شکاری اپنے شکار کو دیکھ کے جھپٹتا ہے۔آہن نے موبائ ل سائیڈ پے رکھا۔ اور اسکے دونوں ہاتھوں کو قابو کیا۔جو پنجہ بنائے اسکے چہرے کا نشانہ لیے ہوئے تھی۔

ٹون بند ہو چکی تھی۔

آرام سے۔۔۔جان۔۔!اب لڑ کھڑا کے گر جانا تھا۔۔۔!اور یہ کیا۔۔۔؟؟ پہلی رات کی دلہنیں کیا ایسے استقبال کرتی ہیں اپنے شوہر کا۔۔۔؟؟آہان نے اسکی کلائی یاں مضبوطی سے تھامیں تھیں۔وہ جانتا تھا وہ مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ ہے۔اور اسے سامنے والے کو پچھاڑنا آتا تھا۔

تم جیسوں کا کون استقبال۔ کرتا ہے۔۔۔؟؟ ہانیہ تڑخی۔

جبکہ خود کو چھڑانے کے لیے وہ اپنے ہاتھ پاؤ ں بھی مار رہی تھی۔

آہان یوار کے ساتھ ٹیک لگائے اسے مزید قریب کر گیا۔ اسکا ہوشربا روپ دیکھ ایک لمحے کو وہ گلیٹ سا ہوا۔

اسکے ہلتے لب دیکھتا وہ کسی اور ہی دنیا کا راہی بنا۔ اسے خود بھی پتہ چلا۔ وہ بولے جا رہی تھی۔ کیا بول رہی تھی۔۔۔؟ وہ نہیں سن رہا تھا۔ اس وقت تو وہ اسے اپنے لیے دلہن بنا دیکھ ہی اسکا دل اسکے حسن کے آگے چاروں شانے چت گرا تھا۔

نفرت ہو رہی ہے مجھے تم سے۔۔ چھوڑو۔۔۔ میرا ہاتھ۔

ایک دم سے اسکی آواز کانوں سے ٹکرائی تو آہان ہوش میں آیا۔

نفرت۔۔۔؟؟ اسکے لبوں سے ادا ہوا وہ لفظ اسے اندر تک جل گیا۔

اور ایک منٹ کی دیری کیے بنا کھینچ کے اسے اپنے سسینے سے لگا تا وہ اسکے ہونٹوں پے جھکا۔ وہ اس افتاد پے سن ہی رہ گئی۔ اسے آہان سے اس

عمل کی توقع ہر گز نہ تھی۔ وہ جتنا خود کو چھڑانے کی کوشش کرتی۔ اسکی گرفت مزید سخت ہوتی جاتی۔

نفرت لفظ اسارا غصہ اسکے لبوں پے اتارتا وہ ماتھے پے بل ڈلے پیچھے ہٹا تھا۔

ہانیہ اپنے ہونٹوں کو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرتیا سے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کہ برداشت نہ ہوا۔اور آہن پے اسکا ہاتھ اٹھ گیا۔

تم۔۔۔؟؟انگلی اٹھا کے اسے کچھ کہنا چاہا۔ کہ ایک بار پھر سے آہان اپنے غصہ کو جو شانت کر رہا تھا۔اسکو تھپڑ مار کے بھک سے اڑایا تھا۔ کھینچ کے ایک بار پھر سے اسے اپنے ساتھ لگاتا اب کی بار پوری شدت سے اسکے لبوں پے جھکا تھا۔ کہ ہانیہ کی جان ہی نکل گ ئی۔ سانس بند وتا محسوس ہوا۔ تو مزاحمت ترک کرتی اسکے کاندھوں پے اپنے ڈھیلے ہاتھوں کو رکھتے وہیسے ہار رہی تھی۔

اپنے ساتھ لگائے وہ اس خون خوار شیرنی کو اب بہت قریب سے دیکھتا اسکے بالوں کو دوپٹے سے مٹھی میں پکڑتا اسکا چہرہ اوپر کر گیا تھا۔ جو آنکھیں موندے گہرے لمبے سانس لے رہی تھی۔

بہت لذیذ اور میٹھی ہو۔۔۔! میں تو سوچا کرتا تھا۔۔۔بہت کڑوی ہو گی۔ لیکن تم۔نے تو۔۔مجھے غلط ثابت کر دیا۔۔۔! وہ کہتے ہوئے اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں کے ساتھ ٹچ کرتا اسے مکمل قابو کیے بولا تھا۔

ہانیہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ سامنے ہی آہان کی آگ برساتی آنکھوں کی تپش سے وہ اندر ہی اندر سلگنے لگی۔

بھیگے ہونٹ تیرے۔۔۔۔

ٹون پھر سے بجنے لگی۔ بے اختیار آہان کی نظر اسکے ہونٹوں پے گئی جو بے انتہا سرخ ہو چکے تھے۔

اسکے ہونٹوں پے اپنے شدید لمس کی چھاپ چھوڑتا وہ اندر ہی اندر بہت سکون محسوس کر رہا تھا۔ جسے خود بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

پیاسا دل میرا۔۔۔

لگے ابر سا۔۔۔۔

مجھے تن تیرا۔۔۔

اسکا دوست تو بار بار بند کرتا بار بار کال کرتا یہی ٹون بجا رہا تھا۔ اور ہانیہ خود کو اسکے آگے آج بے بس سا محسوس کر رہی تھی۔ اسکا آنچ دیتا لہجہ۔۔ آنکھوں کی سرخی۔۔ ایک دلفریب احساس۔۔ وہ اس احساس سے دور رہنا چاہتی تھی۔ لیکن نجانے کیوں وہ اس میں جکڑی جا رہی تھی۔۔۔؟

کیا ہوا۔۔؟؟ بس۔۔ اتنے پے ہی ہمت ہار گئی۔۔۔۔۔؟؟ جب اپنی پوری شدت سے پیار برساؤں گا۔۔۔ تب کیا کرو گی۔۔؟؟

آہان نے اسکی ناک سے ناک کو رب کیا۔ تو وہ لرز گئی۔

بہت۔۔۔ بڑے فلرٹ انسان ہو تم۔۔۔! آواز میں نمی سی گھلی ہوئی تھی۔
ہانیہ نے اسکی گرفت ڈھیلی پڑتے محسوس کی تو خود کو جھٹکے سے چھڑایا۔
بیوی ہو۔۔۔ کچھ تو حق بنتا ہے۔۔۔! آہان کہاں باز آنے والا تھا۔
ہانیہ اسکی اس طرح کی پیش قدمی پے حیران تھی۔ کبھی بھی زندگی میں آج تک اسے محسوس نہ ہوا تھا۔ کہ آہان بھی اسکے یوں قریب آسکتا ہے۔ وہ بھی اس قدر شدت سے اسے بے بس کردے گا۔۔؟؟ یہ سوچ ہی اسے اندر ہی اندر گھبرانے پے مجبور کررہی تھی۔
بھیگے ہونٹ تیرے۔۔۔
ای بار پھر رنگ ٹون بجی تو ہانیہ کا میٹر گھوما۔ اور موبائل اٹھا کے آف ہی کر دیا۔ آہان کے طھرے پے گہری سمائل بکھر گئی۔
دھیرے سے شرٹ کے کف کے بٹن کھولتا وہ اسکی جانب بڑھا۔

اچھا کیا۔۔۔میں بھی نہیں چاہتا۔۔کہ کوئی ہمیں اس گولڈن نائیٹ پے ڈسٹرب کرے۔۔۔! اس نائیٹ میں کسی کی مداخلت ہونی بھی نہیں چاہیے۔۔۔

اب وہ کالر کے بٹن کھولتا صحیح معنوں میں ہانیہ کو ڈرا گیا۔

دور رہو مجھ سے۔۔! خبر دار جو میرے نزدیک بھی آئے۔۔ اس نکاح کو لے کے کسی غلط فہمی میں نہ رہنا۔۔۔! ایک منٹ سے بھی کم وقت لگے گا۔۔اس کاغذ کے رشتے کو۔۔ ختم۔۔

ابھی اسکی بات پوری نہیں ہوئی تھی۔ کہ آہان نے اسے پھر سے اپنی اور کھینچا۔ اور بستر پے گرایا۔

تمہارے نیک ارادے جان کے مجھے لگتا ہے۔۔ تمہارے پر کاٹنے ہی پڑیں گے۔۔تاکہ۔۔ تم دوبارہ اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا نہ کر سکو۔

ایک ہاتھ سے اسکے دونوں ہاتھوں کو پن کرتا اسکی ٹانگوں کو بھی قابو کیا۔
کوئی بعید نہیں تھا۔ وہ کک لگا کے اسے نیچے گرا دیتی۔

پیچھے ہٹو۔۔۔! موٹے گینڈرے۔۔۔۔! آہان نے اسے صحیح تنگ کرنے کی وجہ سے سارا وزن اسکے اوپر ڈال دیا۔ اسکا سانس ہی رکنے لگا۔

گینڈا کہنے پے آہان کے تو سر لگی پیروں بجھی۔ کہاں وہ اتنا ہینڈسم اور سمارٹ۔ اور کہاں وہ اسے گینڈا بول رہی تھی۔۔

آہان کا ایک ہاتھ اسکی شرٹ ک ڈوری میں الجھا تو اسکے جسمسے جیسے جان نکلی۔

ہان۔۔۔۔! ڈونٹ ڈو۔۔ دس۔۔۔! اب کی بار لہجہ تھوڑا نم ہوا۔ نجانے کیوں آہان کا ہاتھ رک گیا۔ کیا کچھ نہ تھا اسکی آنکھوں میں۔ وہ سہما پن۔۔ وہ ڈر۔۔! کیوں۔۔؟؟ وہ یہ سب نہیں چاہتا تھا۔ وہ اسے دل سے اپنانا چاہتا تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ وہ بھی اسے دل سے اپنائے۔ لیکن وہ جو باتیں کرتی۔

دل جلا کے رکھ دیتی۔اوراسے سبق سکھانے کے لیے وہ سب کر جاتا۔
جو وہ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔
آہان کی گرفت ایک بار پھر ڈھیلی پڑی۔ وہ اسے اموشنلی کنڑول کر رہی تھی۔
اور آہان کے اموشنز اسکے ساتھ جڑتے جا رہے تھے۔اسی بات کا فائدہ
اٹھاتے ہانیہ نے ایک ٹانگ سے اوپر کرتے اپنے ہاتھ چھڑائے
اور ساتھ ہی آہان کو نیچے کرتی خود اسکے اوپر آگئی۔ آہان
اسکی پھرتی دیکھ گنگ رہ گیا۔
بس بہت ہو گیا۔۔۔آئندہ اگر میرے پاس بھی آئے یا مجھے
چھونے کی بھی کوشش کی تو۔۔ منہ توڑ دوں گی تمہارا۔ وہ
اسکے ہاتھ قابو کیے اس کے چہرے پے جھکی ہوئی غصہ سے
بولی۔

جی۔۔جناب اور کوئی حکم۔۔۔؟؟ آہان نے اسے پھر سے زچ کیا ۔ وہ ایک انچ بھی نہیں ہل رہا تھا ۔ جیسے ہانیہ کے کہنے پے ڈر گیا ہو۔

ہانیہ نے اپنی پوزیشن کا فوراًاحساس کیا۔اور تھوڑا پیچھے ہٹی۔

یہپہلی اور آخری وانگ ہے۔۔آئی ندہ میرے پاس آنے کی کوشش کی۔جان سے مار دوں گی۔۔! دانت کچکچاتے کہا۔

ہائے۔۔۔ ہم تو ایسے ہی آپ کی جان لیوا اداؤں پے مر مٹے ہیں۔ جانم۔۔۔! اب کہیں تو مر بھی جائیں گے۔۔۔! وہ جو سر اٹھائے ایک آنکھ ونک کرتے مسکراتے بولا تھا۔ آخری جملہ کہتے سر تکیہ پے گرایا ۔

ہانیہ تپ ہی گ ئی اسکی بات پے۔

آج وہ ایک الگ آہان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

گو ٹو ہیل۔۔۔۔! کہتے ہی جھپاک سے اٹھتی باتھ روم میں بند ہو گ ئی۔

شودہ۔۔۔ٹھرکی۔۔۔کھڑوس۔۔بدتمیز۔۔۔!آئینے میں پپنا چہرہ دیکھا۔ ہونٹوں پے نظر پڑی تو اسے مزید القابت سے نوازا۔ اسکی گلابیلب اس وقت لال ہو چکے تھے۔

وحشی درندہ۔۔۔جنگلی۔۔جاہل۔کہیں کا۔۔اتناٹھرک پن۔۔۔؟؟آہان مرزا۔۔۔تمہیں بھی تگنی کاناچ نچایاتومیرانام بھی ہانیہ ابتسام نہیں۔۔۔

جسٹ ویٹ اینڈواچ۔

)

🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤🖤

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

خوشیوں کے محلوں میں تم۔کھیلو۔۔۔

کوئی غم نہ تمہارے پاس آئے۔۔۔

نہ عمرکاپہرہ ہوتم پے۔۔۔

میرے دل کی دعایہ رنگ لائے۔۔۔۔

رب ہنستاہوارکھے تمکو۔۔۔

تم تو ہنسنے کی عادی ہو۔۔۔

بھیا۔۔۔؟؟ پلیز مت رؤو۔۔۔میں کوئی ہمیشہ کے لیے تھوڑی نہ

جا رہی ہوں۔۔۔؟؟ ملنے آتی رہوں گی ناں۔۔۔!

نور سے زیادہ وہ رو رہا تھا۔اکلوتی بہن کو رخصت کرنے کا درد کیا ہوتا ہے۔وہ بھی جان سے پیاری بہن۔یہ ایک بھائی ہی سمجھ سکتا ہے۔

تاروں کا چمکتا گہنا ہو۔۔۔

پھولوں کی مہکی وادی ہو۔۔۔

اس گھر میں خوشحالی آئے۔۔۔

جس گھر میں تمہاری شادی ہو

حیدر سلطان۔۔۔!میری بہن میرا سب کچھ ہے۔اسکی آنکھ کا ایک آنسو بھی گرے تو میرا جی چاہتا ہے۔خون کی ندیاں بہادوں۔اب تم۔پے ہے اسکا ایکا آنسو بھی نہ بہے۔

میرہای نور کو گاڑی میں بٹھاتا رخصت کرتا حیدر سے مخاطب ہوا۔ تو وہ مسکرا کے ہادی کے گلے لگا۔

آپ کو ہمیشہ میری نور نور کے حالے میں ہی نظر آئے گی۔ بے فکر رہیں ۔ حیدر نے یقین دلایا ۔ وہ رخصت ہو گئی تھی۔ آنسوؤں میں۔۔۔ دعاؤں میں۔

ماں باپ کی اکلوتی بیٹی۔۔۔ نور فاطمہ اپنے پیار کے سنگ نکاح کے بندھن میں رخصت ہو گئی۔

تاروں کا چمکتا گہنا ہو۔۔۔

پھولوں کی مہکتی وادی ہو۔۔۔

اس گھر میں خوش حالی آئے ۔۔۔

جس گھر میں تمہاری شادی ہو۔۔۔

شادی۔۔۔؟؟ گھر۔۔۔؟؟ خوش حالی۔۔۔؟؟

ہاہاہاہاہا۔۔۔بھیا۔۔۔؟؟دیکھو تو۔۔۔آپ کی بہن کتنی خوش ہے اپنے محل میں۔۔۔۔ مسکراہٹیں۔۔تو رکتی نہیں۔۔۔!وہ بلک بلک کے رو دی تھی۔

دل مردہ ہو چکا تھا اس ایک سال میں وہ اپنا سب کچھ کھو چکی تھی۔اپنا شوہر۔۔اپنی عزت۔۔۔اپنا غرور۔۔۔سب کچھ۔۔۔!زنجیروں میں لپٹی وہ ایک سال سے اسکو باندی بنا کے رکھا گیا تھا۔ہر طرح کی اذیت سے دوچار کیا تھا۔لیک یہ سانسیں۔۔۔ کتنی ڈھیٹ تھیں۔۔۔چلے جا رہی تھیں۔۔۔۔ رکتی ہی نہ تھیں۔نیم پاگل ہو چکی تھی وہ۔ہر احساس سے عاری۔۔۔

بس کبھی کبھار اپنے ہاتھ دیکھ لیتی جسے اسکے بھائی نے آخری وقت میں تھام رکھا تھا۔اور وہ ہاتھ چھوٹتے ہی وہ ایک دلدل میں جا گری تھی۔جس میں اندر ہی اندر دھنستی جا رہی تھی۔

ناجانے رب کو کیا منظور تھا۔جو وہ اتنا درد اور تکلیف سہہ کے بھی زندہ تھی۔

کتنا خوش تھی وہ۔۔اپنی محبت کو پا کے۔۔۔!حیدر سلطان کو پا کے۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔راستہ کتنا ہی دشوار گذار یوں نہ ہو۔۔۔؟م ایک دن منزل مل ہی جاتی ہے۔حیدر اور وہ پھولے نہ سمارہے تھے۔لیکن خوشیوں کے پل اتنے تھوڑے ہوں گے۔کسی کو کیا پتہ تھا۔۔۔؟؟

گاڑی اچانک سے رکی تھی۔سامنے ہی تین بلک کروزر کھڑی تھیں۔حیدر کے چہرے پے ایک سایہ لہرایا تھا۔اور اسکی ماں بھی گھبرائی تھی ۔

وہ آگیا حیدر۔۔۔!اب وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔اسکی ماں گھبرائی تھی۔

مما۔۔۔آپ اور نور گاڑی سے مت اترنا۔۔۔!اور ہاں۔۔چچا۔۔۔!

آپ۔۔۔؟؟ڈرائی یور کی جانب مڑا۔

باہر کچھ بھی ہو۔میری ماں اور میری بیوی آپ کے حوالے ہے۔انکو صیح سلامت یہاں سے کسی محفوظ جگہ پہنچادیجیے گا۔

حیدر۔۔۔! میں آپ کو نہیں جانے دوں گی۔۔۔! نور کی آنکھیں نم ہوئی ہیں۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا ہوا کیا ہے۔۔؟؟ لیکن اتنا جانتی تھی کہ حیدر اسے چھوڑ کے گیا تو واپس نہیں لوٹے گا۔

کچھ نہیں ہوگا جان۔

میں بس ابھی واپس آیا۔ !

اسکے ماتھے پے محبت اور مان بھرا بوسہ دیا۔

پرامس می۔۔۔! ہمیشہ کی طرح اس نے آج روتے ہوئے پرامس لیا۔

!حیدر۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ وعدہ کرتا۔ باہر سے للکار سنائی دی۔ وہ ان کی جانب دیکھنے لگا۔

میں آجاؤ ں گا۔ واپس۔ اپنا خیال رکھنا ۔ میرے لیے۔

حیدر یہ کہتے ہی اپنا ہاتھ چھڑاتا گاڑی سے اتر گیا۔

اب وہ ان کے سامنے کھڑا اپنی ماں اور بیوی کا ڈھال بن گیا تھا۔

باہر کیا باتیں ہو رہی تھیں۔وہ سن نہیں پا رہی تھیں۔

آنٹی۔۔۔یہ کون ہیں۔۔؟؟نور نے ہمت کرتے پوچھا۔

یہ۔۔۔؟دشمن ہیں۔۔ہمارے۔۔حیدر کے باپ ہیں یہ بد قسمتی سے۔۔۔!بہت بڑے گینگسٹر ہیں یہ۔۔۔!ہر ناتا توڑ لیا ان سے۔۔لیکن یہ ہیں۔۔کہ حیدر کو نہیں چھوڑتے۔اکلوتا وارث ہے انکی ریاست کا۔انکی وراثت کا۔

سعدیہ نے آنسو پنچھتے نفرت سے کہا۔

یہ۔۔۔یہ کیا کریں گے حیدر کے ساتھ۔۔؟؟ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

ایک فائر ہوا تھا۔ جو حیدر کے سنے کے پار ہوا تھا۔وہیں سعدیہ اور نور کی سانس رکی تھی۔

میرا بچہ۔۔۔۔!وہ منہ پہ ہاتھ رکھے رو دیں۔

نور تو ساکن ہی ہوگئی اسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہ آیا بھلا حیدر تو اسکا دلہا تھا۔ اسے کیسے یوں اچانک گولی لگ سکتی تھی۔ بنا کی کی پرواہ کیے وہ گاڑی اک دروازہ کھلتے نیچے اتری تھی۔ جو اسکی سب سے بڑی غلطی تھی۔ ڈرائیور نے گاڑی لاک نہ کی تھی۔ سعدیہ بیگم اس پہ چڑھ دوڑیں۔ جبکہ وہ بھی سلطان کے ساتھ ملا ہو تھا۔ آگے سے مسکرایا۔ سعدیہ بیگم کا تو وہ حال تھا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ انہوں نے تڑپ کے بہو اور بیٹے کو دیکھا۔

جب قسمت میں قربانی لکھ ہی دی گئی تھی۔ تو وہ پیچھے کیوں ہٹتیں۔ وہ بھی نیچے اتریں۔ سلطان اپنے آدمیں کے ہمراہ اسلحے سمیت وہاں موجود تھا۔

حیدر خون میں لت پت تھا۔ اسکا سر نور نے اپنی گود میں لیا ہوا تھا۔ اقر دیوانہ وار بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔ الفاظ تو کہیں گم ہی ہوگئے تھے۔

مت۔۔۔۔مت۔۔۔چھوڑ کے۔۔۔جانا۔۔۔۔!آنسو بہاتے وہ بس یہی بول پائی۔ گولی سیدھا دلمیں پیوست ہوئی تھی۔

وہ آخری سانسیں بھی نجانے کیسے لے رہا تھا۔

بھھھھھاااگگگگگ جاؤ۔۔۔۔۔! حیدر بس یہی کہہ پایا۔

سعدیہ اپنے بیٹے کے پاس پہنچیں۔ لیکن وہ دم توڑ چکا تھا۔وہیں نور کو اپنی دنیا لٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اسکے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا۔بس دل کی دھڑن تھی۔تو اچانک سے دھیمی ہوئی تھی۔ حیدر کے نے جان وجود کو دیکھتی وہ اٹھی تھی۔ سامنے کھڑے موت کے دیوتا کو دیکھا۔ سلطان نے بھی بہت گہری نظروں سے اس حسن کی دیوی کو دیکھا۔اسکی آنکھوں میں ہوس سعدیہ بیگم کو صاف نظر آرہی تھی۔وہ نور کے لیے پریشان ہوئی یں۔

تم۔۔۔تم۔۔۔نے میرے شوہر کو مار ڈالا۔۔۔ تم۔۔۔۔نے میرے۔۔ حیدر کو۔۔مار ڈالا۔۔ میں۔۔۔جان لے لوں گی۔۔ تمہاری۔۔۔

کہتے ہوئے جار حانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کے اسکی طرف زور سے پھینکا۔جو سلطان کے ماتھے پے جا کے لگا۔ کہ ایک لمحے کو وہ تڑپ گیا۔ماتھے کو چیک کیا۔خون کی بوندیں نمودار ہوئی ہیں۔ اسکے ساتھ الرٹ ہوئے۔ اور نور کی جانب بندوقیں تانیں۔

تو۔۔نے ہمرے کو مارنے کی کوشش کی۔۔؟؟ تیری تو۔۔۔؟؟ پکڑو اُسے۔۔۔۔! سلطان چلایا تھا۔

نور۔۔۔۔بھاگو۔۔۔۔! سودیہ بیگم وہیں سے چلائی ہیں ۔ ایک دم سے نور کے پیروں نے حرکت کی اور وہ وہاں سے بھاگی تھی۔

جبکہ سلطان کے آدمی بھی اسکے پیچھے ہی بھاگے تھے۔

مجھے وہ زندہ چاہیے۔ سمجھے تم سب۔۔۔؟؟ سلطان حلق کے بل لایا تھا۔

اور اپنا ماتھے پے رومال رکھے سخت غصہ میں دھیرے دھیرے چلتا سعدیہ کی طرف آیا۔ جو بیٹے اسرا اپنی گود میں رکھے آنسو بہاتی نفرت سے سلطان کو دیکھ رہی تھی۔

کہا تھا۔۔بیٹے کو باغی مت کر مت کر۔۔۔مت کر۔۔۔! لیکن تو نے ایک نہ سنی ہمری۔۔۔! اب بیٹھ کے بین ڈال بیٹے کی لاش پے۔۔۔! سلطان گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھا ہاتھ میں گن لیے اسے سمجھا رہا تھا۔ اسکا مذاق بنا رہا تھا۔

تو باپ نہیں جلاد ہے۔۔اپنے ہی بیٹے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔۔۔بے حس اور بے غیرت انسان۔۔۔تجھے تو رب بھی معاف نہیں کرے گا۔ تھو ہے تجھ پے۔۔بے غیرت۔۔۔!

تھوک سلطان کے منہ پے پھینکی تھی جسے بہت آرام سے اس نے صاف کر لیا تھا۔

چل رو۔۔نہ زیادہ۔۔۔تجھے بھی بھیج دیتا ہوں۔ تیرے بیٹے کے پاس۔۔وہ کیا ہے ناں۔۔۔امباغی لوگوں کو پاس نہیں رکھتا۔ کہتے ہی اسکی کنپٹی پے گن رکھی۔

تو کتے کی موت مرے گی۔زندگی کی بھیک مانگے گا تو لیکن۔۔موت بھی تجھے تڑپ تڑپ کے آئے گی۔ تیری ایک ایک سانس تیرے پے بھاری گزرے گی۔ آج سے الٹی گنتی گننا شروع کر دے سلطان ۔۔ تیری موت کا وقت شروع ہو گیا ہے۔۔۔

سعدیہ کی اونچی للکار سے سلطان کو ایک لمحے کو خوف آیا۔ لیکن اگلے ہی پل ایک فائی رکھلا۔ اور سعدیہ کی کھوپڑی کھول گیا۔ ایک دم سے ہی وہاں خاموشی چھاگ ئی۔

کہاں ہے وہ لڑکی۔۔۔؟ ڈھونڈو اسے اور ہمارے ہجرے میں لے کے آؤ۔۔ آج بیٹے کی دلہن کے ساتھ رات منائی یں گے۔۔۔!

نفرت حقارت سے کہتا وہ خمار آلود لہجے میں بولا ۔

!سلطان۔۔دادا۔۔وہ۔۔۔بھاگ گ ئی ہے۔۔۔

اندھیرے کافائی دہ ٹھاتے ہوئے۔۔۔! ایک آدمی نے آگے بڑھتے گھبرائے ہوئے کہا۔

سلطان نے ایک زور کا مکا اسکے منہ پے مارا۔تو وہ لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا۔

مجھے وہ لڑکی چاہیے۔سلطان کا دل آگیا ہے۔۔مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہیے۔جاؤ۔۔ڈھونڈ کے لاؤ۔

نور بھاگے چلی جا رہی تھی۔آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

لین ابھی اسے اپنی عزت بچانی تھی۔کاش وہ موبائی ل پے بھائی سے رابطہ کر لیتی ۔۔ تو۔۔ ابھی۔۔ وہ پہنچ جاتا۔

دوڑتے دوڑتے وہ تھک گ ئی تھی۔ کہ اسے ایک گاڑی نظر آئی۔

وہ بھاگی۔۔ اسے ایک امید کی کرن نظر آئی۔

گاڑی کا پیچھے کا دروازہ کھلا تھا۔وہ فوراََ سے گاڑی میں بیٹھتی خود کو چھپا گ ئی۔

لیکن ۔۔ سلطان کے آدمیوں نے اسے گاڑی میں گھستے دیکھ لیا۔

اور اسے جا لیا ۔ اسکے منہ پے ہاتھ رکھے اسے باہر نکالا۔ وہ خود کو چھڑاتی مزاحمت کرنے لگی تھی۔ اسی اثنا میں اسکا برسیلٹ اس گاڑی میں گر گیا وہ چلانا چاہتی تھی۔ ہاتھ پاؤں مارنا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے اسے لیے ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گ ئ ے۔

گاڑی میں انہوں نے ایک لڑکی اور ڈرائیور کو بیٹھتے دیکھا۔ اور کچھ ہی دیر میں گاڑی اسٹارٹ ہوتی چل پڑی وہ وہاں سے باہر نکلے۔ نور کا منہ ہاتھ رکھے بند کیا ہوا تھا۔ نور نے ہاتھ بڑھا کے اس گاڑی کو روکنا چاہا۔ شاید کوئی بیک مرر سے اسے دیکھ کے بچا لے ۔ لیکن قسمت نے اسے بہت برا پھسایا تھا۔ وہ گاڑی جا چکی تھی۔ اور سلطان کے آدمی اسے سلطان کے اڈے پے لے گ ئ ے تھے۔

جہاں اسکی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا ۔

muntahachouhan

سلطان کے آدمیوں نے اسے گاڑی میں گھستے دیکھ لیا۔اور اسے جا لیا۔اسکے منہ پے ہاتھ رکھے اسے باہر نکالا۔وہ خود کو چھڑاتی مزاحمت کرنے لگی تھی۔ اسی اثنا میں اسکا پینڈینٹ اس گاڑی میں گر گیا وہ چلانا چاہتی تھی۔ہاتھ پاؤں مارنا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے اسے لیے ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گ ئ ے۔ گاڑی میں انہوں نے ایک لڑکی اور ڈرائی ور کو بیٹھتے دیکھا۔

اور کچھ ہی دیر میں گاڑی اسٹارٹ ہوتی چل پڑی وہ وہاں سے باہر نکلے۔نور کا منہ ہاتھ رکھے بند کیا ہوا تھا۔نور نے ہاتھ بڑھا کے اس گاڑی کو روکنا چاہا۔ شاید کوئی بیک مرر سے اسے دیکھ کے بچا لے ۔ لیکن قسمت نے اسے بہت برا پھسایا تھا۔وہ گاڑی جا چکی تھی۔اور سلطان کے آدمی اسے سلطان کے اڈے پے لے گ ئ ے تھے۔ جہاں اسکی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا ۔

اور پھر وہ سلطان کے ہتھے چڑھ ہی گ ئی۔ سے سطان کے ہجرے میں

لے جا کے پٹخا۔ وہ بپھری ۔ لیکن اسکی کوئی سنوائی نہ ہوئی۔

سطان اندر آیا تو وہ اس پے جھپٹی۔

تم۔۔۔۔ تم نے مار دیا میرے شوہر کو۔۔ قاتل ہو تم۔میں تمہیں جان سے

مار ڈالوں گی۔

سلطان نے سکی نازک کل ئی یاں اپنے ہاتھ میں لیں۔

نہ نہ میری جان۔۔۔! اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں۔ابھی تو تم نے بہت

کچھ سہنا ہے۔

سلطان نے کھینچ کے اسے سینے سے لگایا۔تو وہ مچلتی ہوئی اسے خود سے

دور کرنے لگی۔۔

دور رہو۔۔۔ مجھ سے۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔! اسنے اپنی پوری طاقت لگا دی

تھی۔لیکن وہ خوف کو سلطان کی گرفت سے نہ چھڑا پائی۔ سلطان نے

اسے بستر پے دھکا دیا۔ اور مکروہ ہنسی ہنستا اس پے حاوی ہوا۔

پورے کمرے میں نور کی چینخیں تھیں۔لیکن وہ سفاک انسان باز نہ آیا۔اپنی ہوس مٹا کے ہی دم لیا۔

نور فاطمہ اپنی قسمت کو روتی رہی۔اور وہ چلا گیا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ساری رات میر ولا میں بے چینی رہی۔سب ہی نور کو فون کرتے رہے کال جاتی رہی۔کسی نے کال پک نہ کی۔جبکہ جاتے ہینور ان سے رابطہ کرنے والی تھی۔اور زیادہ پریشانی تب ہوئی جب نہ حیدر نے انکی کال اٹھائی نہ سعدیہ بیگم نے ۔ جب کہ کال سب کے نمبرز پے جاتی رہی ۔صبح کی ہلکی ہلکی لو پھوٹی۔

میر ہادی جو ساری رات جاگ کے کٹی تھی۔موبائ ل پے اپنے دوست انسکٹر برہان کی کال آتی دیکھ چونکا ۔ اور جو اسنے بتایا۔میر ہادی کے پیروں تلے سے زمین نکل گ ئی ۔ وہ بنا کسی کو بتائے مطلوبہ جگہ پے پہنچا۔ ۔ جہاں پولیس انوسٹیگیشن کر رہی تھی۔

گاڑی وہی تھی۔ جس میں اسکی بہن رخصت ہوئی تھی۔۔گاڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ تھوڑا سا آگے ہوا تو حیدر کو اسکی ماں کی گود میں سر رکھے مردہ حالت میں پایا۔وہیں میر کا ہاتھ دل پے گیا۔

انسپکٹر برہان اسکی جانب دیکھتا بڑھا۔

حوصلہ میرے یار۔۔۔!اس نے ایک دم سے اسے اپنے ساتھ لگاتے حوصلہ دینا چاہا۔

رات کو انسپکٹر برہان بھی شادی میں شریک تھا۔اور وہ واقف تھا۔اور جیسے ہی برہان کو اطلاع ملی تھی۔ایک گاڑی اور دو لاشوں کی۔وہ فوراً پہنچا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی وہ انہیں پہچان گیا تھا۔اور قصدیق کے بعد میر کو کال ردی تھی۔

میری۔۔۔میری بہن۔۔۔؟؟؟ٹوٹے لہجے میں ڈرتے ہوئے پوچھا۔

وہ مسنگ ہے۔۔۔! پولیس چاروں طرف اسے ڈھونڈ رہی ہے۔امید ہے مل جائے گی۔

ایک تسلی ہی تھی۔جو وہ دے سکتا تھا۔

میرہای کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے۔

نجانے میری بہن کس حال میں ہو گی۔۔۔؟؟ساری رات وہ یہاں خود کو بچاتی جنگلوں میں بھٹک رہی ہو گی۔۔اور میں کیسا بھائی ہوں۔۔۔ مجھے احسس تک نہ ہواا۔۔۔کیوں جانے دیا انہیں اکیلا۔۔۔؟؟ خود کیوں نہ گیا ساتھ میں۔۔۔؟؟اس نے ماتھے پے ہاتھ مارا۔

برہان۔۔۔وہ جو گارڈز تھے۔۔۔وہ کہاں گ ئے۔۔۔؟اور وہ ڈرائی یور۔۔۔؟؟ اچانک سے یاد آیا۔

برہان اسے لیے اس سے تھوڑا دور ہٹا۔

یہ۔۔سب پری پلانڈ تھا۔۔اور میں سمجھ نہیں پا رہا۔۔تم جیسا بندہ کیوں انجان تھا۔۔۔؟؟ برہان نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا مطلب۔۔۔؟؟میرافی کا دل زور زور سے دھڑکا۔ایسی کیا بات تھی۔جو وہ نہیں جانتا تھا۔۔؟

سلطان کا بیٹا ہے یہ۔۔۔ سلطان۔۔۔ جانتے ہو کون ہے۔۔؟؟ایک بہت بڑا گینگسٹر۔۔۔انڈر ورلڈ کی دنیا کا بے تاج بادشاہ۔۔۔اور۔۔ قتل وغارت اسکا عام پیشہ ہے۔۔ عرصہ دراز سے پولیس کو اسکی تلاش ہے۔۔اور یہ۔۔۔ حیدر کی طرف اشارہ کیا۔اسکا اکلوتا بیٹا۔۔!جب رات کو شاری پے دیکھا۔ مجھے اچھنبا ہوا۔کہ کیسے تم نے۔۔؟؟
اگر تم۔۔۔جان گئے تھے۔۔ تو مجھے تو بتا دیتے یار۔۔۔ آج میری بہن میرے پاس تو ہوتی۔۔ میر ہای ٹوٹے ہوئے انداز میں بولا۔

لیکن۔۔اس وقت میرے پاس کہنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ہادی۔۔۔۔ نکاح ہو چکا تھا۔ اور تم اور تمہاری فیملی بہت خوش تھے۔ اور

مجھے بھی اس وقت کنفرم نہ تھا۔ کہ یہ وہی حیدر ہے۔۔ حیدر سلطان۔۔۔! ورنہ میں رخصتی کبھی نہ ہونے دیتا۔۔۔یار۔۔۔

برہن نے اسکے کاندھے پے ہاتھ رکھا۔

سر لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوادیا گیا ہے۔

ایک اہلکار نے آتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے یہ علاقہ سیل کر دو۔اور لڑکی کی تلاش جاری رکھو۔ برہان اسے مزید ہدایات دیتاوہاں سے موو کر گیا۔ جبکہ میر ہادی نے چاروں طرف نظر دوڑا کے اپنی بہن کو یکھنا چاہا۔ کہ شاید وہ اپنے بھائی کو دیکھ انہی کسی جھاڑیوں سے بھاگتی ہوئی باہر آئے۔ ار اسکے سنے سے لگ جائے۔ وہ شام تک اس علاقہ کا چپ چپہ چھان مار چکے تھے۔ میر ہادی کے اپنے بندے بھی تلاش کر رہے تھے۔ لیکن شام تک بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ جسکی وجہ سے میر ہادی کا دل مزید بیٹھتا چلا جارہا تھا۔وہ گھر جا کے کیا جواب دے گا۔۔؟ماں کو باپ کو کیا بتائے

گا۔۔۔؟؟ وہی تو کھڑا ہوا تھا۔ اپنی بہن کے حق کے لیے اسکی پسند کی وجہ سے اس نے میر نے نور کا ساتھ دیا۔ اور حیردر کی زیادہ جانچ پڑتال بھی نہ کرائی۔ وہ اکثر میر کے آفس میں آتا تھا۔ اور میر کو وہ نیچر وائی ز اچھا لگتا تھا۔ بہن پیاری تھی۔ تو خص ش بہن سے جڑی ہر چیز ہی پیاری تھی۔اور اس وقت وہ حیدر۔۔اسکی بہن کا شوہر۔۔اسکی محبت اس دنیا سے جا چکا تھا۔۔۔!اور نور۔۔؟؟اسکا کچھ اتہ پتہ نہ تھا۔

گھر پہنچا تو گھر والوں تک خبر پہلے پہنچ چکی تھی۔ میڈیا ہر جگہ پہنچ جاتی تھی۔ٹی وی چینلز نے ہائی لائیٹ کر کے ہر خبر کو وائرل کیا تھا۔ حیدر کا باقاعدہ نام لیا گیا ۔ رات کو جو میڈیا شادی کی کورتج کر رہے تھے۔ اب وہی میڈیا انکی موت کی خبریں چلا رہا تھا۔

کشش کا دماغ ایک م سن پڑا۔ یہ سن کے۔ کہ دلہن غائب ہے۔اسکے بعد کے الفاظ سننے کی طاقت اس میں نہ بچی۔اور وہ وہیں گرتے بے ہوش

ہوگ ئی۔میر یامین نے بڑھ کے اسے فوراً سے بانہوں میں بھرا۔ ابھی بیٹی کا دکھ کم نہ ہوا۔ کہ بیوی۔۔۔ بھی۔۔۔؟ وہ حوصلہ کرتا کشش کو ہاسپٹل لے پہنچا۔ جہاں اسے آئی سی یو میں منتقل کر دیا گیا۔ میر یامین نے ہادی کو کال کرنے کی ہ ممکن کوشش کی۔ لیکن کال تو جا رہی تھی وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔اور یہ بات میر یامین کو زیادہ پریشان کر رہی تھی۔ سویرا بیگم بھی ہاں پہنچیں تھیں۔ بھلے وہ میر یامین کی سوتیلی ماں تھیں۔ لیکن وقت نے انہیں ایسے سبق سکھائے تھے۔ کہ انہوں نے کشش اور یامین کی طرف سے اپنا الصاف کر لیا تھا۔ کیس ہے کشش۔۔؟؟میر یامین کی ٹوٹی بکھری حالت دیکھ وہ اندر ہیا اندر کٹ گ ئی تھیں۔

وہ۔۔آئی سی۔۔۔ یو۔۔۔! یامین سے بولا نہ جا رہا تھا۔ اتنے میں ڈاکٹرز باہر آئے۔

میر صاحب۔۔۔! آپ کی وائف کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔

ہم اپنی پوری کوشش کررہے ہیں۔انہیں بچانے کی۔لیکن۔۔۔؟؟

لیکن کیا۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔؟۔میر یامین تڑپا تھا۔

! وہ ہمیں رسپانڈ نہیں کررہیں۔۔۔آپ دعا کیجیے۔۔

ڈاکٹر اسکا کندھا تھپتھپاتا واپس چلا گیا۔آئی سی یو کا دروازہ ای بار پھر بند ہو گیا تھا۔

میر یامین کے آنسو سویرا بیگمکو تڑپا گ ئی ے۔انہوں نے آگے بڑھ کے یامین کو گلے سے لگایا۔تو وہ ضبط کے باوجود رو دیا۔

میرا گھر بکھر رہا ہے۔۔۔میں کیا کروں۔۔۔وہ خود بھی بکھر رہا تھا۔

بس۔۔میرے بچے حوصلہ رکھو۔اللہ پے بھروسہ رکھو۔جس نے یہ آزمائش دی ہے۔ اس میں سے نکالے گا بھی وہی۔

انہوں نے اس مضبوط شخص کو پہلی بار یوں روتے دیکھا تھا۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اگلے دن بھی کشش کی حالت اسٹبلش نہ ہوئی تھی۔۔ سب گھر والے سخت پریشان تھے۔ ایسے میں میر ہادی کا مسلسل غائب رہنا سب کو مزید پریشان کر رہا تھا۔

میر یامین اپنے دادا کے کاندھے پے سر رکھے پھوٹ پھوٹ کے رو دیا۔

میری جان۔۔۔!روؤ مت۔۔۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

انہوں نے نخیف آواز میں تسلی دی۔ لیکن آج انکی ی ہوئی تسلی بھی یامین کو قرار نہ دے سکی۔ وہ وقت اپنے ہاتھوں سے ریت کی مانند بکھرتا محسوس کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن پھر بھی اللہ سے مایوس نہ تھا۔

سجدے میں گر کے اللہ سے رو رو کے اپنے بیوی بچوں کی سلامتی کی دعا مانگی۔

اور اللہکو اس پے ترس آہی گیا۔ کشش کی حالت بہتر ہوئی۔

لیکن وقتی طور پے اسکی یادداشت نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ بالکل چپ ہوگ ئی تھی۔ یامین نے بھی اسنہ چھیڑا نہ بولنے پے اکسایا۔ بیٹی کا پوچھ لیتی تو کیا جواب دیتا۔۔۔؟ سویرا بیگم نے ہر طرح سے کشش کا خیال رکھا۔ لیکن وہ ان زخموں کو نہ بھر سکتیں تھیں جو وقت نے انہیں دی ئے تھے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

دو دن وہ وہیں بے سدھ و حرکت پڑی رہی اسے کچھ ہوش نہ تھا۔ نہ کھانے کا نہ پینے کا۔ وہ بس اللہ سے موت مانگ رہی تھی۔ لیکن ابھی اسکے لیے مزید آزمائشیں باقی تھیں۔ اپنا بکھرا وجود سمیٹتی اس نے باتھ روم کا رخ کیا۔ اپنے جسم سے اس ناپاک انسان کے داغ مٹانے لگی ۔ لیکن روح پے لگے زخم نہ مٹا پائی۔

اور چینخ چینخ کے روتی وہیں بے ہوش ہوگ ئی ۔

ثمینہ بائی۔ اس ہجرے کی دیکھ بھال کرتی تھی۔اور ہر لڑکی کو جس پے سلطان کا دل آجاتا۔اسے اچھے سے تیار کر کے اسکے حجرے میں چھوڑ دیتی تھی۔دو دن سے وہ یہاں نہ تھی۔یہاں کیا ہوا وہ نہیں جانتی تھی۔لیکن جیسے ہی واپس لوٹی۔ایک باندی نے اسے سب بتا دیا۔وہ سلطان کے حجرے کی طرف آئی لیکن اندر کوئی نہ تھا۔کہ اچانک باتھ سے چینخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ اسطرف بھاگی اندر کا منظر دیکھ ثمینہ بائی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

پورا ایک ہفتہ لگا تھا نور کو واپس ٹھیک ہونے میں۔ڈاکٹر کو سلطان کے اڈے پے اسکے حجرے میں ہی بلوایا گیا۔وہ وہیں رہ کے اسکی ٹریٹمنٹ کرتا رہا۔اسکی جو حالت تھی۔وہ دیکھ ڈاکٹر بھی حیران و پریشان رہ گیا۔اس نے اپنے جسم پے جگہ جگہ کٹ لگائے ہوئے تھے۔ جیسے کسی نے یا خود اس نے

اپنے جسم پے خود سے کٹ مارے ہوں۔ خود کو چوٹ پہنچا کے وہ اپنے اوپر سے سلطان کے ہاتھوں کی اسکی دی گ ئی ازیتوں کے نشان مٹاتی خود کو انتہا کی حد تک زخمی کر گ ئی تھی۔ کہ ثمینہ بائی بھی اسکی حالت دیکھ رو دیں۔ وہ یا تو بے ہوش رہتی یا ہوش و حواس کھو دیتی۔ اور خود کو تکلیف پہنچاتی۔ ڈاکٹر اسے نیند کے انجکشن دے کے سلا دیتے ۔ وہ نیم پاگل ہوگ ئی تھی۔ وہ خود کو چوٹیں پہنچاتی۔ کوئی چیز بھی دیکھتی اٹھا کے خود کو مارنے لگتی۔

سلطان کو اب وہ کسی کام کی نہ لگی۔ لیکن آنے والے وقت میں وہ اسے ایک بہت بڑے ہتھیار کے طور پے استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اسے زنجیریں ڈال کے تہہ خانے میں بند کر دیا گیا۔ جہاں وہ دنیا کی روشنیوں سے محروم ہوئی وہیں اپنے ہوش و حواس کھو دی ئی ے ۔ یاد رہا تو بس ایک بھائی۔۔۔ وہ بھائی جو اسکی ایک کھروچ پے پورا گھر سر

پے اٹھا لیتا تھا۔ اسکی آنکھ سے گرا ایک آنسو اسکے دل پے گرتا تھا۔ وہ ایک سال سے اپنے بھائی کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے یقین تھا۔ اسکا بھائی آئے گا۔ اور اسے یہاں سے لے جائے گا۔ لیکن وہ سلطان کو ایسی موت دے کہ اس کی سات پشتیں یاد رکھیں۔ وہ انتظار میں تھی۔۔اس وقت کے۔۔ جب سلطان جیسے درندے انسان کا نام و نشان مٹنا تھا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں سے اسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتی تھی۔ بس اتنی مہلت مانگی تھی اس نے اپنے رب سے۔

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

صبح اسکی آنکھ کھلی تو پوری کمرا اکڑی ہوئی تھی۔

رات کو وہ صوفے پے ہی خود کو سکڑ سکیڑ کے سوئی تھی۔ خود کو وہ اس چھوٹے سے صوفے پے اپنی چھوٹے قد کی وجہ سے ایڈجسٹ تو

کر گ ئی تھی۔ لیکن کمر کا درد نکل آیا تھا۔ اور گردن بھی اکڑ گ ئی تھی۔

ایک نظر آہان پے ڈالی جو مزے سے پورے بستر پے پھیلا ایسے سو رہا تھا۔ جیسے بہت محبییں لکر سخت کرڑی تھی اسے دیکھ کے وہ۔ اٹھتے ہوئے سیدھا واش روم کا رخ کیا۔

فریش ہوتی باہر نکلی تو وہ بستر پے نہ تھا۔

یہ کہاں چلا گیا۔۔۔؟؟ ادھر ادھر نظریں دوڑائی یں۔ تو وہ ناک کی سیدھ میں ہی نظر آیا۔ چہرے پے ہلکا ہلکا بسم تھا۔

مجھے ایسا کیوں لگا۔۔؟؟ کہ میری جانم مجھے یاد کر رہی ہے۔۔؟ موبائی لا یک طرف رکھتا وہ اسکی جانب بڑھا

دیکھو۔۔۔ یہ تھرڈ کلاس لفظ اپنے تک رکھو۔۔۔ مجھے ان الفاظ سے مت بلا یا کرو۔

جانم کہنے پے وہ تپی تھی۔

یار بیوی ہو میری۔۔۔ تمہیں نہ کہوں جانم تو کسے کہوں۔۔؟؟اور ویسے بھی رات کو اچھا نہیں کیا۔۔۔ تم۔نے مجھ معصوم کے ساتھ۔۔۔ گولڈن نائی یٹ خراب کر دی میری۔۔۔! آہان نے دکھ سے منہ بنایا۔

تم۔۔۔ ناں۔۔اب بہتر ہو گا۔۔اپنی حد میں رہنا۔۔رات کیا ہے میں نے لحاظ۔اب آگے سے کبھی میرے منہ لگنا۔۔ورنہ وہ حال کروں گی کہ گھر والے شکل تک نہیں پہچان پائی یں گے۔ اچھا خاصا اسکو دھمکایا۔ جو شاید ہی اس پے اثر ہوا ہو۔۔۔!

بھیگے ہونٹ تیرے۔۔۔

پیاسا من میرا۔۔۔! لگے ابر سا۔۔۔مجھے تن تیرا۔۔۔

اسکے پاس سے گزرتے گنگناتے ہوئے اسکے ندھے سے لندھا ٹچ کیا۔ اور باتھ روم کی جانب بڑھ گیا۔

ہانیہ کو اس پے انتہا کا غصہ آیا۔

لوفر کہیں کا۔۔۔!

وہ مٹھیاں بھینچتی رہ گ ئی۔

★★★★★★★★★★

سای رات آنکھوں میں کٹی تھی۔وہ اسے اپنے روم میں لا کے بھول گیا تھا۔

وہ صوفے کے پاس بیٹھی وہیں ٹیک لگا کے روتے ہوئے سو گ ئی ۔

دروازہ کھلنے کی آوز پے اسکی آنکھ کھلی۔بکھری حالت میں میر ہادی تین بجے کے قریب روم میں داخل ہوا تھا۔ایک اچٹتی نظر اس پے ڈالتا وہ باتھ روم کا رخ کرتا اسے نظرانداز کر گیا تھا۔

آنیہ نے گہرا سانس خارج کیا۔

وہ بہت حوصلے سے اٹھی تھی۔اسکا جب کوئی قصور نہیں تھا تو وہ کیوں سزاوار ٹھہرائی جا رہی تھی۔ وہ کیا جانتی تھی۔ کہ اسکی گاڑی میں کوئی لڑکی پناہ لینے کے لیے گھسی تھی۔ اور پھر وہ۔۔ وہاں سے غائب ہوگ ئی۔ کیا جانتی تھی۔۔ کہ جس ماضی کو اس

نے کبھی سیریس نہیں لیا تھا وہیں اسکا حال اور مستقبل خراب کرنے آجائے گا۔

فریش ہوتا وہ باہر نکلا۔آنکھوں میں رت جگے کی سرخی واضح تھی۔آنیہ کو نظر انداز کرتا وہ وہاں سے باہر جانے لگا کہ وہ ہمت جٹاتی اسکے پاس آئی ۔

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔اسکی طرف دیکھتے لہجہ مضبوط بنایا۔

آنیہ۔۔!یونو۔۔۔!آپ کی کوئی بھی تاویل۔۔ کوئی بھی ایکسکیوز۔۔ مجھے مطمئین نہیں کر سکتی۔۔!جبکہ۔۔۔اب آپ کو جب جب دیکھوں گا۔۔میرے زخم تازہ ہوں گے۔۔کہیں نہ کہیں آپ بھی زمہ دار ہیں۔

میں زمہ دار نہیں ہوں۔۔میر۔۔۔!پلیز۔۔۔مت کہیں یہ سب۔۔!نہیں ہوں میں زمہ دار۔۔۔کچھ۔۔۔کچھ نہیں کیا میں نے۔۔۔!ایک دم سے دبی دبی آواز میں وہ روتے ہوئے چلائی۔

ہاں یہ سچ ہے۔۔۔میں ڈر گئی تھی اس لمحے اندھیرا تھا۔۔ غر گنجان آباد علاقہ تھا۔ میں ڈر گئی تھی۔ خوف محسوس ہوا۔۔

مجھے اپنی گاڑی سے خوشبو سونگھ کے۔۔۔! لیکن۔۔ میں نہیں مڑی۔۔ نہیں دیکھ سکی پلٹ کے۔۔۔! کہ کوئی تھا وہاں یا نہیں! کیا اس خطا پے آپ مجھے۔ سزا دیں گے۔۔۔؟؟روتے ہوئے اسکے قریب ہوتے پوچھا۔

خود سے دور کریں گے۔۔؟؟مجھے۔۔۔درد دیں گے۔۔۔؟؟اپنا عادی بنا کے۔۔مجھے چھوڑ دیں گے۔۔۔؟بے اختیار وہ اسکے بہت قریب چلی گئی تھی۔ کہ ایک نچ کے فاصلے پے کھڑی وہ اسکے چہرے کے سامنے چہرہ کے سوال کر رہی تھی ۔

میر ہادی اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسکے درد کی گہرائی تک پہنچنے لگا تھا۔ آنیہ کی بھیگی آنکھیں اسکے اندر ہلچل مچا رہی تھیں۔ اسکی قربت کی چاہ کر رہی تھیں۔ اسے اپنے اندر سمانا چاہتا تھا۔ وہ ایک انچ کا فاصلہ مٹانا چاہتا تھا۔ جو صدیوں پے محیط ہوتا جا رہا تھا۔

مجھے مت چھوڑیں میر۔۔۔! ورنہ آپ کی آن مر جائے گی۔۔۔! کہتے ہی پوری شدت سے اسکے لبوں پے وہ جھکی تھی۔ اور یہ پہلی بار ہوا تھا۔ جب آنیہ نے پیش قدمی کی تھی۔ دونوں ہی آنکھیں بند کیے ان لمحوں میں کھو سے گ ئ ے۔ ایک پیاس تھی۔ جو بجھ نہیں رہی تھی۔ وہ سراب نہیں ہو پا رہا تھا۔ تشنگی تھی کہ بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

میر ہادی نے اسکے بالوں میں اپنے ہاتھ الجھائے۔ اور جھٹکے سے اسکا چہرہ اوپر کو اٹھایا۔ وہ جو پیاسی نین کٹوروں سے اسے ہی تکتی جا رہی تھی میر ہادی کا دماغ کہہ رہا تھا۔ جھٹک دے اسے۔ لیکن دل تھا۔ کہ اسے اپنی پناہوں میں لینا چاہ رہا تھا۔

آن۔۔۔! میں تڑپ رہا ہوں۔ جل رہا ہوں۔۔ اپنی ہی آگ میں۔۔۔ کہیں نہ کہیں۔۔ میں خود کو بھی زمہ دار سمجھتا ہوں۔۔ نور فاطمہ

کا۔۔!خود کو نہیں معاف کر رہا تو۔۔تم نے جو کیا۔اسے کیسے معاف کردوں؟؟

میں بے قصور ہوں۔۔!آنیہ کے بھیگے لبوں سے ادا ہوئے الفاظ میر کے دل پے دستک سی دے گئے۔ وہ پوری شدت سے اسکے لبوں پے جھکا ۔ اور جھکتا چلا گیا ۔ اسے لیے وہ بیڈ کی جانب بڑھتا۔دروازہ لاک کر گیا۔ وہ سب بھول جانا چاہتا تھا۔ سب کچھ۔۔ وہ پیاسا اپنی روح کو سراب کرنا چاہتا تھا۔ اور پہلی بار اپنی محبت کی اپنی طرف پیش قدمی اسکے سوئے ہوئے جذبات کو جگا گئی تھی۔ اس محبت میں بہہ کے وہ سب بھول جانا چاہتا تھا۔ یاد رکھنا چاہتا تھا تو صرف اپنی محبت کو ۔ وہ محبت جو اسے شادی سے پہلے سے تھی آنیہ سے۔۔۔!

ہاۃ وہ آنیہ سے شافی اسی لیے کرنا چاہتا تھا کیوں کہ وہ اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا۔اب سے نہیں بہت پہلے سے۔اور یہ بات صرف ایک فرد جانتا تھا۔ جس نے ہر طرح سے اسکا ساتھ دیا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

!آہان۔۔!پپ جنتے ہیں۔اب آپ نے کیا کرنا ہے۔۔

نہ صرف اپنے ماں باپ کے قاتلوں کو سزا دینی ہے بلکہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ آپ اپنی چھینی گ ئی وراثت کو واپس حاصل کریں۔

ابتسام نے آہان سے آگے کا لائی حہ عمل ڈسکس کرتے اسے پوری طرح سمجھاتے آخر میں کہا ۔

ڈونٹ وری ڈیڈ۔۔۔!سلطان کو اسی کے کھیل میں مات نہ دی۔تو میر نام بھی آہان حمزہ مرزا نہیں !

جسطرح سلطان نے میرے ماں باپ کو موت کے گھاٹ اتارا۔اسی طرح اسکی موت عبرت ناک ہوگ ئی۔ کہ پوری دنیا دیکھے گی۔۔۔اب۔۔۔۔ اسکے ظلم کی انتہا ہوگ ئی ہے۔۔ اب اسکا زوال شروع ۔۔ ! اور اپنا حقِ وراثت میں ضرور واپس لوں گا۔آہان کے لہجے میں صرف نفرت تھی۔اور آخر میں پختہ الفاظ سے کہتا وہ ابتسام کو مطمین کر گیا تھا۔

آپ جانتے ہیں۔وہ آپ سے رابطہ کرے گا۔اپنی بیٹی نور جہاں کو حاصل کرنے کے لیے۔اور آپ نے۔۔ کیا کرنا ہے۔۔؟؟ یاد رکھنا۔۔آہان۔۔! وہ بچی نور فاطمہ ان کے قبضے میں ہے ابھی بھی۔۔۔! اور اسے وہاں سے نکالنا ہے باحفاظت۔۔وہ نہیں جانتا کہ ہم یہ جانتے ہیں۔کہ نور فاطمہ زندہ ہے۔ لیکن وہ اپنی بیٹی کے لیے اسے ضرور استعمال کرے گا۔اور وہیں سے اسکا کھیل کا دی اینڈ ہو گا۔ڈو یو انڈر اسٹینڈ۔۔۔؟؟ اسکے کاندھے پے ہاتھ رکھے ابتسام نے اسے کلی ئی رکٹ سمجھایا۔ جبکہ ایک انسانی ہیولا انے وہاں سے ہٹتے دیکھا تھا۔ اور وہ جانتا تھا۔ کہ کون انکی چھپ

کے باتیں سن رہا ہے۔ اور اسکو سبق سکھانے کا سوچ وہ ابتسام کے گلے لگتا باہر نکلا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

نور۔۔۔نو۔ر۔۔۔فاطمہ زندہ ہے۔۔۔؟؟میرا۔۔دل کہتا تھا۔۔وہ زندہ ہے۔۔۔!وہ۔۔۔سچ میں زندہ ہے۔۔؟؟ہانیہ انکی باتیں چھپ کے سنتی کمرے میں آئی ۔ فرط جذبات سے اسکے آنسو بہہ نکلے۔ وہ جو ایک سال سے اسکی تلاش میں تھی۔آج اسکی تلاش کو راستہ ملا تھا۔وہ نور فاطمہ کو واپس لا سکتی تھی۔ہاں۔۔وہ اس کو زندہ واپس لا سکتی تھی۔نور فاطمہ زندہ ہے۔یہ بات اسے کسی کو بھی بتانی تھی۔فوراً سے موبائل اٹھایا۔ آنسو پونچھتے ایک نمبر ڈائل کیا ۔ کال جا رہی تھی کہ تبھی دروازہ کھلا۔اور آہان غصہ سے اندر داخل ہوا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

نور فاطمہ زندہ ہے۔یہ بات اسے کسی اور کو بھی بتانی تھی۔فوراً سے موبائ ل اٹھایا۔ آنسو پونچھتے ایک نمبر ڈائ ل کیا ۔ کال جا رہی تھی کہ تبھی دروازہ کھلا۔اور آہان غصہ سے اندر داخل ہوا۔

ہانیہ جلدی سے مڑتی کال بند کر گ ئی۔ اور چہرہ بھی سپاٹ کر لیا ۔

تم باز نہیں آئی ناں۔۔۔؟؟ چھپ چھپ کے باتیں سننے سے۔۔؟؟ ایک فائ ل سائیڈ ٹیبل پے رکھتے وہ سرد انداز میں کہتا ہانیہ کی جانب بڑھا۔

اگر اپنے مشن میں شامل کر لو۔۔تو۔۔یہ نوبت نہیں آئے گی۔

ہانیہ۔۔! آہان کے ہاتھوں نے اسکی نرم و نازک گردن کو پکڑا۔جبکہ ہانیہ پے رتی برابر اثر نہ ہوا تھا۔بنا پلک جھپکے وہ آہان کو دیکھے جا رہی تھی۔

یہ تمہیں لاسٹ وارننگ ہے۔۔۔اب اس سب میں تم نہیں پڑو گی۔یہ سب بہت خطرناک ہے۔۔اور تم اس سب سے دور رہو گی۔۔۔!

ورنہ۔۔؟؟

ورنہ کیا۔۔۔؟؟ غصہ سے آہان کی گرفت سے اپنی گردن چھڑائی۔

ورنہ کیا کرلو گے۔۔؟؟ ہاں۔۔؟؟ جان سے مارو گے۔۔؟ یا ہاتھ اٹھاؤ گے؟ بتاؤ۔۔؟ کیسے باز رکھو گے مجھے۔۔؟؟ جبکہ میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ سلطان کو موت کے گھاٹ اتار کے ہی دم لوں گی۔ جارحانہ انداز میں کہتی وہ آہان کو بہت کچھ باور کرواگئی تھی۔

تمہارا اسلطان سے کیا تعلق۔۔؟؟ کیسے جانتی ہو اسے۔۔؟؟ سنجیدہ انداز سے ماتھے پے دو و بل ڈالے پوچھنے لگا۔

ہونہہ۔۔۔ سلطان کو کون نہیں جانتا۔۔۔؟ انڈر ورلڈ کا بادشاہ ہے وہ۔۔۔! کتنے لوگوں کو مار چکا ہے وہ۔۔ کتنوں کے گھر برباد کرچکا ہے۔۔ اور۔۔۔ تمہارے والدین۔۔؟؟ انکا بھی تو اس نے قتل کیا۔۔۔! مڑتی ہوئی وہ اسے صحیح معنوں میں آگ کی سیل پے گھسیٹ گئی۔

ہانیہ۔۔۔! میرے والدین کے ساتھ کیا ہوا کیا نہیں۔۔۔یہ تمہارا مس ئی لہ ہیں۔۔ میرے معاملات سے دور رہو۔۔۔! انگلی اٹھا کے سختی سے وارننگ دی۔

ارتم۔۔ بھی۔۔ میرے معاملات سے دور رہو۔۔آہان۔۔! سلطان میرا شکار ہے۔اور اسے میں ہی موت کے گھاٹ اتاروں گی۔

نور فاطمہ سے کیا تعلق ہے تمہارا۔آہان نے سے آڑے ہاتھوں لیا۔

ہانیہ نے گالوں پے آئے آنسو صاف کیے۔

دل کا تعلق ہے۔آواز دھیمی تھی۔

ہانیہ پہلیاں مت بجھواؤ۔۔ اور مجھے سب سچ سچ بتاؤ۔۔ تم۔۔۔ کیسے اس سب میں پڑی۔ کیا کیا جانتی ہو۔۔؟؟ آہان پریشان ہوا تھا۔

آہان۔۔۔! جسطرح تم ایک ایجینٹ ہو۔۔اور ملک کے لیے لڑتے ہو۔۔ اسی طرح میں بھی ایک۔۔سپائے گرل ہوں۔۔ ہاں۔۔میرے اوپر کوئی ٹیگ نہیں لگا۔ جسطرح تمہیں ڈیڈ کی سپورٹ ہے۔ مجھے

نہیں ہے۔ لیکن میں اکیلے۔۔ اپن بل بوتے پے اس ملک کے دشمنوں کا نام ونشان مٹارہی ہوں۔ اور مٹاتی رہوں گی۔ چاہے۔۔ مجھے کسی کے اگینسٹ ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔

رسان اور سنجید گی سے آہان کو کہتی وہ وہاں سے جانے لگی۔

بے وقوف سمجھ رکھا ہے مجھے کیا۔۔؟؟ آہان نے اسکی کلائی سے اس پکڑ کے اپنی اور کھینچا۔ کہ وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھتی اسکی آنکھوں کی تپش کو چہرے پے محسوس کرتی لب بھینچ گ ئی تھی۔

تم نے اسپیشل ٹریننگ لی ہے۔ بلیک بیلڈ ہو تم۔۔۔ مارشل آرٹس جانتی ہو۔۔ اور یہ سب بنا ایکسپرٹ ٹریز کے تو نہیں ہو پاتا۔ تم اکیلی نہیں ہو۔ کوئی اور ہے جو تمہیں۔۔۔ سپورٹ کر رہا ہے۔۔۔! آہان نے یقین سے کہا۔

ہانیہ نے غصہ سے اپنی کلائی چھڑائی۔

ہاں۔۔ کر رہا ہے۔۔! جب اپنے غیر بن جائیں اور سپورٹ نہ کریں۔ تو غیر ہی کام آتے ہیں۔

اجنبیت سے کہتی وہ دوزے ک طرف بڑھی۔

تم غلط کر رہی ہو ہانیہ۔۔! آہان نے اسے روکنا چاہا۔

صحیح کیا ہے پھر تم بتا دو۔۔۔؟ وہ غصہ سے اسکی جانب مڑی تھی۔

مت کرو کسی غیر پے بھروسہ۔۔۔! کب کہاں دھوکہ دے جائے۔۔۔ اور اکیلا چھوڑ دے تو۔۔ تب کیا کرو گی۔۔؟؟ وہ اب اسے پیار سے سمجھانے لگا۔

بھروسہ تو تم پے بھی نہیں کر سکتی۔۔! مجھے تو تم سے بھی یہی امید ہے۔۔ کب کہاں دھوکا دے جاؤ۔۔۔؟؟ اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ ایک پل کو تو آہان چپ ہی ہو گیا۔

اگر میں بھروسہ دوں۔۔۔؟؟ تو کیا کرو گی۔۔ مجھ پے بھروسہ۔۔؟؟ آہان نے دل سے اسے کہا تھا۔ ہانیہ نے الجھتے ہوئے اسے دیکھا۔

میں تمہیں اپنے ساتھ مشن میں شامل کرتا ہوں۔ لیکن۔۔ میری ایک شرط ہے۔۔۔! آہان نے اسکے دل کی بات سمجھتے اسے قابو کرنا چاہا۔

مطلب۔۔۔؟؟ کیسی شرط۔۔۔؟؟ سینے پے بازو باندھتی ماتھے پے بل ڈالے وہ لڑکی آہان کے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔

تمہیں میرے انڈر میں کام کرنا ہو گا۔ خود سے کوئی فیصلہ نہیں لو گی۔ جو بھی بات ہو گی۔ مجھ سے نہیں چھپاؤ گی۔ اور میری اجازت کے بنا کوئی قدمنہیں اٹھاؤ گی۔

آہن نے ایک ایک لفظ پے زور دیتے کہا۔

ھانیہ سوچ میں پڑ گ ئی۔

میری بھیایک شرط ہے پھر۔ اب اس نے بھی دماغ کے گھوڑے دوڑائے تھے۔ وہ اسکو اپنا پابند کر رہا تھا۔ تو باری اب اسکی بھی تھی۔

آہان نے بھنوئ یں اچکائی یں۔

تم مجھے اپنے ساتھ رکھو گے۔چوبیس گھنٹے۔۔۔! جہاں بھی جاؤ گے۔۔۔جدھر بھی۔۔۔ مجھے ہر لمحہ ساتھ رکھو گے۔۔۔ہر لمحہ۔۔۔ہر پل۔۔۔ بولو منظور ہے۔۔؟؟ اس کے قریب ہوتے پوچھا۔

آہان اسکی سوچ پے دل ہی دل میں مسکرایا۔

اور رخ پھیرا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ نہیں منظور۔۔؟؟اسکا رخ اپنی طرف کرتے ایک آئی برو چڑھاتے پوچھا ۔

نہیں ایسی بات نہیں۔۔بس۔۔ڈر لگتا ہے۔۔دھیرے سے کہا۔

کیسا ڈر۔۔۔؟ ہانیہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

چوبیس گھنٹے ساتھ رہنے سے۔۔ کہیں تمہیں مجھ سے۔۔ محبت نہ ہو جائے۔۔۔! آہان رات والی ٹون میں واپس لوٹ آیا تھا۔

اوہ۔۔۔ ناٹ آگین۔۔۔ آہان۔۔۔! ایسا دماغ سے نکال دو۔۔۔! تم سے کبھی محبت نہیں ہو گی مجھے۔ وہ بہت روانی سے کہہ تو گئی تھی۔ لیکن اندر ہاندر اسکا دل اس بات کی نفی کر رہا تھا۔

اور اگر مجھے ہو گئی تو۔۔۔؟ اَب کی بار آہان نے اسے کمر میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب کیا۔ اتنا قریب کے دونوں کی سانسیں الجھی تھیں ایک دوسرے سے۔ ہانیہ کا دل زور زور سے دھڑکا تھا۔ فوراً سے آنکھیں بند کیں تھیں۔

مت الجھو مجھ سے۔۔۔ جانم۔۔۔

محبت ہو گئی۔۔۔ تو تم تم نہیں رہو گی۔۔۔

مجھ میں شامل ہو گئی تو۔۔۔

قطرہ قطرہ اپنا آپ تم میں شامل کر دوں گا۔۔۔

اسکی باتوں سے ہانیہ کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔ لیکن اپنے جذبات پے قابو رکھتی وہ اس کی گرفت سے آزاد ہوئی۔

آ۔۔۔ہاننن۔۔۔۔دوررہ کے بات کیا کرو۔۔۔! اپنے بالوں ک ٹھیک کرتی وہ رخ پھر کے بولی۔ جبکہ فل کی دھڑکنیں تھیں کہ انتشار برپا کیا ہوا تھا۔

مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔؟؟ کہیہ دل ابھی سے میرے نام پے دھڑکنے لگا ہے۔۔؟؟

اسکے کان کے پاس ہوتے دھیرے سے سرگوشی کرتا وہ اپنے ہونٹوں کا لمس بھی اسکی کان کی لو پے چھوڑتا پیچھے ہٹا۔

ہانیہ کو تو جیسے کرنٹ سا لگا۔ سیدھا دل کے تار چھڑے۔۔۔۔ اپنیجگہ سے ہل بھی نہ سکی۔

وہ کوئی بات کرتی۔ کہ آہان کے نمبرپی کال آنے پے دونوں چونکے۔

بھیگے ہونٹ تیرے۔۔۔پیاسا دل میرا۔۔۔

اف۔۔۔ چینیج کردو اس ٹون کو۔۔۔

ہانیہ نے ماتھے پے ہاتھ مارتے زچ آتے کہا۔ تو وہ مسکراتا ہوا کال اٹینڈ کرنے لگا۔

آگے کی خبر سنتا وہ فوراً سیریس ہوا۔

میں آرہا ہوں۔۔! فوراً سے کال بند کرتا وہ باہر کی جانب بڑھا۔

میں بھی ساتھ جاؤں گی۔ ہانیہ پیچھے ہی ہولی۔

جبکہ جیسے ہی وہ ڈائی ننگ ہال میں پہنچے انکو یوں آگے پیچھے آتا دیکھ سبھی ایک لمحے کو حیران ہوئے۔

سب کو یک ساتھ ناشتے کیٹیبل پے دیکھ آہان جھٹکے سے رکا تھا۔ جبکہ پیچھے سے تیزی سے آتی ہانیہ اسکی چوڑی پشت سے بری طرح ٹکرائی۔

اب رک کیوں گ ئے۔۔۔؟؟ ماتھا توڑ دیا میرا۔۔۔ چلو۔۔۔؟؟؟ باقی کے الفاظ اسکے منہ میں رہ گ ئ ے۔ جب سامنے سب کو اپنی اور آہان کی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔

السام علیکم۔۔۔۔ ہانیہ نے فوراً سلام کیا۔

جو بھرپر انداز میں جواب آیا۔

ساتھ ہی لمظ اور ارحام کی ہنسی چھوٹ ہی گ ئی۔

واؤ۔۔ایک اور ٹام اور جیری کی جوڑی۔۔۔! اور ہمیں پتہ ہی نہ تھا۔

لمظ نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔

ابتسام آہان کے چہرے کے تاثرات جانچنے لگا۔

کہیں جارہے ہیں۔۔۔؟ابتسام نے دھیرے سے پوچھا۔

جی۔۔وہ۔۔۔ہانیہ اومیں۔۔آج باہر ریسٹورنٹ می ں بریک فاسٹ کرنے کا ارادہ ہے۔۔ٹیبل بکڈ کروایا ہے۔تو۔۔وہیں۔۔۔؟؟آہان نے قدرے اعتماد سے جھوٹ بولا۔

کپلز۔۔۔کینڈل لائ ٹ ڈنر کرتے ہیں۔۔ اور یہ۔۔۔ سن شائ ن می ں بریک فاسٹ کریں گے۔ہاؤ۔۔ سویٹ۔۔۔! لمظ نے پھر لقمہ دیا۔

آہان اور ہانیہ دونوں ہی خجل سے ہوئے۔

ڈیڈ۔۔! ہم جائیں۔ ؟ آہان نے ابتسام سے پوچھا۔

ہمممم۔۔خیال رکھنا۔۔۔! انہوں نے کس سینس میں یہ کہا۔ہانیہ نہ سمجھ پائی۔ لیکن آہان سمجھ گیا تھا سر اثبات میں ہلاتا۔ ہانیہ کا ہاتھ تھامتا مسکراتا ایک آنکھ لمظ اور ارحام کو ونک کرتا وہ باہر نکلا۔

باہر نکلتے ہی ہنیہ نے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

کیا ہر جگہ شروع ہو جاتے ہو۔۔؟؟ ہاتھ پکڑنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟؟ وہ خفگی سے بولی۔

دونوں گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ جبکہ اوپر ونڈو سے ابرش نے انہیں یوں نوک جھونک کرتے دیکھا تو وہیں تھم سی گئی۔

اوہ۔۔۔اچھا۔۔۔ تو زوجہ محترمہ چاہتی ہیں۔۔ کہ صرف کمرے میں ہی شروع ہوا کروں۔۔۔؟؟ ہیں ناں۔۔؟

ہر بات کا الٹ مطلب لینا تم۔۔۔! ہانیہ خفگی سے بولی تھی۔ جبکہ آہان نے مسکراتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔

یہ صبح صبح دونوں کہاں جا رہے ہیں۔۔؟ ابرش حیران ہوئی تھی۔ اور دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کے کچھ زیادہ ہی پریشان ہو رہی تھیں۔

! ایک مشرق تھا تو دوسرا مغرب۔۔۔

مشق اور مغرب کا ایک ساتھ ہونا۔۔؟؟ ابرش کو کچھ ہضم نہ ہوا تھا۔

صبح بے وقت آنکھ کھلی تو آنیہ کو گہری نیند میں سوئے دیکھا۔ جس کا چہرہ بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اور آدھا چہرہ ہی نظر آ رہا تھا۔۔صاف شفاف گردن پے نظر پڑی تو اپنی زبان دانتوں تلے زبان دبائی۔ آگے جھک کے اپنی شدتوں کے نشان پے لب رکھے۔ اور پھر اسکی کلائی تھامی۔ جہاں اسے اسٹیچز لگے ہوئے تھے۔ اپنے دئیے

ہوئے زخموں پے اپنے لبوں کا مرہم رکھتے وہ اسکی محبت میں پور پور ڈوبا ہوا تھا۔

بالآخر محبت کی جیت ہوئی تھی۔ وہ زرا کی زرا کسمائی تھی۔ لیکن گہری نیند میں تھی۔ کچھ ہی دیر پہلے تو وہ سوئی تھی میر نے اسکے ماتھے پے محبت سے لب رکھے۔ اور بستر چھوڑتا اٹھا تھا۔

موبائل پے کال چیک کی تو ایک مسڈ کال تھی۔ ماتھے پے دو بل پڑے۔ لیکن موبائل سائیڈ پے رکھتا شاور لینے چلا گیا۔

فریش ہوتا واپس لوٹا۔ تو مسز ابھی بھی گہری نیند میں تھیں۔

تیار ہوتا گاہے بگاہے نظر آئینے سے اس پے بھی ڈال لیتا۔ وہ آفس جانے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔ آج وہ لیٹ ہو گیا تھا۔ لیکن آنیہ کو یوں چھوڑ کے جانے کا دل بھی نہ کر رہا تھا۔

اسکی جانب بڑھا۔ اسکے گالوں پے اپنے لبوں سے محبت بھرا بوسہ لیتا اسے نیند سے جگانے کا ارادہ کیا لیکن وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی۔ رخ سیدھا

ہوتے ہی پوری رعنائی یوں سمیت ایک بار وہ پھر اس کے سامنے آشکار ہوئی تھی۔ میر نے آنکھیں بند کیں۔

یہ لڑکی پھر مجھے بہکنے پے مجبور کر رہی ہے۔۔۔! خود سے بڑبڑایا۔

آپ۔۔۔؟؟ جاگ گ ئے۔۔ ؟ مندی مندی آنکھوں سے آنیہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔ اپنی حالت پے تو اسکی نظر ہی نہ پڑی۔

آفس جا رہے ہیں۔۔؟؟ اگلا سوال داغا۔

ہمممم۔۔ارادہ تو یہی تھا۔۔ لیکن۔۔ آپ مجے بہکنے پے مجبور کر رہی ہیں۔۔۔! میر کی نظریں اسکے سراپے پے ہی ٹکیں تھیں۔

بھک سے آنیہ کی نیند اڑی۔ اپنے اوپر نظر پڑی تو فوراً کمفرٹر کھینچ کے سر تک تان لیا۔ وہ ہادی کی شرٹ پہنے ہوئے تھی۔

اسکا یوں خود کو چھپانا۔ ہادی مسکراتے ہوئے اٹھ گیا۔

آنیہ نے ایک نظر جھانک کے دیکھا۔ وہ اپنی چیزیں اٹھا رہا تھا۔

اسکی جانب دیکھتا وہ پلٹا تھا۔ کمفرٹر ہٹاتا اسکا گلنار چہرہ سامنے کیا۔

جلدی آجاؤں گا۔۔! اپنا خیال رکھنا۔ اسکے ماتھے پے اپنے لب رکھتے وہ پیچھے ہٹا تھا۔ کہ آنیہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

آپ۔۔۔ مجھ سے راضی ہیں ناں۔۔؟؟ بہت امید سے پوچھا۔

ایک پل کو میر کے چہرے پے سایہ لہرایا۔ لیکن اگلے ہی پل مسکراتا اسکی جانب پلٹا۔ اور اثبات میں سر ہلاتا وہ اٹھا تھا۔ اور کمرے سے جا چکا تھا۔

نجانے کیوں آنیہ کو وہ ٹھیک نہ لگا تھا۔ وہ شاید اب بھی دل میں کوئی بات رکھے ہوئے تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھی۔ کہ میسج ٹون بجی۔

میسج کھول کے دیکھا تو ماتھے پے بل پڑے۔

آج شام چھ بجے مجھ سے ملو۔۔۔ اگر۔۔ انکار کا سوچا۔۔ تو یار کھنا۔۔ تمہارے پیرزادہ مینشن سے لے کے میر ولا تک سب کو جانتا ہوں۔۔۔ اور کس کا کیا چلا جائے۔۔ اسکی زمہ دار تم ہو گی۔۔۔! اس لیے چھ بجے لازمی آنا۔۔ ورنہ۔۔۔ انجام کی زمہ داری تمہاری۔

نیچے اگلے میسج پے ایڈریس تھا۔

آنیہ نے موبائی ل۔ غصہ سے سائی یڈ پے پٹخا۔

آخر یہ ہے کون۔۔؟ جو پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔۔۔؟

جاننا ہو گا۔۔ اور اسکا بھی اب کچھ کرنا پڑے گا۔ موبائی ل اٹھاتی وہ ایک نمبر ڈائی ل کر رہی تھی۔ وہ اب ڈرنے یا گھبرانے والوں میں سے نہ تھی۔ اسے پتہ تھا۔ اسکا شوہر اسکے ساتھ ہے۔ اور وہ اب کوئی بھی بے وقوفی نہیں کرنے والی تھی۔ اتنی اس میں سمجھ آگ ئی تھی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

آہان اور ہانیہ دونوں آہان کے سیکرٹ بنگلے پے پہنچے تھے۔ جہاں شان انکا ویٹ کر رہا تھا۔

اچھا ہوا آپ آگ ئے۔۔۔! میں نہیں ں سنبھال پا رہا۔۔۔! اس نے اپنے آپ کو مارنے کی کوشش کی ہے۔

ساتھ ساتھ چلتے شان ڈیٹیل بتا رہا تھا۔

کیسے۔۔۔؟ جب وہ بندھی ہوئی تھی۔ تو کیسے خود کو۔۔۔؟ آہان غصہ ضبط کرتے بولا۔

اس نے رسیاں کھول لی تھیں۔شان شرمندہ سا بولا۔

ایک کام ٹھیک سے نہیں ہوا تم سے۔۔۔! آہان بنا ہانیہ کا لحاظ کیے شان کو سنا گیا تھا۔وہ ایک دم چپ سا ہو گیا۔

اندر بڑھے تو وہ اک کونے میں گھسی بیٹھی تھی۔

خبردار۔۔۔خبردار جو میرے پاس کوئی بھی آیا۔۔۔ میں خود کو جان سے مار ڈالوں گی۔

نور نے بپھرے ہوئے انداز میں کہا۔

اسکے ہاتھ میں ایک تیز دھار آلہ تھا۔

آہان نے لب بھینچے شان کی جانب دیکھا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

مطلب۔۔۔وہ اس تیز دھار آلے کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔

نور۔۔۔دیکھو۔۔یہ مجھے دے دو۔۔۔! آہان نے آگے بڑھتے بہت پیار سے کہا۔

وہیں رک جاؤ۔۔۔ ! تم۔۔۔ تم۔دھوکے باز ہو۔۔۔ تم نے میرے جذبات کے ساتھ کھیلا۔

میں نے تم سے سچے دل سے محبت کی۔اور۔۔ تم نے۔۔ تم نے کیا کیا۔۔۔؟ مجھے یہاں قید کر دیا۔۔۔؟؟ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بے انتہا غصہ سے بولی تھی۔۔

میں۔۔۔نے کوئی دھوکہ نہیں دیا۔۔ تم غلط سمجھ رہی ہو۔۔اگر آج بھی تم۔۔ ہمیں ۔۔ سلطان کے اڈوں کا بتا دو۔۔ تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اور جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔ٹرسٹ می۔۔۔! آہان کہتے ہوئے اسکی جانب بڑھا تھا۔ لیکن اسنے بھی سب بھانپ لیا تھا۔

دور رہ کے بات کرو۔۔۔ تم۔۔۔! وہ آلہ آہان کی جانب کرتے اس پے وار کرنا چاہ رہی تھی۔ آہان فوراً سے دو قدم پیچھے لے گیا۔ ہانیہ نے انکی باتوں کا فائدہ اٹھاتے نظر بچا کے نور کے پیچھے سے اسے دبوچا۔ اور اسکی گردن کو پکڑا۔ آہان ہانیہ کی حرکت سے سخت غصہ میں آیا۔ وہ اسکی جلد باز طبعت سے نالاں تھا۔ بنا سوچے سمجھے سب کچھ کر دینے والی۔ ہانیہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کے مروڑا۔ وہ خود کو چھڑانے کے اسباب کر رہی تھی۔ شان آگے بڑھا۔ کہ آہان نے روک دیا۔ وہ خود بھی اب کھڑا نہیں دیکھ رہا تھا۔

ہانیہ نے اسکے ہاتھ سے تیز دھار آلہ لینا چاہا۔ اور اسی اثنا میں وہ تیز دھار آلہ ہانیہ کے کندھے پے چلا گئی۔ آہان کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

لیکن ہانہ ہمت نہ ہاری۔ اور ایک زوردار تھپڑ سے اسے زمین بوس کرتی وہ تیز دھار آلہ اس سے چھین چکی تھی۔

آہان نے شان کو اشارہ کیا۔ کہ وہ نور کو سنبھالے۔ شان اسے واپس اٹھاتا رسیوں سے باندھنے لگا۔

ہانیہ کاندھے پے ہاتھ رکھے آہان کی جانب بڑھی۔ جو بنا پلک جھپکے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جو اپنا اور اسکا ضبط آزما رہا تھا۔ وہ درد سہتے ہوئے تیز دھار آلہ اسکے سامنے کر گئی۔ لیکن درد برداشت کرتے اسکا سر چکرایا۔ اور وہ وہی لڑکھڑائی آہان کی باہوں میں جھول گئی۔

میر نے دو تین بار کال کی۔ اسی نمبر پے۔ لیکن نمبر بند آرہا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ پیرزادہ منشن کا رخ کرتا اب گاڑی روڈ پے ڈال چکا تھا۔ اسے اب سب جاننا تھا۔ جو وہ نہیں جان پا رہا تھا۔

آہان اسے لیے اپنے اسپیشل روم میں آیا۔اسکے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ آہان نے اسکی بازو چاک کی۔اور زخم کا معائی نہ کیا۔ شان نے سارا فرسٹ ایڈ کا سامن اسکے سامنے لا چھوڑا تھا۔اور خود باہر نکل گیا تھا۔زخم زیاہ گہرانہ تھا۔آہان نے اسکا زخم صاف کیا۔اور اسکے زخم کی ڈریسنگ کی۔

اسے ایک درد کاا نجکشن بھی لگادیا۔اور وہیں کمفرٹر دیتا سارا سامان اٹھاتا واش روم کی جانب بڑھا۔اسکے ہاتھوں پے خون تھا۔ہانیہ کا خون۔۔۔جو اسے تکلیف دے رہا تھا۔اتنا خون بہا تھا۔آہان کا دماغ بھک سے اڑا۔اور وہاں سے باہر نکلتا سیدھا نور کی جانب گیا۔جہاں وہ قید تھی۔

درواہ کھولتے وہ سیدھا اسکی گردن کو قابو کرتا اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی۔۔۔ اس پے ہاتھ اٹھانے کی۔۔ اسے زخمی کرنے کی۔۔؟؟اسکے جارحانہ تیور دیکھ نور بہت بری طرح گھبرائی۔

وہ خود کو چھڑا بھی نہ پا رہی تھی۔۔اسکے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اسکا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔

!سر۔۔۔ چھوڑیں۔۔اسے۔۔ مر جائے گی وہ۔۔۔

شان نے بروقت آتے آہان کو ہوش دلایا۔

آہان نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتے دور پھینکا۔

وہ کھانستے ہوئے آہان کو دکھتی نظروں سے دیکھنے لگی۔

کیا لگتی ہے وہ تمہاری۔۔؟جو اتنا تڑپ رہے ہو۔۔؟؟

لہجے میں حقارت پن تھا۔

آہان ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتا ایک بار پھر اسکی جانب بڑھا تھا۔اور اسے گردن سے دبوچ کے اوپر کیا۔

وہ لڑکی سانسیں ہے میری۔۔!اسکے وجود سے اسکی روح تک۔۔میں اس کے اندر تحلیل ہوا ہوں۔آہان مرزا کی جان ہے وہ لڑکی۔ سمجھی تم۔۔۔!

کہتے ہی شان کے ہاتھ میں رکھی چپ آہان نے نور کی گردن کے پچھلے حصہ

میں پیوست کی۔ وہ تو آہان کے لفظوں کی بازگشت میں ہی کھوگئی تھی۔ اسے ہوش ہی نہ رہا۔ کہ آہان نے چپ اسکی گردن پہ لگادی۔ جو دھیرے دھیرے اسکے حواس سلب کرنے لگی تھی۔ آہان نے شان کو چپ کے ساتھ کنیکٹ ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ سر ہلاتا کمپیوٹر روم کی جانب بڑھا۔

تم۔۔ تم۔۔۔نے میرے ساتھ۔۔۔ بہت غلط کیا۔۔۔ ! سلطان۔۔

تمہیں۔۔۔ نہیں چھوڑے گا۔۔۔ ! ہوش و حواس کھوتے وہ بس اتنا ہی بول پائی تھی۔

تمہارا وہ باپ۔۔۔ ! اب میرے ہاتھوں بہت جلد۔۔ موت کی نیند سوئے گا۔۔۔اسکی فکر اب تم مت کرو۔۔ ! کیونکہ اسے موت کے گھاٹ اتارنے میں سب سے اہم کردار تمہارا ہی ہو گا۔

نفرت اور غصہ سے کہتا آہان اسے ایک جھٹکے سے دیوار کے ساتھ مار گیا۔ کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوگئی۔ آہان نے شان سے کرنٹ سچویشن پوچھی۔

چپ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔اب صرف آدھا گھنٹہ اس کے بعد۔۔یہ وہ کرے گی۔جو ہم اس سے کروائیں گے۔

شان نے خوشی سے بتایا۔

گڈ جاب۔۔بڈی۔۔!آہان بھی کافی دیر بعد مسکرایا۔

سر۔۔۔!یہ۔۔۔سپائی گرل۔۔ آپ کے ساتھ۔۔؟؟کچھ سمجھ نہیں آیا۔

بیوی ہے میری۔۔!کل رات نکاح میں لیا ہے اسے۔

آہان کے لہجے میں جنون سا تھا۔شان اسکا جنون دیکھتا ایک دم چپ سا ہو گیا۔

کانگیجولیشنز سر۔۔۔!ہاتھ آگے بڑھایا۔تو آہان نے مسکراتے ہوئے اسے گلے سے لگایا۔

جبکہ دروازہ میں کھڑی ہانیہ انہی قدموں سے واپس مڑی۔

وہ لڑکی سانسیں ہے میری۔۔! اسکے وجود سے اسکی روح تک۔۔میں اس کے اندر تحلیل ہوا ہوں۔ آہان مرزا کی جان ہے وہ لڑکی۔ سمجھی تم۔۔۔!

ہانیہ ان الفاظ کی بازگشت اپنے ارد گرد ہوتی محسوس کررہی تھی۔

اسے آہان کے کمرے سے نکلتے ہی ہوش آگیا تھا۔ وہ سخت جان تھی۔ ایک سال کی ٹرننگ نے اسے مضبوط بنادیا تھا۔

وقتی طور پے اسے تکلیف ہوئی تھی۔ لیکن یہ زخم اسکے لیے بہت بڑا نہ تھا۔ وہ بھی آہان کے پیچھے ہی گ ئی تھی۔ آہان کے الفاظ کی بازگشت کو وہ اپنے اندر اترتا محسوس کر رہی تھی۔

کیا واقعی میں۔۔۔؟ آہان مرزا۔۔۔؟ مجھ سے۔۔ہانیہ۔۔۔ہانیہ ابتسام سے۔۔ محبت کرتا ہے۔۔؟؟

ہانیہ دل ہی ل میں خود سے سوال کرتے الجھ رہی تھی۔

نہیں۔۔۔وہ ایسا کیوں کرے گا۔۔؟؟ وہ بس مجھے ٹیس کرنا جانتا ہے۔۔ وہ ۔۔ جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے۔۔ پیار۔۔۔؟؟

! ہانیہ۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھنا۔۔ پتہ چل جائے گا۔۔

دل نے تاویل دی۔

کیسے دیکھوں۔۔؟ وہ تو۔۔؟؟

انہی سوچوں میں غلطاں تھی۔ کہ آہان اندر داخل ہوا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

کیا واقعی میں۔۔۔؟ آہان مرزا۔۔۔؟ مجھ سے۔۔ہانیہ۔۔۔ہانیہ ابتسام سے۔۔ محبت کرتا ہے۔۔؟؟

ہانیہ دل ہی ل میں خود سے سوال کرتے الجھ رہی تھی۔

نہیں۔۔۔ وہ ایسا کیوں کرے گا۔۔؟؟ وہ بس مجھے ٹیس کرنا جانتا ہے۔۔ وہ ۔۔ جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔ وہ مجھ سے۔۔ پیار۔۔۔؟؟

! ہانیہ۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھنا۔۔ پتہ چل جائے گا۔۔

دل نے تاویل دی۔

کیسے دیکھوں۔۔؟وہ تو۔۔۔؟؟

انہی سوچوں میں غلطاں تھی۔کہ آہان اندر داخل ہوا۔

تم نے قسم کھائی ہے ناں۔۔ ہمیشہ میرے اگینسٹ جا کے سارے کام کرو گی۔۔؟؟ منع کیا تھا۔ اس کے باوجود تم نے۔۔۔میری نہیں سنی۔

آہان کااس وقت شدید غصہ دیکھ ہانیہ سمجھ نہ پائی کہ غصہ آیا کس بات پے۔۔؟؟ اسکی بات کی نفی کرنے پے۔۔؟ یا میری فکر میں ۔۔۔؟؟

ہمارے بیچ ڈیل ختم۔۔۔!ہانیہ۔۔۔!یہاں سے اب تم سیدھی گھر جاؤ گی۔ اور اب سے کسی بھی کام میں کسی بھی چیز میں مداخلت نہیں کرو گی۔ سنا تم نے۔۔۔؟ ہانیہ کی مسلسل خاموشی نے آہان کو مزید طیش دلایا۔

تم نے۔۔۔اسے۔۔۔کیوں مارا۔۔۔؟ ہانیہ کے سوال پے وہ رخ پھیرے جو جارہا تھا۔ قدم تھمے۔

میں تمہیں کسی بھی بات کا جواب دہ نہیں ہوں۔اس لیے اب۔۔۔؟؟

ہو تم جوابدہ۔۔۔!ہ بات کے جواب دہ ہو۔۔۔!ہم ایک ٹیم ہیں۔ہمنے مل کے کام کرنا ہے۔۔۔اور وہ لڑکی۔۔اس وقت جنونی ہو رہی تھی۔بجائے اسے قابو کرنے کے تم اسے باتوں میں الجھا رہے تھے۔ اور تمہیں لگا۔ تم اسطرح اس پے قابو پالو گے۔۔؟ جبکہ تم غلط تھے۔

ہانیہ نے اسکے روبرو آتے اپنا دفاع کیا۔

میں اپنے طریقے سے ہینڈل کر رہا تھا۔ تمہیں بیچ میں کودنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟؟اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔؟؟ل کی بات زبان پے آہی گ ئی۔ دونوں ہی بن پلک جھپکے ایک دوسرے کو دیکھے گ ئے۔

ہانیہ کے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔ کہ آہان اس سے۔۔؟؟

کیا ہوتا۔۔۔اگر۔۔ مر جاتی تو۔۔۔؟؟

باقی کے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گ ئے۔ آہان سختی سے اسکے لبوں پے جھکا تھا۔ اس بار اس کی پکڑ میں سختی تھی۔ شدت تھی۔ جنون تھا۔ مر مٹنے کا۔۔مار دینے کا۔ہانیہ چاہ کے بھی اسے خود سے جدا نہ کر پائی تھی۔ شاید وہ بھی اسکی محبت کی رو میں بہکنے لگی تھی۔

آئندہ اگر دوبارہ مرنے کا نام لیا تو۔۔ اس سے بھی برا حال کروں گا۔ بلکہ اپنے ہاتھوں سے خود تمہاری جان لوں گا۔ سمجھی تم۔۔۔! کہتے ہی اس سے الگ ہوا۔

محبت کرنے لگے ہو مجھ سے۔۔۔؟؟

اسکے سامنے کھڑی ہوتی وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے پوچھنے لگی۔

جبکہ آہان کی خاموشی نے اسے بہت کچھ باور کروانا چاہا۔ وہ اسکے قریب آئی۔

محبت ہو نہ جائے۔۔۔

ہانیہ۔۔۔!دور رہو۔۔۔اسی میں تمہای بہتری ہے۔ورنہ جذبات کی رو میں بہک گیا تو۔۔؟؟

تو کیا۔۔۔؟ہانیہ جیسے اسے اکسا رہی تھی۔آہان نے ایک نظر اسے دیکھا۔اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے خود کے قریب کر گیا۔کہ وہ سر تا پیر لرز اٹھی۔

اس نے تو سوئے ہوئے شیر کو جگا دیا تھا۔

جل جاؤ گی۔ اس آگ میں۔۔ ! نہ خود سکون سے رہوں گا۔ نہ تمہیں رہنے دوں گا۔پل پل ایک ایک لمحہ۔۔ تمہارا میری بانہوں میں گذرے گا۔۔پناہ مانگو گی مجھ سے۔۔میری ہی بانہوں میں آنے کے لیے۔۔۔!

وہ جیسے لفظوں کا طلسم پھونک رہا تھا۔اور وہ اسکے طلسم کا شکار ہو رہی تھی۔ لیکن بروقت ہوش آتے اسکی گرفت سے نکلی۔

مجھے۔۔درد ہے۔۔کندھے پے۔۔!اب کی بار جان بوجھ کے بات بدلی۔

آہان نے اسکے کندھے پے لگی بینڈ تج کو دیکھا۔اسکی قمیض سے اسکی ددھیا بازو دکھائی دے رہی تھی۔ اس حالت میں اسے وہ باہر نہیں لے جا سکتا تھا۔ موبائ‌ل اٹھاتا وہ شان کو کچھ ڈریسز کا بندو بست کرنے کا کہہ کے ہانیہ کی جانب متوجہ ہوا۔

کچھ کھاؤ گی۔۔؟ دونوں ہی نے کچھ پل پہلے کا ہوا اثر زائ‌ل کرنے کے لیے نارمل وے میں بات شروع کر دی۔

ہممم۔۔۔بہت زورں کی بھوک لگی ہے۔۔کیا کھلاؤ گے۔۔؟؟ ہانیہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

میں آرڈر کرنے لگا ہوں۔بتادو۔اس نے موبائ‌ل اٹھاتے شان کو ہی ناشتے کے لیے کچھ ساتھ لانے کو کہا۔

اوراب ہانیہ کی طرف مکمل توجہ سے دیکھنے لگا۔

تم نے صرف ایک سال ٹریننگ لی ہے۔۔؟

نہیں۔۔۔! لے تو کافی عرصے سے رہی ہوں۔ سیریس ایک سال پہلے ہوئی۔ جب۔۔۔؟؟ کہتے کہتے ہانیہ رکی۔

جب۔۔۔؟؟ آہان نے زور دیا۔

تمکیوں جاننا چاہتے ہو آہان۔۔؟؟ میں نہں بتانا چاہتی۔ یہ کسی کی عزت کا کسی کے وعدہ کا پاس ہے۔ میں نہیں توڑ سکتی۔

کسی شخص کے انڈر میں رہ کے تم نے ٹریینگ کی ہے۔۔؟؟ آہان کے ماتھے پے بل پڑے۔

ہاں۔۔۔! ہانیہ کی صاف گوئی پے آہان کا خون کھول اٹھا۔

مطلب۔۔کوئی تھا۔۔ اسکی لائف میں۔۔ جو سب سے امپورٹڈ تھا۔ کہ اس سے کیے گئے وعدہ کا پاس رکھا جا رہا تھا۔

اور کیا وعدے اور عہد و پیمان کیے ہیں۔۔؟؟ یونہی غصہ ضبط کرتے وہ دب دبے لہجے میں غرایا تھا۔ اسکی بات سن ہانیہ تو سکتے میں آگئی۔

مطلب۔۔وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہا تھا۔۔۔؟؟وہ اسے کیسی لڑکی سمجھ رہا تھا۔

وعدے۔۔۔؟؟بہت سے وعدے کیے ہیں۔۔لیکن سب باتیں تمہیں بتانی والی نہیں۔ہانیہ نے دانت پیستے اسے چڑاتے کہا۔اور وہ جو اسے چڑا رہی تھی۔ جانتی نہیں تھی۔اس جنونی انسان کے جنون کو ہوا دے رہی ہے۔

!جان سے مار دوں گا۔اگر کسی اور کے بارے میں سوچا بھی تو۔۔۔

اٹھتے ہوئے اسکو خود سے قریب تر کرتے جار حانہ انداز میں کہا۔

تو تم کیا چاہتے ہو۔۔تمہارے بارے میں سوچوں؟؟وہ اسے لاجواب کر گ ئی تھی۔

دروازے پے ہوتی دستک سے دونوں ہوش میں آئے۔

آہان نے درزہ کھولا۔توشان ہاتھ میں ڈھیر و شاپنگ بیگز لیے کھڑا تھا۔

مجھے جو سمجب میں آیا۔اٹھا کے لے آیا۔اب آپ خود مینج کر لیجے گا۔

دھیرے سے کہتا وہ جا چکا تھا۔ آہان ڈور لاک کرتا واپس مڑا۔

یہ لو۔۔اور ڈریس چینج کر لو۔۔! آہا ننے ایک نظر بھی دوبارہ اس پے نہ ڈالی تھی۔ وہ بے انتہا سینجیدہ ہو گیا تھا۔

ہانیہ نے شاپنگ بیگز سے ایک سوٹ نکلا۔ پنک کلر کا لانگ فراک تھا۔ اور ساتھ کیپری۔ ذریسنگ روم کی جانب بڑھی۔

ہانیہ۔۔۔۔! آجاؤ۔۔۔ نشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔۔

کافی دیر گزرنے کے بعد بھی ہانیہ نہ آئی تو مجبوراً آہان کو آواز لگانا پڑی۔

وہ دروازے سے زرا کا زرا منہ نکال کے اسکی جانب دیکھتی بڑبڑائی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ آہان نے موبائل پے میسج کرتے بھنوئیں اچکاتے پوچھا۔

وہ۔۔۔ایک ہاتھ سے۔۔۔زپ۔۔۔بند نہیں ہو رہی۔۔۔! چہرے پے جھنجھلاہٹ واضح تھی۔

آہان گہرا سانس خارج کرتا اسکے قریب آیا۔ اسکا رخ آئی ینے کی جانب کرتا اسکے پیچھے کھڑا ہوتا اسکا دلکش سراپا آئی ینے میں دیکھتا اسکے بال ایک طرف سے آگے کر گیا۔

اسکی کمر پے نظر پڑی تو ایک لمحے کو دل کی دھڑکنوں میں بے ترتیب انتشار برپا ہوا۔ لیکن جھٹکے سے اسکی زپ بند کرتا چہرے پے سنجیدگی سجائے وہ واپس مڑ گیا تھا۔

ہانیہ کو اسکی اسطرح کرنے پے حیرت تو ہوئی۔ لیکن خاموش رہی۔ اور باہر آگ ئی۔

آہان ناشتے کے دوران موبائ ل پے میسجز کرتا رہا۔ جبکہ ہانیہ کا دھیان اسی کی طرف تھا۔

مجھے ہیڈ کوارٹر جانا ہے۔ یہاں سے اب تمہیں گھر چھوڑوں گا۔ اور کوئی بھی فضول حرکت اب دوبارہ کی تو۔۔ ساری ڈیلز ختم۔

اٹھتے ہوئے آہان نے قطعی انداز میں کہا۔

مجھے بھی ساتھ لے جاؤ۔۔ میری ضرورت پڑے گی تمہیں۔۔۔! ہانیہ کی بات پے آہان نے لب بھینچے۔

ڈیڈ کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ کہ میں نے تمہیں اس مشن میں شامل کیا ہے۔ یہ ہمارا اسیکرٹ ہے۔ ہانیہ۔۔۔! اور پلیز۔۔اب کوئی گڑ بڑ نہیں ہونی چاہیے۔

آہان نے اسے رسان سے سمجھایا۔ تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔ آہا نے اسے گھر چھوڑا اور خود ہیڈ کوارٹر چلا گیا۔

گھر میں غیر معمولی آوازیں سنتی وہ ڈرائی ینگ روم کی جانب بڑھی۔

جہاں میر ہافی سب کے ساتھ براجمان تھا۔

السلام علیکم کیسے ہیں۔۔ہادی بھائی۔۔؟؟ ہانیہ خوشی سے چہکی۔

وعلیکم السلام۔۔۔! میں تو۔۔ دلہا دلہن کو مبارک باد دینے آیا تھا۔ لیکن یہاں تو دونوں ہی غائب ہیں۔

میر ہادی نے اسکے سر پے ہاتھ رکھا تھا۔ وہ دھیرے سے مسکرائی۔

آج شام ولیمہ کا فنکشن ہے۔۔؟؟ گھر پے ہی۔۔۔بس سادگی سے کر رہے ہیں۔سب۔۔!بیٹا۔۔!عروش نے سہولت سے بات کی تھی۔

آپ ضرور آئیے گا۔۔۔! لمظ نے بھی باتوں میں حصہ لیا۔

جی ضرور۔۔۔!ہانیہ کی جانب دیکھتا وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

ہانیہ نے اسے فون پے بات کرنے کا اشارہ کیا۔اور اٹھ گئی۔

کچھ دیر تک میر ہادی وہاں رکا۔پھر چلا گیا۔

نکلتے ہی ہانیہ سے فون پے رابطہ کیا۔

مبارک ہو بھائی۔۔۔! نور فاطمہ زندہ ہے۔

ہانیہ نے چھوٹتے ہی کہا۔میر ہای کی آنکھیں جھملا گئیں۔ فرطِ جذبات سے وہ کچھ کہہ ہی نہ پایا۔ یہ ایک بات سننے کے لیے اس نے ایک سال انتظار کیا تھا۔ ہنیہ اور میر ہادی۔۔ دونوں ہی نور فاطمہ کی تلاش میں ایک ساتھ سرگرداں تھے۔ اور بالآخر وہ اس راز تک پہنچ گئے تھے۔ کہ نور فاطمہ زندہ ہے۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ساری فائل کو اچھے سے دیکھ لینے کے بعد ابرش کو اب یقین کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی ۔ وہ ایک دم سے گہرا سانس خارج کرتی کرسی پے ڈھے سی گئی تھی۔ ابتسام نے اپنی ساری جائیداد آہان کے نام کر دی تھی۔ اسے اپنا اکلوتا وارث ڈیکلئیر کیا تھا۔ اور ایسا کیوں۔۔؟؟ کیا۔۔؟؟ وہ جاننا چاہتی تھی۔ لیکن۔۔۔ ہر بار ہی ابتسام اس سے کچھ نہ کچھ چھپاتے آئے۔۔ اب بھی۔۔؟؟ کب کریں گے وہ مجھ پے اعتبار۔

میں جانتی ہوں۔۔ آہان۔۔ آپ کا بیٹا نہیں۔۔ اور آپ نے ساری جائیداد اس کے نام کر دی۔ میری بیٹیوں کو حقِ ورثت سے محروم رکھا۔ سوچوں میں گم وہ اٹھتے ہوئے ونڈو کے پاس آگئی۔

کیا۔۔؟؟ بیٹیوں کا کوئی حق نہیں۔۔؟؟ اور ایک لے پالک بچے کو آپ وارثت میں سارا حق دے دو۔۔۔؟ کیسے۔۔ اور کیونکر۔۔ ممکن ہے یہ۔۔؟؟

وہ اپنی ہی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی۔

کہ آفس بوائے نے دروازہ ناک کیا۔ابرش نے رخ پھیرتے دروازہ کی طرف دیکھا۔

میم۔۔۔! کوئی شاہان صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔

شاہان کے نام پے ابرش کے ماتھے پے بے شمار بل پڑے۔

بھیجیں اندر۔۔۔! اپنے اندر کے اشتعال کو کنڑول کرتی وہ اپنی چ ئی یر پے واپس آ کے بیٹھی۔

مجھے تو لگا تھا۔ ملنے سے انکار کر دو گی۔۔ لیکن۔۔۔ تم نے تو۔۔؟؟

شہان نے منہ نکالتے ہی مسکراتے کہا۔

بکواس بند کرو۔۔اپنی۔۔اور کیوں آئے ہو یہاں۔۔؟؟ ابرش قپنی جگہ سے اٹھی۔

مجھے۔۔یہاں ضرورت کھینچ لائی ہے۔۔ دراصل ۔۔۔مجھے۔۔ کچھ پیسوں کی ضرورت ہے۔۔ ایک شخص سے ادھار لیا ہوا ہے۔۔وہ چکانا ہے۔ ماتھے پے انگلی رکھتا وہ بہت ٹھہر ٹھہر کے بولا تھا۔

ہممم۔تو تمہیں کیا لگا۔۔ تمہیں پیسے میں دوں گی۔۔۔؟؟ابرش نے مذاق اڑایا۔

دینے تو پڑیں گے۔۔۔۔ ہلکی ہلکی دھاڑی کھجائی۔

بیس لاکھ۔۔ہی کی تو بات ہے۔۔۔! بیٹیوں کی جان بخشی ہی سمجھ کے دینے تو پڑیں گے۔اب کی بار دھمکی دی۔

تم۔۔۔جو چاہے مرضی کرلو۔۔۔نہ ہی میں تم سے ڈرتی ہوں۔اور نہ ہی کوئی اماؤنٹ تمہیں دوں گی۔ اور اگر تم۔۔۔ باز نہ آئے۔تو۔۔۔ پولیس کمپلین کر دوں گی۔

ابرش نے اچھا خاصا دھمکایا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تو ٹھیک ہے۔۔اب گلہ نہ کرنا۔۔۔ کیونکہ۔۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب کر کے دکھاؤں گا۔

میری بیٹیوں کی طف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا۔ تو آنکھیں نوچ لوں گی۔

جاتے جاتے شاہان نے ابرش کی بات پے گردن موڑ کے اسے دیکھا دھیرے سے مسکرایا۔ اور باہر نکل گیا۔

افففف۔۔۔ خدایا۔۔۔! اس شخص سے کب جان چھٹے گی۔۔۔؟؟ یہ تو میری بچیوں کے پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔۔ ابھی تک بس۔۔ دھمکیں ہی دی ئے جا رہا ہے۔۔ لیکن اگر واقعی میں اس نے کچھ غلط کر دیا تو۔۔؟؟

ابرش نے منہ پے ہاتھ پھیرا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

ہیڈ کوراٹر سے رابطہ ہوتے ہی سلطان کے خاص آدمی نے نور جہاں کی ڈیمانڈ کی۔ بدلہ میں نور فاطمہ کو بازیاب کروانے کا کہا گیا۔

اور آج یہ معاملہ طے پایا تھا۔ جو بہت ہی عازر کھا گیا تھا۔

ابتسام جانتا تھا۔ لیکن۔۔ وہ س معاملے میں آگے نہیں بڑھا تھا۔

ایسے میں صرف آہان ہی تھا۔ تو جو ہر بات کو دیکھ رہا تھا۔ اور اس بات سے اس نے ہانیہ کو بھی بے خبر رکھا تھا۔ یہ بہت سیکرٹ ورک تھا۔ ہانیہ وک اس نے دو دن بعد کا بتایا تھا۔ جبکہ معملہ آج ہی طے ہونا تھا۔

سلطان کی بتائی ہوئی جگہ پے وہ سب وہاں پہنچے تھے۔ جبکہ وہاں کوئی نہ تھا۔ سنسان علاقہ تھا۔ اور ایسے میں نور جہاں کو وہاں ایک گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ وہ نیم بے ہوش سی وہاں بیٹھی رہ گ ئی۔

آہان اور اسکی ٹیم چونکا تھے۔ لیکن بالکل بھی آواز سدا نہ تھی۔

سر۔۔ کیا وہ واقعی آئی یں گے۔۔؟ یا چیٹ کریں گے۔۔؟؟

جو بھی کریں گے۔۔ اب پھسیں گے۔۔

آہان نے سامنے نظریں فوکس کرتے کہا۔

تبھی ایک گاڑی شراٹے بھرتی ہوئی آئی ۔ ایک لڑکی کو گاڑی سے دھکا دے کے نیچے پھینکا۔اور دھواں چھوڑا۔دھواں چھوٹا تو ساتھ ہی نور جہاں وہاں سے غائب تھی۔ اور ایک لڑکی زمین پے منہ کے بل گری پڑی تھی۔

کام ہو گیا۔۔۔! بلیو ٹوتھ پے آہان نے اطلاع دی۔

اور فورًا سے اس لڑکی کو جا کے اٹھایا۔وہ لڑکی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہی لگی اسکی حالت دیکھ آہان کا دل بہت بری طرح دکھا۔

اسے اپنی بازوؤں میں اٹھایا۔ اور اپنی ٹیم کے ساتھ واں سے نکلتا چلا گیا۔

سر۔۔۔! ہم نے انہیں جانے کیوں دیا۔۔ ہم انکا کام یہیں تمام کر دیتے۔۔۔! فیصل نے دل کی بات زبان پے لائی۔

وہ سلطان نہیں تھا۔اور جب تک سلطان ہاتھ نہیں آتا۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ان پے حملہ ہمارے حق میں ہی برا ہوتا۔۔۔اس لیے تھوڑا صبر۔۔۔!

ابھی کا آپریشن تھا۔اس لڑکی کو ریسکیو کروانا۔ وہ ہو گیا ہے۔اب سلطان کو وہاں ماروں گا۔ جہاں اسے پانی بھی نہیں ملے گا۔

آہان نے نفرت اور حقارت سے کہا۔

اس لڑکی کو تو طبّی امداد کی ضرورت ہے۔۔ فیصل کو اس لصکی پے ترس آیا۔

جو بے ہوش تھی۔اور بکھری اور اجڑی حالت میں تھی۔

ہمممم۔۔۔اور اسکے لیے جگہ منتخب کر لی ہے۔اور ڈاکٹرز بھی۔ کچھ ہی دن میں یہ لڑکی ٹھیک ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

آہان نے کہا تو فیصل نے دل ہی دل میں آمین بولا۔

★★★★★★★★★★★★

آنیہ نے اپنا نمبر ہی چینج کر لیا تھا۔ وہ بار بار میر کو بول کے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اسلیے جب سے نمبر چینج کیا تھا۔پر سکون تھی۔ جبکہ ان دنوں میر بھی کچھ کم ہی گھر دکھائی دے رہا تھا۔ زیادہ تر آفس میں ہی پایا جاتا۔

کشش اور میر یامین نے آنیہ کے کہنے پہ میر ہادی کو معاف تو کر دیا تھا۔ لیکن وہ کشش میر ہادی سے اب زرا کم ہی مخاطب ہو تیں۔

اور میر ہادی اپنی کنڈیشن کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔ اور وجہ تو بالکل بھی نہیں بتا سکتا تھا۔

آنیہ کا زیادہ وقت کشش کے سنگ ہی گزرتا تھا۔ اور وہ کشش کے ساتھ وقت گزار کر خوش رہتی تھی۔ اور آج وہ ان سے اجازت لیتی پیر زادہ منشن میں آئی تھی۔ اسکے آنے سے سبھی خوش تھے۔ اچھا وقت گزر رہا تھا۔ کہ۔۔۔

★★★★★★★★★★★★

تم ایسا کیسے کر سکتے ہو آہان۔۔؟؟ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔؟؟ جبسے ہانیہ کو پتہ چلا تھا۔ آہان نور فاطمہ کو بازیاب کروا چکا ہے۔ وہ بپھری ہوئی تھی۔ وہ اس سے ملنا چاہتی تھی۔ سب سے پہلے اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ اور آہان نے اسے بھنک بھی پڑنے نہ دی۔

وہ جو اپنی جاسوسی طبعیت کے برعکس آہان پے اعتبار کیے بیٹھی تھی۔اب اس سے دھوکہ کھا کے زخمی شیرنی بنی ہوئی تھی۔

ہانیہ۔۔!سب سے اہم بات تھی۔نور فاطمہ کا بازیاب ہونا۔اور وہ ہو گئی ہے۔ اس لیے مزید کوئی بحث نہیں۔

تم نے جھوٹ کیوں بولا۔میں انتظار کرتی رہی تم نے آج کا کہا تھا۔اور جبکہ۔۔تم دو دن پہلے ہی۔۔؟؟مجھ سے کیوں چھپایا۔۔؟؟ہانیہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔کہ آہان کو مار دے یا خود کو۔۔؟؟

ہاں نہیں بتایا۔کیونکہ اعتبار نہیں تھا تم پے۔۔!اور کسی اور کی انسٹرکشنز پے تم کام کر رہی تھی۔کیسے تمہیں اپنے ساتھ شامل کرتا۔۔؟؟

آہان بھی غصہ سے اس کے سامنے آیا۔اس وقت دونوں اپنے کمرے میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔اور بے انتہا ہی غصہ میں تھے۔

تم۔۔۔یہ سب بول کے اپنی چیٹنگ کو نہیں چھپا سکتے آہان مرزا۔۔۔!

دانت چباتی وہ اسکے مزید قریب آئی تھی۔

میں نے کیا کیا۔۔ کیوں کیا۔۔؟؟ ایٹ لیسٹ تمہیں جواب دہ نہیں ہوں میں۔ سمجھی تم۔!

سر جھٹکتا وہ مڑا تھا۔

جواب دہ ہو۔۔۔! نور فاطمہ میری دوست ہے۔اس تک پہنچنے کے لیے۔۔ میں نے اتنا سب کیا۔اور ہوا کیا۔۔؟ آخر میں تم نے مجھے یوں باہر کیا جیسے میں کچھ بھی نہیں۔۔؟

ہانیہ کسی صورت بھی نہیں ٹل رہی تھی۔رہ رہ کے اسے نور کی فکر ہو رہی تھی۔اور اوپر سے آہان کا چھپانا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

ہاں۔۔ کچھ بھی نہیں تم۔۔۔! کچھ بھی۔۔۔! آہان بھی غصہ میں جو منہ میں آیا بول دیا۔ہانیہ نے سر نفی میں ہلایا۔اور اپنے گالوں پے آئے آنسو صاف کیے۔

مجھے۔۔ابی اسی وقت نور کے پاس جانا ہے۔۔! قطعی انداز میں کہا۔

اچھا۔۔۔؟؟اور میں تمہیں اس تک پہنچادوں گا۔۔؟؟ہیں ناں۔۔؟؟ویری فنی۔۔۔!آہان تمسخر انداز اپنایا۔

سوچ لو۔۔؟؟اگر۔۔تم نے میری بات نہ مانی تو۔۔۔۔؟؟

توکیا۔۔۔؟آہان کو اسکا چیلنجنگ انداز تپا گیا۔

نور تک تو میں پہنچ ہی جاؤں گی۔ دیر سے یا سویر سے۔ لیکن۔۔ تمہیں یہ اب بہت مہنگا پڑنے والا ہے۔ آہان مرزا۔

ہانیہ نے انتہائی نفرت سے کہا۔

آہان سر جھٹکتا باہر نکلا۔۔ہانیہ بھی اسکے پیچھے ہی باہر نکلی۔وہ کچھ کہتی کہ ایک دم اونچی پکار پے دونوں چونکے۔

ابتسام علی پیرزادہ۔۔۔!ابرش کی اونچی پکار پے جہاں ابتسام چونکا تھا۔وہیں ہال میں موجود سبھی کی نظریں اندر آتی ابرش پے ٹکیں تھیں۔

حراماں حراماں چلتی وہ ابتسام کے پاس آئی۔ اور فائل اسکے سامنے ٹیبل پے پٹخی۔

یہ۔۔۔؟؟ یہ ہے۔۔آپ کا انصاف؟

ابرش اپنے غصہ کو قابو کرتی بمشکل بول پا رہی تھی۔

ابرش۔۔؟؟ بیٹا۔۔؟؟ آپ۔۔کیسے بات کر رہی ہیں؟ آپ۔۔؟؟

ابی جان نے ٹوکنا چاہا۔ لیکن ابتسام نے انہیں روک دیا۔

ابرش اسکی نہ صرف شریک حیات تھی۔ بلکہ اسکی زندگی اسکی روح اسکا سب کچھ تھی۔ ایک وہی تھی۔ جسے بلا جھجک سب کچھ کہنے کا حق تھا۔ اور جو حق وہ خود اسے دے چکا تھا۔ کوئی اور کیسے چھین سکتا تھا۔

ابرش کی لائی ہوئی فائل پے ایک نظر ڈالی۔ جبکہ وہاں موجود سب کی نظریں کبھی ابرش اور کبھی ابتسام پے اٹھ رہی تھیں۔ سبھی کو تجسس ہو رہا تھا۔ آخر فائل میں ایسا تھا کیا؟

ابر! بعد میں بات کرتے ہیں۔

بہت سنجیدگی سے کہتے فائل کو لیے وہ اٹھا تھا۔

بعد میں کیوں؟ابھی اسی وقت بات ہوگی۔ابرش کا لہجہ تیز ہوا۔

آپ کو یہ فائل کہاں سے ملی؟ ماتھے پے دو بل ڈالے وہ اس سے مخاطب ہوا۔

اسکے پوچھنے پے وہ اسکے بالکل سامنے جا کھڑی۔ابتسام نے اسکے چہرے پے رقم غم وغصہ کے جذبات دیکھ لیے تھے۔

آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔؟؟ایک وکیل ہوں۔۔اور یہ۔۔فائل۔۔۔؟ مجھ سے چھپ سکتی ہے؟ آپ ۔۔۔آپ کیسے۔۔ میری بیٹیوں کو وارثت میں سے بے دخل کر سکتے ہیں؟ وہ بھی کسی لے پالک بچے کے لیے؟کیسے۔۔۔؟؟اب کی بار وہ کافی اونچی آواز میں چلائی تھی۔ جبکہ ابتسام اتنا ہی مطمین کھڑا تھا۔

بھابھی۔۔؟؟آپ پلیز۔۔ تھوڑا۔۔؟؟؟

عروش نے کچھ بولنا چاہا۔

چپ۔۔۔! ابرش نے سختی سے انگلی اٹھا کے اسے وارن کیا۔ تو وہ اسی وقت لب بھینچ چپ ہو گئی۔

بیچ میں کوئی نہیں بولے گا۔ یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ اسکی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ لیکن لہجہ اتنا ہی سخت تھا۔

آپ نے فائل پڑھ لی۔ اچھا ہوا۔ اور میں اپنے کسی بھی فعل کو کسی کو جواب دہ نہیں۔

ابرش کا آہان کے لیے لے پالک کا لفظ انتہائی تکلیف دہ تھا۔

ابرش کو سخت اور سپاٹ انداز میں کہتے آگے بڑھا۔ کہ ابرش نے ہاتھ بڑھا کے اسکی کلائی تھامی۔

جواب دہ ہیں۔۔۔! ہیں آپ جواب دہ۔۔۔! اللہ کے سامنے۔۔! آپ نے اپنی سگھی بیٹیوں کو جائیداد سے بے دخل کیسے کر لیا؟ کیا سوچ

کے؟ اسکا جواب تو آپ کو دینا ہوگا۔ ابرش کی غصے سے سانسیں پھول رہی تھیں۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ سب کچھ تہیس نہیس کر دے۔

ابتسام نے ایک نظر اسے دیکھا اور اپنی کلائی چھڑائی۔

وکیل ہیں ناں۔۔ آپ۔۔۔ بہت اچھی۔ عدالت میں چیلنج کر لیں۔ میری وصیت کو۔۔۔

سنجیدہ انداز میں کہتے وہ وہاں موجود سب کو ہی حیران و پریشان کر گیا۔

آج شادی کے بائیس سال بعد اور دو پیار کرنے والوں کو آمنے سامنے دیکھ رہے تھے۔ جن کی محبت کی مثالیں ساری دنیا دیتی تھی۔ آج انکی محبت کو کسی کی نظر لگ ہی گئی تھی۔

جبکہ دور کھڑی ہانیہ ابتسام کے چہرے پے دلفریب مسکراہٹ تھی۔ اور وہ کیوں تھی۔ آنیہ ابتسام اچھی طرح جانتی تھی۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابتسام ابرش کی بحث کے بعد گھر سے چلا گیا تھا۔ابرش سے اس طرح کے رویے کی امید نہ تھی۔

شروع دن سے آج تک اس نے آہان کے لیے لے پالک کا لفظ استعمال کیا تھا۔اور اب آج سب کے سامنے اس نے پھر سے یہ الفاظ دہرائے تھے۔جو ابتسام کو بہت دکھ دے گئے تھے۔

گاڑی ایک کم گنجان علاقے میں روکتا وہ باہر نکلا۔

میرا بیٹا۔۔اب تمہاری زمہ داری ہے ابتسام۔۔اسکی حفاظت کرنا۔اسکا باپ بن کے۔۔اسے۔۔اسکی وراثت واپس دلانا۔۔ایک فوجی بن کے۔۔۔!

حمزہ کے آخری لمحات کے الفاظ کی بازگشت اسے اپنے ارد گرد سنائی دی۔

ہاں۔۔وہ حمزہ حیات مرزا کا اکلوتا بیٹا تھا۔

وہ حمزہ جو میجر تھا۔ ابتسام کا جگری دوست تھا۔ اور۔۔۔ وہ ایک دن بہت بھاری پڑ گیا تھا۔ جب وہ بہت عرصہ بعد ابتسام سے ملا تھا۔ اور اسی دن اسکی اور اسکی بیوی حلیمہ کی موت واقع ہو گئی تھی۔

وہ نہیں جانا چاہتے تھے۔ لیکن ابتسام نے زبردستی انہیں اکیلے انجوائے کرنے بھیجا۔ اور آہان کو اپنے پاس رکھ لیا۔ دونوں کے بیچ میں نارضی تھی جو ابتسام دور کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کیا پتہ تھا۔ وہ ابتسام اور آہان سے دور ہو جائیں گے۔ ہمیشہ کے لیے۔ کار بم دھم۔۔۔کے میں وہ دونوں ہی بری طرح زخمی ہوئے۔ حلیمہ موقع پے ہی دم توڑ گئی جبکہ حمزہ ہسپتال آئی سی یو میں آخری سانسوں میں ابتسام کو آہان کی زمہ داری سونپتا خالقِ حقیقی سے جا ملا۔

فون کال پے ابتسام ہوش میں واپس لوٹا۔

ڈیڈ۔۔! کہاں ہیں آپ۔۔؟ آہان کی کال پے ابتسام کے ے چہرے پے تبسم بکھرا۔

آرہاہوں۔۔۔ڈونٹ وری۔۔۔! اسکی تسلی کرتے ابتسام واپس گاصی میں بیٹھے۔اور گاڑی کو آفس کی جانب موڑا۔وہ جاننا چاہتا تھا۔کونفیڈیشنل فائی ل کو کس نے لیک کیا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

بہت خود کو ہوشیار سمجھتا تھا۔اب آئے گا مزہ ۔۔جب مما خود اسے دھکے دے کے گھر سے باہر نکالیں گیں۔

ہانیہ نے خوشی سے واپس روم میں آتے چہکتے کہا۔جبکہ پیچھے آتی آنیہ نے سن لیا تھا۔

یہ سب کیاہے ہانیہ۔۔؟؟آخر چل کیارہاہے۔۔؟؟

آنیہ نے ہانیہ کی مسکراہٹ دیکھ لی تھی۔اس لیے اسکے پیچھے ہی آئی تھی۔

کیا۔۔۔؟؟میں نے کیا کیا۔۔؟؟جو کیا مما نے کیا۔ مما سے پوچھیں جا کے۔۔! ہانیہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

ہانیہ۔۔ مجھ سے کچھ مت چھپاؤ۔۔۔ بہتر ہو گا۔۔؟ سب بتا دو۔۔! کوئی بات ہے۔۔۔ جو تمہارے اور آہان کے بیچ ہوئی ہے۔۔

اور۔۔۔؟؟

جو دوسرے کے لیے گھڑا کھودتا ہے۔۔۔ خود ہی اس میں گر جاتا ہے آہان کے ساتھ بھی یہی سب ہو رہا ہے۔ مجھے دھوکہ دیا۔ دیکھ لیں۔۔اب کیا ہو رہا ہے۔۔اچھا ہو رہا ہے۔۔ مجھ سے چھپایا۔ نور فاطمہ کا۔۔۔اب دے جواب۔۔۔۔! جذبات کی رو میں بہہ کے ہانیہ کے منہ سے نور فاطمہ کا نام نکل گیا۔

نور فاطمہ۔۔۔؟؟آنیہ حیرانی سے بڑبڑائی۔ اسکا دل بری طرح دھڑکا تھا۔

نام سے تو وہ واقف تھی۔ لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ وہی نور فاطمہ ہے۔

ہانیہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ لیکن تیر کمان سے نجل چکا تھا۔

ہنیہ۔۔۔؟؟نور فاطمہ کون۔۔۔؟؟سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

میری۔۔۔دوست ہے۔۔۔ایک سال پہلے۔۔کھوگ ئی تھی۔ ۔ اسے تلاش کرنے میں آہان کی مدد چاہی۔۔۔!اور۔۔عین وقت پے اس نے ساتھ چھوڑ دیا۔

ہانیہ نے کچھ سچ جھوٹ ملاوٹ کرتے بتایا۔

تم اب بھی پہلیاں بجھوا رہی ہو۔۔۔مجھے سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔۔۔! آنیہ باز نہ آئی تھی۔ اور ہانیہ کو اب بتاتے ہی بنی تھی۔

★★★★★★★★★

بس اب۔۔۔بہت ہو گیا۔۔۔!اس بار ابتسام آپ نے حد ہی کر دی۔۔۔ میری اولاد کو آپ نے وراثت سے نکال باہر کیا۔اور اس آہان کو۔۔۔؟؟ آپ۔۔ایسا کیسے۔۔؟اور مجھے۔۔۔ چیلنج کر رہے ہیں۔کہ میں عدالت سے رجوع کروں۔۔؟

ابرش پورے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر لگاتی ہلکان ہوئے جا رہی تھیں لیکن غصہ تھا کہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی آپ اب بی مجھ سے چھپا رہے ہیں۔۔ چاہیتے تو اب بی وقت تھا مجھے سچائی بتا دیتے۔۔۔۔؟؟ کیوں کر رہے ہیں یہ سب۔ آپ۔۔۔! آہان کیپہچان تک آپ نے مجھ سے چھپائی۔ تو ٹھیک ہے اب آہان کی پہچان ہی ۔۔ یہ ثابت کرے گی۔ کہ وہ کس کا وارث ہے۔۔اور اسکے لیے مجھے زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑے گی۔بس ایک چھوٹا سا کام کرنا ہو گا۔۔۔اور چوہا خود بل سے باہر آئے گا۔

ابتسام پیرزدہ! آج تک آپ نے مجھے ہمیشہ ابرش ابتسام پایا اپنے ہمراہ کھڑا پایا۔۔اب دیکھیں۔۔۔میں آپ کو برش مجیب شمس بن کے دکھاؤں گی۔ وکیل ہیں ناں۔۔ تو عدالت سے رجوع کریں۔

اب دیکھیں۔۔یہ وکیل کیا کھیل کھیلتی ہے۔۔۔

گہرا سانس خارج کرتے وہ ملازمہ سے ہانیہ کو اسکے روم میں بھیجنے کا کہہ کے خوف مطمین ہوئی تھی۔

ابتسام پیرزادہ۔۔بہت کھیل کھیل لیا آپ نے۔۔اب آپ کی بیوی کا کھیل دیکھیں آپ۔وہ دھیرے سے مسکرائی تھی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

اتنا سب کچھ ہو گیا۔۔۔اور مجھے۔۔۔پتہ ہی نہ چلا۔۔؟؟آنیہ سر پکڑ کے بیٹھ گ ئی۔

آپی پلیز۔۔۔!غلط مت سمجھیں۔۔۔یہ سیکرٹ معاملات ہوتے ہیں۔ شئ ئر نہیں کر سکتے ۔

تم سپائی گرل کیوں بنی۔۔؟ آنیہ کے سوال پے وہ چپ سی ہو گ ئی۔

ٹریننگ تو بچپن سے لے رہی تھی۔اور مارشل آرٹس میں بھی پرفیکٹ تھی۔ پر کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ سیریس ہو سکوں۔

لیکن۔۔۔۔ نور فاطمہ کے اچانک غائب ہو جانے پے ہانیہ ابتسام بدل گئی۔ آپی۔۔۔! دھیرے دھیرے کہتے وہ نم لہجہ سے آنیہ کے قریب ہوئی۔

نور فاطمہ بہت پیاری سی چھوٹی سی کیوٹ سی دوست تھی میری۔یونی میں ہم اکھٹے تھے۔ لیکن ایک سال پہلے مجھے اسٹیڈیز کے لیے دورے شہر جانا پڑا۔تو نور فاطمہ کی شادی ہو گئی۔ واپس لوٹی تو۔۔ سب کچھ ختم ہو چکا تھا ۔۔ ہادی بھیا۔۔۔! سے سب پتہ چلا۔۔۔! لیکن دل میں یہ یقین تھا کہ وہ زندہ ہو گی۔

ہادی بھیا نے ہی میری ٹریننگ کی۔ ہم دونوس نے مل کے سلطان کے خلف کافی ثبوت اکھٹے کیے۔ لیکن سلطان تک نہ پہنچ سکے۔

ایسے میں اپنی جاسوسی طبعیت کے باعث میں نے پتہ لگالیا۔ کہ آہان بھی سلطان کے کیس پے کام کررہا ہے۔اور پھر۔۔۔نور فاطمہ کے متعلق تمام باتیں معلومات مجھے ملتی چلی گ ئی یں۔ بہت انتظار کیا ہم نے۔۔۔! اس لمحے کا ۔۔۔ جب نور فاطمہمارے ساتھ ہو۔۔۔! آہان نے وعدہ کیا۔ نور کی بازیابی پے وہ مجھے ساتھ رکھے گا۔ لیکن۔۔۔؟؟ اس نے نور کو بازیاب کروالیا اور مجھے بھنک بھی نہیں پڑنے دی۔

ساری باتیں آنیہ کے گوش گزاراس نے براسا منہ بنایا۔

لیکن کوئی نہیں۔۔۔ پتہ تو میں لگا ہی لوں گی لیکن اس آہان کے بچے کو نہیں بخشوں گی ۔۔چیٹر کہیں کا۔۔۔۔!

پر شکر اللہ۔۔۔کا۔۔۔! کہ نور مل گ ئی ہے۔

ہادی۔۔۔؟؟ جانتے ہیں سب۔۔۔؟؟ آنیہ کو ایک ہی بات چبھی تھی

بس اتنا ہی۔۔۔ کہ نور کا پتہ چل گیا ہے۔۔ وہ کہاں ہے۔۔؟؟ بازیاب ہوگئی ہے۔۔ یا نہیں۔۔ یہ نہیں جانتے۔

اور وہ پینڈنٹ۔۔؟آنیہ کے ماتھے پہ بل پڑے۔

وہ۔۔۔ نور کا ہی تھا۔ نور نے خود کو بچانے کے لیے زور آزمائی کی اور وہ آپ کی گاڑی میں گر گیا تھا ۔ہانیہ کا لہجہ دھیما ہوا۔

یعنی۔۔۔ تم سب جانتی تھی۔۔۔ یہ سب جانتے تھے۔۔۔ اور مجھے۔۔۔ بے خبر رکھا۔۔؟؟ مجھے کتنی تکلیف ہوئی۔؟؟ اندازہ ہے۔۔ آپ کو۔۔؟؟ آنیہ غصہ سے اٹھی۔ جبکہ آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔

آپی پلیز ناراض نہ ہوں۔ہانیہ منمنائی۔

یو نو۔۔۔ ہنی۔۔۔! ایں کسی اور سے کیا گلہ کروں۔۔؟ یہں میری اپنی بہن نے ہی مجھ سے سب چھپایا۔۔۔! آنیہ کو دکھ ہوا۔

ایم سوری۔۔۔! ہانیہ سچ میں شرمندہ تھی۔

تمہارے سوری کرنے سے کیا ہو گا۔۔؟ میں اتنے دن اس گلٹ میں رہی۔۔۔ کہ سب کی قصوروار میں ہوں۔

میری لو میرج نہیں۔۔ کہ میں میر کو سمجھ سکتی یا سمجھا سکتی۔۔۔! ارینج میرج۔۔۔!

آپی۔۔۔! میر بھیا کی لو میرج تھی۔۔۔! ہنیہ کے فوراً بولنے پے آنیہ نے اسے حیرت سے دیکھا۔

جی وہ۔۔۔ آپ کو بہت پہلے سے جانتے تھے۔ آپ کو یکھ چکے تھے۔ آپ انہیں اچھی لگتی تھیں۔ آپ کے لیے رشتہ نہی کیخواہش پے ہوا۔۔ہاں۔۔ یہ رازیں نے رکھا اور انہوں نے بھی۔ کہ وہ آپ کو پسند کرتے ہیں۔ اس لیے شادی کرنا۔۔۔!

ہانیہ۔۔۔! آنیہ کا ہاتھ اٹھا تھا۔ جو ہوا میں ہی بلند رہ گیا۔

اور۔۔۔ اور کتنے جھوٹ چھپا رکھے ہیں۔۔؟؟ سب کچھ ایک سائت بتا دو مجھے۔۔؟ آنیہ کی آنکھوں سے گرم سیال مادہ بہا۔

آپی سچ میں۔۔۔!سب جھوٹ ہو سکتا ہے۔ لیکن ہادی بھیا کی محبت جھوٹی نہیں۔۔۔!وہ آپ سے سچا پیار کرتے ہیں۔

ہانیہ نے اسکے پاس آتے کہا جبکہ آنیہ نے اپنا ہاتھ جھٹکا۔

دروازے پے ہوتی دستک پے ہانیہ چونکی۔

ہانی بی بی۔۔!آپ کو ابرش بی بی اپنے کمرے میں بلا رہی ہیں۔

ملازمہ اطلاع دیتی جا چکی تھی۔

آپ کہیں جائیے گا مت۔۔۔ میں بس ابھی آتی ہوں۔ ہانیہ اسے وہیں رکنے کا کہہ کے ابرش کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔آنیہ وہیں بیٹھی رہ گئی ۔

میر۔۔۔آپ نے مجھ سے تعلق بھی جھوٹ کی بنیاد پے رکھا۔۔۔؟دل بہت سخت اداس ہوا تھا۔

آپ نے مجھے کیری نظروں میں گرا دیا۔کہ میں۔۔بھی۔۔نور۔۔۔؟

لیکن۔۔آپ تو ساری حقیقت جانتے تھے۔پھر کیوں کیا ایسا۔۔۔ا؟

آنیہ۔۔۔؟؟آہان کی آمد پے وہ چونکی اور آنکھیں کھولیں۔

آپ رو رہی ہیں۔۔؟آہان پریشان ہوا۔

شاید۔۔۔؟؟آہان۔۔۔؟؟یک بات پوچھوں۔۔؟سچ بتاؤ گے

ناں۔۔؟؟ آنیہ نے بہت امید ے اسکی طرف دیکھا۔

اس نے سوالیہ نظروں سے آنیہ کو دیکھا۔

نور فاطمہ۔۔؟؟کہاں ہے۔۔؟اچانک کیے گ ئی ے سوال پے آہان کا دماغ ایک دم ماؤف ہوا۔ اسے امید ہی نہ تھی۔ کہ آنیہ اس قسم کا کوئی سوال کرے گی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہانیہ۔۔۔!یہ طے ہے۔۔اب جو میں کہوں گی۔آپ کو وہی کرنا ہوگا۔
ابرش کے قطعی انداز پے ہانیہ الجھی تھی۔

مما۔۔۔! میں سمجھی نہیں۔۔آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔۔۔؟میں کل ہی وکیل سے خلع کے پیپرز بنوالوں گی۔آپ اس پے سائن کر دینا۔ اب آہان اور آپ کا رشتہ مزید نہیں رہے گا۔

ابرش نے تو اسکے سر پے بم ہی پھوڑ دیا۔ایک لمحے کو تو اسے اپنے کانوں پے یقین ہی نہ آیا۔

مما۔۔؟؟یہ آپ۔۔۔؟ہانیہ کی زبان نے بھی اسکا ساتھ نہ دیا۔

صحیح سنا ہے آپ نے۔۔۔!اس بات پے مزید کوئی بحث نہیں۔ اور اپنے فیصلہ سے میں ایک انچ پیچھے نہیں ہٹوں گی ۔ اس لیے آپ اپنا مائنڈ سیٹ کر لیں۔

اب آپ جاسکتی ہیں۔ قطعی انداز میں کہتے ابرش باتھ روم کی جانب بڑھ گئی۔

ہانیہ وہیں سکتے میں کھڑی رہ گئی۔

یہ سب ۔۔۔؟ کیا ۔۔؟ مما ۔۔ ایسا کیوں ۔۔؟؟ کیا ۔۔

واقعی ۔۔۔ مما ۔۔۔؟؟ مجھے ۔۔ آہان سے الگ ۔۔۔؟؟ ہنیہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔

دماغ چپ تھا۔ جبکہ دل مسلسل نفی کیے جا رہا تھا۔

وہ مرے ہوئے قدموں سے واپس لوٹی۔

بتا دوں گا ۔۔۔! لیکن ۔۔۔ فی الحال مجھے تھوڑا وقت دیں۔ پلیز ۔۔۔! آہان سمجھ گیا تھا۔ کہ ہانیہ نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اسلیے بنا کسی تردد کے اسے جواب دے دیا۔

پلیز آہان ۔۔۔! مجھے بتاؤ ۔۔؟ کیا وہ واقعی ۔۔ نور فاطمہ ہے ۔۔۔؟؟ میر کی بہن ۔۔؟ وہ زندہ ہے ۔۔۔؟ دھڑکتے دل سے پوچھا۔

آہان نے گہرا سانس خارج کیا۔

جی۔۔۔! وہ میر ہادی کی ہی بہن ہے۔۔اور زندہ بھی۔۔۔ لیکن۔۔؟؟وہ رکا تھا۔ لیکن کیا۔۔۔؟؟؟آنیہ بے چین ہوئی۔

شی از وکٹم۔۔۔۔! زیادتی کا شکار ہوئی ہے وہ۔۔۔! سر جھکائے وہ بس اتنا ہی کہہ پایا۔ آنیہ نے منہ پے ہاتھ رکھے اپنی آواز کا گلہ گھونٹا۔۔۔!

وہ جس حالت میں ملی۔۔۔وہ اس قابل نہیں تھی۔ کہ اسے اسکے گھر والوں سے ملوایا جا سکے۔ اسکا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔۔ فزیکلی تو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ایک دن۔۔۔! لیکن مینٹلی۔۔؟ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔ آہان کی آواز قدرے دھیمی تھی۔

وہ۔۔۔ سیو ہے۔۔۔؟؟آنیہ کو نور کی حالت پے بہت دکھ ہوا۔

ہمممم۔۔۔ بالکل سیو۔۔! آہان نے یقین سے کہا تھا۔

میں۔۔اس سے ملنا چاہتی ہوں۔! آنیہ کی بات پے وہ سوچ میں پڑ گیا۔

کچھ وقت دیں۔ اسکی حالت تھوڑی بہتر ہو جائے۔ تو سب سے ملوا دوں گا۔

اور دعا کیجیے گا۔ کہ سلطان کو میرے ہاتھوں ایسی موت ملے۔ کہ اسکی روح بھی کانپ اٹھے۔ آہان کے اندر شدید نفرت کا الؤ دھک رہا تھا۔

ان شاءاللہ، آنیہ نے دل سے کہا۔

ایک وعدہ کریں۔ مجھ سے۔ آہان نے اسے اٹھتے ہوئے دیکھا تو بول دیا۔

یہ راز آپ کے اور میرے بیچ ہی رہے گا۔ کسی اور سے آپ کچھ نہیں کہیں گیں۔ کسی مطلب کسی۔۔۔سے بھی۔۔۔! آہان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے آنیہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

کیسا راز۔۔؟ ہانیہ کی اچانک آمد پے وہ دونوں چونکے۔ جبکہ آنیہ ایک نظر آہان اور دوسری نظر ہانیہ پے ڈالتی باہر نکل گ ئی تھی۔

کونسے راز و نیاز ہو رہے تھے۔۔۔؟ ہنیہ نے بھنوئیں سکیڑیں

ضروری نہیں ہر بات تمہیں بتائی جائے۔

آہان نے اسے نظر انداز کیا۔اور ابتسام کو دوبارہ سے کال۔ ملائی۔

نمبر بند جا رہا تھا۔آہان پریشان ہوا۔

آہان مرزا۔۔! یہ جو تم دو نمبری کر رہے ہو ناں۔۔بہت پچھتاؤ گے تم۔۔۔!

سینے پے ہاتھ باندھے وہ منہ بنا کے بولی تھی۔

تم سے شادی کرنے کے بعد بھی یہی سوچ ہے میری۔۔۔!

سنجیدگی سے کہتے وہ ہانیہ کو زلزلوں کی زد میں لے آیا تھا۔جبکہ وہاں سے دور ہٹتا وہ اب بھی مسلسل کال کر رہا تھا۔

کیا۔۔کیا مطلب ہے تمہارا۔۔؟؟ بازو سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔

تم۔۔۔پچھتا رہے ہو۔۔؟؟ہانیہ کا لہجہ تیز ہوا۔

کان خراب ہیں کیا۔۔۔؟آہان نے موبائل کان سے لگائے اسے ٹوکا۔

ہیلو۔۔۔! مجھے میسج کا انسر کیوں نہیں کر رہے ہو۔۔ماتھے پے بل ڈالے اس نے فون کے مقابل کسی سے پوچھا۔

ٹھیک ہے۔۔ان کے ساتھ رہو۔۔۔ایک منٹ کے لیے بھی انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا۔۔مجھے ہر لمحے بتاتے رہنا۔

ہانیہ جو کچھ کہنے والی تھی۔آہان کے منع کرنے کے اشارے پے چپ سی ہو گ ئی۔

کال بند کرتا ہو پھر سے کہیں اور کال ملا رہا تھا۔

تم مجھے اگنور کر رہے ہو۔۔؟ہانیہ نجانے کیوں دکھ سے بولی تھی۔

بزی ہوں۔۔۔!ایک منٹ۔۔۔!پریشانی اسکے چہرے پے ہوادیدہ تھی۔

ہانیہ چپ چاپ پیچھے ہٹ گ ئی۔

کیا انفارمیشن ہے۔۔۔؟؟اس نے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا تھا۔

سر لوکیشن ایک ہی جگہ فکس ہو چکی ہے۔۔اور سلطان کا اڈہ وہیں ہے۔جہاں سے نور جہاں کی لوکیشن مل رہی ہے۔شان نے ڈیٹیل دی۔

ٹھیک ہے۔ ہیڈ کوارٹر اطلاع کر دو۔ اور جو آرڈر ملے اسے فالو کرو۔

سر۔۔۔؟؟ اگر اٹیک کرنے کا آرڈر ملا تو۔؟ شان کے جواب پے ایک لمحے کو

وہ چپ ہوا۔

اتنی جلدی نہیں ملے گا۔ تم اطلاع پہنچاؤ۔ آہان نے ماتھے کو دو انگلیوں سے مسلا۔

جبکہ دور بیٹھی صوفے پے ہانیہ گاہے بگاہے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا واقعی۔۔۔؟؟ آہان۔۔ پچھتا رہا ہے۔۔۔؟ یہ وہ سوال تھا۔ جس نے اسے بے چین کر دیا تھا۔

نظر اسکیجانب اٹھی۔ تو پلٹنا بھول گ ئی۔ وہ کیا تھا۔۔؟؟ اسکا انداز ۔۔؟؟ اسکا لہجہ۔۔۔ اسکی وطن سے محبت۔۔۔ اپنے کام سے سنس ئی رٹی۔۔۔ خوبصورت اور مردانہ وجاہت سے بھرپور۔۔ وہ اسکا شوہر تھا۔

کیا۔۔۔؟؟وہ واقعی۔۔۔اسکا تھا۔۔۔؟؟وہ بے دھیانی میں بس اسے ہی دیکھے جارہی تھی۔

جبکہ نظروں کی تپش محسوس کرتا آہان چونکا تھا۔

اتنی وارفتگی سے ہانیہ کا دیکھنا اسے الجھا گیا تھا۔

سر جھٹک کے وہ واپس اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

ہانیہ اسی کو دیکھتی اسی کو سوچتی آنکھیں موندے نیند کی وادیوں میں کھوتی چلی گئی۔

آہان کو فون پے ابتسام کی پیر زادہ منشن واپس کی اطلاع ملی تو اسے سکون آیا۔

لیپ ٹاپ بند کرتا وہ اٹھا تھا۔ نظر ہنیہ پے جا ٹہری۔جو آدھی صوفے پے تھی۔آدھی صوف سے نیچے۔اور گہری نیند میں۔

آہان نے نفی میں سر ہلایا۔اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے بستر پے لایا۔

وہ کسمسا کے آہان کو مزید اپنے قریب کر گئی۔ سوتے میں ایک مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا۔کہ وہ اس پل میں کھو سا گیا۔

ہانیہ کے اوپر کمفرٹر دیتا وہ پیچھے ہونا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اور ہگ کرتی سوتی رہی۔

آہان کا خود کے جذبات پے قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ اسکے قریب آ کے اسکے جذبات کو جگا رہی تھی۔

اور ان جذبات کو بھڑکنے کے لیے ایک ہلکی سی چنگاری ہی بہت تھی۔

آہان وہیں اسکے قریب ہوتا لیٹا تھا۔ اسکے ماتھے سے بالوں کو پیچھے کرتا بے اختیار اسکے ماتھے پے لب رکھ گیا۔ ہانیہ نے دھیرے سے پلکیں وا کیں۔

بت برے۔۔۔ ہو تم۔۔۔! نیند ہی نیند میں بڑبڑائی تھی وہ۔

مجھے خود سے دور کرنا چاہتے ہو۔۔۔! بہت گندے ہو۔۔۔ مجھے۔۔۔ اگنور کرتے ہو۔۔۔! وہ نیند میں بولے جا رہی تھی۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔ لیکن لہجہ آنچ دیتا ہوا تھا۔

آہان کے گلے میں بناہیں ڈالے وہ اسکے چہرے کے ساتھ چہرہ جوڑے دل کا حال کہے جا رہی تھی۔

لبوں کے ساتھ لب مس ہوئے تو آہان کے صبر کی انتہا ہوئی۔

آگے ہوتا اسکے لبوں پے شدت سے جھکا اور خود کو سراب کرنے لگا۔ نیند میں ہانیہ کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تو۔ آنکھ کھل ہی گ ئی۔

آہان کو اپنے قریب اپنی سانسوں سے الجھا دیکھ وہ سن ہوئی تھی۔

جب سانس اٹکنے لگی تو زور لگا کے آہان کو پیچھے کرنا چاہا۔ وہ بھی ایک دم سے ہوش میں آتا پیچھے ہٹا۔

اپنی سانسیں ہموار کرتی وہ زرا کی زرا پیچھے کو سرکی۔

تم۔۔۔؟؟ تم۔۔۔نے۔۔۔؟ سوتے میں۔۔مجھے۔۔۔؟ ہانیہ سے بولا نہ جا رہا تھا۔

آہان نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

کیا سوتے میں۔۔؟؟ تم نے مجھے کھینچ کے اپنے قریب کیا۔ آہان نے الٹا اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔! نجائی ز فائی دہ اٹھانا چاہتے تھے تم۔۔ ہانیہ غصہ سے اس کے روبرو ہوئی۔

کیا بکواس کر رہی ہو۔۔۔؟ پتہ بھی ہے۔۔۔؟ آہان کا تو دماغ ہی گھوم گیا اسکی بات پر۔

تو۔۔۔؟ یہ جو ابھی کیا یہ کیا تھا۔۔؟؟

بیوی ہو میری۔۔۔! نکاح میں ہو۔۔۔! جب چاہوں جس وقت چاہوں اپنے حقوق لے سکتا ہوں۔ لیکن۔۔ میں ایسا کروں گا نہیں۔۔۔ مجھے کسی بھی رشتے میں زبردستی۔۔ کرنے کی عادت نہیں۔ اسلیے ایک بات اپنے دماغ میں اچھی طرح بٹھالو۔۔۔! اگر دوبارہ۔۔۔ ایسا کچھ بھی بولا تو۔۔ میں۔۔؟ آہان ضبط سے بول رہا تھا۔ کہ۔۔۔

کیا کیا۔۔۔ کر لوگے تم۔؟ ہنیہ نے پھر اکسایا۔

آہان نے جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا۔ اور اسکے چہرے کے ساتھ چہرہ جوڑا۔ کہ ہانیہ کا دل پسلیاں توڑ کے باہر آنے کو مچلا تھا۔

مجھے صنف مخالف کی زبان سمجھ آتی ہے۔۔اور تمہاری باڈی لینگوتج سے بھی یہی لگ رہا ہے۔ کہ تم۔۔ ہمارے بیچ ازدواجی تعلق چاہتی ہو۔

آہان کے الفاظ پے وہ پانی پانی ہوئی تھی۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ وہ کہیں جا کے خود کو چھپا لے۔

چھوڑو مجھے۔خود کو چھڑاتی وہ بھاگتی ہوئی باتھ روم میں جا کے بند ہوئی تھی۔

جبکہ آہان سر جھٹکتا ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا تھا

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

میر ہادی کی مسلسل کالز پے بی اس نے کال رسیو نہ کی تھی۔

وہ آج پیرزادہ منشن ہی رکی تھی۔ دل اسکا بہت اداس تھا۔جو سچائی اسے آج معلوم ہوئی تھی۔ اس کے بعد وہ میر ہادی کا سامنا کرنے کو بالکل تیار نہ تھی۔

اسلیے اسکی کالز کو اگنور کرتی وہ آنسو ضبط کرتی سونے کے لیے لیٹ گ ئی تھی۔

اور اب کالز آنا بی بند ہو گ ئی تھیں۔ شاید وہ بھی اب پیچھے ہٹ گیا تھا۔ دو دن سے وہ گھر نہیں آرہا تھا۔ اور آنیہ کو اس بات کا دکھ تھا۔ لیکن پھر بھی اس نے اس بات کو انا کا مس ئی لہ نہ

بنایا۔

ہاں اگر اسے یہ ساری سچائی نہ پتہ چلتی تو شاید وہ اب بھی نارمل اندز میں بات کر لیتی۔

پر اب جبکہ وہ سب کچھ جان گ ئی تھی۔۔ تو میر ہادی کے سامنے پریٹینڈ کیسے کرتی۔۔۔؟؟

اسلیے خاموش رہنا زیاہ مناسب سمجھا۔

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

دوا سے مرض ٹھیک ہوتا ہے یا دعا سے۔۔۔؟؟

جو بھی ہو لیکن جب مرضِ عشق ہو جائے تو نہ دوا۔ لگتی ہے ۔نہ دعا

!۔۔۔۔

ابتسام نے ابش سے ہمکلام ہونا چھوڑ دیا تھا۔ دونوں میں ایک سرد مہری کی دیوار قائم ہو چکی تھی۔ جو دونوں میں سے ایک بھی گرانے کو تیار نہ تھا۔

لیکن ابرش اپنی طرف سے ایک چال کھیل چکی تھی۔
خلصع کے پیپر زبی بنوا لیے تھے۔ لیکن ہانیہ کی مسلسل خاموشی اسے بہت کچھ سوچنے پے مجبور کر رہی تھی۔ اس لیے اس بار ابرش نے آہان سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ اسکا کیا ردعمل آتا ہے۔۔؟؟
اسی لیے آج وہ اس سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔
آنیہ ابھی تک یہیں تھی۔ نہ وہ میر کی کالز اٹینڈ کر رہی تھی۔ اور نہ ہی واپس جا رہی تھی۔ اسکی طبعیت بھی ان دنوں گری گری رہنے لگی تھی۔ وجہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ شاید۔۔۔ وہ ذہنی دباؤ کا شکار تھی۔

وہ جلد از جلد نور فاطمہ سے ملنا چاہتی تھی۔اسکے بعد ہی وہ یر سے بات کرنے والی تھی۔

لیکن اسکے لیے اسے انتظار کرنا پڑ رہا تھا۔جب تک آہان خود نہیں ملوا دیتا تھا۔ آنیہ نے ہانیہ سے بھی بات چیت بند کر دی تھی۔ہانیہ جانتی تھی۔وہ اس سے ناراض ہے۔اس لیے فی الحال اسے اسکے حال پے چھوڑ دیا۔

یہ لیں۔۔۔!فیصل نے ایک اسکیچ کھینچ کے نور کی جانب بڑھایا۔

نور نے خالی خالی نظروں سے اسے تھاما۔

اس میں نور کی تصویر تھی۔نور بس یک ٹک یکھے جا رہی تھی۔بنا کسی رد عمل کے۔فیصل اسے کافی وقت دے رہا تھا۔اور اس سے کافی حد تک اٹیچ ہو رہا تھا۔قلبی طور پے وہ نور سے قرب تر ہوتا جا رہا تھا۔اسکا یوں چپ چپ رہنا اسے اداس کر رہا تھا۔وہ اتنی نازک مزاج تھی۔اور بے انتہا خوبصورت۔کہ ہاتھ لگائے میلی ہوتی تھی۔جب جب فیصل کو اسکے ساتھ ہوئی

زیادتی یاد آتی۔ اسکا دل بہت سخت دکھتا۔ اس کا بس نہ چلتا کہ وہ ورق وہ لمحہ اسکی زندگی سے نوچ پھینکے۔

وہ جاننا چاہتا تھا۔ کہ یہ لڑکی مسکراتے ہوئے کیسی لگتی ہوگی۔۔؟؟ لیکن وہ تو بس چیزوں کو گھورتی رہتی۔ یا پھولوں کو پودوں کے ساتھ وقت گزارتی۔

یا زیادہ تر کمرے میں اندھیرا کیے بیٹھی رہتی۔

لیکن لب وہ سی چکی تھی۔ جب سے وہ وہاں تھی۔ ایک لفظ اس نے ادا نہ کیا تھا۔ اور فیصل ترس رہا تھا۔ کہ اسکی آواز ہی سن لے۔

وہ اندر جا چکی تھی۔ آہان کی کال پہ فیصل نے کال پک کی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ کوئی پریگریس ہوئی۔۔؟ وہی روز کا سوال۔

نہیں۔۔۔! وہ بس چپ نہیں توڑ رہی۔۔۔ شاید۔۔ کی اپنے کو دیکھے۔۔ تو ۔۔۔ کچھ رسپانس کرے۔۔؟؟ فیصل نے اپنی ت ئی یں مشورہ دیا۔

وہ فوجی ڈاکٹر تھا۔ نور اسکے انڈر ابزرویشن میں تھی۔ وہ اسکا علاج کر رہا تھا۔

جبکہ خود مریضِ عشق بن رہا تھا۔ جو کہ ایک لاعلاج مرض تھا۔

ہمممم۔۔۔۔ کرتے ہیں کچھ۔۔۔! کہتے آہان نے کال بند کر دی۔

جبکہ فیصل اندر کی جانب بڑھ گیا۔

صد شکر تھا۔ کہ وہ خود کو اب کوئی نقصان نہں پہنچاتی تھی۔ شروع کے دنوں میں تو وہ اپنے آپ کو نوچتی تھی۔ تکلیف پہنچاتی تھی۔ لیمن اب اس میں فرق آگیا تھا۔

وہی تہہ خانہ۔۔۔

وہی گند۔۔

وہی زنجیریں۔۔

وہی حالتِ زار۔۔

بس فرق صرف اتنا تھا۔ کہ پہلے یہاں نور فاطمہ تھی۔اب نور جہاں تھی۔
اسکی اپنی بیٹی۔

وہی نور جہاں جو اسکا غرور تھی۔اسکا مان تھی۔

آج وہ پاگلوں والی حرکتیں کر رہی تھی۔وہ چاہ کے بھی اپنی بیٹی کا علاج نہیں کروا پا رہا تھا۔ کیونکہ اسکے مرض کی تشخیص ہی نہیں ہو رہی تھی۔

وہ جب سے آئی تھی۔ تب سے ہی اسکے دماغ کو انہوں نے اپنی جگہ نہ پایا۔وہ کچھ سے کچھ کر رہی تھی۔اور ایک دن تو حد کر دی۔ سلطان کے سارے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔وہ تو باپ کو بھی مار دیتی۔اگر سلطان کے آدمی اسکا بچاؤ نہ کرتے۔

اس کے بعد سے سلطان نے نور جہاں کو رسیوں میں جکڑ دیا تھا۔

لیکن وہ اس سب پے اندر ہی اندر تڑپتا تھا۔وہ جو بھی چیز نظر آتی سامنے والے کو اٹھا کے مارتی۔یا خود کو مارنے لگتی۔

وہی سب کچھ تھا۔بس لڑکی بدل گئی تھی۔

منظر وہی تھا۔بس سزاوار بدل گیا تھا۔

سلطان وہاں سے اٹھا۔اور آنکھیں پونچھتا باہر نکلا۔

میں اپنی بیٹی کو ضرور ٹھیک کروں گا۔۔۔یہی تو میری اصل وارث ہے۔

سلطان دادا۔۔۔!ایک اہم خبر لایا ہوں۔ابتسام پیزادہ نے پنی ساری جائیداد اپنے بیٹے ایہان کے نام کر دی۔

اس کے خاص آدمی نے اسکے کان کے پاس آتے کہا۔

ناممکن۔۔۔!سلطان نے دانت پیسے۔ام۔۔غلط نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ لڑکا ہی حمزہ کا بیٹا ہے۔۔وہ اس ابتسام کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟سلطان کو یقین نہ آیا۔

لیکن یہی سچ ہے۔۔۔!اس آدمی نے اپنی بات پے زور دیا۔

یہ۔۔۔امیں گمراہ کرنے کی سازش ہے۔

تم۔۔ایک کام کرو۔۔جہاں بھی موقع ملے۔۔اس لڑکے کو ختم کر دو۔۔۔!

باقی ام خود دیکھ لے گا۔

سلطان ن مونچھوں کو تاؤ دیا۔

جو حکم سلطان دادا۔

وہ خاص آدمی وہاں سے چلا گیا۔

ام کو۔۔پاگل بناتا ہے۔۔اس لڑکے کو تو مار کے ہی دم لوں گا۔۔اپنے نجائی ز بیٹے کو نہیں چھوڑا ام نے۔۔ تو وہ کیا چیز ہے۔۔؟؟ سلطان نے نفرت اور حقارت سے سوچا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

جی !آپ نے بلایا۔۔؟؟آہان کو ابرش کا پیغام ملا تھا۔اور وہ حیران تھا۔کہ خود ابرش ماں نے یسے اسے بلا لیا۔

اندر آئی یں۔

ابرش نے اسے بیٹھنے کو کہا۔

آہان سر جھکائے وہیں بیٹھ گیا۔

اب تک جو بھی ہوا۔۔ سو ہوا۔۔ لیکن۔۔اب میں نے کچھ فیصلہ لیا ہے۔۔۔! ابرش نے اپنی بات شروع کی۔

آہان اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑانے لگا۔ کہ وہ کیا کہنے والی ہیں۔

آپ نے اور ابتسام نے مل کے۔۔۔ جو بھی کیا۔۔۔ میں اس می ں کہیں بی شامل نہیں۔۔۔ بلکہ۔۔۔ شاید میں ایک ثانوی حیثیت بھی رکھتی ہوں یا نہیں۔۔ یہ بھی نہیں پتہ۔۔۔۔ خیر۔۔۔! یہ ہمارا آپسی معاملہ ہے۔اس میں آپ کو کچھ بھی کہنے یا بولنے کا کوئی حق نہیں۔

اپنی کہتے وہ اسے پچھ بھی کہنے سے باز کر گ ئی تھی۔

وہ چپ چاپ سن رہا تھا۔

ایک سب سے بڑا سچ۔۔۔! کہ آپ نہ ہی میرے بیٹے ہیں۔نہ ابتسام کے۔۔۔! لیکن۔۔۔ ابتسام نے۔۔ اپنی وراثت کا حق دار صرف آپ کو ٹھہرایا۔ جبکہ آپ کا اس ورثت میں کوئی حق نہیں بنتا۔ کیونکہ۔۔ آپ کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔۔ اور عدالت میں مجھے یہ

ثابت کرنے کے لیے ۔۔ بالکل بھی کوئی وقت نہیں لگے گا۔۔۔

ایک سختی اور عزم بول رہا تھا۔اور آہان کتنے ضبط سے سن رہا تھا۔یہ بس وہی جانتا تھا۔

لے پالک کا جائی یداد یاوراثت میں کوئی حق نہیں ہوتا۔۔۔ شاید۔۔ ابتسام یہ بات بھول گ ئے ہیں۔

ابرش کا کہا گیا ایک ایک لفظ آہان کے دل پے لگ رہا تھا۔ہاتھوں کی انگیوں آپس میں جوڑے وہ کڑے ضبط کے مراحل سے گزر رہا تھا۔

لیکن۔۔۔ہانیہ نے جو غلطی کی۔۔اسکے بدا اسکی سزا منتخب کی۔ابتسام نے۔۔۔!جو مجھے نہ اس وقت قبول تھی۔نہ اب۔۔۔!ابرش کی اس بات پے آہان کے دل کی دھڑکن سست پڑی۔

اس لیے۔۔۔میں نے فیصلہ لیا ہے۔۔اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔!کہ آپ اور۔۔ہانیہ۔۔۔کا نکاح جو۔۔ہوا تھا۔۔۔وقت کی ضرورت تھا۔۔۔اب !اسے اینڈ ہو جانا چاہیے۔۔۔

آہان نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔

وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہنا چاہتا تھا۔ کہ ہنیہ یہ تعلق رکھنا چاہتی ہے وہ مجھ سے رشتہ نبھانا چاہتی ہے۔ابھی وہ کچھ کہتا کہ۔۔؟؟

میں نے خلع کے پیپرز بنوا لیے ہیں۔آپ اور ہانیہ دونوں کل ہی آفس آجائیے گا۔ ہانیہ سے میری بات ہو چکی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں۔

ابرش کی بات پے آہان کا مان ٹوٹا تھا۔آنکھیں نہیں روئی یں تھیں۔ اسکا دل رویا تھا۔

فوراً سے اٹھا۔

میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔؟؟ابرش بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

کل۔۔۔ کس وقت آنا ہے۔۔؟ نظریں جھکائے بس اتنا ہی پوچھ پایا۔

ابرش نے اسکے لہجے میں چھپا کرب واضح محسوس کیا۔

صبح گیارہ بجے تک۔۔دونوں آجائی یے گا۔ اور۔۔۔؟

ٹھیک ہے۔۔۔!آجاؤں گا۔۔۔! جہاں کہیں گیں۔۔۔ سائن بھی کر دوں گا۔

آخری الفاظ کہتے ایک کب بھری نظر ابرش پے ڈالی۔

ابرش کا دل پل بھر میں پسیجا۔ لیکن خاموش رہی۔

امید کرتی ہوں۔یہ بات ہم تک ہی رہے گی۔

ابرش نے ایک نظر اسکے چہرہ کو ٹٹوالا۔

نظریں جھکائے وہ آخری ضرب بھی برداشت کر گیا تھا۔

آہان کے جانے کے بعد وہ گہرا سانس خارج کرتی وہی بیٹھ گ ئی۔

کیا۔۔؟؟میں۔۔ صحیح کر رہی ہوں۔۔۔؟؟؟ کہیں۔۔دونوں ایک دوسرے سے۔۔۔؟؟ابرش سوچ میں ڈوب گ ئی۔

آنیہ پک اپ دا فون۔۔۔! میر ہادی نے آج بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جواب ندارد۔

ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو۔۔ ایسا ہی سہی۔۔۔

رہیں آپ اپنے گھر۔۔۔! میر ہافی کو بہت غصہ تھا۔

وہیں دوسری طرف ہانیہ نے اس سے رابطہ کرنے سے منع کیا تھا فی الحال۔

بس وہ یہی جان سکا کہ۔ نور زندہ ہے۔۔ لیکن اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اڑ کے بہن تک پہنچ جائے۔

فیروز۔۔۔؟؟ کال پے اپنے آدمی کو فون کیا۔

آیہن کا پیچھا کرو۔۔۔ مجھے شک ہے۔۔۔ کہ وہ ضرور جانتا ہے۔۔ میری بہن کہاں ہے۔۔۔! فیروز سے اسکی کوئی بھی بات چھپی نہ تھی۔

اس لیے اسے آرڈر دیتا وہ آنیہ کے تعلق سوچنے لگا۔ اسکا یوں چپ ہو جانا۔۔۔؟ میر کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔

ایک سب سے بڑا سچ ۔۔۔! کہ آپ نہ ہی میرے بیٹے ہیں۔نہ ابتسام کے ۔۔۔! لیکن ۔۔۔ابتسام نے ۔۔اپنی وراثت کا حق دار صرف آپ کو ٹھہرایا۔جبکہ آپ کا اس وراثت میں کوئی حق نہیں بنتا۔ کیونکہ ۔۔ آپ کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔۔ اور عدالت میں مجھے یہ ثابت کرنے کے لیے ۔۔ بالکل بھی کوئی وقت نہیں لگے گا۔۔۔

ایسا لگا کسی نے زور کا تھپڑ اسے رسید کیا ہو۔

لے پالک کا جائیداد یا وراثت میں کوئی حق نہیں ہوتا۔۔۔

شاید۔۔ ابتسام یہ بات بھول گئے ہیں۔

ایک اور تھپڑ۔۔ !

آہان نے لب بھینچے۔اور کل کے بارے میں سوچنے لگا

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘
ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہانیہ۔۔۔! آہان کے پکارنے پے وہ اسکی جانب مڑی۔

جو آج بہت خوش تھی۔ آج وہ نور فاطمہ سے ملنے جا رہی تھی۔ فائی نلی اس شرط پے آہان اسے ملوانے لے جا رہا تھا۔ کہ وہ یہ بات راز رکھے گی۔ جب کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ یہ اسے نہ بتا سکا۔ وہ جانتا تھا۔ وہ نور سے بہت پیار کرتی ہے۔ اور یہ سچ۔۔۔ اسے تکلیف پہنچائے گا۔

ہمم۔۔۔؟؟ وہ ڈرائی یو کرتے آہان کی جانب مڑی۔ جبکہ چہرہ ہشش بشاش تھا۔

کیا۔۔ تم مجھ سے الگ ہونا چاہتی ہو۔۔؟ ہمارا رشتہ ختم کر دینا چاہتی ہو۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔؟؟ چپ کیوں ہو۔۔؟ وہ جو مسلسل اسکے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے خیالوں میں گم دیکھ چونکا یا۔

میں نے خلع کے پیپرز بنوا لیے ہیں۔ آپ اور ہانیہ دونوں کل ہی آفس آجائیے گا۔ ہانیہ سے میری بات ہو چکی ہے۔ اسے کوئی اعتراض نہیں۔

نہیں۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔! ابرش کی بات یاد کرتے وہ گہرا سانس خارج کر گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ مطلوبہ جگہ پہنچ گئے۔ جبکہ فیروز بھی انکا پیچھا کرتا وہاں پہنچ چکا تھا۔ اور موبائل پے میر ہادی کو بھی اطلاع دے چکا تھا۔

وہ اسی وقت آفس سے نکلا۔ اسکا دل بہت زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا۔ کہ بس کچھ قدم دور ہے اسکی بہن۔

بہت پرجوش انداز میں وہ گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔ بنا کسی سیکیورٹی کے۔ لیکن آزمائش بھی باقی تھی۔

ابھی وہ آدھے راستے پہنچا۔ کہ اد کا راستہ روک لیا گیا۔

شاہان اور اسکے ساتھ اسکا بیٹا تھا۔اور ساتھ تین غنڈے۔

میر باہر نکلا۔کہ بنا اسے سوچنے سمجھنے کا موقع دی ئی ے۔ شاہان کے آدمی نے پیچھے سے اسکے سر پے بھاری وار کیا۔

میر کو اپنا سر گھومتا ہوا دکھائی دیا۔

سر پے ہاتھ رکھے بہتے خون کو دیکھا وہ مڑا تھا۔

کہ شاہان کے ایک اور آدمی نے اسکی کمر پے وار کیا۔اور وہ زمین پے جا گرا۔

اسکے منہ سے خون کی بوندیں گریں تھیں۔

جبکہ بے ہوش ہونے سے پہلے اسکی نظروں کے سامنے نور کا چہرہ تھا۔

بس۔۔۔بہت ہے اتنا۔۔۔! اسکی یہ حالت دیکھ اب ابرش کو خود احساس ہو گا۔کہ اس نے مجھے کتنا ہلکے میں لیا تھا۔اب اسے پتہ چلے گا شاہان کیا کر سکتا ہے۔

باپ بیٹا ہنستے ہوئے اپنے آدمیوں کے ہمراہ وہاں سے نکل گ ئے۔

میر ہادی۔ جو مارشل آرٹس جانتا تھا۔ ہانیہ کو ٹریننگ دے چکا تھا۔ ہانیہ کے ساتھ مل کے۔اس نے کتنے مجرموں کو سزا دلوائی تھی۔ جو دس پے بھاری تھا۔

آج وہ۔۔چند غنڈوں سے بنا لڑے ہی ہار گیا تھا۔

شاید۔۔وہ خود سے ہار گیا تھا۔وہ جیتنا ہی نہیں چاہتا تھا۔وہ اپنے اندر کے میر سے ہار گیا تھا۔

یونہی لیٹے لیٹے آنیہ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ لیکن برا سا خواب دیکھا۔ تو جھٹ سے اٹھ گئی۔

یا اللہ خیر۔۔۔۔! سب ٹھیک ہوں۔

دل پے ہاتھ رکھے وہ باہر آئی تھی۔

اچانک سے اسکا دھیان میر کی جانب چلا گیا۔

دو دن سے اسکی کال بھی نہیں آئی تھی۔ نہ ہی کوئی میسج۔ جبکہ کشش سے روزانہ ہی بات ہوجاتی تھی۔ اور انہی کی زبانی میر کے بارے میں بھی پتہ چل جاتا تھا۔

لیکن نجانے کیوں آج اسکا دل بہت بے چین ہوا تھا۔ میر کی بے تحاشا یاد آنے لگی تھی۔

دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے اسنے میر کو کال کر ہی دی۔

کال جا رہی تھی۔ لیکن کوئی رسپانس ہی نہیں ملا۔ ایک دو بار تین بار۔۔ لیکن بے سدھ۔

یہ۔۔ایسا کبھی نہیں کرتے۔ تو آج۔۔؟؟

وہ پریشان ہوئی۔

میر۔۔۔؟۔ کیا واقعی۔۔ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔؟؟ آنیہ کو اپنی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی۔

کہ اسی لمحے میر کے نمبر سے کال آتی دیکھ اسکے چہرے پے مسکان سج گ ئی۔

ہیلو۔۔۔؟؟ بہت خوشی سے بولی تھی۔ لیکن آگے کسی انجان شخص کی آواز سنتی وہ چونکی تھی۔اور جو اس نے کہا۔اس بات نے تو اسکے پیروں تلے سے زمین نکال دی۔اسے اپنے دل بند ہوتا محسوس ہوا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

! وہ رہی تمہاری دوست۔۔۔! جاؤ۔۔۔ اور مل۔لو اس سے۔۔۔

آہان نے دور سے ہی گارڈن کیجانب اشارہ کیا۔ جہاں یک لڑکی پھولوں کے پاس رخ پھیرے کھڑی تھی۔

ہانیہ دھڑلتے دل کے ساتھ اس جانب قدم بڑھائے۔
پاس جاتے وہ ٹھٹھکی تھی۔

نوری۔۔۔؟دھیمی آواز میں پکارا۔وہ جو محویت سے پھولوں ک بناوٹ دیکھ رہی تھی۔ایک دم سے پلکیں اٹھائی یں۔

!نوری۔۔۔۔؟؟بس کر جاؤ۔۔ یہ۔۔ حیدر نامہ بند کر دو اب۔۔۔

نور کو پنے ارد گرد بازگشت سنائی دی۔

نوری۔۔۔؟؟میری طرف دیکھو۔ہانیہ نے اب کی بار قدرے اونی آواز میں کہا۔

نور کا دل بہت سخت دھڑکا۔

نوری۔۔۔ایک تم۔۔اور ایک تمہاری محبت۔۔۔؟؟حد ہی ہے۔

نور کی آنکھوں کے سامنے حیدر کا چہرہ لہرایا تھا۔

اور ایک لمحے کی دیری کیے بنا اندر بھاگ گ ئی۔ جبکہ ایک بار بھی پلٹ کے نہ دیکھا ۔

اسے۔۔۔اسے کیا ہوا۔۔؟؟اس نے۔۔اس نے مجھے یکھا بھی نہیں۔۔۔!

ہانیہ کو حیرت ہوئی۔ بلکہ شدید جھٹکا لگا۔

وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے۔۔۔! ایک سال۔۔۔ سلطان جیسے گینگسٹر کی قید میں رہتے۔۔وہ جس ازیت سے دوچار ہوئی ہے۔ یہ صرف وہی جانتی ہے۔ وہ اپنا ماضی میں ہی رہ رہی ہے ابھی۔

آہان نے اسکے پاس آتے اسکے بہتے نسوؤں کو دیکھتے نرمی سے کہا۔

جبکہ وہ بھی تک شاک میں تھی۔

وہ۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گی ناں۔۔؟؟ بہت امید سے پوچھا۔

ہم سب مل کے کوشش کریں گے تو ضرور ہو جائے گی۔۔۔

اور تمہیں یہاں لانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ۔۔۔؟

ابھی آگے بات کرتا کہ کال پے وہ رکا۔

دوسری طرف شان تھا۔

آپ کو ہیڈ کوارٹر بلوایا ہے۔یو ایس بی لے کے۔

شان نے فوراً اطلاع دی۔

ٹھیک ہے۔ آہان ہانیہ کو لیے وہاں سے نکلا۔

مجھے یہیں چھوڑ جاؤ۔۔ میں نور کے ساتھ۔۔؟؟

ہانیہ کا دل نہ چاہا نور کو چھوڑ کے جانے کا۔

ہم دوبارہ آئیں گے۔ ہانیہ۔۔۔ ابھی جانا ضروری ہے۔

آہان نے اسکی بات کاٹی اور اسے لیے گاڑی کی جانب بڑھا۔

اپنی گاڑی سے یو ایس بی نکالی۔ اور اسے اپنے لیپ ٹاپ کے ساتھ اٹیچ کیا۔

سارا ڈیٹا جی میل کے ذریعے اس نے تمام ڈیٹا اپنی آئی ڈی پے ٹرانسفر کرتا گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔ ابھی وہ آدھے راستے میں پہنچا تھا۔ کہ اسے گاڑی روکنا پڑی۔ اسکی گاڑی کے سامنے ٹہنیاں اور جھاڑیاں پڑی تھیں جس نے رکاوٹ کھڑی کی تھی۔ رکاوٹ ہٹاتا۔ وہ واپس گاڑی کی جانب آیا۔

جبکہ بم کی ٹک ٹک اسکی گاڑی کی سپیڈ کے ساتھ جڑ چکی تھی۔اور اس بات سے وہ دونوں قطعی لاعلم تھے۔

گاڑی آہیستہ چلاؤ۔ ہانیہ نے ٹوکا۔

موبائل پے آتی کال پے آہان نے بلیوٹوتھ آن کیا۔

کیاہوا۔۔؟؟آہان نے گاڑی ڈرائیو کرتے تیزی سے پوچھا۔

سر۔۔۔!گاڑی کی بریکس کے ساتھ بم۔۔اٹیچ ہے۔سپیڈ ایک ہی رکھیں۔ ورنہ بلاسٹ ہو جائے گا۔

شان کی آواز پے آہان کو لگا وہ شاید سننے میں غلطی کر گیا ہے۔لیکن یہ سچ تھا۔ وہ بری طرح ڈسٹرب ہوا تھا۔اور بری طرح پھسا تھا۔

سر۔۔۔!میری انسٹرکشنز کو فالو کریں۔ٹیم آپ کے پیچھے پہنچنے والی ہے لیکن۔۔پرابلم یہ ہے کہ سلطان کے آدمی بھی آپ کے پیچھے ہیں۔

شان کی آواز پے وہ زرا چوکنا ہوا۔

ہممم۔۔۔ صحیح۔آہان بس اتنا ہی کہہ پایا۔

وہ شان کی بتائی ہوئی انسٹرکشنز پے گاڑی پہاڑی علاقہ کی طرف موڑ گیا۔

تا کہ بم پھٹنے سے انسانی نقصان نہ ہو۔

آہان۔۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔؟؟ ہانیہ کو کچھ گڑبڑ لگی۔

ہانیہ۔۔لسن۔۔۔!اب وقت آگیا ہے۔۔کہ مجھے۔۔سپائی گرل کی ضرورت ہے۔

آہان نے تمہید باندھی۔

میں کچھ سمجھی نہیں۔ہانیہ کا دل دھڑکا۔

گاڑی میں بم ہے۔جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔

واٹ۔۔۔؟؟ہانیہ چلائی تھی۔

ہانیہ۔۔۔!پوری بات سنو۔۔۔!تم گاڑی سے کود رہی ہو۔ سمجھی۔

پہاڑی علاقہ پے آہان کو گاڑی چلانے میں دشواری ہو رہی تھی۔

نو۔۔۔نیور۔۔۔!ہانیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

ہانیہ سوچنے سمجھنے کا وقت نہیں۔

یہ یو ایس بی۔ڈیڈ تک پہنچانی ہے۔ہر حال میں۔

ایک یو ایس بی اسکی جانب بڑھائی۔

جسے ہانیہ نے لرزتے ہاتھوں سے تھام لیا۔اور نم آنکھوں سے آہان کو گاڑی کو بمشکل سنبھالتے دیکھا۔

ہانی۔۔۔!اس یو ایس بی کی حفاظت کرنا۔۔اس میں ملک دشمنوں کے تمام راز ہیں۔جو ڈیڈ تک پہنچنا بہت ضروری ہے۔تم۔۔۔ سمجھ رہی ہو ناں۔۔ میری بات۔۔!اسکیجانب ایک نظر دیکھا۔

چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ یہ کسی حال میں دشمنوں کے ہاتھ نہیں لگنی چاہیے۔

آہان نے دھیمے لہجے میں سمجھایا۔

!ہانیہ جیسے کہوں گا کود جانا۔۔۔

نہیں۔۔۔ تمہیں چھوڑ کے نہیں کودوں گی۔ہانیہ نے صاف نہ کیا۔

میری فکر مت کرو۔۔ہانیہ۔۔۔!اس وقت اس ملک کی خاطر جان بھی چلی جائے تو پرواہ نہیں۔ اور جو تمہیں زمہ داری دی ہے اسے پورا کرنا۔

تم سلطان کے آدمی سے بچ کے رہنا۔اور ہماری ٹیم بھی بس پہنچنے والی ہے۔

!یہ۔۔۔۔

آہان نے بلیوٹوتھ اپنے کان سے نکال کے اسکے کان میں لگایا۔وہ رودی تھی۔

اس سے تم ٹیم سے رابطہ رکھو گی۔

ہانیہ سپیڈ۔۔کم ہو رہی ہے۔۔ تمہیں کودنا ہو گا۔

آہان نے اسے ہوش دلایا۔

آہان۔۔۔! تمہیں چھوڑ کے نہیں جانا۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو۔۔؟؟

اچھا ہے نا۔۔جان چھوٹ جائے گی تمہاری۔۔۔

ایک تمسخر تھا لہجے میں۔ہانیہ نے آنسو صاف کرتے رخ پھیرا۔

! چلو۔۔۔وقت آگیا ہے۔۔ بچھڑنے کا۔۔۔

آہان نے اسکیجانب کا دروازہ کھولا۔جو کسی چیز سے زور سے ٹکرایا۔اور ٹوٹ گیا۔

ہانیہ آہان کے ساتھ جڑ کے بیٹھی تھی۔

ہانیہ۔۔۔جمپ۔۔۔! آہان نے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔

ہاں۔۔۔! وہ اسکے کان میں دھیمے سے بولی تھی۔کہ آہان ایک لمحے کو ساکن ہوا تھا۔

مجھے۔۔تم واپس چاہیے۔۔۔! ہر حال میں۔۔۔! میں انتظار کروں گی۔

کہتے ہی اسکے گال کو چوما تھا۔ اس نے۔ اور بنا اسکی جانب دیکھے جمپ لگائی تھی۔ جہاں وہ گری تھی۔ وہاں گھاس تھی۔ وہ لڑھکتی ہوئی دور جا گری تھی۔ لیکن اسے کم ہی چوٹیں لگیں تھیں۔

دوسری طرف ہانیہ کی بات پے وہ اپنے دل میں دھڑکن کا انتشار محسوس کر رہا تھا۔

گاڑی پہاڑی کے اوپر تھی۔ اور ایک دم سے پہاڑی سے نیچے گرتی دکھائی دی ہانیہ نے منہ پے ہاتھ رکھتے اپنی چینخ کا گلا گھونٹا۔

گاڑی بم دھماکے سے اڑی تھی۔ ہر طرف دھواں اور آگ پھیل گ ئی تھی۔

اس طرح عاشقی کا اثر چھوڑ جاؤ ں گا۔۔۔

تیرے چہرے پے اپنی نظر چھوڑ جاؤ ں گا۔۔۔

جاری ہے۔#میرا_حقِ_وراثت (سیزن ۲ حق مہر)

منتہا_چوہان#

قسط_نمبر#38

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ابتسام جو مسلسل آہان سے رابطہ کرنے کی کوشش میں تھا۔

چوٹوں اوت زخموں سے لیس وہ اندر داخل ہوئی تھی۔کسی نے اسکا راستہ نہ روکا تھا۔ وہ فوجی جوانوں کے ساتھ آئی تھی۔اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔

وہ کتنی تکلیف میں تھی۔ابتسام اچھی طرح سمجھتا تھا۔

اسے صحیح سلامت دیکھ اتسام نے شکر کا۔اناس لیا۔

ہانیہنے یوایس بی ابتسام کی جانب بڑھائی ۔

اسکے ہاتھ کلائی یاں سب زخمی تھے۔

ابتسام نے آگے بڑھ کے اسے گلے سے لگایا۔

وہ تو باپ کے سینے سے لگ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

ڈیڈ۔۔۔؟ہان۔۔۔۔۔؟؟؟

ہانیہ سے بولا نہ جا رہا تھا۔

میرا بچہ بریو ہے ناں۔۔۔؟؟انہوں نے اسکے سر کا بوسہ لیا۔ہانیہ نے ہچکی سی لی تھی۔

اللہ پہ بھروسہ رکھو۔وہ سب ٹھیک کر دے گا۔

ابتسام اسے لیے ایک طرف چلا گیا۔اور یو ایس بی ہیڈ کوارٹر کرنل کے حوالے کر دی۔جب تک ابتسام اندر رہا۔ہانیہ وہیں باہر ایک روم میں انتظار کرتی رہی۔اسکی ڈاکٹر نے ٹریٹمنٹ کر دی تھی۔لیکن بار بار دل آہان کے لیے تڑپ رہا تھا.

وہ کس حال میں ہو گا۔۔؟؟وہ کار پہاڑی سے گرتے ایک ب م دھ م اکے سے اڑی تھی۔اور دیکھ کے لگتا نہیں تھا۔کہ اس میں موجود انسان بچ پایا ہو گا یا نہیں۔۔؟

سلطان کے آدمی بھی وہاں اس۔ل۔ح ہ کے ساتھ پہنچے تھے۔لیکن جب انہیں کچھ نہ ملا۔تو وہاں سے نکلتے چلے گ ئے۔

ہانیہ بمشکل ان سے نظر بچا کے آہقن کی ٹیم سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوئی ۔ اور وہ اسے لیے ابتسام کے پاس ہیڈ کوارٹر پہنچے۔

چلو۔۔بیٹا۔۔۔!آپ کو گھر چھوڑ دوں۔پھر مجھے بہت اہم کام کرنا ہے۔

ابتسام نے باہر آتے کھوئی ہوئی ہنیہ سے کہا۔

ڈیڈ۔۔۔؟؟آپ۔۔کہاں جارہے ہیں۔۔؟؟مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے۔سلطان کو میں اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتاروں گی۔

ہانیہ ایک عزم سے اٹھی تھی۔

بیٹا۔۔!آپ نے اب تک جو کیا وہی بہت ہے۔آپ نے سب سے اہم کام کیا ہے۔۔۔یو ایس بی۔۔کو ہمتک صحیح سلامت پہنچا کے۔آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

اب۔۔۔آپ کو گھر جانا چاہیے۔۔آپ کی مما آپ کیا راہ یکھ رہی ہوں گی۔

ابتسام نے سمجھانا چاہا۔

ڈیڈ۔۔۔! اگر آہان کھڑا ہوتا میری جگہ۔۔؟؟ تو کیا۔۔۔آپ تب بھی یہی کہتے۔۔؟؟ آنسو پونچھتی وہ دکھ سے بولی۔ابتسام ایک دم چپ سا ہو گیا۔ آہان میں تو انکی جان تھی۔اور وہ جانتے تھے۔کہ وہ ایس سپاہی ہے۔۔جو ملک دشمن کو مارنے سے پہلے نہیں مر سکتا۔

انکا دل کہہ رہا تھا۔کہ آہان زندہ ہو گا۔بس وہ دعا کر رہے تھے۔وہ صحیح سلامت ہو۔

بیٹا۔۔! آپ۔۔۔؟؟

پلیز۔۔ڈیڈ۔۔لاسٹ ٹائم۔۔۔ اجازت دے دیں۔اسکے بعد کبھی کچھ بھی آپ کی اجازت کے بنا نہیں کروں گی۔

ہانیہ نے باپ کے ہاتھ تھامے۔

ابتسام نے گہرا سانس خارج کیا۔

ٹھیک ہے۔۔۔مجھے سپائی گرل اپنی پوزیشن میں چاہیے۔

ابتسام نے اسے اجازت دیتے ساتھ ہی اس کے لیے سپائی گرل کا خطاب تازہ کیا تو وہ حیران ہوتی باپ کو دیکھنے لگی۔

مطلب۔۔اسکے ڈیڈ سے کوئی بھی بات چھپی نہ تھی۔

یس باس۔۔۔! ہانیہ نے سلوٹ کرتے ایک عزم سے کہا

ایک ایسا عزم جس میں سلطان کو موت کے گھاٹ اتارنا تھا۔

آج رات انہوں نے سلطان کے اڈے پے اٹیک کرنا تھا۔اور وہ یہ سب بہت رازداری سے کر رہے تھے۔

★★★★★★★★★

ہاسپٹلمیں وہ اندھادھند بھاگتی پہنچی تھی۔

کس کس سے وہ ٹکرائی وہ نہیں جانتی تھی۔ لیکن بس اسے میر ہادی چاہیے تھا۔

وہ۔۔وہ کہاں ہیں۔۔؟؟ سامنے ارتسام کو دیکھ وہ ہوش وحواس کھوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

ڈونٹ وری۔۔۔!ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔آئی سی یو میں ہیں۔

ارتسم نے اسے پاس ہی چی ئی ر پے بٹھایا۔

وہ ٹھیک ہیں۔ناں۔۔۔؟ڈوبتے دل سے پوچھا۔

ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ یہ پانی پیو۔۔۔! ارتسام کو اسکی حالت ٹھیک نہ لگی۔

ٹھیک ہو جائے گا۔۔؟؟ بتائیں ناں۔۔ چاچو۔۔؟؟وہ کیسے ہے۔۔؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔؟ وہ باقاعدہ رو دی تھی۔

کچھ نہیں ہو گا پاگل۔۔۔!سخت جان ہے وہ۔۔۔۔!اور فولادی جسم۔۔۔!

وہ ری کور کر لے گا۔ڈکاٹر ہاشم دیکھ رہے ہیں۔

اپنے آپ کو دیکھو۔۔۔!اس وقت مجھے تم صحیح نہیں لگ رہی۔

ارتسام نے ہر ممکن طریقے سے اسے نارمل رکھنا چاہا۔جبکہ میر ہادی کے دماغ پے گہری چوٹ لگی تھی۔اور وہ ہوش میں ہی نہیں آ رہا تھا۔

یہ بات وہ جانتے تھے۔ لیکن آنیہ کو نہیں بت سکتے تھے۔ میر یامین بھیوہاں موجود تھے۔ وہ آنیہ کے پاس آئے۔

آپ یہیں رکیں۔ میں آتا ہوں۔ ارتسام وہاں سے اٹھتا آئی سی یو کی جنب برڑھ گیا۔

کچھ نہیں ہو گا۔ ہمارے ہادی کو۔۔۔!! وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ میر یامین نے اسکے سر پے شفقت کا ہاتھ رکھا۔

وہ۔۔ ٹھیک ہو جائی یں گے ناں۔۔ بابا۔۔؟؟ آنیہ نے بامید سے پوچھا۔

ان شاءاللہ. میر یامین نے دل سے کہا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

صبح سے شام ہو گ ئی تھی۔ نہ ہانیہ کا پتہ چل رہا تھا۔ نہ آہان کا۔۔۔ کسیکا نمب بھینہیں لگ رہا تھا۔ اوپ سے ابتسام نے بھی گھر آنا چھوڑ دیا تھا۔

ایسے میں ابرش بہت پریشان تھی۔اسے کچھ صحیح نہیں لگ رہا تھا۔ایک دل کیا۔ابتسام سے پوچھے۔لیکن۔۔ہائے رے انا۔۔۔! وہ اپنی سوچ کی نفی کر گ ئی۔

لیکن۔۔کب تک۔۔؟ سارا وقت سوچ سوچ کے پریشان ہوتی رہی۔کہ عروش نے آ کے اسے میر ہادی کے ایکسیڈینٹ کا بتایا۔

ابرش بنا ایک پل کی دیری کیے بنا ہاسپٹل کا رخ کیا عروش بھی اسکے ساتھ ہو لی۔ہاپسٹل پہنچتے ہی آنیہ سامنے نظر آ گ ئی۔

مما۔۔۔! آنیہ نے ماں کو دیکھا۔تو رکے ہوئے آنسو پھر سے بہہ نکلے تھے۔

ماں کے سینے سے لگی وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

فکر نہیں کرو آنا۔۔۔۔! سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کہاں ہے۔۔ میر ہادی۔۔۔؟ اسے تسلی دیتی وہ میر یامین سے دیکھ سوال کر گ ئی۔

!آئی سی یو میں۔۔۔! آپ آنیہ کے پاس رکیں۔ پلیز۔۔۔
میر یامین ابرش سے کہتا وہاں سے چلا گیا۔
ابرش نے اسے واپس بٹھایا۔
مما۔۔۔وہ۔۔۔ٹھیک۔۔؟؟؟ رونے کے سبب وہ بول نہ پا رہی تھی۔
پہلے رونا بند کرو۔۔آنا۔۔۔! میری بیٹیاں کمزور نہیں۔۔ سمجھیں آپ۔۔۔! ابرش نے دل بڑا کرتے آنیہ کو حوصلہ دیا۔اور اسکے آنسو پونچھے۔
عروش وہاں سے ارتسام کے آفس کی جانب بڑھی۔
اللہ پے بھروسہ رکھو۔اور دعا مانگو۔۔وہ سب مشکلوں کو حل کرنے والا ہے۔۔سب آسانیاں وہی پیدا کرنے والا ہے بس میرا بچہ۔۔ صبر سے کام لو۔
آنیہ کو روتے روتے ہلکان ہوتے دیکھ ابرش کا دل بری طرح دکھ رہا تھا۔
جبکہ ڈاکٹرز ابھی تک کچھ بھی نہیں کہہ رہے تھے۔

رات کے سناٹے میں پچیس جوانوں کا دستہ ابتسام کی سرپرستی میں سلطان کے اڈے کی طرف موو کر رہا تھا۔آج سلطان کی سانسیں بند کرنے کا دن تھا۔سپائی گرل اپنا راستہ خود بناتی ان سب کے ساتھ ساتھ ہی تھی۔ بلیو ٹوتھ کے زریعے اسکا رابطہ ابتسام سے تھا۔

وہ سلطان کے اڈے کے قریب پہنچ چکے تھے۔

گناہوں کی دنیا کا بادشاہ۔۔۔۔۔! آج انتقام اور تیرا اختتام ایک ساتھ۔ان شاءاللہ

ابتسام نے دل ہی دل میں کہا۔اور تمام جوانوں کو پھیل جانے کا اشارہ کیا۔ اور آگے بڑھنے کا اشارہ کرتے خود بھی پیش قدمی کرنے لگا۔

ایک ایک کر کے سلطان کے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع ہک دیا گیا تھا۔جو وہاں ڈیوٹی پے تھے۔ایک ایک کرنے سب کو موت کی نیند سلا رہے تھے۔فوجی جوان۔

سر۔۔۔!آگے سرنگ کی طرف موو کریں۔۔۔۔؟

اربازنے سوال کیا۔ابتسام کاشان سے بھی مسلسل رابطہ تھا۔

پہلے نورجہاں کو حراست میں لینا ہے۔تاکہ سلطان کوئی چالاکی کرے تو اسے منہ توڑ جواب دیا جا سکے۔

اور پھر شان کی مدد سے وہ نورجہاں تک پہنچ ہی گ ئے۔

اور اسے اپنی حراست میں لے لیا۔

لیکن۔۔سلطان کے ایک آدمی نے انہں دیکھ لیااس نے فائی رنگ شروع کر دی۔ جس سے سلطان اپنے آدمیوں سمیت الرٹ ہوا تھا۔

دونوں طرف سے فائی رنگ کا تبادلہ ہوا۔

اور جب سلطان کوابتسام کی گن سے نکلی گولی لگی تو وہ بازو پکڑ تاتڑپ کے پیچھے ہوا۔

ابتسام نے ان کافم ٹوٹتادیکھا تھا۔مائی یکلیتے انکو للکارا۔

سلطان۔۔۔!اگر زندہ بچنا چاہتے ہو۔۔تو۔۔خود کو ہمارے حوالے کر دو۔۔!ورنہ آج تمہاری موت یقینی ہے۔

ابتسام کی آواز وہاں گونجی تو سلطان نے اپنی طاقت کا اندازہ لگایا۔

منہ سے تھوک پھینکا تو س میں خون شامل تھا۔

کہاں غلطی کر گیا۔۔۔ام۔۔۔؟؟جو یہ پہنچ گ ئے ام تک۔۔؟؟

کس نے دھوکا دے دیا۔۔؟؟سلطان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اپنی گن پے گرفت مضبوط کی۔

سلطان۔۔!خود کو ہمارے حوالے کر دو۔۔تو۔۔ہی بہتر ہے۔۔ونہ۔۔یہ جان لو۔۔آج تمہارا آخری دن ہے۔

وہ جانتا تھا۔اسکے کافی سارے آدمی مر چکے تھے۔

اور یہ ایجنسی کے بندے اسے کہاں سے کہاں پہنچادیں۔کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

اس لیے سلطان نے لڑ کے مر جانا زیادہ مناسب سمجھا۔

اس لیے گن پے اپنی گرفت مضبوط کرتا وہ اندھادھند فائی رنگ کرتا چلا گیا ۔لیکن ابتسام یا کسی اور نے فائی رنگ نہ کی۔ انکا ارادہ اسے زندہ پکڑنا تھا۔ اور عبرت کا نشان بنانا تھا۔

سپائی گرل چھپ کے تاک لگائے بیٹھی تھی۔ وہ بس موقع کی تلاش میں تھی۔ جبکہ زخمی ہونے کے باجود سلطان کے ک ئی آدمیوں کو اس نے مار گرایا تھا۔

سلطان کے گن میں گولیاں اینڈ ہو گ ئی یں۔

!اوہ۔۔۔عاشق۔۔ گن پھینک۔

سلطان نے فبک کے بیٹھے عاشق سے کہا۔جبکہ سلطان بالکل سمنے کھڑا تھا جیسے مرنا ہی آج اکا مقدر ہے۔اور وہ مقدر سے لڑنا بھی نہیں چاہ رہا تھا۔

عاشق نے کچھ دیر سوچا۔او پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی گن سلطان کی طرف اچھالی۔جو سلطان کے ہاتھ کی بجائے زمین پے جا گری۔ لطان نے

آگے بڑھ کے اٹھانا چاہا۔ کہ ایک گولی نے اسکے ہاتھ پے اپنا نشان چھوڑا۔ وہ تڑپ ہی گیا۔

زور زور سے چلایا۔ وہ بیچوں بیچ بیٹھا درد سے کراہ رہا تھا۔

سامنے پڑی گن وہ اٹھا نہیں پا رہا تھا۔

بے بسی ہی بے بسی تھی۔

تڑپتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اٹھانی چاہی۔ کہ ایم اور فائر ہوا۔ جو اسکے دوسرے ہاتھ کی پشت پے پنا نشان چھاپ گیا۔

اب وہ دونوں ہاتھوں سے ہی معزور ہوتا وہیں گر گیا۔

ابتسام اس کے سامنے آیا۔ ہوا کا تیز جھونکا ابتسام کو چھو کے گزرتا سلطان پے دہشت طاری

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

اسطرح عاشقی کا اثر چھوڑ جاؤں گا۔۔۔

تیرے چہرے پے اپنی نظر چھوڑ جاؤں گا

گلفام۔۔۔میرا بچہ۔۔۔؟؟دیکھیں۔۔یہ آپ کے بابا۔۔۔! بولیں۔۔

بابا۔۔؟؟

آنیہ کا روز کا معمول تھا۔وہ میر گلفام کو صبح صبح ہی تیار کر کے ہاسپٹل لے آتی تھی۔اور بہت سارا وقت میر ہادی کے ساتھ گزارتی تھی۔وہ چھ ماہ کا ننھا سا گلفام اسکی کلکاریاں آنیہ کو جینے کا حوصلہ دیتی تھیں۔اکثر اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری رہتی تھیں۔ وہ ہر روز ایک نئی امید کے ساتھ میر ہادی کے بے ہوش وجود کو دیکھنے اس سے باتیں کرنے آجاتی تھی وہ بے سدھ و حرکت پڑا تھا۔لیکن آنیہ جانتی تھی۔وہ سن رہا ہے۔۔وہ محسوس کر رہا ہے۔۔اور ایک دن آنکھیں بھی کھولے گا۔

کچھ ہی دیر میں کشش اور نوت بھی ہاسپٹل پہنچ گئے تھے۔

نو بہت حد تک خو کو سنبھال چکی تھی۔اپنی جان سے عزیز بھائی کو دیکھ وہ بھی کڑھتی اور روتی تھی۔ لیکن آنیہ کو حوصلہ و ہمت دیتی رہتی

تھی۔ آنیہ اس چھوٹی سی لڑکی کے اندر اتنا حوصلہ دیکھ خود بھی حوصلہ رکھے ہوئے تھی۔

اس بیچار نے اتنے دکھ دیکھے تھے۔اس کے باجود وہ ہمت نہیں ہاری تھی رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئی تھی۔ اور خوش رہنے کی ہر ممکن کوشش کرتی۔تو آنیہ کیوں ناشکری کرتی۔۔؟؟اللہ نے اسے اتنا پیارا بیٹا دیا۔وہ جتنا اللہ کی اس نعمت کا شکرادا کرتی کم تھا۔

بھابھی۔۔۔یہ دیکھیں تو۔۔۔اسے ڈمپل پڑتا ہے۔میری طرح۔۔۔!جب یہ مسکراتا ہے۔میں نے تو آج دیکھا۔

نورخوشی سے چہکی تھی۔

!ہاں۔۔ناں۔۔اپنی پھوپھو جانی پے گیا ہے ناں۔۔

وہ دونوں مزے سے اب باتیں کررہی تھیں۔جبکہ میر گلفام نور کی گود میں چہک رہا تھا۔۔

کشش میر ہادی کے سرہانے بیٹھی اس پے قرآنی آیتپڑھ کے ورد کر رہی تھیں۔اور پھر سورت الرحمن کی تلاوت کرنے لگیں۔یہ انکا روز کا معمول تھا۔ سبھی تلاوت خاموشی سے سنتے تھے۔اور دل ہی دل میں اللہ کی رحمتوں کے خزانوں کا شکرادا کرتے تھے۔

"اور تم اپنے پروردِگار کی کون کونسی نعمت کو ٹھکراؤ گے۔۔؟؟"

عربی متن کی ان آیات کے الفاظ کی بازگشت پے آنیہ اور نور دونوں ہی زاروقطار رودیتیں۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی غم گسار اور سہیلیاں بن گ ئی تھیں۔

اچھا بچے اپنا خیال رکھنا۔ہم چلتے ہیں۔شام کو چکر لگاتے ہیں۔آج داور بھائی اور کرن کی فلائی یٹ ہے اتنے عرصے سے کوشش میں لگے ہیں ۔لیکن آنہیں پائے۔ اپنا اور ۔۔۔ میر ہادی کا خیال رکھنا۔

ایک بار پھر سے میر ہادی کی جانب دیکھتیں انہوں نے آنیہ کا ماتھا چوما تھا۔

بھابھی میں اس گولو مولو کو لے جاؤں۔۔۔۔ نور نے فرمائش کی۔

آج کام ہو گا۔۔گھر پے۔۔تو مما کا ہاتھ بٹا لو لڑکی۔اسے میں دیکھ لوں گی۔

آنیہ نے پیار سے اسکی ناک دبائی۔

مجھ سے رہا ہی نہیں جاتا اس کے بنا۔۔۔! نور نے مسکینی صورت بنائی۔

آج صبر کر لو۔میری جان۔۔۔! مہمانوں کے استقبال کی تیاریاں کرو۔

نور جاتے لمحے گلفام کو ڈھیر سارا پیار کرتی گ ئی تھی۔

آنیہ نے گہرا سانس خارج کرتے میرہا ی کے پہلو میں جگہ بنائی۔ اور گلفان کو وہاں لٹا دیا۔ اور دوسری طف سے تکیے رکھ کے حفاظتی حصار بنایا۔

کہ موبائ ل پے بیپ ہوئ۔ تو وہ چونکتی ہوئ کال رسیو کر گ ئی۔ دوسر طرف ہنیہ تھی۔

کیس ہو۔۔؟اسکی مسلسل خاموشی کو آنیہ نے محسوس کیا تو خود ہی پوچھ لیا۔

دونوں کے بیچ ناراضی کی دیوار گر گ ئی تھی۔ بہنیں تھیں۔ اور دکھ بھی سانجھے تھے۔

ممانے۔۔۔رشتہ طے کر دیا ہے۔۔!آنسوؤں میں گھلی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ آنیہ کی تو آنکھیں ہی حیرت سے پھیل گئیں۔
کیا کہہ رہی ہو۔۔؟؟ کس کے ساتھ۔۔؟؟آنیہ پنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ اسی لمحے گلفام نے اٹھکیلیاں کرتے رخ میر ہادی کی جانب موڑا۔
کب۔۔کبیر۔۔۔!ہانیہ بولتے ہوئے جس مشکل کا شکار ہو رہی تھی۔ یہ بس وہی جانتی تھی۔
اچھا فکر مت کرو۔میں مما سے بات کرتی ہوں۔۔وہ ایسے نہ زبردستی کریں تمہارے ساتھ۔
اپنی باتوں میں مگن وہ بھول گئی کہ میر گلفام باپ کی ہتھیلی کو تھامے اب اسکی انگلی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ میر ہادی کا ہاتھ کانپا تھا۔ جی پے ابھی تک آنیہ کہ نظر نہیں پڑی تھی۔

آپی۔۔۔! وہ فیصلہ کر چکی ہیں۔اور ڈیڈ بھی خاموش ہیں۔میں۔۔کیا کروں۔۔؟میں ہان کی جگہ۔۔۔کسی کو نہیں دے سکتی۔میرا دل کہتا ہے۔ وہ واپس لوٹے گا۔

ہانیہ کے لہجے کا درد آنیہ کو اپنے اندر اترتا محسوس ہوا۔

بس میری جان۔۔۔!رونا نہیں۔۔مما کو میں سمجھاؤں گی۔تم رونا بند کرو۔۔ میں کچھ بھی غلط نہیں ہونے دوں گی۔ اپنی بہن کے ساتھ۔آنیہ نے پر عزم انداز سے کہا۔ ہانیہ نے آنسو صاف کیے۔کال بند کرتی وہ واپس آہان کی تصویر لے کے بیٹھ گ ئی۔ ایک عشق لامتناہی کا کرب وہ اسکے حصہ میں ڈال گیا تھا۔وہ لڑکی سانسیں ہے میری۔۔!اسکے وجود سے اسکی روح تک۔۔میں اس کے اندر تحلیل ہوا ہوں۔آہان مرزا کی جان ہے وہ لڑکی۔ سمجھی تم۔۔۔!

وہ تو آج تک ان لفظوں کے حصار سے نہ نکلی تھی۔آگے کیا بڑھتی۔۔؟؟

ہاں پلیز واپس لوٹ آؤ۔۔۔! ایک درد لاحاصل تھا وہ وہیں بستر پے نیم دراز ہوئی تھی۔اور کسی نے کیمرے کی آنکھ سے بہت فرصت سے یہ سب دیکھا تھا۔

اور لیپ ٹاپ بند کرتا آنکھیں موند گیا تھا۔چہرے پے ایک رلفریب مسکراہٹ تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

آنیہ کال بند کرتے واپس مڑی اور میر گلفام کو اٹھایا۔لیکن اسکا ہاتھ میر ہادی کے ہاتھ میں جکڑا ہوا تھا۔

آنیہ کا دل زوروں سے دھڑکا۔

آنیہ نے پھر سے ہاتھ چھڑانا چاہا۔لیکن ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔

آنیہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گ ئی ں۔ وہ ۔۔ میر ہادی کے چہرے کی جانب دیکھنے لگی۔ اسکی پلکیں لرزیں تھیں۔ اور یہیں آنیہ کی

بس ہوئی تھی۔ فوراً سے گلفام کو واپس لٹایا۔اپنی آنکھوں کے نم گوشوں کو صاف کیا۔

گلفام نے باپ کی طرف رخ کرتے مزید اپنے اور اسکے بیچ کے فاصلے مٹا رہا تھا۔جبکہ آنیہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے یہ منظر موبائل کی آنکھ میں کیچ کر رہی تھی۔کہ اتنے میر یامین ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ اور یہ منظر دیکھ رک گئے۔

میر ہادی کی آنکھوں کی جنبش کسی سے چھپی نہ رہ سکی۔

آنیہ نے اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ میر ہادی ری کور کر گئے۔

میر یامین نے بے اختیار اللہ کا شکر ادا کیا۔ڈاکٹر نے میر ہافی کا چیک اپ کیا۔ اور انہیں خوش خبری سنائی۔

مبارک ہو۔۔۔اٹس آمریکل۔۔۔۔!ہی از۔۔ان کونشیز ناؤ۔۔۔!

ڈاکٹر۔نے میر یامین کو گلے لگا کے خوش ہوتے بتایا۔ وہیں میر یامین نے نم آنکھوں سے آنیہ کے سر پے شفقت کا ہاتھ رکھا۔

ڈاکٹر میر ہادی کے پاس آیا۔اور اسے اٹھنے کا کہا۔

میر ہادی۔۔۔ کیا آپ مجھے سن سکتے ہیں۔۔؟اپنی آنکھیں کھولیں پلیز۔۔۔!ڈاکٹر نے ایک دو تین دفعہ ایک ہہ جملہ دہرایا۔ لیکن مقابل خاموشی ہی رہی۔تینوں پریشان ہوئے۔

آنیہ نے گلفام کو میر ہادی کے سینے پے لٹادیا۔وہ ہاتھ ادھر ادھر مارتا باپ کو دیکھتا مسکرانے لگا تھا۔

کہ اسی اثنا میں میر ہادی کی آنکھیں نیم واہوئی یں۔ اور اس کے پاس کھڑے سبھی کی جان میں جان آئی تھی۔

گلفام اب اٹھکیلیاں کرتا میر ہادی کے سینے پے آگیا تھا۔اور چہرے کے ساتھ چہرہ مس کرتا وہ میر ہادی کی ناک کو چوسنے لگا۔ساتھ میں اسکی مسکراہٹیں دیکھنے والی تھیں۔

آنیہ نے میر گلفام کو اپنی گود میں اٹھایا۔میر ہادی کے چہرہ کے تاثرات پے کوئی سمجھ نہ پایا کہ وہ کیا محسوس کر رہا ہے؟

انہیں باہر جانے کا کہتے

ڈاکٹر اسکا معائی نہ کرنے لگے۔ میر ہادی نے پوزیٹیو رسپانس دیا تھا۔

سبھی نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں میر ہادی سے سب کو ملاقات کی اجازت مل گ ئی تھی۔ وہ باری باری اس سے ملنے لگے۔

میر یامین نے میر ہای کو گلے سے لگا یا۔

آپ نے توڑ ا ہی دیا تھا۔ بھلا اسطرح کرتا ہے کوئی۔۔۔؟ گلہ شکوہ بھی کرتے انکی آنکھیں نم۔ہوئ یں۔

فکر نہ کریں۔۔اب ٹھیک ہوں میں۔۔۔! میر ہادی نے اپنی طرف سے انہیں تسلی دی جبکہ وہ کمزوری کے زیر اثر تھا۔ایک سال سے وہ مشینوں میں جکڑا ہوا زندگی کی رمز کع بھول گیا تھا۔ بمشکل باپ کے سہارے وہ اٹھ کے بیٹھا تھا۔اور آنیہکی گو سے گلفام کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے تھے۔ آنیہ نے نم آنکھوں سے گلفام کو میر ہادی کی گود میں دے دیا۔

وہ باپ کی گود میں آتا ہی خوشی سے اٹھکیلیاں کرنے لگا۔ میر ہادی اسے فیکھ جیسے پھر سے جینے کیا منگ لے اٹھا تھا۔ دھیرے سے اسکا چہرہ اپنے چہرے کی قریب کرتا وہ اسے آنکھیں موندے محسوس کر رہا تھا۔

اسے سینے سے لگائے ایک نظر آنیہ کو یکھا۔ ہاتھ بڑھا کہ اس پاگل کو روتے ہوئے اپنے پاس بلایا۔

تھینک یو۔۔۔آن۔۔۔! اتنا پیارا تحفہ دینے کے لیے۔۔۔! دل سے کہتا وہ آنیہ کو سرشار سا کر گیا۔

میر یامین ڈاکٹر سے بات کرنے کے لیے باہر نکلا۔ ضروری فارمیلٹیز پوری کرتے اب انکار ارافہ میر ہادی کو گھر لے جا کا تھا۔

دونوں کے بیچ خاموشی چھاگئی تھی۔ بس میر گلفام کی اوں آں کی آوازیں آرہی تھیں۔ میر ہادی گلفام کے ننھے ننھے ہاتھوں سے کھیل رہا تھا۔

آن۔۔۔! جانتی ہو۔۔۔اسکی سمائل کس پے ہے۔۔ ؟ یونہی کہتے کہتے وہ سوچوں میں ڈوبتا ابھرا۔

نور فاطمہ کے جیسی۔۔۔! آنیہ نے یقین سے کہا۔

تم۔۔۔ تم۔۔۔ جانتی ہو۔۔۔؟؟نور فاطمہ۔۔؟؟میر حیران ہوا۔

ایک بہت بڑا سرپرائز۔۔ آپ کا ویٹ کر رہا ہے۔ گھر پے۔۔۔! آنیہ اسکے کان کے پاس جھکتی دھیرے سے سرگوشی کر گئی۔اسکا یوں قریب آنا ۔ میر کو خوشگار حیرت میں ڈال گیا تھا۔

شام تک ڈاکٹر سے اجازت لیتے وہ گھر کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔

میر ہادی آسمان کیجانب دیکھتے ساتھ بیٹھی آنیہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھتا پر سکون سا ہوا۔اسکی گود میں میر گلفام سو رہا تھا۔۔میر ہادی کو لگا۔وہ۔۔وہ بہت لمبے عرصہ تک سوتا رہا۔گھر میں ابھی میر یامین نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔وہ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا۔

میر والا میں داخل ہوئے تو سامنے سب موجود نظر آئے۔ کرن او داور اپنے بچوں سمیت موجود تھے۔وہ سب ہاسپٹل میرہای سے ملنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن میر ہی وک اپنے پیروں پے چلتا ہوا آتا دیکھ سبی حیرت سے اپنی جگہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہادی۔۔۔! کشش کی روتی ہوئی آواز کانوں سے ٹکرائی تو میر ہافی کے چہرے پے ایک مسکراہٹ ابھری۔ اس نے بانہیں وا کی تھیں۔ اپنی ماں کے لیے۔

کشش ایک منٹ کی دیری کیے بنا اسکے سینے سے جا ٹکرائی۔ اسے چھو کے احساس کر رہی تھی۔ کہ وہ اسکے سامنے ہے۔ کوئی خواب نہیں۔ آنسو تھے کے رکنے کا نام نہ لے رہے تھے۔

آپ۔۔۔ ٹھیک ہوگئے۔۔؟؟ میرے ہادی۔۔؟ماں کے لیے اولاد کیا ہوتی ہے۔ یہ کوئی ایک ماں سے ہی پوچھے۔

مجھے ٹھیک ہونا ں۔۔ تھاناں۔۔ماں۔۔۔آپ کے لیے۔۔سب کے

لیے۔۔۔!ماں کو بانہوں کے حصار میں لیے وہ باری بارسب سے ملنے لگا۔

دروازے کے پاس خاموش کھڑی نورفاطمہ اندر کامنظر دیکھتی آنکھوں میں

آنسو لیے اپنے بھائی کو واپس اپنے پیروں پے کھڑا دیکھ انتہائی

خوش تھی۔

اچانک دے نظر نرفاطمہ پے اٹھی تو پلٹنا بھول گ ئی۔

ہر طرف خامشی سی چھاگ ئی۔

میرہادی سب کوایک طرف چھوڑتا آنکھوں میں آنسو لیے بہن کی طرف

پیش قدمی کی۔اسکواپنے سامنے دیکھ میرہافی فرطِ جذبت سے کچھ بول نہ پایا۔

اسے اپنے سینے سے لگایا۔توبس تڑپتے سلگتے دل۔کوقرار آگیا۔ سبھی کی

آنکھیں اشک بارتھیں۔بہن بھائی کا انمول پیار دیکھ سبھی خوش

تھے۔

کیسا لگا سرپرائز ۔۔؟؟ آنیہ نے پاس ہوتے میر ہادی کے کان میں کہا۔ تو وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھتا مسکرادیا۔ آنیہ ہی تو اسکی زندگی کا ایک مہکتا جگنو تھی۔ جو اسے زندگی کی طرف واپس لائی تھی ۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

جاری ہے #میرا_حقِ_وراثت (سیزن ۲ حق مہر)

منتہا_چوہان#

قسط_نمبر 40 سیکنڈ لاسٹ#

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

ہوا کا تیز جھونکا ابتسام کو چھو کے گزرتا سلطان پے دہشت طاری کر رہا تھا۔

ایک ایک کر کے سب جوان سامنے آرہے تھے۔ ابتسام کو کور کرتے ہوئے۔ لیکن بہت سے اپنی پوزیشن پے ابھی چوکنا کھڑے تھے۔

کیاہوا۔۔؟؟آج تکلیف کچھ بڑھ نہیں گ ئی۔۔؟؟ ابتسام نے نفرت سے کہا ۔

تو۔۔؟؟میجر۔۔؟؟بہت غلط کیاتو نے۔۔؟سلطان سے پنگالے کے۔۔!بری حالت میں ہونے کے باوجود سلطان دھمکی دینے سے باز نہ آیاتھا۔

رسی جل گ ئی پر بل نہیں گیا۔۔! ابتسام نے مذاق اڑاتے نفرت اور حقارت سے کہا۔

لگتاہے۔۔بیٹے کی موت نے تجھے پاگل کر دیاہے۔۔؟جو یہاں چلا آیا۔۔اپنی موت کو دعوت دینے۔۔!سلطان نے پھر سے خون تھوکا تھا۔

میرا بیٹا۔۔بہادر نڈراور بے باک ہے۔۔اور سچا محب وطن۔۔!اس لیے کسی بھول میں مت رہنا۔کہ تجھ جیسانامرد اسے مار سکتاہے۔

ڈیڈ۔۔!وہ آپ کوٹریپ کر رہاہے۔اس کے قریب مت جائی یں۔

بلیوٹوتھ سے ہانیہ کی آوازابتسام کے کان میں پڑی۔ جانتا تو وہ بھی تھا۔ لیکن پھر بھی آگے بڑھ رہا تھا۔

کہ اتنے میں سلطان نے زخمی بازو سے ایک چاقو اپنی ٹانگ کی سائیڈ سے نکالتے ابتسام کو ہوسٹج بنایا تھا۔

خبردار جو کوئی آگے بڑھا تو۔۔ ورنہ۔۔۔ یہ میجر جان سے جائے گا۔ سلطان میں جیسے بہت ساری جان بھر گ ئی تھی۔

ہنیہ چھپ کے بیٹھی یہ سب دیکھتی دل کی دھڑکن کی رفتار بڑھتی محسوس کر رہی تھی۔

ابتسام بنا کسی ڈر کے سلطان کی نظروں میں دیکھتا مرمٹنے کو تیار کھڑا تھا۔

اپنے بھائی کو مارا تم نے۔۔۔! ابتسا م کی آواز گونجی۔

سلطان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

میجر حمزہ حیات مرزا۔۔۔دوست تھا وہ میرا۔آج سے کئی سال پہلے۔۔
وراثت حاصل کرنے کے لیے تم نے۔۔۔ اپنے ہی بھائی کی جان
لے لی ۔۔ ابتسام نے سخت غصہ سے لب بھینچتے کہا تھا۔
سلطان کو یقین نہ آیا۔ کہ یہ راز جو حمزہ کے ساتھ دفن ہو گیا تھا۔ابتسام کیسے
جانتا تھا۔۔؟
لیکن نہیں مار کے تو اسکے بیٹے کو نہیں مار سکے۔۔۔ !ابتسام نے افسوس سے
کہا۔
وہ۔۔۔ مر چکا ہے۔۔ان کے ساتھ۔۔۔ !سلطان نے ہوا میں تیر چھوڑا۔
! آج تمہاری نیّا اسی حمزہ کے بیٹے نے ڈبوئی ہے۔۔۔
آہان حمزہ حیات مرزا۔۔۔ !واپس آئے گا۔ اور۔۔ اپنا حقِ وراثت
!واپس لے گا ۔۔۔
کہتے ہوئے ابتسام نے اسے زور سے پش کیا۔ وہ نیچے جا
گرا۔سلطان نے ہاتھ میں پکڑا چاقو پوتی قوت سے ابتسام کے ل

کی طرف اچھالا۔اس سے پہلے کہ چاقو ابتسام کے دل میں پیوست ہوتا۔

ہانیہ جمپ لگاتی بیچ میں حائل ہوئی۔ چاقو سیدھا اسکی بازو میں جا لگا۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا۔کہ کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا۔

ہنی۔۔ گڑیا۔۔۔؟؟ابتسام اسکی بازو سے خون نکلتا دیکھ تڑپا تھا۔

آج کتنے عرصہ بعد ابتسام نے اسے بچپن کے نام سے پکارا تھا۔

بابا۔۔۔۔؟؟ہانیہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔ باپ کو دیکھتے وہ پرسکون تھی۔ کہ اسکا باپ صحیح سلامت ہے۔

سلطان کو جوانوں نے اپنی حراست میں لیا۔

اسکے ساتھ کئی آدمی بھی پکڑے گئے۔

اسکے اڈے سے تیس کے قریب لڑکیاں اور پچاس کے قریب چھوٹے بچے بازیاب کرائے گئے تھے۔

اس لحہ۔ب م ب۔۔۔را۔دو دا انکی کوئی تعداد نہ تھی۔

سب کچھ انہوں نے اپنی حراست میں لے لیا تھا۔

اور طوفان کی طرح وہ جو وہاں آئے تھے۔ آندھی کی طرح سب بہا کے لے گئے۔

اب وہاں بالکل خاموشی تھی۔ جیسے یہاں کچھ ہوا ہی نہیں۔۔ بس لاشیں تھیں۔ان آدمیوں کی۔۔ جن کو ٹھکانے لگاتے فوجی شیر جوان ہوا کی سی بے یزر فتاری دکھا رہے تھے۔

اور اب وہاں کسی کا بھی نام و نشان نہ تھا۔

★★★★★★★★★★★

ایک سال بعد۔

وقت کا کام ہے چلتے رہنا۔۔۔ یہ کسی کے لیے نہیں رکتا۔

لیکن کچھ اچھی یادیں دے جاتا ہے تو کچھ بری۔۔

کچھ زخم ایسے دے جاتا ہے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ مدمل ہونے کی بجائے مزید گہرے ہو جاتے ہیں۔

نور فاطمہ سب کو مل گئی تھی۔ سب سے مل کے وہ بہت روئی تھی۔ اسکا درد پھر سے اجاگر ہوا تھا۔

لیکن ماں باپ نے سنبھال لیا تھا۔

میر ہادی جو اتنے عرصہ سے بہن کی تلاش میں تھا۔ لیکن جب ملنے کا وقت تو ایکسٹڈینٹ ہوا۔۔ جس کی وجہ سے وہ ایک سال سے کومہ میں تھا۔

یہ ازیت کسی کے لیے بھی برداشت کرنا سوہان روح تھا۔

وہ بچ تو گیا تھا۔ لیکن دماغ کے ایک خاص حصہپے لگنے کی وجہ سے وہ گہری نیند میں چلا گیا تھا۔ اسکا ٹریٹمنٹ ایک سال سے چل رہا تھا۔ ڈاکٹرز پر امید تھے۔ جبکہ آنیہ کو پورا یقین تھا۔ کہ ایک دن میر ہادی ضرور اٹھے گا۔

اسکی گود میں اسکا چھوٹا سا چھ ماہ کا بے بی تھا۔

جو سب کی آنکھ کا تارا تھا۔ کشش تو اسے دیکھ دیکھ جیتی۔ جبکہ میر یامین کی تو آنکھوں کا تارا تھا۔

میر گلفام۔۔

اسی طرح پیر زادہ منشن میں بھی وہ سب کو عزیز تھا۔

اس ایک سال نے ان سے دادا جی اور ابیجان جیسے رشتوں کو کھو دیا تھا۔ داغِ مغارفت دے گ ۓ تھے۔

سبھیپنی زندگیوں میں موو آن کر گ ۓ تھے۔

ابرش اور ابتسام کے بیچ کی ساری غلط فہمی ختم ہو گ ئی تھی لیکن گلے شکوے آج بھی ویسے ہی تھے۔

انکی نوک جھونک اب سب گھر والے ہی سنتے تھے۔ اور انہں ایک ساتھ دیکھ سبھی اب خوش تھے۔

ابتسام نے وراثت کے اصل حق دار اپنی بیٹیوں کے نام کر دی تھی۔ آہان انکا سگھا بیٹا تو نہ تھا۔ لیکن بیٹے سے بھی بڑھ کے تھا۔ محبت چاہت اپنی جگہ۔ لیکن یہ بھی سچ تھا۔ کہ وہ وراثت کا حق دار نہ تھا۔

اسکی بیٹیاں ہی اسکی وراثت کی حق دار تھیں۔ اس نے صرف آہان کو اتنت سال بچائے رکھنے کے لیے جھوٹ بولا تھا۔

لیکن۔۔۔ایک سال ہو گیا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ کہاں ہے۔۔؟؟ زندہ ہے بھی یا۔۔؟؟ اس نے کسی سے بھی رابطہ نہ کیا تھا۔

جہاں سب آگے بڑھے تھے۔ وہیں ہانیہ۔۔رک گ ئی تھی۔۔ ! وہ اس اِک لمحے کی زد میں تھی۔ جب اس نے آہان کی بات مان کے گاڑی سے جمپ کیا تھا۔

وہ اس لمحے کو پچھتا رہی تھی۔ آج بھی۔

وہ اس کے حصار سے آج تک باہر نہ نکلی تھی۔اس نے ہنسنا بولنا چھوڑ دیا تھا۔ سب سے بس ضرورت کی حد تک بات کرتی تھی۔بس اگر کوئی اسے بلوا سکتا تھا تو وہ میر گلفام تھا۔ اسکا شہزادہ۔ جس سے وہ اپنے دل کی ساری باتیں کیا کرتی تھی۔ اسکی جان بستی تھی اس میں۔ جبکہ ابرش اسے اس حال میں دیکھ بس کڑھتی تھی۔اسکی بیٹی روگ لگا بیٹھی تھی خود کو۔۔۔ عشق کا روگ۔۔ جس کا کوئی علاج نہ تھا ۔ ابرش کو اپنا وقت یاد آگیا۔ جب ابتسام کے لیے بھی یہی کہا گیا تھا کہ۔۔ وہ اس دنیا میں نہیں رہا ۔ کتنا روئی تھی وہ ۔۔۔ اور کتنا انتظار کیا تھا۔ اس نے۔۔۔!

آج اپنی ہی بیٹی کو اپنی ہی جگہ کھڑا دیکھ وہ بہت دکھی تھی۔ لیکن اپنی بیٹی کے لیے وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی۔

ایک طرف وہ ابتسام کو مطمین دیکھ پریشان تھی۔تو دوسری طرف روز ہی روز غم میں گھلتی بیٹی کو دیکھ افسردہ تھی۔

کیا ابتسام کو بیٹی کا غم نظر نہیں آتا۔۔؟؟ایک یہ سوال تھا۔جو اسے پریشان کر رہا تھا۔

اور آج اس نے پکا ارداہ کر لیا تھا۔ابتسام سے بات کرنے کا۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ابرش اسکی جانب بڑھی۔

میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔فوراً سے سینے پے ہاتھ باندھے ابتسام کو گھڑی اتار کے رکھتے دیکھ تیکھے انداز میں کہا۔

اچھی بیویاں شوہروں کے تھکے ہارے گھر آنے پے چائے پانی کا پوچھتی ہیں۔ایک آپ ہیں۔مجھے فیصلے سنا رہی ہیں۔ابتسام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جب۔۔باپ بیٹیوں کو فراموش کر دیں تو کچھ فیصلے ماؤں کو لینے پڑتے ہیں۔

ابرش کی بات پے ابتسام کی مسکراہٹ میں ڈھلے لب سکڑے۔

کیا مطلب۔۔؟؟کچھ غصہ عود کر آیا۔

میں نے ہانیہ کی شادی کا فیصلہ کیا ہے۔ گہرا سانس خارج کرتے ابرش نے کہتے ابتسام کے چہرے کے تاثرات نوٹ کیے۔

اچھا۔۔۔تواب۔۔۔آپ۔۔نے یہ نئی اسکیم سوچی ہے۔ مجھے ٹارچ کرنے کی۔۔۔!

نفی میں سر ہلاتا وہ ابرش کو تپا گیا۔

اسے مذاق مت سمجھیے گا۔ابتسام پیرزادہ۔میں نے رشتہ بھی دیکھ لیا ہے۔ اور کل وہ آرہے ہیں۔رشتہ پکا کرنے۔ابرش نے اپنی تیزی دکھائی۔

جب آپ سارا کچھ طے کر چکی ہیں۔تو مجھے نہ بھی بتاتیں۔تو کچھ نہیں جاناتھا ۔آگے کبھی آپ کے فیصلہ سے انحراف کیا۔جواب کرتا۔۔؟؟

سرسری انداز اپناتا وہ میٹھا سا طنز کرتے کوٹ اتارتا ایک طرف رکھتا اب کف کے بٹن کھول رہا تھا۔

باپ ہیں۔۔۔اس لیے انفارم کر رہی ہوں۔کل گھر پے ہی رلیے گا۔شام چار بجے وہ لوگ آئی یں گے۔ ابرش نے الٹی میٹم دیا۔

جو حکم مادام۔۔۔! ابتسام سر تسلیم خم رکتا باتھ روم میں گھس گیا۔

ایسی بھی کیا لاپرواہی۔۔۔؟؟ بندہ۔۔ تھوڑا انٹرسٹ لے لیتا ہے۔۔ بیٹی کی زندگی کا معاملہ ہے۔۔! بندہ۔۔ کیوں۔۔ اتنی لاپراوہی ظاہر کر رہا ہے۔۔؟؟ خیر کوئی بات نہیں۔ میں نے بھی چوہا بل سے نہیں۔۔ نہیں۔۔ شیر کھچار سے باہر نہ نکالا۔ تو میرا نام بھی ابرش ابتسام پیرزادہ نہیں۔ ابرش پلاننگ کرتی مسکرائی تھی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

! مما۔۔۔! پلیز ڈونٹ ڈو۔۔۔ دس۔۔۔

ہانیہ آہان کے روم میں بیٹھی۔ اس وقت کرب سے آنسو بہا رہی تھی۔ اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ ابرش کے فیصلے پے۔ لیکن وہ بے بس تھی۔ کس آس پے وہ انکار کرتی۔ اسکا سب کہنا بے کار تھا۔

ای سال بہت ہوتا پے کسی کا انتظار کرنا۔۔! وہ بھی ایک سال سے انتظار میں تھی۔ وہ تو ساری زندگی اسکے انتظار میں گذار سکتی تھی۔ لیکن۔۔ یہاں

ابرش نے اسکی ایک نہ چلنے دی۔اسکی لاکھوں تاویلیوں کے بعد بھی اسے ہاں

مانتے ہی بنی۔

لیکن اندر سے وہ ٹوٹ چکی تھی۔بکھر رہی تھی۔

آہان کی تصوی کو سینے سے لگائے کرب سے آنکھیں موند گ ئی تھی۔

زندگی میں کبھی کوئی آئے نہ ربا۔۔۔

آئے تو کبھی پھر جائے نہ ربا۔۔۔

دینے ہوں اگر مجھے بعد میں آنسو۔۔۔

تو پہلے کوئی ہنسائے نہ ربا۔۔۔

جای ہے۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

اَلسَلامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُ اَللهِ وَبَرَكاتُهُ

اگلی قسط ہو گی لاسٹ اینڈ۔فائی نل۔

آپ کو یہ ناول کیسا لگا۔۔؟؟اپنی رائے ضرور دیجیے گا۔

اور نیا ناول کسطرح کا پڑھنا پسند کریں گے؟ یہ بھی بتائیے گا۔

کیونکہ بہت جلد ایک ساتھ دو ناول ہوں گے جلوہ گر۔

قسط لیٹ ہونے پہ معذرت۔ کیونکہ میری آئی ڈی کے ساتھ ایشو ہو گیا تھا۔

دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

میرا_حقِ_وراثت (سیزن ۲ حق مہر) #جزاک اللہُ

#منتہا_چوہان

#قسط_نمبر41لاسٹ اینڈ فائنل

💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘💘

ⓜⓤⓝⓣⓐⓗⓐⓒⓗⓞⓤⓗⓐⓝ

وہ دلہن بنی بیٹھی تھی۔ آج اسکا نکاح تھا۔ وہ پور پور سجی تھی۔ سر تا پاؤں۔۔۔ ایک الگ ہی روپ آیا تھا۔ اس پے۔ آئینے میں خود کو یوں سجا سنورا دیکھ وہ تڑپ رہی تھی۔

یہ سب۔۔ تیاریاں۔۔۔ آہان کے لیے نہیں کسی اور کے لیے تھیں۔ یہ سوچتے اسے اندر ہی اندر ملال گھیر رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں پے لگی مہندی کو دیکھتی اب دل کا درد سنبھالے نہیں سنبھال پا رہی تھی۔

میر ہادی کے واپس آنے پے ایک گرینڈ پارٹی رکھی گ ئی تھی۔ اس پارٹی میں سبھی آئے تھے۔ اور کبیر بھی اپنی فیملی کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ سبھی بہت اچھے سے اس سے مل رہے تھے۔ جبکہ اسکی نظریں بس ہانیہ کا طواف کر رہی تھیں۔ اور وہ تو بس ایک فارمیلٹی نبھانے کے لیے وہاں موجود تھی۔

سب سے نظریں بچا کے وہ ایک گم گوشے پے آ کے براجمان ہوئی۔ اور اسٹیج پے آنیہ کو اسکی چھوٹی سی مکمل فیملی کے ساتھ یکھ دل ہی دل میں انکی دائمی خوشیوں کی دعا مانگنے لگی۔

ایک ہوا کا تز جھونکا اسے چھو کے گزرا۔ ہنیہ کا دل زور سے دھڑ کا۔

ہانیہ کو لگا۔۔ جیسے وہ یہیں کہیں ہو۔۔

اسے دیکھ رہا ہو۔۔ مسلسل اسکی نظروں کا مرکز ہو۔۔۔!

اسطرح عاشقی کا اثر چھوڑ جاؤں گا۔

تیرے چہرے پے اپنی نظر چھوڑ جاؤں گا۔

اور پھر چٹ پٹ فیصلہ ہوا۔اور آج اسکی شادی تھی۔بنا کسی تاثر کے وہ بس اپنے ہاتھوں پے لگی مہندی کو دیکھ رہی تھی۔کہ ابرش اندر داخل ہوئی۔

اللہ میری بیٹی کو نظر بد سے بچائے۔

نظر تو لگ گئی ہے مما۔۔۔! آپ کی بیٹی کی خوشی۔۔۔ کبیر نہیں ہے۔۔۔آہان ہے۔۔ آپ جانتی ہیں۔۔پھر بھی۔۔۔۔آپ۔۔؟

ہانیہ ماضی کو بھول کے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ایک سال بہت ہوتا ہے۔کسی کا انتظار کرتے۔۔اب۔۔آگے بڑھو۔سختی سے کہتے وہ اسکا دوپٹہ ٹھیک کرنے لگیں۔

مما۔۔۔! ڈیڈ بھی اسی طرح ایک دن کہیں چلے گ ئے تھے۔۔۔سب نے کہا وہ نہیں۔ رہے۔۔ تو کیا آپ نے انکا انتظار کرنا چھوڑ دیا۔؟؟ یا کسی اور کے ساتھ آ گے۔۔؟

ہانیہ۔۔۔! کیا بولے جارہی ہو۔۔؟؟ ہوش میں تو ہو۔۔۔؟ ابرش کو اسکی بات سخت ناگوار گزری۔

سوری۔۔ مما۔۔۔! لیکن ایک بات یادرکھیے گا۔میں آہان مرزا کی تھی۔ ہوں اوراسی کی رہوں گی۔آپ صرف ایک زندہ لاش کی شادی کر رہے ہیں۔آپ کی خوشی اسی میں ہے ناں۔۔؟ توٹھیک ہے۔۔آئی یے۔۔ دیر کس بات کی۔۔؟ جب سولی پے چڑھنا ہی ہے تو۔۔۔! کہتے ہوئے تلخی سے دروازہ کھولتی وہ باہر آئی۔ سبھی کو اوپر ریکنگ سے دیکھتے وہ بے تاثرانداز میں نیچے اتری۔

سامنے ہی کبیر کھڑا تھا۔جس کے چہرے پے ایک دلفریب مسکراہٹ تھی۔

ہوئے بے چین پہلی بار ہم نے راز یہ جانا

محبت میں کوئی عاشق کیوں بن جاتا ہے دیوانہ

اگراقرار ہو جائی ے کسی سے پیار ہو جائے

بڑا مشکل ہے دل کو سمجھانا۔۔۔

ہانیہ نے رخ پھیرا۔

اس وقت سبھی اسکی حالت دیکھ چپ تھے۔اندر ہی اندر وہ ڈر بھی رہے تھے۔کہ وہ اچانک سے کیا ری ایکٹ کرتی ہے۔ہے بھی تو جذباتی تھی وہ۔

من ہی من صرف آہان تھا۔اسکے اندر باہر بس وہی تھا۔

تصور کے حسیں لمحے تیرے احساس کرتے ہیں

تیرا جب زکر آتا ہے تو ملنے کو تڑپتے ہیں۔

ہمارا حال نہ پوچھو یہ دنیا بھول بیٹھے ہیں۔

چلے آؤ تمہارے بن۔۔۔ نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں۔

!سنو اچھا نہیں ہوتا۔۔کسی وک ایسے تڑپانا۔۔۔

آنکھیں جھٹ سے کھولتی وہ خیالوں سے نکلتی ابرش کی جانب مڑی

کہاں ہیں۔۔ مولوی صاحب۔۔؟؟ بلائیں انہیں ۔۔ اور کروادیں

اس لاش کا نکاح۔

ہانیہ کی سخت آواز پہ سبھی نے حیرت سے اس دلربا حسین دلہن کو دیکھا۔

ہنی۔۔۔؟؟ آنیہ نے آگے بڑھ کے اس سے بات کرنی چاہی۔

کوئی ضرورت نہیں ہمدردی کے بول بولنے کی۔ انگلی اٹھا کے

وارن کیا۔

میں سب سمجھتی ہوں۔۔اب مزید کچھ نہیں سننا۔۔ کریں جو کرنا ہے۔ میں

تیار بیٹھی ہوں۔۔! کہتے ہوئی آنسو صاف کیے۔۔

کہ اسی لمحے مین سے گیٹ سے ایک شخص کو اندر آتا دکھائی دیا۔

سبھی کی نظریں اس جانب اٹھی تھیں۔

فلک سے پوچھ لو۔۔ چاہے گواہ یہ چاند تارے ہیں۔

نہ سمجھ اجنبی صدیوں سے ہم تو بس تمہارے ہیں

آہان کی آمد پے جہاں سبھی کے چہرے اندرونی خوشی سے کھل اٹھے تھے۔

وہیں ہانیہ کی نم ہوئی یں تھی۔ ایک بے یقین تھی نظروں میں۔

محبت سے نہیں واقف بہت انجان لگتی ہو

ہمیں ملنا ضروری ہے حقیقت نہ سمجھتی ہو

کوئی کیسے سمجھ پائے کسی کے دل افسانہ۔۔۔؟

آہن نے اسکے آنسو انگلیوں کی پوروں سے چھوئے جو یک ٹک اسے ہی دیکھتی جا رہی تھی۔اور آہان اکا یہ دیوانہ پن دیکھتا اندر ہی اندر کتنا سرشار ہوا تھا۔وہ کسی سے کہہ نہیں سکتا تھا۔وہ اس لڑکی کو تسخیر کر چکا تھا۔

محبت میں کوئی عاشق کیوں بن جاتا ہے دیوانہ۔۔؟؟

اگر اقرار ہو جائے کسی سے پیار ہو جائے ۔۔

بڑا مشکل ہوتا ہے دل کو سمجھانا۔۔

ہانیہ آگے بڑھتے آہان کے سینے سے جا لگی۔اور بے تحاشا رو دی۔

آہان نے اسے اپنے سینے سے لگائی ے خود میں بھینچا۔ سھی کی آنکھیں اشک بار تھیں۔

انہی ں یقین نہ آرہا تھا۔ ہانیہ آہان سے اتنی محبت کر سکتی ہے۔ ہر وقت کی لڑائی جھگڑے آج محبت میں بدل ہی گ ئے تھے۔

ابرش ابتسام کے پاس ہوئی۔ سکے چہرے پے بھی فلکش مسکان تھی۔ ابتسام نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

آپ نے ثابت کر دیا۔ کہ آپ ابتسام پیرزادہ کی بیوی ہیں۔ ابتسام نے اسکے ماتھے پے بوسہ دیا تھا۔

شیر کو کھچار سے نکالنے کے لیے یہ سب ناٹک ضروری تھا۔

ابرش نے آنکھ ونک کرتے کہا۔ یہ سب پلاننگ تھی۔ آہان کو سامنے لانے کی۔

ابرش ابتسام کے اطمینان کو دیکھ سمجھ چکی تھی۔ کہ ہو نا ہو۔۔آہان زندہ ہے۔ وہ جانتا ہے۔ لیکن سب کے سامنے آہان کو لانے کے لیے اس نے یہ ڈرامہ رچایا۔

آنیہ جو ہانیہ کے حق میں ماں کے آگے بولی۔ماں کی پلاننگ کو داد دیے بنا نہ رہ سکی۔اور خاموش تماشائی بن گ ئی۔

آہان سب سے ملتا دعائی یں لینے لگا۔ وہ ایک سال بعد واپس لوٹا تھا۔ جبکہ ابتسام سے تو وہ ایک پل کو بھی جدا نہ ہوا تھا۔

ایم سوری۔۔ابرش ماں۔۔۔! تھوڑا سا لیٹ ہو گیا آنے میں۔

ایک کان کو چھو کے کہتا وہ ابرش کو بہت بھایا۔

بہت بقمعاش ہو تم دونوں باپ بیٹا۔۔۔! لیکن میں نے بھی ثابت کر ہی دیا۔

میرا نام بھی ابرش ہے۔

ابرش نے اسکے بال خراب کیے تھے۔

بجھل فضاایک م سے خوشگوار تاثر میں بدلی تھی۔اب اسٹیج پے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہانیہ اور آہان کھڑے تھے۔جبکہ کبیر مسکراتا انکے پاس آیا۔ان کو مبارک باد دینے۔

سوری یار۔۔۔!اب تک جو بھی ہوا۔۔۔ایک احساس ہوا ہے۔۔کہ محبت پا لینے کا نام نہیں۔۔!آج۔۔اس لڑکی کو تمہارے ساتھ خوش دیکھ۔۔۔میرا دل بھی پرسکون ہے۔

کبیر نے دل سے کہا تھا۔جبکہ آہان نے مزید کس کے ہانیہ کا ہاتھ تھام لیا تھا۔جیسے یہ اسی کی ہو۔۔۔اور کوئی نہ دیکھے اسے۔

میرہافی ان کے لیے بہت خوش تھا۔

دے ڈیسروڈ واچ ادھر۔۔۔!دوسری جانب اپنی بہن کو دیکھا تو ایک کسک سی اٹھی۔

اللہ نے میری بہن کے نصیب میں بھی کوئی جوڑ لکھ دیا ہو گا۔۔؟ اللہ اسکی خوشیاں واپس لٹا دے۔ میر نے فل سے بہن کے لیے دعا کی۔

میر۔۔۔ان سے ملیں۔یہ فیصل ہیں۔آرمی میں ڈاکٹر ہیں۔

آنیہ نے فیصل کا تعارف کروایا۔

ہماری نور فاطمہ کو زندگی کی طرف لنے میں سب سے اہم کردادانکا ہی ہے۔

پورا تعارف کروایا۔تو میر چونکا۔پھر سے اس باتیں کرنے کے درران میر ہادی کو احساس ہوا۔وہ نور کو پسند کرتا ہے۔اگر نو کے لیے اس جیسا قابل اور دل کا خوبصورت انسان کا جوڑ ہو تو خوش نصیب ہو گی میری بہن۔ہادی دل ہی دل میں سوچتا مسکرایا تھا۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

روم میں آتے ہی آہان نے ڈور لاک کیا۔اوراپنی جنگلی بلی کے پاس آیا۔جانتا تھا۔۔پہلے سب کچھ جانے گی۔ تبھی بات کرے گی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا۔ایک زوردار پنچ ہانیہ نے اسکے منہ پے رسید کیا۔
کہ آہان کو اپنا منہ دکھتا ہوا محسوس ہوا۔

یہ۔۔۔منہ دکھائی کا تحفہ تھا۔۔؟؟ مسکینی صورت بناتے پوچھا۔

ہانیہ نے ایک اور پنچ دے مارا۔ایک کے بعد ایک پنچ۔وہ بھی چپ چاپ کھاتا رہا۔

آخر تک جب وہ کچھ نہ بولا۔تو بے اختیار آگے بڑھ کے ہانیہ آہان کے ہونٹوں پے شدت سے جھکی۔اس پیش قدمی پے تو آہان دنگ ہی رہ گیا۔

کہاں وہ اسے پنچ نا رہی تھی۔کہاں اچانک سے۔۔؟؟

اسکی پیش قدمی پے وہ دل سے سرشار ہوا تھا۔اور اسکی شدت سے خود کو پگھلتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

پیچھے ہوتی وہ اسکی کان کی لو کو دانتوں تلے باتی غرائی۔

اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مجھ سے دور رہنا۔۔۔ورنہ وہاں ماروں گی۔جہاں پانی نہیں ملے گا۔

کہتے ساتھ ہی پیچھے ہٹی تھی۔

آہان نے اسے پیچھے سے کھینچ کے سینے سے لگایا۔اور مضبوط گرفت سے اسکے کان پہ جھکا۔

جینا بھی کون چاہتا ہے...؟؟مار ڈالو۔۔۔!اسکی کان کی لو کو چھوتا وہ خمار آلو لہجے میں بولا۔

اگر اگلے سیکنڈ میں ساری بات نہ بتائی۔ تو کمرے سے نکال کے لاک کر دینا ہے میں نے۔ اسکے سامنے ہوتی وہ دل کی دھڑکنوں کو سنبھالتی فیصلہ کن انداز میں بولی تھی۔

آہان نے گہرا سانس لیا۔

ہنی جان۔۔۔!اتنے اچھے موقع پہ روٹھنا نہیں اچھا۔۔

ہار جیت کی باتیں کل پہ اٹھا رکھیں۔۔

آج دوستی کر لیں۔۔۔۔؟؟

اسکے قریب آتے وہ محبت سے بولا تھا۔ کہ ہانیہ نے اک مکہ اسکے پیٹ میں

دے مارا۔ وہ تڑپ کے پیچھے ہوا۔

اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو۔۔ چپ چاپ سب کچھ بتا دو۔۔۔! دوبارہ سے مکا

بناتی وہ آہان کو مسکرانے پے مجبور کر گئی۔

ہمم۔۔ تو سنو۔۔ جب ایکسیڈینٹ ہوا۔ تو میں بہت خطرناک ہو بیوی۔۔۔!

بمشکل اپنی جان بچا کے پانی میں گرا تھا۔ کچھ مچھیروں نے میری مدد کی۔ مجھے

بہت چوٹیں آئی یں تھی۔۔ نجانے کتنے فن وہیں ان کے پاس بے ہوش

پڑا رہا۔ پھر جب ہوش آیا تو۔۔ رابطہ کے لیے کچھ نہ تھا میرے پاس۔ وہاں

کے ایک مچھیرے کی بیٹی کو میں پسند آ گیا۔ انہوں نے زبردستی اس سے میرا

نکاح کروانا چاہا۔ میں نے انکار کیا۔ تو مجھے قید کر لیا۔ پھر ایک دن۔۔ وہاں

سے بھاگ نکلا۔

کہتے کہتے ہانیہ کے چہرے کے تاثرات بھی نوٹ کر رہا تھا۔ دھیرے سے

اسکے پاس جا بیٹھا۔ جو بہت غور سے سن رہی تھی۔

وہاں سے بھاگا تو ایک جنگل میں پہنچ گیا۔وہاں جنگلی لوگوں میں پھس گیا۔

وہاں کتنے دن رہا کوئی یاد نہیں۔ البتہ آخر میں ان کے ساتھ

میری دوستی ہو گ ئی۔اور جنگل سے مجھے نکلنے کا راستہ بتا دیا۔

میں جب۔۔۔شہر پہنچا تو۔۔سب سے پہلے تمہیں دیکھنے کا جی چاہا۔پر

۔۔۔دل پے پتھر رکھ کے ہیڈ کوارٹر پہنچا۔اپنے زندہ ہونے کی اطلاع دی۔

وہیں مجھے انہوں نے اس بات کو سیکرٹ رکھنے کا کہا۔میں نہیں جانتا۔کیوں

۔۔؟؟لیکن۔۔۔مجھے انکی بات ماننا پڑی۔وہ تھوڑا دکھی ہوتا خاموش ہوا۔

پھر۔۔؟؟کیا ڈیڈ کو بھی نہیں پتہ تھا۔۔؟؟تم زندہ ہو۔۔؟؟

ھانیہ نے دکھ سے پوچھا۔

نہیں۔۔انہیں بھی کافی بعد پتہ چلا۔میری جانچ جاری تھی۔وہ۔۔مجھے چیک

کر رہے تھے۔کہ میں اتنے دن سے غائ ب تھا۔کوئی مس ئ لہ نہ ہو

مجھ میں۔میرے جسم۔۔میرے دماغ کا معائ نہ کیا گیا۔

بالآخر جو وہ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ کہہ دیا۔ہنیہ نے تڑپ کے اسکی طرف دیکھا۔

اور اسکے گرد بانہوں کا حصار باندھا۔

اتنی تکلیف سہی ہے تم نے۔۔؟؟وہ روتے ہوئے بولی۔

لیکن اس سے بھی زیادہ تکلیف تب سہی۔جب اپنی بیوی کو کسی اور کے لیے

سجتا دیکھا میں نے۔۔۔!

برجستہ جواب دیتے وہ تلخ ہوا۔

نہیں آہان۔۔۔!قسم لے لو۔۔۔میں صرف تمہاری ہوں۔۔دل سے کہہ

رہی ہوں۔میں کسی کی نہیں ہوسکتی۔۔سوائے تمہارے۔۔ روتے ہوئے

وہ بچوں کی طرح اسے یقین دلا رہی تھی۔

کیسے۔۔۔کیسے۔۔یقین کرلوں۔۔؟؟اب کی بار آہان نے اسے آزمائش

میں ڈالا۔

تمہیں بھروسہ نہیں مجھ پے۔۔؟دکھ سے پوچھا۔

بات بھروسے کی نہیں ہو رہی۔۔یقین دلانے کی ہو رہی ہے۔۔! آہان نے میٹھی سی سرگوشی کی تو ہانیہ کا سر جھک گیا۔

اور پھر آگے بڑھ کے اسکے گال پے بوسہ دیتی وہ شرما کے پیچھے ہٹی۔

کیا۔۔؟؟ یہ یقین دلانا ہوتا ہے۔۔؟ آہان ایک دم سے اٹھتے ہوئے بولا۔

بیوی۔۔۔ تمہیں تو یقین دلانا بھی نہیں آتا۔ گھڑی اتار کے سائیڈ ٹیبل پے رکھتا وہ جیسے ہی مڑا تھا۔ ہانیہ کو اپنے پیچھے کھڑا پایا۔ وہ آگے بڑھ کے عقیدت سے اسکے ماتھے پے بوسہ دیتی آنکھیں موند گ ئی تھی۔

میں نے ہمیشہ تم سے نفرت کا اظہار کیا۔ درپردہ۔۔ وہ محبت تھی۔ میں انجان تھی۔۔۔ تمہارے ساتھ رہتے تمہیں سمجھا۔۔ تمہیں جانا۔۔۔! تو یہ احساس ہوا۔ تم بہت خاص ہو میرے لیے۔۔۔! تم سے ایک سال کی دوری نے مجھے یہ احساس دلایا۔۔ڈیٹ۔۔ آئی۔۔ لو۔۔ یو۔۔۔!

دھیرے دھیرے وہ اپنے پردے گراتی جارہی تھی۔اور آہان اسکے لفظوں کی سچائی کو دل سے محسوس کر رہا تھا۔ آگے ہوتا اسے آئی ینے کے پاس لے کے آیا۔ دونوں آگے پیچھے کھڑے ہوتے ایک دوسرے کو مکمل کر رہے تھے۔

ہانیہ آہان میں اور آہان ہانیہ میں زم ہیں۔ یہ دونوں کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔۔دھیرے سے اسکا دوپٹہ اتار کے ایک طرف رکھتے وہ ہانیہ کا سر شرم سے جھکا گیا۔اسکی کمر سے ہاتھ باندھے اسے اپنے حصار میں لیا۔آئی مس یو۔۔۔! خاص تمہاری لڑائی کو بہت مس کرتا رہا اس ایک سال میں۔۔۔! اسکا رخ اپنی طرف کرتا وہ شرارت سے بولا تو ہانی نے خفگی سے اسے دیکھا۔

لیکن ایک بات تو طے ہے۔ سر سے پاؤں اسے دیکھتے اب وہ پٹڑی سے اترنے لگا تھا۔

اس ایک سال میں تم۔۔پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگ ئی ہو۔۔۔

اسکے دیکھنے کے انداز اور لفظوں کا وار ہانیہ کو دل پے محسوس ہوا۔ دھیرے سے ایک مکا اسکے سینے پے جڑتے وہ اسکے سینے میں ہی منہ چھپا گ ئی۔

جبکہ آہان کی جسارتیں بھی بڑھتی جارہی تھیں۔اور لفظوں کے اظہار بھی ادا ہو ہے تھے۔

وہ دل کی دھڑکنوں کو ایک سو بیس کی رفتار سے پکڑے محسوس کرتی اسی کے سینے میں منہ چھپاتی شرمارہی تھی۔

آج۔۔ایک سال بعد دو پیار کرنے والے ایک دوسے سے مل ہی گ ئے تھے۔

♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥♥

آہان نے کچھ جھوٹ کچھ سچ کی مدد سے ہانیہ کو یقین تو دلا دیا تھا۔ لیکن وہ سارا سچ ہانیہ سے بھی نہ کہہ سکا۔وہ ایجینسی کا بندہ تھا۔اور سارا سچ تو وہ خود کو بھی نہ

بتاتا۔۔سلطان کہاں گیا۔۔؟یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس تمام وقت میں وہ اپنے علاقے میں رہا تھا۔ اپنے وڈ وڈیروں کے زمین و جائیداد کو واپس حاصل کرنے میں۔ وہ گاؤں کے سرپنچ کا اکلوتا وارث بچا تھا۔ اور اسے اسکا حقِ وراثت لینا تھا۔ جو اس نے لیا۔ جس میں ابتسام نے اسکی ہر طرح سے مدد کی۔ اور ثابت کیا۔ کہ آہان ہی حمزہ حیات مرزا کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اور تمام زمین وہ جائیداد کا اکلوتا وارث۔

او بہت سی باتوں کے ساتھ آہان یہ بات بھی ہانیہ سے چھپا گیا۔اور من گھڑت کہانی سنادی۔جس پے پہلی بار ہانیہ نے بنا کسی تردد کے یقین کرلیا۔ اور وجہ وہ محبت تھی۔جو وہ اس سے کرنے لگی تھی۔ورنہ سپائی گرل۔۔۔؟۔ کبھی یقین نہ کرتی۔ 😉

💖💖💖💖💖💖💖

یارابا۔۔وہ دیکھ تیرے پاؤں کے پاس چوہا۔۔۔۔! فیاض نے چلاتے ہوئے کہا۔

کدھر کدھر۔۔۔؟دور بھگا اسے۔۔۔! شاہان چلایا تھا۔

میرے ہاتھ بندھے ہیں کیسے بھگاؤں۔۔؟؟ فیاض چلایا تھا۔

ابتسام نے شاہان اور اسکے بیٹے کے لیے وہی سزا منتخب کی تھی۔جو اس سے پہلے میریامین نے اپنی پہلی بیوی کے لیے چنی تھی۔جتنے گناہ انہوں نے کیے اب ان کو یہیں رہنا تھا ساری زندگی۔

♥♥♥♥♥♥♥♥

اگلے دن بہت بڑی گرینڈ ریسپشن رکھی گ ئی تھی۔

جس میں تقریباً زیادہ تر میجر جنرل کرنل بریگیڈی ئر سب پہنچے تھے۔اور آہان کو مبارک باد دے رہے تھے۔

آہان اور ہانیہ کو ایک دوسرے کے ساتھ خوش دیکھ کے ابرش نے بے اختیار آسمان کی طرف شکر گزار انداز میں دیکھا۔ وہ شوہر سے لڑائی کے چکر میں ۔۔۔اپنی اولاد کو اسکی خوشیوں کو بھول گ ئی تھی۔

حقِ وراثت دلاتے دلاتے حقِ محبت سے محروم کرگ ئی تھی۔ پر وقت رہتے اسے اپنی غلطی کا نہ صرف احساس ہوا۔ بلکہ اسے سدھارا بھی۔

ابر۔۔۔! ابتسام نے اسکے پاس آتے دھیرے سے اسے پکارا تو وہ چونکی اور آنسو صاف کیے۔

سام۔۔۔۔! میں اچھی ماں نہیں بن پائی شاید۔۔؟ وہ ابتسام کے پاس آتے دکھ سے بولی۔ ابتسام نے اسے اپنے حصار میں لیا۔

میری ابر نہ صرف اچھی ماں ہے بلکہ بہت اچھی بیوی بھی ہے۔ کچھ بھی برا !مت سوچو۔۔۔اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا۔ چلو۔۔اندر۔۔۔

دکھوں کے بادل چھٹ گ ئے تھے۔ اور خوشیوں نے ڈیرا جما لیا تھا۔

فیصل اور نور کو آپس یں اچھے سے بات چیت کرتے دیکھ یامین اور کشش کے دل میں یہ خواہش جاگی۔ کہ وہ دونوں ایک ساتھ ہو جائی یں ۔

دل سے دعا کی۔ جو شاید قبولیت کی گھڑی کی تھی۔

فیصل تو سب کچھ جان کے اسکا ہاتھ تھامنا چاہتا تھا۔ جو کچھ بھی ہوا اس میں اسکی کوئی غلطی نہ تھی ۔۔ کیا نور فاطمہ ۔۔۔؟ ماضی بھلا کے فیصل کا ہاتھ تھام لے گی ۔۔؟ کیا اسے تھام لینا چاہیے ۔۔؟

کچھ باتیں کچھ کہانیاں ادھوری رہ جاتی ہیں ۔۔ اگر تو آپ ک جواب ہاں ہے۔ تو وہ تھام لے گی۔ اور اگر نہ ۔۔ تو یقین جانیں ۔۔ فیصل اپنی محبت سے اسے جیت لے گا۔

بس ۔۔۔ ہمارے معاشرے نیں ایسے کردار ہونے چاہئ یں جو ۔۔ ایسی لڑکی کا بھی ہاتھ تھام لیں۔ نا کہ اسے طعنے دیں۔ جبکہ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔

اس کہانی کا بھی اینڈ یہیں ہوتا ہے۔

ختم شده